اس کتاب کی رجسٹری حسب ضابطہ بنام صابر ملتانی ہو چکی ہے۔ بغیر صابر ملتانی کے کوئی صاحب نہ چھاپے نہ چھپوائے۔

قصص الاولین مواعظ الآخرین

الحمد للہ کہ مجموعہ حالات و مقالات و ملفوظات قطب دوران محبوب رحمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز
و ملفوظات حضرت فیض بخش خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی قدس سرہ مطلع انوار سبحانی
و تاریخ ایام [illegible]

خاتم سلیمانی

۱۳۲۵

از تالیفات جناب مولوی الٰہی بخش صاحب [illegible] ضلع مظفرگڑھ
بسعی [illegible] مولوی محمد خیر الدین صاحب [illegible] فخر الدین محمد بشیر الدین تاجران کتب شہر ملتان [illegible]

در مطبع خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور باہتمام [illegible] طبع

قیمت مجلد کاغذ سفید عمدہ [illegible]، کاغذ سفید بنگالی [illegible]، کاغذ سفید ولایتی موٹا [illegible]، کاغذ زرد مصری موٹا [illegible]، کاغذ حنائی ولایتی ڈبل [illegible]

اطلاع عام [illegible]

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

واجب العرض از جانب مؤلف و مہتمم کتاب

جب جمادی الاول ۱۳۲۵ھ میں عرس شریف حضرت غریب نواز مرشدی خواجہ الٰہی بخش صاحبؒ کے موقعہ پر خاتم سلیمانی کا ایک تمہیدی اشتہار شایع ہوا۔ تو حضرت خواجہ محمد الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف نے بہت اظہار مسرت فرما کر پیشگی قیمت کتاب بھیجکر ارشاد فرمایا۔ کہ اشتہار میں ایک آدھ لفظ خلاف واقع معلوم ہوتا ہے۔ مضمون میں اسکی صحت کا خیال رکھا جاوے۔ مہتمم کتاب نے جو اپنے آپ کو سجادہ نشینان کا خادم تصور کرتا ہے۔ انکے عطیہ کو تبرکاً و تیمناً اپنے پاس رکھ لیا۔ اور جب صاحب موصوف کی خدمت میں انکے اظہار مسرت و ہدایت کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور ساتھ ہی التماس کی گئی۔ کہ وہ کچھہ مصالحہ کتاب کے متعلق عطا فرماویں۔ تو نہایت خوشی اور فخر سے تیمناً کتاب میں درج کردیا جائیگا۔ اس پر آپنے بڑی مہربانی سے کتاب "انتخاب مناقب سلیمانیہ" عطا فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ جو مضامین ضروری سمجھے جاویں۔ ان کا اقتباس کرلیا جاوے۔ اور کتاب کو بہمہ وجوہ مکمل جامع کرنے کی کوشش کیجاوے۔ الحمدللہ کہ آپ کے فرمان کے مطابق کتاب مذکورہ سے بعض ضروری مقامات کا اقتباس کرلیا گیا۔ اور اپنی طرف سے خاکسار مؤلف اور نیاز مند مہتمم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اب قدردانی شائقین پر موقوف ہے۔

الملتمس

ا۔ ب بلوچ مؤلف خاتم سلیمانی و مہتمم کتاب صابر ملتانی

Marfat.com

خاتم سلیمانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

128310

نحمدہٗ و نصلی | دیباچہ خاتم سلیمانی | علیٰ نبیہ الکریم

پورے نو سال کا عرصہ گذرا۔ کہ اس ہیچمدان اللہ بخش خان بلوچ متوطن موضع سوکڑ ضلع ڈیرہ غازیخان کو حیات سعدی مؤلفہ مولنا حالی کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جس طرز پر مولنا موصوف نے وہ کتاب لکھی ہے۔ وہ ان کا حصہ تھا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دل مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی قدر و منزلت پہلے سے دہ چند زیادہ ہو گئی۔ اور جو لطف مجھے اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہوا۔ اس کا اثر آج تک میرے دل مین موجود ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دل مین خود آ یہ خیال آیا۔ کہ ہمارے ملک مین ایسی کتابون کی تالیف و تصنیف کی از بس ضرورت ہے۔ ناول اور فضول کتابون سے قطع نظر اچھی اچھی تاریخی کتابون سے وہ نتائج نہین پیدا ہوتے۔ جو کسی گریٹ مین (مشاہیر عہد) کے سوانح ایام قلمبند کرنیسے پیدا ہو سکتے ہین یہی وجہ ہے کہ مورخان اسلام نے جہان عام طور پر فلسفہ منطق ہیئت طب ریاضی جغرافیہ وغیرہ کے متعلق کثیر التعداد کتب تصنیف کی ہین۔ وہان انہون نے تاریخ و سیر اور بالخصوص بایوگرافی کی طرف بھی خاص توجہ کی ہے متقدمین کو چھوڑ کر زمانہ حال کے ہندستانی اسلامی مصنف مولنا شبلی وغیرہ نے اس پہلو کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور جسقدر کافہ انام نے عموماً اور اہل اسلام

Marfat.com

نے خصوصاً ان کتابون کی قدر کی ہی۔ اسکی واسطے مجھی کسی تشریح اور توضیح کی ضرورت نہین ہے کوئی تعلیم یافتہ مسلمانون سی پوچھے۔ کہ اُنھون نے اِن کتابون کے مطالعہ کے بعد کیا رائے قایم کی۔ اور مصنّف کے حق مین کس قدر کلمات خیر اُن کے مُنہ سی نکلے۔

کتب تواریخ و سیر کے لکھنے مین مسلمان دُنیا بھر مین مشہور ہین۔ اور قاہرہ و قسطنطنیہ کی کے کتب خانے اِن بیش بہا ذخیرون سے تمام دُنیا مین مشہور ہین۔ اور بایوگریفی کے متعلق مجھی اِس بات کے کہنے مین فخر ہے۔ کہ گویا یہ سلسلہ ہمارا (مسلمانون کا) وراثت مین چلا آتا ہی اگرچہ ہندوستان مین ابھی وہ وقت نہین آیا کہ اس سلسلہ کو وسیع کیا جاوے۔ مگر پھر بھی مین دیکھتا ہون کہ اہل قلم نے مشہور لوگون کی سوانح عمریان لکھنی شروع کر دی ہین۔ طبقۂ علما۔ فضلا کے علاوہ بزرگان دین۔ اولیائے کرام۔ شہنشاہون۔ ان کے جنرلون۔ وزیرون۔ امیرون شاعرون کی سوانح عمریان بھی حال مین بہت کچھ لکھی گئی ہین۔ اور لکھی جا رہی ہین۔ اور ایسی کتابون کے فوائد محتاج تشریح نہین عیاں را چہ بیان کو آرسی کیا ہے۔

اِس خیال سی عرصہ چھ سال کا ہُوا۔ کہ خاکسار نے اپنے پیر مرشد سرتاج چشتیان حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے سوانح ایام قلمبند کرنے کا اِرادہ کیا۔ یعنی اِدھر حضرت غریب نواز کا وصال ہُوا۔ اور فدوی نے اِرادہ اِس کار خیر کا شروع کیا مگر ملازمت کے بکھیڑے اور کمی استعداد کی وجہ سے اِس کار خیر کو سرانجام پہچانے کیلیئے امروز فردا کرتا رہا۔ اور سچ تو یہ ہی کہ کُلّ اَمرٍ مَرھُونٌ بِاَوقَاتِھَا کے بموجب ہر ایک کام اپنے خاص وقت پر ہُوا کرتا ہے۔ درحقیقت مجھے قدرتی شوق اِس امر کا اس وقت دامنگیر ہُوا۔ جب مین نے دیکھا کہ معمُولی سی معمولی آدمی کی سوانح عمری بازار مین فروخت ہو رہی ہی۔ اور گویا یہ ایک زندہ جاوید یادگار ہی۔ افسوس ہے کہ ایسے جلیل القدر بزرگ کی سوانح عمری موجود نہ ہو۔ یہ شوق بار بار مجھی اِس کام پر آمادہ کرتا تھا۔ مگر گویا قلمی بے سروسامانی مانع اور سدراہ تھی۔ سب سے پہلے مجھے یہ ضروری تھا۔ کہ مین کتاب کے واسطے معقول مصالحہ جمع کرتا۔ انگریزی تعلیم نے دل مین کسی قدر تحقیق اور تنقید کا مادہ ڈال رکھا تھا۔ اور دل یہ چاہتا تھا۔ کہ اگر کتاب لکھون تو وہ کتاب کہلانے کی مستحق ہو معمُولی حکایات کے قلمبند کر دینے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ بایوگریفی کا صحیح اطلاق اِس کتاب پر ہونا

چاہیئے۔ بہرحال پہلی بڑی دقت تو مجھے مصالحہ اور مضامین کے فراہم کرنے کی پیش آئی۔ جن لوگون نے غور سے ایسی کتابون کا مطالعہ کیا ہے۔ وُہ بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ کہ ایسی کتابون کی تالیف مین کس قدر دقت پیش آتی ہی۔ سب سے دوسری بڑی مشکل میرے راہ مین یہ آپڑی کہ اکثر ملانون مین بخل کی صفت قبیحہ موجود ہے۔ اور جن لوگون نے حضرت غریب نواز کی ملفوظات لکھی ہین۔ جب اُن سے سوال کیا گیا۔ کہ بھائی! ذرا اپنی تالیف دکھاؤ تو سہی کہ اس کا انتخاب کرکے یا سالم کتاب کو زیور طبع سے آراستہ کیا جاوے۔ تاکہ ہر کہ و مہ اس کتاب سے فائدہ اُٹھاوے۔ مگر افسوس کہ بہتیرے لوگون نے تو صاف انکار کر دیا۔ کہ ہم نے تو کوئی ملفوظ آج تک نہین لکھی۔ اور ایک آدھ نے وعدہ بھی کیا۔ مگر ایفائے عہد نہ کر سکے۔

مین اس موقعہ پر کسی ایسی شخص کا نام لکھ کر انکو زیادہ آزردہ نہین کرنا چاہتا کیونکہ مجھے یقین ہی۔ کہ طبع ثانی کے وقت وہ ضرور میلے ہاتھ بٹائینگے۔ مین کوئی کتب فروش نہین۔ کہ اس کتاب کو بیچ کر فائدہ کمانا چاہتا ہون۔ بلکہ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ ہمارے پیر و مرشد کے اقوال افعال عادات اطوار کا ایک نقشہ عام لوگون کے سامنے کھچ جائیگا۔ اور اگر اُن کے مُریدان با اخلاص کو لطف تازہ اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوگی۔ تو دیگر اہل اسلام اور عوام الناس جو اس سلسلۂ متبرکہ اور اُس ذات ستودہ صفات مخزن کمالات سی ابھی نابلد ہین واقف ہوکر استفادہ حاصل کرینگے۔ میرے خیال مین ہر ایک عقیدت مند مُرید کا یہ فرض ہی کہ وہ اپنے پیران طریقت کے صحیح حالات اور کمالات عام لوگون کو سُنائے۔ اور جو لطف اس مرید کو حلقۂ ارادت اور دائرۂ غلامی مین نصیب اور حاصل ہوتا ہے۔ اورون کو بھی مستفید اور مستفیض کرنے کی کوشش کرے۔

مجھے اس کتاب کی تالیف مین یہ بات بھی مدنظر تھی۔ کہ کتاب کو موجودہ طرز تحریر کے مطابق صحیح اور راست واقعات سی پُر کیا جاوے غیر صحیح اور دُور از قیاس واقعات درج کرنے سے بکلی احتراز کیا جاوے۔ اور اسی مطلب کیواسطے مین نے مختلف مقامات کا سفر کیا۔ اور حتی الامکان اور حتی المقدور ہر ایک حکایت کی تنقید اور تصدیق مین کوشش کی۔ ممکن ہی کہ باوجود میری کوشش کے بعض حکایات مین مبالغہ یا غلو موجود ہو۔ مگر اُسے خطا و نسیان پر محمول کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

کیونکہ انسان آخر انسان ہی ہے۔ اور وہ مغلوب سہو و نسیان بھی ہو۔ ع ہوش گر خطائے
رسی وطعنہ مزن *

اس امر کے علاوہ یہ خیال بھی شروع سے میرے دل میں متمکن تھا۔ کہ کتاب کو موجودہ انشاپردازی
کی طرز پر لکھا جاوے۔ یعنی اولاً خاندانی حالات۔ پھر پیدائش بچپن تعلیم و تربیت شباب۔
زہد و اتقا۔ کشف و کرامات۔ سفر تالیف و تصنیف۔ پابندی اوقات۔ عادات و اطوار نصائح
وفات۔ اولاد۔ خاتمہ وغیرہ کو سلسلہ وار قلمبند کیا جاوے۔ اور عام ملاؤں کی طرح ایک
خاص امر مثلاً کشف و کرامات یا جو کچھ کہ سنا۔ لکھ دیا کا اصول نہیں رکھنا چاہیئے۔ اس پابندی سے
مجھے بعض مضامین کے مصالحہ کی تلاش میں بہت محنت کرنی پڑی۔

بعض احباب خصوصاً مکرمی مولوی محمد یار خان ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تونسہ شریف
اُن کے اسسٹنٹ مولوی نور محمد سوکڑی اور مولنا صاحب ملتانی کا ازحد مشکور ہوں جنہوں
نے فراہمی مضامین میں کماحقہ مدد دی۔ اور آخرالذکر صاحب نے تو کتاب کے انطباع اور
اشاعت کا ذمہ اپنے اوپر لینے کے علاوہ کاپی کی تصحیح اور ترتیب مضامین میں قابل قدر امداد دی۔

پہلے میرا ارادہ تھا۔ کہ صرف حضرت غریب نواز خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی کی سوانح عمری لکھی
جاوے۔ اور ابتدا میں صرف اُنہی کے سوانح ایام تصنیف میں مصروف رہا۔ مگر بعد میں چند ایک احباب نے
مشورہ دیا کہ حضرت خواجہ خواجگان اوّل چشتیان چراغ جہان حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ
والغفران کے مختصر حالات معہ کشف و کرامات بھی ضرور لکھے جاویں۔ کیونکہ اگرچہ اس ولی مادر
زاد اور بزرگ عالی نژاد کی ملفوظات مثل نافع السالکین مناقب المحبوبین منتخب وغیرہ بہت سی
موجود ہیں۔ مگر اردو زبان میں جو آجکل ہندوستان کی کیا قومی اور کیا علمی اور کیا عدالتی
زبان مانی جاتی ہے۔ اور جس کو معمولی سے معمولی آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کوئی کتاب
خواجہ علیہ الرحمۃ کے حالات بابرکات کے متعلق نہیں لکھی گئی۔ اور چونکہ حضرت
غریب نواز کو تمام فیض خواجہ علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوا۔ اور ان کے حالات ایک دوسرے
سے وابستہ و منسلک ہیں۔ اور دونوں آفتاب و ماہتاب ولایت کے ہیں۔ اس واسطے
ضروری ہوا کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے بھی حالات و کشف الکمالات کا اجمالاً ذکر کیا جاوے

Marfat.com

اور مصدر کو چھوڑ کر مشتق کی بحث شروع کر دینی علمی اصول کے بھی برخلاف ہے۔ حضرت حافظ محمد موسیٰ نور اللہ مرقدہٗ اور صاحبزادہ محمد محمود سلمہٗ ربہٗ کے حالات اس کتاب مین بخوف طوالت نہین لکھے گئے۔ اگر احباب نے اس کتاب کی قدر کی تو انشاءاللہ دوسری جلد مین یہ تمام کمی پوری کر دی جاویگی۔ اور کچھ شک نہین۔ کہ اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین دوسری جلد بھی طبع ہو جاوے۔ مگر یہ سب کچھ معزز ناظرین کی قدردانی پر ہے۔

آخیر مین مجھے صرف یہ لکھنا باقی ہے۔ کہ جو کچھ مین نے اس کتاب مین لکھا ہے۔ وہ اکثر اُن ثقہ اور معتبر آدمیون کی روایت ہے۔ جن کو اس بارگاہ سلیمانی مین بیٹھنے کا فخر حاصل ہوا۔ جنہون نے خواجہ علیہ الرحمۃ والغفران سے تعلیم پائی۔ اور جنہون نے حضرت غریب نواز کی صحبت بابرکت مین اپنی زندگی وقف کر دی۔ جن کتابون کا اوپر نام لکھا گیا ہے۔ ان کے علاوہ ملفوظ مولوی غلام حیدر صاحب۔ غذاء المحبین ملفوظ مولوی نور محمد صاحب مہڈی۔ نوٹ بک مولوی در محمد۔ یادداشت مولوی محمد یار خان۔ تواریخ ضلع ڈیرہ غازیخان تواریخ رؤسائے پنجاب سے بھی خاص خاص مقام پر استفادہ حاصل کیا ہے*

بہت سی روایتین مولوی محمد حسین صاحب تونسوی۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی مولوی حاجی چراغ الدین صاحب سوکڑی۔ قاضی عبد الرزاق سکنہ نبڈی۔ جناب مولوی گوہر علی صاحب تونسوی۔ فقیر محمد روشن صاحب سید غلام سرور شاہ صاحب قادری نور حسینی ڈگری۔ وکل محمد سیردی وغیرہ متعلقین سنگھڑ کے علاوہ اطراف وجوانب کے تعلق داران دینی استفادہ حاصل کیا گیا ہے۔ اور اگر بہت سی اشخاص بخل نہ کرتے۔ تو یقیناً یہ کتاب زیادہ مکمل اور زیادہ مقبول ہوتی یقین ہے کہ طبع ثانی مین اُن صاحبون سے بھی انکی مولفہ نسخے ملجائینگے۔ اور پھر یہ کتاب انشاءاللہ جیسی چاہیے ویسی تیار ہوگی اصحاب والا تبار کی خدمت مین التماس ہے۔ کہ اگر انہون نے اپنے طور پر کچھ حالات خواہ وہ کسی بات کے متعلق ہون قلمبند کیے ہون۔ یا کوئی قطعہ تاریخ یا مرثیہ وغیرہ لکھا ہو۔ وہ ضرور ہم کو اطلاع دین تاکہ طبع ثانی مین وہ تمام و کمال حالات شایع ہو سکین۔ ہم بڑی خوشی سے ایسے اصحاب کے اسمائے گرامی معہ مضامین درج کر دین گے مدعا تو یہ ہے کہ کتاب جسقدر عمدہ اور اعلیٰ ہو سکے۔ ویسا بنانیکی کوشش کیجاوے۔

فقط ۴ جون ۱۹۱۰ء

ا۔ ب۔ بلوچ
مؤلف کتاب ہذا

Marfat.com

خواجۂ خواجگان حضرت محمد سلیمان و حضرت فیض بخش خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہما کا مختصر حال

تمہید۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان اور حضرت غریب نواز خواجہ اللہ بخش جن کی سوانح عمری لکھنے کا میں نے ارادہ کیا ہے۔ ایسی مشہور و معروف ولی کامل ہو گذرے ہیں جن کے وجود باجود سے دُنیا میں اور بالخصوص ہندوستان میں وُہ فیض پہنچا۔ جس کا بیان کرنا آسان نہیں۔ وُہ آفتاب سپہر ولدیت اور ماہتاب برج سعادت تھے۔ انہوں نے دین اسلام کا نقارہ بجایا کہ اس کی آواز سے کوہ سلیمان جس کو ازل ہی خواجہ سلیمان کی خصوصیت اور وطن ہونے سے ہمنام بنایا تھا گونج اٹھا۔ اِس نقارہ کی آواز پنجاب۔ ممالک متحدہ راجپوتانہ سے گذر کر جزیرہ سراندیپ اور عدن تک پہنچی۔ اور افغانستان بلوچستان۔ ترکستان سب اس نقارہ کی آواز سے چونک اُٹھے۔ اور ہزاروں طالبان حق سینکڑوں کوس طے کر کے تحصیل فیض کے واسطے سنگھڑ پہنچے۔ یہ نام ہی کچھ غیر موزوں تھا۔ مگر سہ آہن کہ بپارس آشنا شد۔ فی الفور بصورت طلا شد۔

سنگھڑ کا لفظ زبان زد عوام ہو کر دور دور تک مشہور ہوا۔ اور تونسہ کا چھوٹا سا قصبہ جو اس علاقہ میں واقع ہے خواجگان کی برکت سے تونسہ شریف کہلایا۔ اور شرق سے لیا غرب تک اس کا آوازہ بلند ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہر دو بزرگوں کو وہ کمالات اور خوارق عادات عطا کیے۔ جن کی تفصیل اور تشریح کی جاوے تو ایک دفتر چاہیئے۔ وُہ گویا انسانی کمالات کا مخزن اور عنایت الٰہی کا گلشن تھے الحمد للہ کہ اُن کا فیض اب تک جاری ہے۔ اور خدا کرے کہ تا قیامت جاری رہے۔

جس وقت خواجہ محمد سلیمان اپنے وطن مالوف کوہ درگ سے تونسہ شریف میں آئے۔ تو اُس وقت کوئی بھی آپ کا واقف نہ تھا۔ کہ جس کے گھر رہائش اختیار کرتے تحصیل علم کا شوق دامنگیر تھا۔ مگر مائحتاج دنیا سے یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ صبح شام گداگری پر طعام کا انحصار تھا۔ کبھی کسی کے دُنبے (گوسفند) چرانے پر مامور ہوتے تو کبھی گھاس جنگل سے کھود کر بازار میں ایک دو پیسے کو فروخت کرتے۔ افغان نژاد ہونے

Marfat.com

کی وجہ سے وہ عوام الناس اور طالب علموں کے گروہ مین روہیلہ کے نام سے موسوم تھے
بھلا کس کو خبر تھی؟ کون جانتا تھا؟ کسے معلوم تھا؟ کون واقف تھا؟ کہ یہ نوجوان پٹھان
بفضل ایزد سبحان قطب دوران کہلائیگا - اور محمد سلیمان کے نام سے سلیمان ثانی مشہور ہوگا
اس کی اس ابتدائی گداگری کا یہ نتیجہ ہوگا - کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی
طرح جن و انس پر حکومت کریگا - وہ جسے ابتداء مین گوسفند چرانے کا کام کرنا پڑا - یہ ایک
اشارہ تھا - کہ امت محمدی کا گلہ بان ہوکر شیطان سے اس کا نگہبان ہوگا - جو خود کرتا
اور پند نامہ پڑھتا ہے - ایک وقت وہ ہوگا - کہ علوم ظاہری و باطنی کا اوستاد کامل بلکہ اُل
ثابت ہوگا - جو ایک دو پیسہ کا گھاس دن بھر جمع کرتا ہے - دولت دنیا کو لات نہین
لگائیگا - جس کی رہائش کیواسطے تونسہ مین مقررہ مکان نہین - اس کا شہرہ یہانتک
ہوگا - کہ بڑے بڑے بادشاہ - امرا - نواب - راجے اس کی دہلیز پر اپنے ماتھے
رگڑنے کو سعادت سمجھینگے جس کے پاؤن مین بالفعل راحت پا تک موجود نہین ہے - اسکی
کفش پا کو بڑے بڑے امیر اور وزیر بوسہ دین گے - اور اُسے آنکھون پر لگانے کو اپنا
افتخار تصور کرین گے - سبحان اللہ - اُس مالک حقیقی کے بھی عجب راز ہین - اپنی قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ سے وہ اپنے پیارے بندون کو آزمائش کے طور پر خوب پرکھتا
ہے - اور پھر اُن کا درجہ اور رتبہ اس قدر بلند کرتا ہے - کہ جن و انس اُس ہی فیضیاب
ہوتے ہین - سچ ہے - اسی سے تو اس قادر کی قدرت اور مالک کی حکمت معلوم
ہوتی ہے - خواجہ علیہ الرحمتہ کی زندگی کچھ ایسی پاک زندگی گذری ہے - کہ خدا کی قدرت
یاد آتی ہے - ان کی وہ سادہ مزاجی حلیمی - وانکساری - وہ تواضع وہ خلق وہ زہد
واتقا وہ مروت وہ سخاوت وہ علم وحکمت وہ طاقت اور شرافت کس کس کا ذکر کیا
جاوے - ابتدا ہی سے ان کو زروسیم کسے نفرت تھی - ہزارون روپے ان کے پاس
آئے - مگر انھون نے ایک دن بھی رکھنا گوارا نہ کیا - بیدریغ فقراء اور مساکین مین
تقسیم کردیئے - اگرچہ ان کو زمانہ طالب علمی مین گدائی کا کام کرنا پڑا - مگر نکتہ شناس
سمجھہ سکتے ہین - کہ وہ لوگون کے در سے گدائی کے واسطے نہ پیدا ہوئے تھے -

Marfat.com

جیسا کہ ہندو بقال کے گھر سے روٹی لانے کا قصہ پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ وہ بارگاہ ایزد تعالیٰ کے گداگر بنے۔ اور اس درگاہ فیض سے ان کو اس قدر بخشش عطا ہوا۔ کہ ان کی پوتے اور جانشین خواجہ الٰہ بخش کہلائے۔ خواجہ صاحب میں اللہ تعالیٰ نے وہ سنجیدگی اور متانت اور بارعب شوکت ودیعت کی تھی۔ کہ بڑے بڑے عظیم الشان آدمی ان کے سامنے کانپتے اور لرزتے تھے۔ جیسا کہ حکایات بہاول خان وغیرہ سے بخوبی منکشف ہوگا۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ چاندی کے پلنگ اور زریں ساز و سامان۔ ہزاروں روپے سینکڑوں اشرفیاں لوگوں نے نذر کیں۔ مگر آپ نے ایک دم تقسیم کردیں۔ ابتدائی تعلیم آپ نے وطن میں پائی مگر قرآن شریف اور شاید کوئی ایک آدھ کتاب ہی وہاں پڑھی۔

بعدہ تونسہ شریف آکر پند نامہ شیخ فرید الدین عطار۔ گلستان۔ بوستان وغیرہ فارسی کتب مطالعہ سے گذریں۔ اس کے بعد کوٹ مٹھن شریف میں عربی کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم صاحب خواجہ نور محمد صاحب مہاروی سے بیعت کرکے تاج خلافت اور کلاہ ولایت حاصل کیا۔ بعدہ تونسہ شریف میں آکر اقامت اختیار کی۔ اور اپنے فیض سے ایک عالم کو مستفید اور مستفیض فرمایا۔

حضرت غریب نواز خواجہ الٰہ بخش صاحب کے والد بزرگوار جو خواجہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور ایک صاحب دل بزرگ تھے خواجہ علیہ الرحمۃ کی عین حیات میں وصال کر گئے۔ اور خواجہ صاحب کا تمام فیض براہ راست حضرت غریب نواز کو حاصل ہوا۔ حضرت الٰہ بخش صاحب جس وقت سریر آرائے مسند خلافت ہوئے ہیں تو آپ کے کمال کا شہرہ اس سے پیشتر ہی ہو چکا تھا جن لوگوں کو جو اکثر خلفائے عظام اور معتقدان بلند احتشام تھے۔ اور جو صبح و شام خواجہ علیہ الرحمۃ کے قدوم میمنت التزام اور صحبت بابرکت اور زیارت باسعادت سے لطف اٹھا رہے تھے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت موجودگی کا فخر اور دعوے تھا۔ وہ بخوبی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کس طرح خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ پر توجہ فرمائی۔ اور کس طرح نعمت ولایت

Marfat.com

اور دولتِ خلافت ان کے سپرد کی۔ اور خواجہ حضرت غریب نواز کی وفات کو بہت عرصہ نہین گذرا۔ لاکھون آدمی آپ کے سلسلۂ بیعت مین داخل ہوئے۔ وہ بخوبی جانتے ہین۔ کہ حضرت غریب نواز کس درجہ محبوبِ الٰہی تھے۔ اور ان کو بارگاہ ایزدی سے کس قدر نعمتہای غیر متناہی حاصل ہوئین۔ میرے ایک دوست بیان کرتے تھے۔ کہ حضرت غریب نواز کے ہر ایک مرید با اخلاص کو آپ کی کمالیت کا ثبوت نہایت کھُلے طور پر مل چکا ہے۔ آپ دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ آپ نے تقریباً ہندوستان کے ہر ایک حصہ کا سفر کیا۔ اور جملہ بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی ملاقات اور زیارت سے اپنا درجہ اور رتبہ بلند ترین بلندی پر پہنچایا۔ وہ ایک چشمۂ فیض تھے۔ اور انپر کسی شاعر کا یہ مقولہ ع ہر کہ آمد بر درت خالی نرفت۔ پورے طور پر صادق آتا تھا۔ آپ نے حج بیت اللہ کر کے فرض عظیمہ پورا کیا۔ دورانِ قیام عرب شریف مین وہان کے لوگ بھی آپ کی ولایت کے قائل ہوئے۔ اور کئی سلسلہ بیعت مین داخل ہو گئے۔ تونسہ شریف مین وہ شاندار بےنظیر مساجد۔ مہمانسرائے۔ لنگر خانے۔ مسافر خانے۔ محل سرائے وغیرہ تعمیر کرائے۔ کہ دنیا کی شاندار عمارتون مین ان کا شمار ہونے لگا۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کا روضہ منورہ نواب بہاول خان کے خرچ سے ۵۵ ہزار اور بقول بعض ۷۵ ہزار روپے کی لاگت سے بنکر تیار ہوا۔ جو ایک قابل دید زیارت گاہ ہے۔ روضہ شریف کے اندر حضرت ثانی کے وقت مین جو سنگ مرمر کی بارہ دری تیار ہوئی ہے۔ اور جسپر سنہری کام اس خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرش بیش قیمت سنگ مرمر سے ایک اعجوبہ روزگار ہے جب انسان اس روضہ منورہ مین داخل ہوتا ہے۔ تو بے اختیار منہ سے یہ کلمات نکلتے ہین ؎ اگر فردوس بر روئے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

اس کے پاس جو مسجد جامع تیار ہوئی ہے۔ مین اس خانہ خدا کی تعریف الفاظ مین ادا نہین کر سکتا۔ گھنٹہ گھر جو مسجد کے جنوبی کونہ پر سر بفلک ہے۔ ایک ایسی نمونہ کا ہے۔ کہ اسکی نظیر میری نظر سے نہین گذری۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد کم آواز کا گھنٹہ بجتا ہے۔ اور پھر سالم گھنٹہ کے بعد ایک بڑی گونج والا گھنٹہ بجتا ہے۔ جس کی آواز

کم و بیش دو میل تک سنائی دیتی ہے۔
حضرت غریب نواز نے اپنے جد امجد حضرت خواجہ محمد سلیمان نور اللہ مرقدہ کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کی۔ آپ مین کسر نفسی۔ متانت۔ تواضع۔ فروتنی۔ سادگی۔ خواجہ صاحب کیطرح موجود تھی۔ زہد و اتقا مین اللہ تعالیٰ نے خاص ہمت عطا کی تھی۔ حالت نزع مین آپکی زبان فیض ترجمان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ نکلتا تہا۔ جسکی آواز دور تک سنائی دیتی تھی۔ ان تمام امور کا ذکر موقعہ موقعہ پر کیا جاویگا۔
آپ کی ذاتی شرافت و متانت کی اور لوگ تو ایک طرف بڑے بڑے انگریز سلیح اور معزز ہند و تعریف کرتے تھے۔ آپ کی سادگی کا یہ عالم تہا۔ کہ ایک سیاہ چادر زیب بدن ہوتی۔ ایک معمولی پیراہن گلے مین ڈالے۔ اور ایک سفید ٹوپی جسمین ۳۔۴ گرہ کپڑا خرچ ہوتا ہو۔ زیب سر ہوتی۔ باوجود اس سادگی لباس کے آپ کا وہ رعب داب تہا کہ لوگ سامنے بات کرنیسے کانپتے تھے۔ میرے ایک دوست چشم دید واقعہ لکھتے ہین۔ کہ ایکدفعہ حضرت غریب نواز سفر ہندوستان کو روانہ ہوئے تھے۔ رات کے ایک بجہ کیوقت گاڑی ہجنڈ اسٹیشن پر پہنچی اسقدر لوگون کا ہجوم تہا۔ کہ اسٹیشن پر تل رکھنے کو جگہ نہ تھی ہٹے کٹے شائقین کے جمع تھے۔ جو بیسیون کوس طے کرکے زیارت کی امنگ مین اندھیری رات مین اسٹیشن پر پہنچے تھے۔ جب گاڑی کا وقت ہوچکا۔ تو ڈرائیور۔ گارڈ۔ اسٹیشن ماسٹر ہرچند سبز جہنڈی دکہا کر گاڑی کے چلانیکی تیاری کرتے۔ اور سیٹیونکی سیٹیان انجن کی سنائی دیتین۔ مگر لوگ گاڑی پر سے ہرگز نہ ہٹتے تھے۔ ایکدفعہ انجن چلایا گیا۔ مگر پھر لوگون کے ہجوم سے مجبوراً اُسے سُرخ جہنڈی دکہانی پڑی۔ انگریز لوگ حیران تھے۔ کہ اس بزرگ کو کیا ہی طاقت اور برکت خداوند کریم نے عطا کی ہے کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی۔ آخر کار گاڑی بہت دیر سے روانہ ہوئی مگر پھر بھی لوگ سیر نہ ہوئے تھے۔ جب آپکے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ جس کسی کو یاد فرماتے تھے۔ فوراً وہ صبح تک موجود ہوتا۔ دُور دور سے لوگ آنے شروع ہوئے۔ اور بلا مبالغہ عرس شریف کی طرح لوگون کا مجمع ہوگیا۔ لوگونکا جمع ہونا اور حضرت غریب نواز کا یاد فرمانا ایک راز ہے۔ وہ ایک مقناطیسی کشش تھی۔ کہ مریدان با اخلاص اور معتقدان خاص ہر چہار طرف سے کھچے ہوئے آرہے تھے۔ ۵

رشتہ در گردنم افگندہ دوست	مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

حضرت غریب نواز کی مجلس مین ایک عجیب خصوصیت تھی۔ کہ جب کوئی شخص صدق دل سے کوئی سوال اپنے دل

Marfat.com

مین ڈالنا۔ کہ اسکا جواب حضرت غریب نواز کیا دینگے۔ تو اکثر دفعہ ایسا ہوا۔ کہ حضرت غریب نواز نے بعض اوقات ڈائرکٹ اور بعض دفعہ انڈائرکٹ ان سوالات کا جواب بغیر دریافت سائل کے دیکر اہل مجلس کو معتقد بنالیا۔ اس قسم کی بہت مثالین موجود ہین چنانچہ موقع موقع پر ہر ایک کا ذکر آئیگا۔

بعض کوتاہ اندیش اشخاص نے حضرت غریب نواز کے متعلق چند ایک امور کی بابت طعن بھی کیا ہے مثلاً عمارات تعمیر کرانے کا شوق نماز دیر سے پڑھنا بلا تمیز و تفریق ہر کس و ناکس کا بیعت فرمانا۔ انگریز سیاحون کو بذات خود اپنے مکانات کی سیر کرانا۔ واضح رہے کہ ان سب کا جواب موقع پر لکھا جاویگا۔ بالفعل سوا اسکے اور کیا کہا جاوے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ کسی نے ایک اور شعر بھی لکھا ہے ؎ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جسوقت مغلیہ خاندان کے اخیر بادشاہ سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ کو معلوم ہوا۔ کہ حضرت غریب نواز دہلی مین تشریف لائے ہین۔ تو زیارت کا ازبس شوق ہوا۔ اور ایک فیل کوہ پیکر پر سوار ہوکر قدمبوسی کو حاضر ہوئے۔ یہ ملاقات بڑی دلچسپ ہے۔ اور اسکا ذکر موقع پر کیا جاویگا۔

حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۳ فرزند عطا کئے۔ صاحبزادہ احمد صاحب تو حضرت غریب نواز کی حین حیات مین انتقال کر گئے۔ اور حافظ محمد موسیٰ صاحب اور صاحبزادہ حاجی محمد محمود صاحب حضرت غریب نواز کے بعد فیض رسانی خلائق پر مامور رہے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ سجادہ نشین حافظ قرآن مجید حافظ محمد موسیٰ صاحب چند سال ہی سر آرائے مسند خلافت ہوئے تھے۔ کہ ربِّ ارجعی کہکر اس دار ناپائدار سے رہگرائے خلد برین ہوئے ارادہ تھا۔ کہ صاحبزادگان بلند اقتدار کے مناقب بھی اس کتاب مین درج کرتا۔ مگر اس خیال پر کہ کتاب بہت ضخیم نہ ہوجاوے۔ اس ارادہ کو جلد ثانی کے متعلق ملتوی رکھا۔ انشاء اللہ العزیز اگر احباب نے قدردانی کی۔ اور حیات مستعار ہے۔ تو انشاء اللہ جلد ثانی بھی جلد تیار ہوگی۔ وَاللہُ الْمُسْتَعَانُ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ؕ

اب خواجہ محمد سلیمان صاحب کا ذکر خیر شروع کیا جاتا ہے

یا الٰہی از طفیلِ مصطفےٰ — بخش دیجو عاصیوں کی تو خطا
تائب و نادم ہین ہر دم اے خدا — چاہتے ہین عفو تیری کی صدا
دشمنانِ دین کو مقہور کر — خانۂ دینِ نبی معمور کر

ہم خطا دار و گناہگار حزین — ہین کئے اپنے پہ بس اندوہگین
نصرت و فتح و ظفر کیجو نصیب — عزت و حرمت سے رکھیو اے حبیب
یا الٰہی صد درود و صد سلام — ہو نبی اور آل انکی پر مدام

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سلیمان کی پیدائش

خاندانی حالات - واضح ہو کہ آنحضرت کا اسم مبارک خواجہ محمد سلیمان اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی زلیخا ہے۔ والد کا اسم مبارک زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خان بن خان محمد اور قوم کے جعفر افغان ہیں۔ جو رمدانی قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔ اور رمدانی رحیم دادی کا مخفف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ سالارانی قبیلہ میں سے تھے۔ آپ کا اصلی وطن موضع گرگوجی ہے۔ اور آپ اسی جگہ متولد ہوئے۔ آپ کا ایک بڑا بھائی یوسف نامی تھا۔ جو عین جوانی میں انتقال کر گیا۔ درحالیکہ ان کی شادی خانہ آبادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ اُن کی قبر بھی موقع گڑگوجی میں ہے۔ آپ کی چار ہمشیرہ تھیں۔ اوّل بی بی حلیمہ جن کا نکاح اسمٰعیل جعفر سے ہوا۔ اُس کا فرزند محمد نامی ہے جو کہ مُدّر کے نام سے مشہور تھا۔

دوم - بی بی حوّا جس کے خاوند کا نام الیاس جعفر ہے۔ اور اُس کا بیٹا محمد کو گڑا تھا۔
سوم بی بی فاطمہ کہ اس کا شوہر محمد جعفر تھا۔ جس کے صاحبزادہ کا نام محمد عمر تھا۔
چہارم بی بی بالی جس کی شادی ابراہیم خان جعفر سے ہوئی۔ اور اُس کے دو بیٹے صاحبزادہ نور محمد و عبدالرحمن جو خواجہ صاحب کے داماد ہیں۔ اور تیسرا بیٹا محمد عرف مڈی تھا۔ غرضیکہ حضرت صاحب کی چاروں بہنوں سے اولاد کثیر ہے جو کہ حضرت صاحب کی ہمسائیگی میں تونسہ شریف میں سکونت پذیر ہیں۔

خداوند کریم نے آپ کو ولی مادر زاد پیدا کیا تھا۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک دن حضرت صاحب کی والدہ ماجدہ حضرت کی پیدائش سے پہلے ایک چشمہ سے جو کوہ گڑگوجی میں جاری ہے۔ اور وہاں کی عورتیں اسی جگہ سے پانی بھر کر لاتی ہیں۔ پانی کا مشکیزہ بھر کر اپنے گھر کو واپس آ رہی تھیں۔ اتفاقاً راستے میں ایک فقیر جس کا لباس فقیرانہ اور زبان ہندوستانی تھی۔ بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے مائی صاحبہ کو دیکھا کہا سبحان اللہ۔ اس بی بی کے شکم میں بادشاہ دوجہان ہے۔ کہ اپنے عہد میں سلیمان زمان ہوگا۔ اور ہزارہا مخلوق کو فیض رسانی کریگا۔ اور جن و انس اس سے فیض

؎ - آپ کا سن ولادت ۱۱۸۳ھ ہے۔ ۵ سال ولادت آنرا اس اگر پرسی ✣ گر ہائے دو رسازی خورشید دوجہان شد ۱۲ (د۔ب)

Marfat.com

فیضیاب ہونگی - یہ بات کہہ کر وُہ فقیر روانہ ہو گیا - اور پھر کسی نے اس کو نہ دیکھا - بندہ
حاجی نجم الدین مؤلف مناقب المحبوبین نے یہ حکایت پہلے مسمی پیر بخش درویش سے
سُنی تھی - جو کہ بیان کرتا تھا - کہ میں نے کوہ درگ کی ایک باشندہ سے سُنا ہے کہ ایک شخص
(فقیر صورت نے) نہر گڑ گوجی پر جہاں سے عورتیں پانی بھرنے آتی تھیں - آکر ڈیرہ لگایا
تھا - اور ہر روز عورتوں کو دیکھتا تھا - ایک باشندہ موضع گڑ گوجی نے اس سے کہا - تو
نے یہاں کیوں ڈیرہ لگایا ہے - یہاں سے چلا جا - اور کسی دوسری جگہ ڈیرہ لگا -
یہ عورتوں کا گذرگاہ ہے - اس نے جواب دیا - کہ میں درویش ہوں - فکر نہ کیجئے - یہاں سے بالفعل
نہیں جاؤنگا " - الغرض اس شخص کو اس درویش پر بدگمانی سی ہوئی - اور وُہ اس کی گھات
میں بیٹھ گیا - اور ہر روز جو عورتیں پانی بھرنے کے لئے آتی تھیں سب کو دیکھتا تھا - ایک دن
جو حضرت خواجہ صاحب کی والدہ آئیں جب فقیر کی نظر اُن پر پڑی تعظیم کیلئے سرو قد
کھڑا ہو گیا - اور آداب بجا لایا - اور جب تک وُہ نظر سے غائب ہوئیں - برابر کھڑا رہا - اسکے
بعد بیٹھ گیا - جو شخص اس کی گھات میں تھا - آیا اور بہت دریافت کیا - کہ تیری تعظیم کرنے
اور آداب بجا لانے کا کیا سبب ہے - اس درویش فرخندہ کیش نے جواب دیا - کہ اے
میاں تجھ کو خبر نہیں ہے کہ اس مائی کے شکم میں غوث دو جہان ہے - یہ ساری تعظیم
میں نے اسی کی کی ہے - کہ وہ دونوں جہانوں کا بادشاہ ہوگا - اور ہزاروں لوگ اس
کے سلسلہ مریدی میں منسلک ہوں گے - یہ کہا - اور وُہ فقیر ایک طرف کو چلا گیا -
بندہ نے جب یہ حکایت سُنی - تو اس کی تصدیق اور تصحیح کے لئے میاں غلام رسول
خانصاحب اور میاں شیر محمد کلروائی سے جو بڑا نیک بخت درویش اور ہمیشہ ذکر میں
مصروف رہتا تھا - اور آنحضرت کا مُرید تھا - اور ایک مدّت دراز سے آنحضرت کی خدمت
میں رہتا تھا - ملا شیر محمد مذکور نے کہا - کہ میں نے یہ قصہ ایک مخبر اور ثقہ آدمی کی زبانی سنا
ہے - کہ مائی صاحبہ پانی بھر کر لا رہی تھیں - کہ دو درویش راستے میں ملے - اور ایک دوسرے
سے باتیں کرنے لگے - کہ تو جانتا ہے کہ اِس مائی کے شکم میں والئے دو جہان سلیمان
زمان ہے - ہزاروں لوگ اِس سے فیض حاصل کریں گے - کاتب الحروف کا خیال

یہ ہے کہ شائد ۳ دفعہ یہ امر ہُوا ہو۔ واللہ اعلم۔

لیکن کمترین مترجم ا۔ ب بلوچ کا خیال ہے۔ کہ حقیقت مین سب سے زیادہ صحیح اور راست است بے کم و کاست وُہ بیان ہین۔ جو کہ خود آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے مولوی یار محمد سوکڑی کے سلسنے اپنی زبان مُبارک سے بیان فرمایا جس کو منتخب اور دیگر ملفوظات مین لکھا گیا ہے۔ کہ ایک دفعہ جب کہ آنحضرت آفتاب جہان ابھی برج محل مین تھے۔ کہ ایک درویش دروازہ پر مالک مکان کو پکارنی لگا جب خواجہ صاحب کے والد شریف دروازہ پر آئے۔ تو اُس فقیر نے السّلام علیکم کہا۔ اور بعد خیر و عافیت کے کہا۔ کہ آپ کے گھر مین امیدواری ہے۔ خداوند کریم سکے فضل و کرم سی فرزند نرینہ تولد ہوگا۔ جو کہ زائد العمر۔ کثیر البرکۃ اور قطب الاولیا اور غوث العرفا اور صاحب لنگر ہوگا۔ اور ایک دُنیا اس کے فیض سے متمتع ہوگی۔ حضرت کے والد ماجد نے فقیر کو کھانا کھلایا۔ فقیر نے تھوڑا سا کھایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ باقی آپ کھائین۔ اور عالم خانگی کو کھلائین۔ اس کے بعد وہ فقیر چلا گیا۔ اور نیز مائی صاحبہ نے عالم خواب مین بھی دیکھا تھا۔ کہ آفتاب جہان تاب آسمان سے اُتر کر میری گود مین آیا ہے۔ اور تمام گھر چہار طرف روشن اور منوّر ہے۔ اور سینکڑون لوگ مجھے مُبارکبادی دے رہے ہین۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد ولادت آنحضرت ہوئی۔ اور فی الصدق وہ سورج ہی تھا جو کہ مائی صاحبہ کی گود مین آیا۔ (انتہی)۔

خواجہ صاحب نے پڑھنا شروع کیا۔

روایت ہے کہ جب آن حضرت نے دُنیا مین قدم رکھا۔ تو آنحضرت کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ یتیم رہ گئے۔ جب عمر شریف چہار سال کی ہوئی۔ والدہ ماجدہ نے آپ کو میان یوسف نام جعفر کے پاس پڑھنے بٹھایا۔ اور اُس نے قاعدہ عربی لکھ کر حضرت کو سبق دیا۔ کہتے ہین۔ کہ اُس نے ۱۵ سپارہ قران مجید دیا تو نہ پڑھا ہُوا تھا اس کے بعد آپ اپنے ایک رشتہ دار سے جسے حاجی صاحب کہتے تھے اور جو ولی کامل تھا پڑھنے لگے۔ دِن کو اُن کے مال مویشی کو جو زیادہ تر گوسالہ تھے۔

Marfat.com

چراتے۔ اور رات کو سبق پڑھا کرتے۔ کہتے ہیں کہ حاجی صاحب کی بیوی بہت سخت مزاج اور بدخو تھی۔ حضرت صاحب سے ہمیشہ لڑتی۔ اور یہ پہلے صبر کرتے تھے۔ کچھ مدت تک حاجی صاحب سے پڑھتے رہے۔ اور حاجی صاحب اپنی کشف سے فرمایا کرتے کہ تو پہلے تونسہ شریف میں جاویگا۔ اور پھر کوٹ مٹھن اور پھر وہاں سے ایک بزرگ سے بیعت کریگا جس سے تجھ کو خلافت حاصل ہوگی۔ پھر تو تونسہ شریف میں واپس آکر خلق کو ارشاد الٰہی کریگا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ تو صاحب اقبال ہوگا۔ اور صدہا لوگوں کو تجھ سے فیض حاصل ہوگا۔

اور ساتھ ہی آپ کو تین وصیتیں کیں۔ اوّل۔ میرے لڑکے کی تعلیم کا خیال رکھیں دوم۔ جب تک زندہ رہے۔ اس کے خرچ خوراک لباس پوشاک کا بھی خیال رکھیں سوم۔ اس لڑکے کی نزع کے وقت حاضر ہوویں۔ اور شیطان لعین سے اس کے ایمان کی نگہبانی کریں۔ کیونکہ میرے مرنیکے بعد یہ درشت طبع بدمزاج عورت دوسری شادی کرے گی۔ اور یہ یتیم الطرفین رہ جاویگا۔ الغرض ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حاجی صاحب نے فرمایا تھا۔ یعنی آپ بیعت خلافت اور نعمت حاصل ہونے کے بعد بحکم پیر خود تونسہ شریف میں اقامت فرما ہوئے۔ اور ہزارہا مخلوق خراسان۔ ہندوستان۔ عرب ترکستان وغیرہ اطراف سے آنی شروع ہوئی۔ اور لنگر اور فیض جاری ہوا۔ اس وقت آپ نے اپنے استاد زادہ محمد مدثر کو بلایا۔ اور اپنے زیر سایہ اس کی پرورش کی۔ حتیٰ کہ بیماری کے دنوں میں آپ ہر روز اس کی عیادت کو جاتے۔ اور نزع کے وقت موجود تھے۔ درحالیکہ اس کی زبان سے کلمہ شریف جاری تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اے مدثر (مت ڈر) میں نے تیرے والد کی وصیت جو کہ میرا استاد تھا بجالائی۔ اب میں نے تجھے الخدا کے کیا۔ بعدہ اس کا انتقال ہوگیا۔ دیگر۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت صاحب حسب معمول جنگل سے گوسالے چرا کر آئے۔ اور جب اپنے استاد کے گھر میں پہنچے۔ تو وہ بدخو اور بدطبع عورت خواہ مخواہ خواجہ صاحب سے تکرار کرنے لگی۔ اور بہت حد سے زیادہ بکواس کرنے لگی۔ حضرت کو بھی اس کی ہر روزہ بے باکی سے غصہ آگیا۔ اس کی ہانڈی اور مٹی کے اور برتن اور ظروف سب توڑ دیئے۔ اور اس طرح سے اس کو اس کی دشنام

دہی کا جواب دیا جب حاجی صاحب گھر مین آئے۔ تو وہ عورت بڑے مکر و فریب سے رونے لگی اور کہا کہ میرے سب برتن توڑ ڈالے ہین۔ اور علاوہ اس کے مجھے بہت سی گالیان دی ہین۔ خواجہ صاحب نے اوّل سے لیکر آخر تک سارا قصہ اس کے فساد اور روزمرہ کی ایذا دہی کا بیان کیا جس سے حاجی صاحب نے اُس تندخو عورت کو ندامت کرنی شروع کی۔ اور ساتھ ہی حضرت صاحب سے فرمایا کہ یہ عورت تجھے یہان پڑھنے نہین دیگی۔ جا مین نے تجھے حوالہ خدا کیا۔ تو جا کر اب تونسہ شریف مین میان حسن علی کے پاس پڑھیو۔ آخر حضرت صاحب اپنے اوستاد کے فرمان کے بموجب تونسہ شریف مین آئے۔ اور میان حسن علی کے درس مین پڑھنا شروع کیا۔ چنانچہ آگے اُن کا ذکر بھی آئیگا۔ کہتے ہین کہ حضرت صاحب نے پہلے پہل ملّان یوسف سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ پندرہ سیپارہ سے زیادہ نہین پڑھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے بھی غالباً اتنے ہی اُن سے پڑھے ہون گے اس کے بعد حاجی صاحب کے پاس قرآن شریف ختم کیا۔ اور فارسی بھی شروع کر کے ایک دو کتابین بھی پڑھ لی تھین۔ اس کے بعد تونسہ شریف مین رونق افروز ہوئے۔

دیگر۔ ایک اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھا۔ جو شہر لڑکوجی واقعہ ورنگ کا باشندہ تھا۔ قوم افغان بہ پیشہ حجام کا کرتا تھا۔ اور چونکہ اس کو کشف سے آئندہ زمان کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ اس واسطے کبھی کبھی نہایت عمدہ کھانا تیار کر کے حضرت کی خدمت مین لیجاتا۔ اور اپنے ہاتھون سے اس شاہزادہ کی حجامت بناتا۔ اور خواجہ صاحب اس کو پتھر مارتے تھے۔ اور گالیان دیتے۔ ایک دن ایک آدمی نے اُس بزرگ حجام سے کہا۔ کہ تجھے کون سا نفع اور فایدہ ہے۔ کہ اس کیواسطے کھانا بھی تیار کرتا ہے۔ اور حجامت بھی بناتا ہے۔ اور وہ اس کے عوض گالیان اور پتھر مارتا ہے۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی تجھے اس لڑکے کی حقیقت سے واقفیت نہین ہے۔ یہ لڑکا مقبول حق اور محبوب خدا ہوگا۔ اور ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ تمام جہان اس کے فیض سے مستفیض اور اس کے نور سے منور ہوگا۔ اور یہ طفل فخر الاولین والآخرین ہوگا۔ اور یہی شخص میرا جنازہ پڑھیگا۔ اور اسی کی برکت سے خداوند کریم مجھے بخش دیگا۔ وہ شخص اس خبر کے سُننے سے حیران ہو گیا۔ اور خاموش ہو رہا۔ آخر جیسا کہ

Marfat.com

اس حجام نیکنام نے اظہار کیا ہوا تھا۔ یعنی ایک مدت کے بعد حضرت صاحب اپنے
ایک رفیق باران خان جعفر کے ساتھ قبلہ عالم مہاروی سے رخصت ہو کر اپنی والدہ کی قدمبوسی
کیلئے وطن کو تشریف لے آئے جب کوہ درگ میں جا رہے تھے تو آدمیوں کے شور و
غل کی آواز کان میں آئی۔ باران نے کہا۔ کہ میں دریافت کروں کہ کون ہیں۔ شاید رہزن
بلوچ ہوں۔ اور ہمیں کوئی نقصان پہنچے جب اس نے جا کر دیکھا تو وہ جعفر افغان تھے
اور ایک جنازہ آگے رکھا ہوا تھا۔ اور امام کے منتظر تھے۔ پس خواجہ صاحب اس جنازہ
کے اوپر پہنچے۔ اور دریافت فرمایا کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ وہی شخص
ہے۔ جو آپ کو ملیدہ کھلاتا۔ اور حجامت بناتا تھا۔ اور آپ اسی حالت طفلی میں پتھر
مارتے تھے۔ اور برا کہتے تھے۔ حضرت صاحب نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس کیواسطے
دعائے مغفرت مانگی۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ شخص جس نے دریافت کیا تھا۔ کہ تو کیوں اس لڑکے
کی حجامت بناتا ہے۔ اتفاقاً اس وقت موجود تھا۔ اور جس وقت امام کی انتظار کر رہے تھے
تو اس کا دل الکاری ہو گیا تھا۔ کہ یہ بزرگ ہمیشہ کہتا تھا۔ کہ میرا جنازہ محمد سلیمان پڑھیگا۔
اب وہ کہاں۔ اسی خیال میں تھا۔ کہ خواجہ صاحب آگئے۔ اور اس کی نماز جنازہ پڑھی
اس شخص کو خواجہ صاحب کی اور اس بزرگ مرحوم کی بزرگی اور کمال کا پورا یقین ہو گیا۔

خواجہ صاحب کا تونسہ شریف میں آکر پڑھنا

کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب اپنے استاد کے فرمان کے بموجب کوہ درگ سے
تونسہ شریف آئے۔ تو میاں حسن علی کے مکتب میں پہنچے۔ اور بگی مسجد میں
جو تونسہ کے بازار کے پاس تھی۔ اور راقم نے بھی یہ مسجد دیکھی تھی۔ اور ۱۲۷۴ھ میں یہ
مسجد رود سنگھڑ سے منہدم ہو گئی ہے۔ آپ نے وہاں آکر پڑھنا شروع کیا۔ میاں
حسن علی صاحب خواجہ صاحب پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ اور بڑی محبت سے
سبق پڑھاتے تھے۔ اور چونکہ مکتب کے باقی لڑکے گدائی کر کے گذارہ کرتے تھے
خواجہ صاحب کو بھی استاد نے گداگری کا ارشاد کیا۔ مگر آپ نے پہلے کبھی گداگری نہ
کی تھی۔ الغرض استاد کے کہنے کے بموجب روانہ ہوئے۔ اور ایک بنیئے کے گھر گئے جہاں

اُس کی عورت روٹی پکا رہی تھی۔ اور دستور ہے۔ کہ ہندو عورتین اپنے چولہے پر چوکہ دیتی ہین۔ اور کسی آدمی کو اس چوکا مین گھسنے نہین دیتین۔ خواجہ صاحب اس عورت کے پاس گئے۔ اور جاکر اُس سے روٹی طلب کی۔ اس غیر مذہب عورت نے تھوڑی سی دیر کی۔ حضرت صاحب اس کے چوکہ مین داخل ہوئے۔ اور اُس کی روٹیون مین سے ایک بڑی روٹی لیکر واپس مکتب مین آئے۔ وہ عورت شور مچانے لگی۔ عین اسی وقت اس کا خاوند بھی آگیا۔ اور سیدھا میان حسن علی کے پاس جاکر فریادی ہوا۔ اور کہا کہ تمہارے شاگرد نے ہمارا چوکہ خراب کر دیا۔ اور زبردستی روٹی اوٹھا کر لے گیا۔ یہ کیسا آدمی ہے کہ اس نے ہماری سب روٹیان خراب کر دین۔ جو ہرگز ہمارے کام نہین آئیں۔ میان حسن علی نے کہا۔ کہ اے روہیلہ تو نے یہ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے جو کہا تھا۔ کہ گدا کر کے لے آ۔ مین پہلے پہلے اس ہندو کے گھر گیا۔ اور اُس کی عورت نے مجھ مانگنے پر روٹی نہ دی۔ تو پھر مین خود اٹھا کر لے آیا۔ اس کا اوستاد ہنس پڑا۔ اور کہا کہ تجھے گدا کرنا نہین آتا۔ اسکے بعد تو گدا کو نہ جایا کر۔ ہان اگر کوئی شخص مزدوری کیواسطے تجھے لے جائے۔ تو تو چلا جانا۔ اور جو کچھ مزدوری ملیگی۔ وہ کتابون اور کپڑون کے خرچ کے کام آئیگی۔ چنانچہ ایک شخص سفید باف نے حضرت سے کہا۔ کہ اگر ہماری کام پر جاوے۔ تو تجھے ۲ دو ٹکا۔ حضرت نے قبول کیا بہت لوگ سندوی والی چھپڑ پر جا رہے تھے۔ حضرت صاحب انکے ہمراہ چلے گئے تاکہ اس سفید باف کی جگہ کام کرکے ۲ روصول کرین جب وہان گئے۔ تو سب مزدور کام مین مصروف ہوئے۔ اور حضرت ایک سنگ کلان پر بیٹھ گئے۔ جب کوئی بُلانے کو آتا۔ تو آپ اُس کو پتھر مارتے۔ اور اپنے پاس سے دُور کرتے تھے۔ اور کسی آدمی کو پاس پھٹکنے دیتے تھے جب وہ کہتے کہ میان تو مزدوری کو آیا ہے۔ یا یہان بیٹھنے۔ مگر خواجہ صاحب کسی کی بات کو نہ سُنتے تھے۔ پس مزدورون نے تاج خان کے پاس جو سند کا کاربرداز اور حاکم تھا۔ جاکر فریاد کی۔ کہ فلان سفید باف نے اپنی طرف سے اس روہیلہ کو ۲ ر دیکر مزدوری کیواسطے بھیجا ہے۔ اور وہ ایک بڑی پتھر پر بیٹھا ہے

Marfat.com

اور کسی کو پاس نہین آنے دیتا ۔ اور نہ ہی کام کرتا ہے۔ تاج خان منگور نے کہا۔ اجی کچھ نہ کہو۔ جب شام کو سب مزدور اپنے گھر کو گئے۔ حضرت صاحب بھی وہ ۲ر لیکر قصبہ سنگرڈھ مین آئے۔ اور آرد گندم خرید کر کے سب کی روٹیان پکوائین اور پہلے خود کھائین پھر باقی سب کی سب راہِ خدا مین تقسیم کر دین۔ اور جب اوستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ تو انہون نے پوچھا۔ کہ ان ۲ر کو کیا کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ آرد گندم لیکر سب کی روٹیان پکوائین۔ تھوڑا خود کھایا۔ باقی فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا۔ اوستاد نے کہا کہ ۲ر کو ایک ہی دفعہ کیون خرچ کر دیا۔ ان دنون مین ۲ر کے پانچ ٹکے ہوا کرتے تھے۔ اور غلہ ارزان تھا۔ بہت سا آرد ملا حضرت نے سب آٹا پکا کر خیرات کر دیا۔ جب میان حسن علی ان کو ملامت کرنے لگا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ مجھ کو کیا خبر اس سفید باف نے کہا تھا۔ کہ تیری روٹی ہو جاویگی۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ اتنا ارزان ہی اور چودہ روٹیان ہونگی۔ اسکے بعد اوستاد نے فرمایا۔ کہ اس کے بعد تو مزدوری پر نہ جایا کر۔ اور روٹی میرے گھر کھا لیا کر۔ دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب اپنے اوستاد کے ارشاد کے بموجب گھاس کا گٹھا لیکر بازار مین بیچنے گئے۔ ایک شخص ۲/۱ ۱ پیسہ دیتا تھا۔ مگر آپ نے اُسے نہ دیا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا۔ اور اس نے ۲/۱ پیسہ کی کوڑیان دین۔ تو آپ نے وہ کوڑیان دیکھ کر وہ گھاس اس کے حوالہ کر دیا۔ غرض دنیا سے اس قدر بیخبر تھے۔ اور روزِ ازل سے رب تعالی نے انکو مال و دولت کی محبت سے آزاد کیا ہوا تھا۔

دیگر۔ بگی مسجد کے قریب جہان کہ حضرت صاحب تعلیم پاتے تھے ایک جولاہی خواجہ صاحب کو ایک نان خرد جس کو وظیفہ کہتے ہین۔ دیا کرتی تھی۔ اور حضرت صاحب روزمرہ اس کے گھر وہ وظیفہ لانے کیلئے جایا کرتے۔ ایک رات حسب معمول وہان گئے۔ اور چولہے کی قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کژدم نے جو دیوار پر جا رہا تھا حضرت کی انگلی پر ڈنگ مارا۔ اور آپ کو صرف اس قدر معلوم ہوا۔ کہ کوئی کانٹا چبھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے مائی۔ یہان کانٹے پڑے ہین

128310

Marfat.com

مجھے انگلی پر ایک کانٹا لگا ہے جب دن ہوا تو دیکھا۔ کہ وہاں بچھو مرا پڑا ہی۔ یعنی اُس کی زہر نے حضرت پر کوئی اثر نہ کیا۔ بلکہ وہ خود مر گیا۔ دیگر۔ ایک رات تونسہ شریف مین زمیندار لوگ طوائیف کا ناچ کراتے تھے۔ اور چونکہ حضرت صاحب ابھی کم سن تھے۔ اور شرع کے احکام سے پوری واقفیت نہ تھی۔ آپ بھی اس طوائیف یعنی کنچنی کے تماشہ دیکھنے کیواسطے گئے۔ جب رات بہت گذر گئی۔ تو خواجہ صاحب کو اُسی جگہ نیند آ گئی۔ اور وہین سو گئے۔ جب تماشبین لوگ گھر چلے گئے رات کو حضرت صاحب نے خواب مین دیکھا۔ کہ ایک سفید ریش بزرگ نے حضرت کے مُنہ پر طمانچہ مارا۔ اور فرمایا کہ تو کیون اسجگہ تماشہ دیکھنے کے لئے آیا۔ اور غیر شرع کام کیا جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو طمانچہ کا اثر رخسار پر ویسا ہی تھا۔ مُدت کے بعد جب حضرت قبلہ عالم مہاروی سے بیعت ہوئے تو پہنچانا۔ کہ یہ وہی صورت ہے۔ جس نے مجھے تونسہ شریف مین طمانچہ مارا تھا۔ خاکسار نے یہ حکائیت پہلے صاحبزادہ نور بخش صاحب سجادہ نشین قبلہ عالم سے سُنی تھی۔ اور وہ فرماتے تھے کہ مولوی شہسوار صاحب جو حضرت صاحب کے ایک دوست تھے۔ میرے روبرو کہتے تھے۔ کہ خود مین نے خواجہ صاحب سے یہ حکائیت سُنی ہے۔ دیگر۔ ایکدن حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ایک دفعہ میری اوستاد میان حسن علی جی نے مجھے سات عدد گوسفند حوالے کئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سات گوسفند تمہارا ہے۔ اور باقی چھ ہمارے ہین۔ سبق پڑھنے کے بعد تو ان کو جنگل مین لیجا کر چرایا کرو۔ موسم سرما مین انکو ذبح کر کے کھائینگے۔ مین نے انکے فرمان کے بموجب عمل کرنا شروع کیا۔ ایک دن حسب معمول ان کو چرا کر گھر لا رہا تھا۔ کہ راستے مین ۳ بھیڑیے ملے۔ جو کہ گوسفندون کے درمیان آ پڑے۔ مین نے اپنے گوسفند کو اپنی رانون کے درمیان پکڑ رکھا۔ اور باقی گوسفندون کو اُن تینوں بھیڑیوں نے زخمی کر دیا۔ اور کئی کاٹ کھائے۔ اور چند بھاگ کر جھوک والی پہنچ گئے۔ چونکہ رات ہو گئی تھی۔ مین سیدھا اپنے میان جی کے مکان پر آیا۔ تو میان جی نے پوچھا۔ کہ دُنبے کہان گئے۔ مین نے کہا کہ صاحب!

Marfat.com

اُن کو بھیڑیے کاٹ کر کھا گئے۔ اور اس گوسفند کو مین نے اپنی رانون مین رکھ کر اُن سے بچایا ہے۔ دیگر حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ جسوقت ہم تونسہ شریف مین میان حسن علی کے پاس پڑھتے تھے۔ اس وقت بارھوین صدی تھی۔ اس وقت کے لوگون کو اس قدر مال کی محبت نہ تھی۔ جیسا کہ آج تک تیرھوین صدی مین ہے اور یہ بدگمانی و فریب مکر۔ بد دیانتی۔ دغا۔ اور امانت مین خیانت بھی ایسی نہ تھی۔ جیسی کہ آج کل ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ ہم چند لڑکے جب کہ وہان پڑھتے تھے ایک شخص کنجر مبلغ گیارہ روپے ہمارے پاس لایا۔ اور کہا کہ مین کسی جگہ جاتا ہون میری یہ امانت تمہارے پاس ہے۔ سب نے کہا۔ کہ اس طاقچہ مین ڈالدے۔ وہ آدمی وہان ہی ڈال کر چلا گیا۔ اور بہت مدت کے بعد واپس آیا۔ ہم اس عرصہ مین اُن روپیون سے کھیلتے تھے۔ اور پھر وہین طاق پر رکھدیتے تھے۔ جب وہ آیا۔ اور اپنی امانت طلب کی۔ ہم نے کہا۔ کہ اسی طاق پر پڑے ہین۔ جہان کہ تو رکھ گیا تھا۔ اُس نے اپنی روپیون کو گنا۔ تو پورے تھے۔ دیگر میان عبداللہ کھوکھر جو کہ آنحضرت کا غلام اور مرید ہے۔ اپنے والد احمد کھوکھر کی زبانی روایت کرتا ہے کہ ایک دن خواجہ صاحب اپنے اوستاد کے فرمان کے بموجب جو کہ بڑے نیکبخت اور مولانا نور محمد صاحب نارووالہ کے مرید تھے۔ موضع سوکڑ سے جو کہ تونسہ شریف سے دو کوس جنوب کی طرف ہے۔ کسی کتاب لینے کیواسطے گئے ہوئے تھے۔ اتفاقاً مولوی نور محمد صاحب نارووالہ بھی سوکڑ مین تھے۔ اور اُن کو حاجی پور والہ صاحب بھی کہتے تھے۔ اور تحصیل سنگھڑ مین آپ کے مرید بکثرت تھے۔ اور غوث زمان بھی آنے اور امامت فرمانے کے بعد سب لوگ آنحضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن کے خلیفہ اعظم حافظ جمال الدین علیہ صاحب ملتانی بھی سنگھڑ مین ہمیشہ آیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کتاب لیکر سوکڑ سے تونسہ شریف کو آرہی تھے۔ دونو (قران السعدین) کی ملاقات رستے مین ہوئی۔ جب مولانا صاحب کی نظر خواجہ صاحب پر پڑی تو گھوڑے سے اُتر پڑے اور معانقہ کیا۔ باوجودیکہ

Marfat.com

پہلے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور باہمی شناخت نہ تھی۔ مگر قیافہ سے پہچان لیا۔ چند منٹ کی گفتگو کے بعد نارووالہ صاحب نے گھوڑے پر خواجہ صاحب کو سوار کیا۔ اور خود باوجود پیری وضعیفی پاپیادہ جاتے تھے۔ میاں احمد کھوکھر نے جو کہ نارووالہ صاحب کا مرید تھا۔ جب دیکھا کہ مولنا صاحب بہت دور تک پیادہ پا چلے۔ چل کر کہا۔ کہ اے روہیلہ تو جوان برجستہ گھوڑے پر سوار ہے۔ اور مولانا صاحب پیدل آرہے ہین۔ تیرا عقل اور ہوش کہاں گیا ہے۔ کہ تو نے ایسے مشائخ دیرینہ سال لطیف مزاج کو پیادہ کیا ہوا ہے۔ جلدی اُتر آ۔ اور ان کو سوار کر۔ حضرت صاحب نے میری بات نہ سنی۔ اور وہ ویسے ہی سوار ہو کر چلے گئے۔ آخر اپنے پیر کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ اے قبلہ عالم! یہ مرد روہیلہ جسیم اور لحیم قوی تن ۲½ کوس کے قریب سوار ہوا ہے۔ اب خود بدولت اسپ پر سوار ہووین نارووالہ صاحب نے بڑے غصہ سے میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ دور ہو۔ اور خاموش رہ۔ تجھے اس سے کیا مطلب اور کیا سروکار ہے ع قدرِ گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری۔ مین خجل ہو کر خاموش ہو رہا۔ جب تونسہ شریف مین پہنچے۔ تو نارووالہ صاحب چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور ہر ایک شخص مولنا صاحب کو مُٹھی بھرتا تھا۔ اور مین اُس امر کی خجالت اور خوف سے دُور بیٹھا ہوا تھا۔ جب سب چلے گئے۔ مین نے بھی گھر جانیکا ارادہ کیا۔ مولنا صاحب نے مجھے انگلی کے اشارہ سے بُلوایا۔ اور کہا کہ بیٹھ جا۔ مین بیٹھ گیا۔ تو آپنے فرمایا۔ اے میاں احمد جی۔ آفرین صد آفرین! امرید صادق کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ کہ تمنے میرے سوار ہونیکواسطے راستے مین کہا تھا۔ یہ تمہاری کمال محبت اور فرط اعتقاد تھا۔ جو میری نسبت ظہور مین آیا۔ لیکن تمکو اس روہیلہ مرد کی شان اور درجہ معلوم نہین ہے۔ یہ وہ آدمی ہے۔ کہ کچھ مدت کے بعد تو خود اسکے نورفیض سے منور ہوگا۔ بلکہ تیری اولاد اور تمہارا سارا خاندان آنحضرت کا مرید ہوگا۔ یہ وہ شخص ہے کہ ملایک آسمانی اسکی تعظیم کرتے ہین۔ اور اس کے سر پر نور برساتے ہین۔ اور اسکی فتراک پکڑنے کے آرزومند ہوتے ہین۔ پس وہ پیادہ چلے۔ اور مین سوار ہون۔ یہ کیونکر جایز اور روا ہے۔ آخر ایسا ہی ہوا جب آپ نعمتِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ تو تونسہ شریف مین اقامت اختیار کی۔ میاں احمد کھوکھر کو آنحضرت کی مجلس سے ایکدم بھی چین نہ آتا تھا۔ ایکدن اپنے بیٹے محمد کو۔ جو کہ ابھی لڑکا تھا۔ لیکر آنحضرت کی مجلس مین بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپنے فرمایا۔

Marfat.com

کہ یہ لڑکا ہمارا ہے کسی دوسری جگہ اسکو نہ لیجانا۔ آخر اس کو آنحضرت کا غلام اور مرید بنایا۔ اور نیز اسکے اور لڑکے اور عبد اللہ کھوکھر وغیرہ سارا خاندان آنحضرت کا مرید ہوا۔ اور اس مولوی محمد کو جو کہ احمد کھوکھر مذکور کا بیٹا تھا۔ حضرت صاحب نے مینہ وساوا کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور اس پر بہت شفقت اور لطف فرماتے تھے۔ اور وہ حضرت کا ایک مقرب بن گیا چنانچہ موقع موقع پر اسکا ذکر بھی آویگا مولانا روم فرماتے ہین۔ ؎

ہر سحر بانگ سلیمان درخروش	تا کہ آید طالبے اندر بجوش	بانگ مے آید کہ اے طالب بیا
جود محتاج گدایان چون گدا	ہین بیا اے طالب دولت شتاب	کہ فتوح است این زمان وفتحیاب
ایکہ تو طالب نۂ تو ہم بیا	تا طلب یابی ازین یار وفا	چون سلیمان از دلت آگاہ شد
از دل تو تا دل او راہ شد	آن کسے کو بانگ موران بشنود	ہم ز دور راز سر ہر جان بشنود

دیگر غرض مدت مدید تک خواجہ صاحب میان حسن علی کے پاس پڑہتے تھے۔ چند فارسی کتب وہان پڑھین۔ میان غلام رسول خان ماکو افغان نے جو کہ حضرت کا خاص غلام ہے۔ اور غوث زمان کا مرید مخصوص ہے۔ راقم سے بیان کیا۔ کہ مین نے اپنے اوستاد مولوی افضل کی زبانی سنا ہے۔ کہ مین اور خواجہ صاحب ابتدائے حال مین تونسہ شریف سے پند نامہ شیخ عطار رحمۃ کا سبق پڑہتے تھے۔ اور دونو ہم سبق تھے۔ اسوقت مین دیکہتا تھا۔ کہ حضرت صاحب کبھی کبھی مجذوبون کیطرح دیر تک آسمان مین ٹکٹکی لگائے بیٹہے رہتے تھے۔ اور جب سبق پڑہتے ایک ایک دو دو ورق پڑھ لیتے۔ اور نیز میان غلام رسول اپنے استاد کی زبانی بیان کرتے تھے۔ کہ جسوقت حضرت صاحب اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کی بیعت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور ایک دفعہ اپنے وطن کو ورگ جارہے تھے۔ اتفاقاً حضرت نارووالہ صاحب حافظ جمال الدین اور آنحضرت تینون خلیفے تونسہ شریف مین ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ اسوقت نارووالہ صاحب کا ڈیرہ میان احمد کھوکھر کے گھر تھا۔ اور دونو خلیفے یعنی حافظ صاحب اور خواجہ صاحب اسی جگہ بیٹھے تھے۔ مولوی محمد صالح سکنہ دارہ شاہ مشرقی بھی موجود تھا۔ اور وہ علم موسیقی مین کمال رکھتا تھا۔ ایک غزل گانے لگا۔ پہلے حافظ صاحب کو وجد ہوا۔ اور دیر تک رہا۔ آپنے اپنے کپڑے اسی کو دیدیئے۔ پھر خواجہ صاحب کو ایسا وجد طاری ہوا۔ کہ آپ کا

Marfat.com

سر کبھی چھت سے جالگتا تھا۔ تو کبھی دیوار سے ٹکراتا تھا۔ اُن کے افاقہ کے بعد مولنا صاحب کو وجد طاری ہوا۔ مولوی محمد افضل کا بیان ہے۔ کہ مین اُسوقت آپکی مٹھی بھرتا تھا۔ آپ کا بدن ایسا سخت ہوگیا تھا۔ کہ بیان نہین کرسکتا۔ بہت دیر کے بعد آپنے اس آدمی کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بس کرے۔ وہ آدمی غزل گانے سے خاموش ہوگیا +

حضرت خواجہ صاحب کا موضع لانگہ مین پڑھنا

واضح ہووے۔ کہ حضرت صاحب نے (تونسہ شریف سے پانچ کوس مشرق بر لب دریا) موضع لانگہ مین بھی کچھ مدت طالبعلمی کی ہے۔ اور مولوی ولی محمد صاحب سے وہان پڑھتے رہے ہین مولویصاحب قوم ارائین کے ہین۔ راقم امسال جو ۱۲۷۳ھ ہے۔ مرشدی مولائی خواجہ محمد سلیمان کی مزار پُرانوار کی زیارت کیواسطے تونسہ شریف کو جارہا تھا۔ جب موضع لانگہ مین پہنچا جوکہ دریاے سندہ کے کنارہ پر ہے۔ تو مین نے اس مسجد کو بھی جاکر دیکھا۔ جس مین حضرت صاحب طالبعلمی کرتے تھے۔ گنبددار اچھی پختہ مسجد ہے۔ دوپہر کے قریب مین نے اور میان غلام رسول خان نے وہین ڈیرہ لگایا۔ اور یہ حکایت وہان ہی سُنی۔ واضح رہے کہ بعد مین دریا کی طغیانی سے یہ مسجد دریا بُرد ہوگئی +

دیگر۔ میان غلام رسول خان اور میان شیر محمد کلروائی نے بیان فرمایا۔ کہ جسوقت خواجہ صاحب یہان پڑھتے تھے۔ ایک ہندو عورت کی ایک چھوٹی سی لڑکی تھی جسکے دونو ہاتھ پاؤن شل ہوگئے تھے۔ ایکدن وہ اُس لڑکی کو خواجہ صاحب کی خدمت مین لیکر طالب دُعا ہوئی حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ تو ہمیشہ اِس مسجد مین آکر چراغ جلائیگی۔ اور جھاڑو دیا کریگی۔ تو انشاءاللہ تیری یہہ لڑکی اچھی ہوجاویگی۔ اس عورت نے ویسا ہی کیا۔ لڑکی اچھی ہوگئی۔ اور اسکی شادی ہوگئی اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ دیگر ایکدفعہ مولوی محمد یار خلف مولوی ولی محمد صاحب مذکور خواجہ صاحب کی قدمبوسی کیلئے تونسہ شریف مین آیا۔ وہ بھی حضرت کا مرید تھا۔ آپنے اُسکو دیکھتے ہی لانگہ مین اپنے پڑھنے کا زمانہ یاد فرمایا۔ اور زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ ایکدفعہ مین حسب فرمان اُستاد دایرہ دین پناہ سے کسی کتاب لینے کیواسطے گیا۔ صالح محمد قریشی بھی ہمراہ تھا۔ رستے مین ایک گہرا نالہ آیا۔ جسکا پانی بہت عمیق تھا۔ اور پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ اور ہم دونو

Marfat.com

شناوری نہ جانتے تھے۔ آخر ایک درخت دیکھا۔ جو کہ شمالی کنارہ پر تھا۔ اور اسکی بعض شاخین جنوبی کنارہ کے اوپر تھین۔ مَین نے کہا کہ آ۔ اس درخت پر چڑھکر ان شاخون سے پھلانگیں امید ہے کہ اس طرح سے اس نالہ کو عبور کر لینگے۔ اُس نے کہا۔ کہ صاحب پہلے آپ ایسا کریئے کیونکہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری ٹانگ یا پنڈلی ٹوٹ پڑے۔ اگر آپ سلامتی سے دوسرے کنارہ پر پہنچ گئے اور آپکے کسی عضو کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ تو مین بھی ایسا کرونگا۔ آخر آپنے فرمایا۔ کہ مین درخت پر چڑھا اور دوسرے کنارہ پر بغیر کسی قسم کے ضرب و تکلیف کے پہنچ گیا۔ اور پھر اُس قریشی نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد آپ نے پوچھا۔ کیون میان محمد یار! وہ دونون بیری کے درخت جن مین سے ایک شیرین اور دوسرا ترش تھا۔ موجود ہین یا نہیں۔ جو کہ لانگہ کے لوگون نے درویشون کے کہانے کیواسطے جواء کیئے ہوئے تھے۔ اُس نے عرض کی قبلہ! اب تک وہ موجود ہین پھر فرمایا۔ کہ ایکدن مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ تم اور میان صالح محمد قریشی دونو جاؤ۔ اور ان بیری کے درختون کو جہاڑکر اچھے اچھے بیر چن کر لاؤ۔ جب وہان گئے۔ اور بیر جمع کرنے لگے۔ تو اوس قریشی نے مجھے کہا کہ میان! اچھے اچھے بیر خود نوش کرین۔ اور کچھے کچھے وہان لیجائین۔ نہین تو اوستاد صاحب سر در ہمین یہان بھیجنگے۔ لیکن مین نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ یہ خیانت تھی +

دیگر ایک دفعہ وہی میان محمد یار خواجہ صاحب کی خدمت مین عرض کرنے لگا۔ کہ غریب نواز علاقہ کے لوگ مجھ سے سخت کینہ و فساد رکھتے ہین۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ ہر انسان مین کچھ نہ کچھ قابلیت اور کرامت ہوتی ہے جسکے سبب عوام الناس اس سے عناد و فساد رکھتے ہین۔ اُس نے عرض کی۔ کہ قبلہ! مجھہ مین تو کوئی قابلیت اور کرامت نہین ہے۔ پھر حیران ہون کہ لوگ کیون حسد کرتے ہین۔ تو آپ نے فرمایا۔ میان! یہ قابلیت اور کرامت تین قسم کی ہے۔ اول کہ مقبول آدمی کو ہر شخص جانے۔ اور خود بھی جانتا ہو۔ دوم۔ وہ تو جانتا ہو۔ کہ مقبول حق ہو۔ مگر لوگون کو معلوم نہ ہو۔ سوم نہ اُسے معلوم ہو۔ کہ وہ مقبول حق ہے۔ اور نہ ہی لوگون کو معلوم ہو۔ راقم کا خیال ہے۔ کہ یہ گروہ سوم پوشیدگان ہین جو کہ اولیا اللہ کی ایک قسم ہے۔ اور میرے خیال مین چوتھی قسم یہ ہے۔ کہ لوگ تو جانین کہ وہ مقبول ہے مگر اُسے خود معلوم نہ ہو۔

حضرت حبیبا کا کوٹ مٹھن جانا۔ اور خواجہ نور محمد مہاروی سے بیعت فرمانا

Marfat.com

حضرت صاحب چند مہینے موضع لانگہ مین نظم پڑھتے رہے۔ اسکے بعد آپ کو علم عربی کا شوق پیدا ہوا۔ اور مٹھن کوٹ مین جاکر قاضی احمد علی صاحب خلف قاضی عاقل محمد صاحب کے مدرسہ مین عربی کی تحصیل کرنے لگے۔ اور چند سال اسی جگہ رہے۔ اور قطبی تک پڑھے ان دنون خواجہ صاحب مہاروی کے اوچ مین آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ اور آپ میان احمد علی صاحب کے ساتھ وہان جاکر حضرت قبلہ عالم سے بیعت ہوئے

دیگر حضرت صاحب نے جب علم فقہ پر عبور کرلیا۔ تو آپ کو شرع کا بہت پاس تھا جب کسی شخص بے شرع کو دیکھتے۔ یا کوئی امر خلاف شرع دیکھتے۔ تو بہت ناراض ہوتے۔ بلکہ حتے الامکان امر معروف کی تلقین کرتے۔ چنانچہ آپنے بیان فرمایا۔ کہ قبلہ عالم کی بیعت ہونیسے پہلے ایکدفعہ کوٹ مٹھن مین ہم نے سُنا۔ کہ راس دہاری جو کہ امرد خوبصورت ہوتے ہین۔ اور کنچنیون کی طرح ناچتے ہین۔ کوٹ مٹھن کے بازار مین رقص کر رہے ہین۔ اور مین اسوقت مطالعہ کتاب مین مصروف تھا۔ جب یہ خبر سُنی۔ تو مقراض ہاتھ مین لیکر وہان گیا۔ اور مین نے دیکھا۔ کہ اس امرد ناچنے والے کی زلفین ایک طرف سے دور تک کٹی ہوئی تھین۔ مین نے کان کے قریب سے اس کے بال کتر دیئے۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ اسکے کان کا ٹکڑا بھی ساتھ کٹ گیا ہے۔ مین نے کچھ پروا نہ کی اور ذرا بھی خوف نہ ہوا۔ دیگر زبانی میان عبدالشکور خلیفہ خواجہ صاحب روایت ہے کہ مولانا فخرالدین صاحب نے حضرت قبلہ عالم مہاروی کو فرمایا تھا۔ کہ ایک کوہستانی شہباز آئیگا۔ کسی نہ کسی طرح اسکو جال مین پھنسائیو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ شہباز کسی دوسرے کے جال مین پھنس جاوے کیونکہ وہ ہماری تمہاری نعمت کا مالک ہوگا۔ اور اپنے وقت کا سلیمان ہوگا۔ اس لئے خواجہ نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ ہر سال جانب جنوب و مغرب اوچ شریف اور کوٹ مٹھن شریف کو تشریف لیجاتے۔ اس اُمید پر کہ وہ شہباز کسیطرح میرے جال مین پھنسے یعنی مجھسے بیعت ہووے۔ لیکن آپنے یہ راز کسی سے نہ بتایا تھا۔ سوائے میان محمد حسین مرحوم۔ جو کہ قبلہ عالم کا بے تکلف یار اور محرم اسرار تھا۔ دیگر مولوی غلام رسول جنہڑ سکنہ بہاولپور نے جو کہ حضرت خواجہ صاحب کا بااعتقاد مرید ہے۔ راقم کے آگے بیان کیا۔ کہ مین نے اپنے رشتہ دار مولوی محمد حسین جنہڑ سے جو کہ قبلہ عالم مہاروی کا بڑا معتقد مرید تھا۔ اور بالخصوص ان کا محرم راز تھا۔ یہ سُنا ہے۔ کہ جب حضرت بستی ہوتی

Marfat.com

محمد حسین مین جو کہ بہاولپور کے قریب ہے - ایک رات آکر رہے - تو مجھے فرمایا - کہ اے محمد حسین آپ کو
معلوم ہے کہ مین ہر سال اس ملک مین کیون آتا ہون - انہون نے کہا - کہ صاحب آپ خود فرماوین
اس پر آپنے اظہار فرمایا - کہ مین ایک شہباز کے شکار کیلئے آتا ہون - کہ کسی طرح وہ شہباز میرے
جال مین پھنسے - اور یہ فرمودہ حضرت مولنا فخر الدین صاحب کا ہے - تم بھی دُعا کرو - کہ جلدی
سے مجھے وہ شہباز ملے - پس اُس سال کہ خواجہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم سے بیعت کی - تو آپ
نے فرمایا - کہ اے میان محمد حسین ہم کو مبارک دو - کہ وہ شہباز اس سال ہمارے دام مین پھنس گیا -
دیگر مین نے مولوی غلام رسول مذکور اور صاحبزادہ نور بخش صاحب اور دیگر معتبر آدمیون کی
زبانی سنا ہے - کہ جن دنون خواجہ صاحب کوٹ مٹھن مین تحصیل علم کرتے تھے - ان دنون
مین حضرت قبلہ عالم صاحب اوچ مین تشریف لے آئے - تو قاضی احمد علی صاحب پسر قاضی
عاقل محمد صاحب خلیفہ اعظم خواجہ نور محمد صاحب اور درویش اور فقرا انکی زیارت کیلئے وہان
تشریف لیگئے - حضرت صاحب بھی انکے ہمراہ تھے - لیکن یہ سنا تھا - کہ قبلہ عالم سرود سُنا کرتے
ہین - اور سرود پر اُنکو وجد اور رقص ہوتا ہے - اس خیال پر کہ حضرت صاحب طالب العلم تھے -
احتساب کی نیت سے کمر مین چھری باندھ لی - اور دل مین یہ ارادہ کرکے روانہ ہوئے - کہ ضرور
قبلہ عالم سے احتساب کرونگا - اور ان کو سرود سُننے سے منع کرونگا - کہ سرود شرع مین حرام ہے
وہ کیون سنتے ہین - راستے مین ایک شخص ملاقی ہوا - جس نے چادر مین کھجورین باندھی ہوئی تھین
خواجہ صاحب نے اس سے دریافت کیا - کہ تو کہان جاتا ہے - اس نے کہا - قبلہ عالم میرے پیر و مرشد
ہین - انکی زیارت اور یہ رطب انکی نذر کیواسطے لئے جاتا ہون - آنحضرت نے اس سے نصف
حصہ کھجورونکا جبراً لے لیا - اور اگرچہ وہ شخص کتنا ہی مزاحم ہوا - مگر انہون نے نہ مانا - اور بعد اسکے
جب کچھ فاصلہ چلے - حضرت نے وہ باقی آدھا حصہ بھی اس سے چھین لیا - جب بلدہ اوچ
مین پہنچے - ہر کوئی حضرت قبلہ عالم کی زیارت کیواسطے گیا - مجلس عالی مین ایک شخص تھا جسکا
نام مقبول ریکلہ تھا - جو کہ صاحب وجد و ذوق و شوق اور قبلہ عالم کا صادق مرید تھا - اسوقت حالت
وجد مین تھا اور جسم مین پانچ تو انا اور مضبوط تھا - حضرت صاحب فرماتے تھے - کہ مین دور کھڑا ہوا
تھا - اور مین نے خیال کیا - کہ یہی ہمارے قاضی صاحب کا مرشد ہے - اور یہ موقع احتساب کا

Marfat.com

نہین ہے - جبکہ یہ ہوش مین آویگا - توضرور اس سے مناظرہ کرونگا - اور اسے امر معروف کی تلقین کرونگا - اس عرصہ میں لوگ ایک اور شخص کی پاؤں پڑتے تھے - اب مین نے معلوم کیا - کہ ان کا مرشد یہ درویش نہین ہے - اسواسطے اس سے بھی مین اکیلے ہوکر احتساب کرونگا - میں اسی خیال مین تھا - کہ آواز آئی - کہ مخدوم نوبہار سجادہ نشین حضرت سید جلال قبلہ عالم کی بیعت ہونے کیواسطے چلے آتے ہین - حضرت صاحب فرماتے تھے - کہ مین نے خیال کیا - کہ یہ شخص جادوگر ہے کہ سحر اور جادو کے زور سے خلق کو تسخیر کر رہا ہے - اور اس مخدوم پر سحر کیا ہے - جوکہ اسکا مرید بننے کیلیئے آرہا ہے - اس عرصہ مین مخدوم صاحب آگئے - اور قبلہ عالم وہان سے اٹھ کر بارگاہ سید جلال مین پہنچے - تاکہ انکو جد بزرگوار کی خانقاہ مین بیعت کرین - ساری مجلس اُٹھ کھڑی ہوئی جب مین اُٹھا - اچانک قبلہ عالم کی آنکھ مجھ پر پڑی - میرا ہاتھ پکڑلیا - اور خانقاہ مین لیگئے - مین نے گمان کیا - کہ یہ جادوگر اب مجھ پر بھی جادو کرنے لگا - مگر انکے ہاتھ کے پکڑنے سے مجھہ مین ذرا بھی طاقت اور ہوش نہ رہا - کہ کچھ کہتا - حضرت صاحب نے پہلے مخدوم صاحب کو بیعت کیا - اور اسکے بعد سید جلال کی مزار کے سرہانے مجھے بیعت فرمایا - اور وظیفہ بھی تلقین کیا - مین نے اپنے دل مین کہا - کہ میں یہ وظیفہ ہرگز نہین پڑھونگا - الغرض جب مین درگاہ سے واپس آیا - مجھے کوئی ہوش نہ تھا - اور مین بے اختیار ہوگیا تھا - جب وقت نماز آیا - نماز ادا کی - اور وظیفہ جو فرمایا تھا - میرے پاس تسبیح نہ تھی - ایک اینٹ کو توڑا - اور سنگریزہ بنا کر ان کو ایک سَو گن لیا - اور اُنپر وظیفہ پڑھا - اس دن سے میری حالت دگرگون ہوگئی - راقم نے یہ قصہ بعینہ حضرت نوربخش صاحب مرحوم سجادہ نشین قبلہ عالم سے سُنا ہے - اور ایکدن حضرت خواجہ صاحب اپنے مرشد قبلہ عالم کی خانقاہ والی مسجد مین نشست فرمائے تھے - اور کمترین بھی بیٹھا تھا - کہ حضرت صاحب حافظ غلام مرتضے جوکہ مولوی غلام حسن بھٹی کا چھوٹا بھائی ہے - یہ بیعت کا قصہ سُنا رہے تھے اور چونکہ مین بہت قریب تھا - سارا قصہ سن رہا تھا - کہ آپنے فرمایا - کہ حضرت قبلہ عالم نے میرا ہاتھ پکڑلیا - اور خانقاہ سید جلال بخاری علیہ الرحمۃ مین لیگئے - اور نیز حضرت صاحب فرماتے تھے کہ قبلہ عالم نے ہنسکر پوچھا - کہ کیون میان وہ میری کھجورین کھا گیا - مین نے جواب دیا قبلہ ! بہت بھوکا تھا - اسکے بعد حضرت صاحب فرماتے تھے - کہ وہ کھجورین کیا تھین - ایک آتش عشق تھی جو میرے

Marfat.com

تن بدن مین لگ گئی - دیگر جب قاضی صاحب اور دیگر درویش اور فقرا اوچ مین تھے -
اسوقت حضرت قبلہ عالم نے ایک بڑا دیگچہ چاولون یا شاید گوشت کا - جوکہ مخدوم صاحب نے بھیجا
تھا - قاضی صاحب اور اُسکے فقرا کے تقسیم فرمانے کیواسطے بھیجا - لانگری نے اس خیال پر کہ یہ
بہت ہے - اس میں سے دو طباق بھر کر نکال لئے - مگر خواجہ محمد سلیمان صاحب نے دیکھہ لیا تھا
جب لانگری وہ دیگچہ قاضی صاحب کے ڈیرہ پر لایا - تو حضرت صاحب دیکھہ رہے تھے - انکے غصہ
آگیا - اور فرمایا - کہ تو نے دو طباق اس سے کیون بھر لئے ہین - قبلہ عالم نے سارا دیگچہ ہم فقرون
کے واسطے بھیجا ہے - وہ لانگری کچھ شوخی سے بولا - حضرت نے ایک طمانچہ چٹاخ اوسکے مونہہ پر لگایا
اور وہ دونون طباق بھی واپس دیگچہ مین الٹ دئے - اور خود دیگچہ اٹھا کر قاضی صاحب کے ڈیرہ
پر لے آئے - سارا قصہ قبلہ عالم کی سمع اقدس تک پہنچا - یہ نہ گئے - کہ کہین قبلہ عالم ہم پر ناراض نہ
ہو جاوین - قاضی صاحب نے بھی لانگریکو ملامت کی - آخر حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے فقرا مین وہ
کھانا تقسیم فرمایا - اور لانگری جا کر حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین فریادی ہوا - کہ ایک درویش
روہیلہ بچہ نے مجھے طمانچہ مارا ہے - حضرت نے فرمایا کہ خیر اسکو کچھہ نہ کہ - اسکے بعد آپ اُٹھکر قاضی
صاحب کے ڈیرہ پر آئے - اور پوچھا - میان احمد علی وہ کون سا درویش ہے - حضرت کیطرف
اشارہ کیا گیا - قبلہ ان کو علیحدہ لے گئے - اور ہنسے - اور کہا کہ میانصاحب ہمارے لانگری کو کیون
مارا - سارا حال عرض کیا - آپنے لانگری کو فرمایا - کہ اس درویش کو معاف کر - اُس نے فراست
سے معلوم کر لیا - کہ توجہ باطنی انکی طرف ہے - جواب دیا - کہ حضرت صاحب مین نے معاف
کیا - اُسکے دوسرے ہی دن حضرت قبلہ عالم نے ان کی بعیت کی -

کہتے ہین کہ قبلہ عالم جسوقت اُن کو خانقاہ شریف مین لیگئے - تو آپ کو کچھہ ہوش نہ تھا
ایک پاؤن مین کفش تھی - اور دوسری کفش اتر پڑی تھی - بعض کہتے ہین سکہ جسوقت قبلہ عالم
حضرت کو بعیت کرنے کیلئے ہاتھ پکڑ کر لیگئے - اُسوقت مخدوم صاحب موجود نہ تھے - یعنی آپ خود
زیارت روضہ شریف کو گئے تھے - جب حضرت کو کھڑا دیکھا - توان کو پکڑ کر خانقاہ شریف مین لیگئے
دیگر جب حضرت قبلہ عالم نے خواجہ کو بعیت کیا - ایک دو روز اوچ مین رہے - اور بقول بعض چھہ روز
فرمایا - کہ تو پہلے دہلی جانا - مولنا صاحب کی نہایت کیے پھر مہاران شریف آنا -

خواجہ صاحب نے بھی ایسا ہی کیا۔ چنانچہ سلسلۂ آسار احال لکھا جاویگا۔

دیگر جب قبلہ عالم خواجہ مہاروی نے اوچ شریف سے معاودت فرمائی۔ تو مولوی محمد حسین جنڈ دجن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔) کی بستی مین تشریف لے آئے۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب ہمکو مبارک دو۔ کہ وہ شہباز اب کے بار ہمارے دام مین پھنس گیا ہے۔ انہون نے مبارک دی۔ اور نیز راقم نے بہت سے معتبر آدمیون کی زبانی سنا ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالم نے اپنے خلیفہ اعظم مولنا نور محمد صاحب حاجی پورواله کو فرمایا تھا۔ کہ تو ہمیشہ سال بسال سنگھڑ کیطرف جایا کر۔ اور اس شہباز لاہوتی کی تلاش مین رہ۔ شاید وہ کوہستان سے آئے۔ اور تیرے جال مین پھنسے اسی ارشاد کے بموجب مولنا صاحب موصوف سنگھڑ مین سال بسال آیا کرتے جب خواجہ صاحب نے آپسے بیعت کی۔ تو خلیفہ اعظم مولنا صاحب کو پیغام بھیجا گیا۔ کہ وہ ہمائے ہمایون امسال ہمارے دامن مین پھنس گیا ہے۔ آئندہ اسکی انتظار نہ کرین۔ اور یہ تحقیق ہے کہ اسکے بعد مولنا نور محمدؒ صاحب پھر کبھی علاقہ سنگھڑ مین نہ گئے۔ کیونکہ گوہر مقصود تو دستیاب ہو چکا تھا۔ پھر سفر اور جستجو اور تلاش کی کیا ضرورت تھی۔ ے

شکرِ صد شکر ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

خواجہ صاحب کا دہلی مین حضرت مولانا فخر الدینؒ کی زیارت کو جانا

واضح رہے۔ کہ خواجہ صاحب سنہ ۱۱۹۹ھ مین دہلی کو روانہ ہوئے۔ آپکی عمر سولہ سال کی تھی۔ لیکن اس امر مین اختلاف ہے۔ کہ آپ کہان سے روانہ ہوئے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ قبلہ عالم خواجہ مہاروی کے ارشاد کے بموجب مہاران شریف سے روانہ ہوئے۔ اور بعض کا بیان ہے کہ بلدہ اوچ سے بیعت ہونیکے بعد دہلی کو روانہ ہوئے۔ اور غالباً صحیح بھی یہی ہے۔ کہ شہر اوچ سے ہی روانہ ہوئے۔

دیگر میان نور بخش صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک دفعہ مین تونسہ شریف مین تھا۔ اور میرے اور صاحبزادہ الہ بخش صاحب سجادہ نشین کے درمیان مباحثہ ہوا کہ خواجہ صاحب دہلی جو گئے۔ تو کس راہ سے اور کس مقام سے۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ آپ مہاران شریف سے ہی گئے۔ اور میرا یہ خیال تھا۔ کہ آپ بلدہ اوچ سے تشریف لیگئے۔ بحث کی حد یہ قرار پایا۔ کہ خواجہ صاحب سے استفسار فرماوین۔ میان محمد یار خوجہ جو حضرت صاحب کا خاص

Marfat.com

غلام تھا۔ اور جس پر حضرت صاحب کی خاص توجہ تھی۔ اور ہمیشہ اسکو اپنے مصلے کے پاس بٹھاتے تھے۔ ہم نے اس سے کہا۔ کہ وہ خواجہ صاحب سے دریافت کرے۔ آخر میں بھی دربار مین موجود تھا۔ اور صاحبزادہ الٰہ بخش صاحب جی بھی نشست فرمائے تھے۔ جب نامبردہ نے آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا ذرا یاد کرنے دو۔ اسکے بعد آپ نے تھوڑی دیر سکوت کے بعد فرمایا۔ کہ جب مجھکو حضرت قبلہ عالم نے خانقاہ سید جلال مین بیعت فرمایا۔ تو مین بلدہ اوچ مین آیا۔ اور اوسکے بعد آپنے چونکہ فرمایا تھا۔ کہ مولانا صاحب کی زیارت کو ضرور جانیو۔ مین اوچ ہی سے دہلی کو روانہ ہوا۔ مگر چونکہ رستہ کا واقف نہ تھا۔ اور یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ دہلی کدھر ہے۔ بڑا سفر طے کیا۔ اور دلاور۔ فلودی۔ جودھپور۔ اجمیر۔ جے پور۔ ریواڑی سے ہوتا ہوا۔ دہلی مین پہنچا۔ راقم کا خیال ہے کہ خواجہ صاحب کی عمر اسوقت ۱۶ سال کی تھی۔ اور آپنے بہت دفعہ اپنی زبان سے بھی یہی فرمایا تھا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور صاحبزادہ الٰہ بخش صاحب بنیرہ آنحضرت نے بیان فرمایا کہ انہون نے خواجہ صاحب کی اپنی زبان مبارک سے سُنا تھا۔ کہ اسوقت آپکی عمر ۱۶ سال کی تھی واللہ اعلم بالصواب۔ راقم ایکدفعہ تونسہ شریف مین مقیم تھا۔ اور کیکر کی چھال سے اپنا انگرکھا رنگا ہوا تھا۔ اور حضرت صاحب نماز ظہر کیلئے وضو کر رہے تھے۔ جب آپ وضو کر چکے۔ تو مین نے نعلین مبارک سیدھی کردی۔ اور اپنی پشت ادھر کو کرکے کھڑا تھا۔ تا کہ حضرت صاحب میرا سہارا لیکر راحت پائے پہن لین۔ جب آپنے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ فرمایا۔ کہ یہ کس چیز سے رنگا ہے۔ مین نے عرض کی قبلہ۔ کیکر کی چھال سے رنگا ہوا ہے۔ آپنے فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے۔ ہمنے بھی ایک دفعہ دہلی کو جاتے ہوئے ایسا انگرکھا پہنا تھا۔ اور فلودی۔ اجمیر۔ ریواڑی کے رستے سے دہلی مین پہنچا تھا۔ دیگر حضرت قبلہ عالم اپنے بڑے خلفا کو یعنی مولانا نور محمد صاحب نارووالہ۔ قاضی عاقل محمد صاحب کوٹ متھن۔ حافظ جمال الدین ملتان شریف کو جو کہ تینون کامل بزرگ تھے۔ حضرت مولانا فخر الدین کی ملاقات کیواسطے دہلی لیگئے۔ حضرت قبلہ عالم انکو دیکھنے سے بہت مسرور ہوئے۔ اور آفرین کی۔ اور ان تینون بزرگون کے حق مین کئی کلمات کہے۔ حضرت صاحب اسوقت خردسال تھے۔ اور ابھی بیعت بھی نہین ہوئی تھی۔ تھوڑے دنون کے بعد جو قبلہ عالم کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ تو انہین بھی ارشاد ہوا۔ کہ دہلی جاکر حضرت مولانا صاحب کی زیارت سے مشرف

مولوی نجم الدین صاحب ۱۲

Marfat.com

ہووین - پس حضرت صاحب ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۸۴۱ء مین براہ ولاور - فلودی - جودھپور - اول
اجمیر شریف مین پہنچے - اور حضرت محبوب ربانی خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مستفیض
ہوئے - اوسکے بعد وہان سے جے پور اور پھر ریواڑی سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچے - کہتے ہین - کہ جب
خواجہ صاحب ریواڑی مین پہنچے - تو حضرت مولانا صاحب جو کہ بہت عرصہ سے بیمار تھے - انتقال
فرما گئے - اور چشتی تاج محمود صاحب بیکانیری سے جو کہ حضرت مولنا کا ایک معتقد مرید تھا - بطور وصیت
یہ ارشاد فرمایا - کہ ایک شخص محمد سلیمان نام مولوی نور محمد صاحب مہاروی کا مرید میری ملاقات
کو آتا ہے - چونکہ مشیت ایزدی یہی تھی - کہ ان کی ظاہری ملاقات نہ ہوئی - مگر اُن کو تو میرے
سلام کہنا - اور یہ میرا فولادی قلم ان کے حوالہ کر دینا - جب خواجہ صاحب دہلی مین پہنچے - تو مولانا صاحب
کی وفات حسرت آیات کو فقط ۳ یوم ہوئے تھے - آپ اُن کے مکتب مین پہنچے - چشتی مذکور نے
بعد تفتیش حال پہلے تو مولنا صاحب کے سلام پہنچائے - اور من بعد وہ فولادی قلم اُن کے حوالہ
کیا - اسکے بعد خواجہ صاحب وہان سے چلکر حضرت مولانا کی تربت فیض مرتبت پر آکر معتکف ہوئے
جو کہ شاہجہان آباد سے علیحدہ ہے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خانقاہ مین مسجد کے پاس
ہے - اور چہلم تک برابر وہین رہے - اور چونکہ ارادہ الٰہی یہ ہوا - کہ مولانا صاحب کی ظاہری زیارت
سے بھی خواجہ صاحب مشرف ہون - اسکے واسطے اس مسبب الاسباب حقیقی نے یہ سبب پیدا کیا -
کہ آنحضرت کی حین حیات مین آپکا ایک دانت مبارک شہید ہوا تھا - جسکو لپیٹ کر محفوظ رکھا گیا تھا
اور وصیت یہ تھی - کہ یہ بھی جسم اطہر کے ساتھ دفن کر دیا جاوے - مگر ان کی وفات پر لوگ اسقدر
رنج والم سے بھرے ہوئے تھے - کہ کسی کو آپ کی وصیت یاد نہ رہی - اور سات آٹھ یوم کے بعد یاد آئی
آخر کار یہ صلاح ٹھیری - کہ آپکی وصیت کو پورا کیا جاوے - اس ارادہ پر مزار پر انوار پر آئے - اور قبر کو کھولکر
وہ دانت دفن کیا گیا - اور جتنے لوگ موجود تھے سب حضرت خواجہ مولنا فخر الدین صاحب کی آخری
زیارت سے مشرف ہوئے - یہ بھی روایت ہے کہ جب سب لوگ حضرت مولنا صاحب کی تربت
پاک پر جمع ہوئے - آپکی ہیبت اور شوکت اور عظمت سے کسی کی جرأت نہ ہوئی - کہ قبر کے اندر داخل
ہوکر آپ کے دانت مبارک کو منہ مین رکھین - یا کہ چادر میں باندھ دیوین - سب نے خواجہ صاحب سے کہا -
چنانچہ آپ قبر کے اندر داخل ہوئے - اور دہان مبارک مین وہ دانت شریف رکھدیا - اور اسطرحسے

Marfat.com

آپکے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوئے۔ اور نماز مغرب کے بعد ایک شخص اپنا دایاں ہاتھ حضرت صاحب کے جبین بے کین پر کلاہ مبارک کے نیچے بڑی جلدی سے لے گیا۔ اور جب اس کی انگلی پرانے زخم پر جو کہ چہرہ مبارک پر تھا۔ پڑی۔ تو ایک فولادی قلم حضرت صاحب کے حوالہ کی۔ اور کہا۔ کہ یہ قلم حضرت مولانا صاحب نے میرے پاس امانت رکھا تھا۔ اور آپ کے دینے کا فرمایا تھا حضرت صاحب نے وہ قلم لے لیا + راقم نے یہ حکایت مولوی محمد امین سے سُنی ہے۔ اور انہوں نے خود خواجہ صاحب سے سنی تھی۔ اور نیز مولوی محمد عابد سوکڑی اور حاجی بختاور نے ایکدن ذکر کیا۔ کہ خود خواجہ صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ مین نے جسوقت دہلی جاکر مولانا صاحب کے آستانہ متبرکہ کی زیارت کی۔ تو پرندے بڑے لطیف اور دلکش آواز سے کہتے تھے۔ السلام علیکم میان سلیمان جی۔ اور جی۔ کے لفظ کو نہایت لطافت سے ادا کرتے تھے۔ راقم نے ایکدفعہ خواجہ صاحب کی زبانی سنا ہے کہ ایکدفعہ آپنے بیان فرمایا۔ کہ جب مین مولنا صاحب کی مزار پُر انوار پر معتکف تھا۔ تو وہ جگہ اسقدر تنگ تھی۔ کہ بڑی مشکل سے دوزانو ہو کر بیٹھ سکتا تھا۔ مگر اب مولنا موصوف کے تصرف سے وہ جگہ اسقدر کشادہ ہوگئی ہے۔ کہ لوگ بخوبی چوکڑی لگا سکتے ہین اور بیٹھ سکتے ہین۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ راقم نے خود وہان جاکر مولنا صاحب کی مزار پرانوار کی زیارت کی ہے۔ اور مسجد کی دیوار نے خم کہایا ہوا ہے۔ اور وہ مشرق کیطرف جھکی ہوئی ہے۔ اور مزار کی جگہ فراخ ہوگئی ہے اگر نئی روشنی والے نوجوان ان ہر دو باتون کی تصدیق مین تامل کرین۔ مگر ایسی کئی باتین ہین جو اولیائے کرام سے ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہین۔ دہلی کے لوگ اس امر کی شہادت دیسکینگے۔

دیگر۔ صاحبزادہ میان غلام نصیر الدین صاحب ابن مولوی قطب الدین صاحب ابن حضرت مولنا فخر الدین صاحب دہلوی کو جب شوق خدا غالب ہوا۔ تو آپنے تمام دنیا کے مخمصون اور جھگڑون سے مخلصی حاصل کرکے تجرید اختیار کی۔ اور دنیا کے سب علایق سے کنارہ کشی کرکے پہلے حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے۔ اور بعد زیارت مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر خدا تعالے کی رضا جوئی کیواسطے تونسہ تشریف لاکر حضرت خواجہ غوث زمان کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ کے سلسلہ بیعت مین منسلک ہوکر اپنے گوہر مقصود کو پاکر مزے اُڑانے لگے۔ خواجہ صاحب کی آپ پر بڑی مہربانی اور عنایت تھی چنانچہ بعد نماز فجر حالت مشغولی اور وقت مراقبہ مین آپ ان کو اپنے حجرہ مین بلاتے تھے

Marfat.com

اور چاشت تک کئی کئی قسم کی دلچسپ حکایتین ہوا کرتی تھین۔ اور بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف خواجہ صاحب اُن کے ڈیرہ پر تشریف لیجاتے۔ صاحبزادہ موصوف جنکو کالی صاحب بھی کہتے تھے فرماتے تھے۔ کہ آپنے بہت سی دلچسپ باتین اور حکایتین سنائین۔ مگر انکے ظاہر اور افشا کرنیکیواسطے منع فرمایا صرف ایک سخن جسکے واسطے منع نہین فرمایا۔ وہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ کہ جسوقت مین حضرت مولٰنا صاحب کی تربت شریفہ پر معتکف تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ دفعتہً مولانا صاحب بیدا قبر سے نکل آئے۔ اور میرے ساتھ معانقہ کیا۔ اور مہربانی فرمائی۔ مین نے عرض کی۔ یا حضرت! لوگ کہتے ہین کہ مولٰنا صاحب فوت ہوگئے ہین۔ اور آپ قبر سے کسطرح باہر آگئے۔ آپنے فرمایا کہ لوگ غلط کہتے ہین۔ ہم فوت نہین ہوتے۔ یہ فقط پردہ شریعت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے۔ اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُون۔ خواجہ حافظ صاحب نے سچ فرمایا ہے۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور حقتعالی نے قرآن پاک مین فرمایا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً الغرض جب حضرت مولٰنا صاحب کی وفات کو چہلم ہوگیا۔ تو خواجہ صاحب وہان سے مہاران شریف کو روانہ ہوئے۔ اور وہ سنہ ۱۸۴۱ع کا سال تھا۔ اور اسی سال سخت قحط سالی تھی۔ چنانچہ چالیس والا کال مشہور عوام ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ دہلی شہر کی خندق مین اسقدر مُردے پڑے ہوئے تھے۔ کہ انکا شمار مشکل سے ہوسکتا تھا۔ اور یہ سب بھوک اور فاقہ سے مرگئے تھے۔ آپ کی پہلی منزل فرخ نگر مین ہوئی۔ جو کہ دہلی سے بتیس کوس ہے۔ اور وہان سے بلدہ کانود کو روانہ ہوئے۔ راستے مین ایک قافلہ اہل ہنود کا ملا۔ جو کہ گنگا جی کے اشنان سے مکتی حاصل کرکے عازم پنجاب تھے۔ یہہ ۴۰ آدمیونکے قریب تھے۔ حضرت صاحب انکے ساتھ چلتے رہے۔ اثنائے راہ مین وہ لوگ کھانا پکانیکیواسطے بیٹھ گئے۔ اور آپ ایک رفیق کیساتھ آگے کو چل کھڑے ہوئے۔ آپکے پاس کوئی خرچ اور زادِ راہ نہ تھا۔ فقط متوکل علی اللہ تھے۔ راستے کے درمیان ۳ قزاق ملے۔ اور انپر حملہ کیا۔ خواجہ صاحب نے بھی اُنپر حملہ کیا۔ جب اُنہون نے جان لیا۔ کہ یہ لوگ مُفلس فقیر ہین ان کے پاس مال و متاع کچھ نہین۔ تو جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا۔ کہ مبادا اپنے آپ کو کوئی نقصان پہنچاوین۔ غرض اسطرحسے حق تعالی نے اُنکے شر سے آپ کو امان دی۔ آپ اپنے رفیق کیساتھ چند کوس اور چلے اور راہ

Marfat.com

مین جال کے درخت بہت آتے ہین۔ چونکہ بھوکے تھے۔ ان درختون پر چڑھ گئے۔ اور پیلو کہانے لگے کہ اتنے مین وہ قافلہ آیا۔ آپنے کیا دیکھا۔ کہ وہ سب بے سروپا برہنہ اور مال غارت کراکر وہان آگئے آپنے ان سے دریافت کیا۔ کہ تمہیں کیا ہوا۔ انہون نے جواب دیا۔ کہ ہم پر قزاق یعنی ڈاکو آپڑے اور سارا مال واسباب لوٹ لیگئے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ ان ۳ لٹیرون نے جو پہلے ہمین ملے۔ ان چالیس آدمیون کو غارت کردیا۔ **الغرض** جب وہان سے بلدہ کانود مین آئے۔ تو اس شہر کی مسجد مین اُتر پڑے۔ **روایت ہے** کہ قصبہ کانود مین ایک بزرگ لباس امیری مین تھا۔ کہ نام اسکا علی خان افغان تھا۔ اور جو کہ نواب نجف خان کیطرف سے حاکم تھا اور اسکے پاس ۱۲۰۰ سوار رہتے تھے اور اسکی ابوالعلائی حضرت شاہ عزت اللہ نقشبندی سے بیعت تھی۔ شاہ صاحب کا مسکن موضع بگڑہ مین ہے جو حاجی نجم الدینکے وطن مالوف قصبہ جھونجھون کے پاس ہے۔ اور فقط پانچ کوس کا فاصلہ ہے۔ اس امیر کو جو کہ دراصل فقیر کامل تھا۔ کشف سے معلوم ہوگیا۔ کہ حضرت صاحب مسجد میں اُترے ہین۔ غرض وہ حضرت صاحب کی قدمبوسی کو مسجد میں حاضر ہوا۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہم نے خیال کیا۔ کہ وہ امیر کسی اور جگہ کو جارہا ہے۔ یکایک مسجد مین آیا۔ اور السلام علیک کہا۔ اور میرے ساتھ معانقہ کیا۔ مین حیران تھا کہ اُس نے مجھے کیونکر شناخت کیا۔ اور میرے پاس قدیم دوستونکے مانند معانقہ کیا۔ آخر اس امیر نے کہا۔ کہ امشب آپ کی دعوت میرے ڈیرہ مین ہے۔ اور مین کھانا پکواکر یہان لاؤنگا۔ مین نے قبول کیا۔ اسکے بعد وہ امیر رخصت ہوگیا پھر کھانا آیا۔ نہایت متکلف انواع اقسام کی چیزین۔ اور ہر شے موجود۔ آخر آپ بھی اپنے خادمون کیساتھ آیا۔ اور ہمین کھانا کھلایا۔ جو بچا۔ وہ مسجد مین تقسیم کردیا گیا۔ جب عشا کی نماز کے بعد سب سو گئے۔ اور میرا رفیق بھی خواب الست مین تھا۔ تو مین اسوقت حالت مشغولی اور مراقبہ مین تھا کہ ایک شخص بلباس درویشانہ آیا۔ اور سلام علیک کہکر بیٹھ گیا۔ اور پہلی بات جو اوسنے کہی۔ وہ یہ تھی۔ کہ میان صاحب آپ قزاقون سے خوب بچے۔ اور فلان جگہ پر آپ سے یہ معاملہ ہوا۔ اور اس مقام پر یہ ہوا۔ مین حیران تھا۔ اور دریافت کیا۔ کہ آپ کون صاحب اور کس خاندان سے ہین۔ اُسنے جواب دیا۔ کہ مین وہی امیر ہون جسنے کہ تمہاری دعوت کی تھی۔ اور تمہاری ملاقات کو آیا تھا اور خانوادہ نقشبندیہ ابوالعلائی سے ہون۔ اور شاہ عزت اللہ کا مرید ہون۔ مین نے کہا۔ کہ آپنے

Marfat.com

کیون اپنے آپ کو کیون امیرانہ لباس مین چھپایا ہوا ہے۔ اُسنے جواب دیا۔ کہ مرشد قبلہ و کعبہ کا ارشاد یہی ہے۔ اسکے بعد مجھے فرمایا کہ آپ میرے ڈیرے پر تشریف لے چلین۔ مین ان کے ساتھ چلا گیا فوج باڈی گارڈ پہرہ دے رہی تھی۔ لیکن ہمکو کسی نے نہ دیکھا۔ مین اسکے خیمہ مین پہنچا۔ وہان ایک پلنگ بچھا ہوا تھا۔ اور اوسپر فرش مکلف تہا۔ اور اُسکے نیچے ایک مصلّہ رکھا ہوا تھا۔ مجھے اُس مصلّے کے اوپر بٹھایا۔ اور چونکہ مصلّے پلنگ کے پاس تھا۔ مین نے اپنا ہاتھ اُس پر ڈالا۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ بستر کے نیچے بڑے بڑے سنگریزے بچھے ہوئے ہین۔ مین نے گمان کیا۔ کہ اس بزرگ نے ایسا اسواسطے کیا ہے۔ تاکہ اسے نیند نہ آوے۔ اور اسکے بعد وہ میرے ساتھ کلام کرنے لگا۔ اور ایسی گفتگو کی۔ اور اعلےٰ اعلےٰ مقامات اور مدارج کا بیان کیا۔ کہ مین حیران رہ گیا۔ ہم بڑی دیر تک اس خیمہ مین رہے۔ اسکے بعد مجھے مسجد مین اپنے ڈیرہ پر پہنچا دیا۔ پھر صُبح کو اسی امیرانہ ٹھاٹھ سے آیا۔ اور مجھے ٹھیرنے کیلئے مجبور کیا۔ ہرچند مین نے کہا۔ کہ مجھے مرشد کیخدمت مین جانیکی بہت جلدی ہے۔ مگر اس نے قبول نہ کیا۔ کہ میری پاس خاطر ایکدن تو قیام کرو۔ چنانچہ منظور کرنا پڑا۔ پھر رات کو وہ عارف باللہ اسی فقیرانہ لباس مین آیا۔ اور پھر مجھے اپنے خیمہ مین لیگیا۔ اور کہا۔ کہ تمہین خرچ راہ دے دیتا۔ مگر رستہ مین قزاقی بہت ہے۔ میرا رقعہ لیجاؤ۔ اور بیکانیر مین جہان دکھا دوگے۔ تمکو مبلغ مل جاوینگے۔ پس ایک رقعہ مجھے لکھدیا۔ اور اسکے بعد مجھے ایک بڑا لڈو دیا۔ اور کہا۔ کہ آدھا حصہ تیرا ہے۔ اور آدھا ایک اور فقیر کا ہے۔ وہ راستہ مین تمہین ملیگا اور اپنا حصہ خود لے لیویگا۔ غرض صبح کو ہم روانہ ہوئے۔ قصبہ سنکہانہ کیطرف جاتے تھے۔ رستہ مین ایک فقیر ملا۔ اور مجھے کہا۔ میان صاحب! ہمارا حصہ ہمیں دو۔ مین نے وہ سارا لڈو اسکے حوالہ کیا۔ اوسنے آدھا لے لیا۔ اور آدھا چھری سے کاٹ کر میرے حوالہ کیا۔ اسکے بعد ہم قصبہ سنکہانہ مین پہنچ گئے۔ وہان ایک بہت بڑی پُرانی خانقاہ تھی۔ رات کو اسیجگہ قیام کیا۔ اسکے بعد چورو مین پہنچے۔ وہان ایک کاملہ عورت سے ملاقات کی۔ اور جھنجھنو کے راستے سے مہاران شریف مین حاضر ہوکر اپنے پیر کی قدمبوسی حاصل کی۔ مولوی نجم الدین مؤلف کے ۔خواجہ صاحب
کا دہلی کی آمد و رفت کا قصہ بالکل صحیح ہے۔ اور اسمین شک و شبہ کی گنـ مین ہے کیونکہ
وہ فرماتے ہین کہ ایک دن خود حضور نے مجھسے پوچھا۔ جبکہ مین تونسہ مـ سا تھا۔ کہ

Marfat.com

نجم الدین تمہارا گھر کس شہر مین ہے۔ تو مین نے عرض کی کہ غریب نواز میرا گھر سنگہانہ وچہڑو کے
درمیان مین ہے۔ کیونکہ مین جانتا تھا۔ خواجہ صاحب نے دونو شہر دیکھے ہوئے ہین۔ جب مین نے
جہونجہون کا نام لیا تھا۔ تو آپنے فرمایا تھا۔ کہ ہم نے وہ ضلع دیکھا ہوا ہے۔ اور عزت اللہ فقیر کامل
کا پوچھا۔ کہ آیا وہ اب تک زندہ ہے۔ مین نے عرض کی۔ کہ غریب نواز وہ فوت ہوگئے ہین۔ اور وہ
موضع بگڑ مین جو کہ ہمارے گاؤن سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے۔ اقامت گزین تھے۔ آپنے
فرمایا۔ کہ جب ہم فرخ نگر کے راہ سے بلدہ کانود مین پہنچے۔ تو وہان ایک امیر صاحب باطن تھا
اور وہ میان عزت اللہ کا مرید تھا۔ اس سے ہماری ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد ہم قصبہ سنگہانہ
مین آئے۔ اور اسجگہ سے یہ ارادہ تھا۔ کہ میان عزت اللہ شاہ سے بھی ملاقات کرتے جائینگے۔ مگر
ساتھی نہ چلا۔ اسواسطے مجبوراً چہڑو کو روانہ ہوئے۔ اسی سے میرا خیال ہے کہ ضرور حضور غریب نواز
ہمارے قصبہ جہونجہون مین تشریف فرما ہوئے ہونگے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص سنگہانہ سے چہڑو کو جاوے
تو موضع جہونجہون رستہ مین آتا ہے۔ ایکدفعہ جبکہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ موضع تاج سرور مین حضرت
قبلہ عالم صاحب کی خانقاہ مین رونق بخش تھے۔ تو آپ زوال کیوقت ایک چارپائی پر دراز ہوئے
بندہ حضور کے سامنے ہاتھون کی مالش کرتا تھا۔ اور حاجی نجتا ورحوم پاؤن دباتا تھا۔ خواجہ
صاحب نے میری طرف دیکھکر تبسم کیا۔ اور فرمایا۔ کہ نجم الدین تمہارے ملک کے بہادر بھی مشہور
ہین ایک دفعہ جبکہ ہم فرخ نگر سے آرہے تھے۔ تو راستے مین تین قزاق ملے۔ انہون نے ہم
پر حملہ کیا۔ بھلا ہم کہان چپکے رہتے۔ غرض وہ قزاق بہاگ گئے۔ پیچھے سے ایک ہندوؤن کا قافلہ
آرہا تھا۔ وہ تینون قزاق ان پر حملہ آور ہوئے اور جو کچھ انکے پاس تھا۔ لوٹ لیا۔ غرض
وہ ہندو سراسیمہ ہمارے پاس پہنچے۔ ہم حیران ہوگئے۔ کہ ۳ چورون سے اسقدر قافلہ بھاگ گیا
بس میان نجم الدین تمہارے وطن کے لوگ ایسے ہی بہادر ہوتے ہین۔
نقل ایک دفعہ رات کے وقت تونسہ شریف مین آپ چارپائی پر استراحت فرمائے تھے
اور ہم چند غلام حضور کی مٹھیان بھرتے تھے۔ کہ محمد اکرم خادم خاص نے عرض کی۔ کہ قبلہ وہ
ہنڈوی جو اس امیر نے قصبہ کانود مین دی تھی کتنے روپیہ کی لکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہنڈوی
ستر روپیہ پختہ کی تھی۔ مولوی نجم الدین فرماتے ہین۔ کہ مین نے تونسہ شریف مین سنا ہے

کہ آپ جب بلدہ چورو وکھنیر سے مہار شریف پہنچے۔ تو وہ ہنڈوی جو کہ بیکانیر کے سیٹھ کے نام تھی۔ آپ نے ایک درویش کو خیرات کے طور پر بخشدی۔ جس نے بیکانیر پہنچکر روپیہ وصول کرلیا۔ مولوی نجم الدین صاحب یہ بھی فرماتے ہین۔ کہ حضرت صاحب ہمیشہ موقع بموقع اس امیر کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ بالخصوص اگر کبھی حضرت ابراہیم ادہم بلخی یا اور بزرگون کا جو کہ امیری کے لباس مین مرد کامل تھے۔ ان کا ذکر ہوتا تھا۔ تو آپ ضرور اس امیر کا ذکر خیر فرماتے تھے۔

دیگر صاحبزادہ صاحب میان عبداللہ بن نور حسین بن شہید صاحب نور محمد بن حضرت خواجہ نور محمد صاحب رضی اللہ علیہم اجمعین نے ایک دفعہ بیان فرمایا۔ کہ مین نے خود خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ آپ نے ایکدفعہ ذکر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ جبکہ ہم دہلی سے مہار شریف کو آرہے تھے۔ تو رستہ مین ایک قصبہ ولڑ آیا۔ ولڑ اور تاج سرور کے درمیان ایک جنگل پچیس کوس لمبا آیا۔ جسمین آبادی کا نام ونشان نہین اور نہ ہی کوئی چشمہ کنوآن وغیرہ ہے جب اس صحرا مین ہم کچھہ دور چلے راستہ بھول گئے۔ اور غلطی سے واپس قصبہ ولڑ کو جانے لگے۔ جب اس راستہ پر پہنچے۔ جہان سے آئے تھے۔ تو مین نے اپنی نعلین کے نشان دیکھے۔ کہ لوہے کی میخین نمودار تھین۔ مین نے ساتھی سے کہا کہ ہم واپس ولڑ کو جارہے ہین۔ مگر اُس نے اعتبار نہ کیا۔ اور ہم برابر قصبہ ولڑ کی جانب چلتے رہے۔ کہ اتنے مین ایک شخص دونو ہاتھ ہلاتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میانصاحب یہ راستہ جو آپ جارہے ہین یہ تو قصبہ ولڑ کو جاتا ہے۔ اسکے بعد راستہ بتایا۔ ہم حیران تھے۔ کہ اس جنگل مین آبادی دُور دُور تک نہین ہے۔ میدان صاف ہے۔ یہ آدمی کدھر سے آگیا ہے۔ اور جب ہم وہان سے چلے تو تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کا کچھہ پتہ نہ لگا۔ کہ کہان گیا ہے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مہار شریف پہنچنا۔ اور مدت مدید تک اپنے پیر کی خدمت مین رہنا۔ اور ریاضت ومجاہدہ کرنا

جب خداوند کریم کے فضل وکرم سے خواجہ صاحب غریب نواز دہلی سے بالخیر والعافیت اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کیخدمت اقدس مین پہنچے۔ تو یہان اپنا تمام وقت۔ ذکر مجاہدہ مشغولی مین جیسا کہ مرشد کامل نے ارشاد فرمایا۔ بسر کرنے لگے۔ رات کو جہر فرماتے تھے۔ اور اپنے مرشد کی روزمرہ کی صحبت اور خاص توجہ کے سبب جو انکے حال پر مبذول ہورہی تھی۔ آپکو

Marfat.com

قرب روحانی زیادہ زیادہ حاصل ہوتا گیا۔ حضرت قبلہ عالم کی رغبت بمقابلہ دیگر خلفائے کے انکی طرف زیادہ تھی۔ چنانچہ خواجہ صاحب میان خدابخش مہار ولد حافظ محمد مسعود مہار کی مسجد مین قیام پذیر تھے۔ کچہری کیوقت حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین حاضر ہوجاتے تھے۔ اور کتب تصوف کا سبق بھی پڑہا کرتے۔ مگر اس کے علاوہ جو وقت ملتا۔ برابر ذکر اور مجاہدہ مین لگے رہتے۔ حضرت قبلہ عالم انکی پاس خاطر کبھی کبھی مسجد مذکورہ بالا مین ان کے دیکھنے کیلئے جایا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب نے آداب الطالبین۔ فقرات۔ لوائحہ۔ عشرہ کاملہ۔ نصوص الحکم وغیرہ سلوک و تصوف کی کتابین سب اپنی پیر ہی سے پڑہین +

نقل ایک دفعہ راقم حضرت قبلہ عالم کی خانقاہ مین خواجہ صاحب کے بنگلہ مین بیٹھا تھا۔ خواجہ محمود صاحب [illegible] قبلہ عالم کے پوتے زیارت کیواسطے تشریف فرما ہوئے۔ ظہر کا وقت تھا خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایکدن بندہ میان خدابخش مہار کی مسجد مین دیوان حافظ بہت اونچی آواز سے پڑھ رہا تھا۔ کہ حضرت پیر و مرشد صاحب تشریف لے آئے۔ مین شرم کے مارے خاموش ہوگیا۔ اور حضرت قبلہ عالم کی تعظیم کیلئے بسر و قد کھڑا ہوگیا۔ آپنے فرمایا۔ اے یہ کیسا شور تھا۔ مین نے عرض کی غریب نواز مین دیوان حافظ پڑھ رہا تھا۔ فرمانے لگے۔ ہم کو بھی کوئی شعر سناؤ۔ مین نے یہ شعر پڑہا ؎

کمال صنعت مشاطہ شائید	کہ روئے زشت را زیبا نمائید

آپ بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ خوب کہا۔ پھر فرمایا۔ اچھا یارون سے بھی سنو۔ اسکے بعد خود زبان مبارک سے یہ شعر ارشاد فرمایا۔ ؎ مگو کہ پیر شدی ذوق عاشقیت نماند + شراب کہنہ ما مستی دگر دارد + چنانچہ اسکا ذکر حضرت قبلہ عالم کے مناقب مین موجود ہے۔ راقم کو شعر سابق نے بڑا ذوق بخشا تھا +

ویگر جن دنون مین خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مہار شریف مقیم تھے۔ تو بسبب کثرت ریاضت و مجاہدہ آپ کو خشکی بہت ہوگئی۔ اور آپنے ارادہ کیا۔ کہ کسی سے قیمتاً شیر مادہ گاؤ خرید کیا کرین۔ لیکن چونکہ ان دنون مین چوری چکاری کی کثرت تھی۔ اور خاصکر گائے بھینسو نکی چوری بکثرت تھی اسلئے آپ یہ چاہتے تھے۔ کہ کسی ایسے شخص سے دودھ خرید کیا کرین۔ جسکی گائے اپنی ہو۔ چوری کی نہ ہو۔ الغرض مسجد کے پاس ایک آدمی رہتا تھا۔ اور اسپر کسی کا گمان نہ تھا۔ کہ اس کی گائے چوری کی ہو۔ آپ نے وہانسے دود لینا شروع کیا۔ مگر ایکدن جو دود لینے کیلئے تشریف لیگئے۔ ایک اجنبی آدمی تکرار کر رہا تھا۔ کہ یہ گائے میری ہے۔ جو یہ شخص چرا کر لایا ہے۔ آپنے عہد کیا کہ آیندہ ہرگز دفعہ نہ لونگا

Marfat.com

دیگر - خاندان چشتیہ مین ایک خاص روزہ ہے۔ کہ ۳ دن کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اور اگر وہ تین دن صبر سے گذر گئے۔ تین دن اور اسی طرح بے آب و دانہ رہنا پڑتا ہے۔ اور اس عرصہ مین ایک خاص عمل یا شغل کیا جاتا ہے۔ اور ایک خاص درجہ حاصل ہوتا ہے۔ آپنے اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ عالم صاحب کے فرمانیکے بموجب اس شغل کو تمام کیا۔ جب چھٹا دن ہوا۔ تو خود حضرت قبلہ عالم صاحب تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ میاں صاحب اُٹھیئے۔ کہ آپکا شغل تمام ہوا۔ اور کام بخوبی انصرام ہو گیا۔

دیگر - صاحبزادہ نور بخش صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم صاحب و میان غلام رسول اور چند دیگر اشخاص معتبرہ سے روایت ہے۔ کہ ایکدن حضرت قبلہ عالم صاحب نواب نظام الملک غازی الدین خان کے ڈیرہ پر گئے ہوئے تھے۔ نواب صاحب موصوف حضرۃ قبلہ عالم کا پیر بھائی تہا۔ اور نیز محرم راز آپنے فرمایا۔ کہ ایک دیگ پر از طعام حضرت رسول صلعم نے حوالہ حضرت علیؓ صاحب فرمائی تھی۔ بعدہ وہ دیگ حضرت حسن بصریؒ صاحب کے حوالہ ہوئی۔ اور بعدہ ان سے دست بدست حضرت مولنا صاحب کے پاس پہنچی۔ اور وہان سے اِس فقیر کو ملی۔ نواب صاحب نے استفسار فرمایا۔ کہ جناب کے بعد یہ دیگ آپ کے کس مرید کو ملیگی۔ آپنے فرمایا۔ میرا منشا یہ تھا۔ کہ دیگ میان صاحب مولوی **نور محمد** ناروواله کے حوالہ کرتا۔ مگر حکم الٰہی یہ ہے۔ کہ یہ دیگ **سلیمان** روہیلہ کے حوالہ کیجاوے۔ نواب صاحب نے دیکھنے کا شوق ظاہر فرمایا۔ آپنے خواجہ صاحب کو بلا بھیجا۔ جب خواجہ صاحب آئے۔ تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا۔ کہ وہ کتاب فقرات جو مین نے تمکو پڑھنے کیواسطے دی ہے۔ وہ کتاب تبرکاً حضرت مولنا صاحب کی دی ہوئی ہے۔ اسکا تم بڑی احتیاط سے مطالعہ کیجیو۔ ایسا نہ ہو کہ پھٹ جاوے۔ یا گم ہو جاوے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مین اس کتاب کو بڑی حفاظت اور احتیاط سے رکھونگا۔ اسکے بعد جانیکی اجازت ملی۔ جب خواجہ صاحب چلے گئے۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ وہ روہیلہ بہی شخص ہے۔ مگر اس بات کو ابھی اسکے پاس ظاہر کرنا مناسب نہین ہے۔ اس مجلس مین اور بھی بہت سے آدمی تھے۔ اور اس قصہ کا راوی رستم شاہ ہے۔ جو خاندان سہروردیہ مین سے ہے۔ باڑھی شوق شاہ مین اسکا گھر تھا۔ جو مہار شریف سے قریب ہے۔ نامردہ کا حضرت قبلہ عالم پر بہت اعتقاد تھا۔ اُس نے خواجہ نور احمد صاحب کے پاس یہی روایت کی ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ مین نے عرض کیا تھا۔ کہ حضرت قبلہ تُمہی انکے حوالہ کر جائیے۔ آپنے میری بات نہ مانی تھی۔ اور خواجہ صاحب نے قبول فرمایا تھا۔

Marfat.com

دیگر اکیدن نواب غازی الدین خانصاحب کے مکان پر مجلس سماع تھی۔ حضرت قبلہ عالم صاحب اور سب خلفائے اور مریدان بااخلاص موجود تھے۔ کہ قوالون نے یہ غزل مولنا جامی علیہ الرحمۃ کی پڑہنی شروع کی

اے ترکِ شوخ این ہمہ ناز و عتاب چیست	با دل شکستگانِ ستم بیحساب چیست
گفتی شبے بخواب تو آیم ولے چہ سود	چون من بعمر خویش ندانم کہ خواب چیست
دارم بتو تظلّم آہستہ ران سمند	اے سنگدل بر غم منت این شتاب چیست
گر من نہ غرقِ آتشِ عشقم ز شوقِ تو	این سینہ پُر آتش و چشمم پُر آب چیست
از مدرسہ بکعبہ روم یا بمیکدہ	اے پیرِ راہ بگو کہ طریقِ صواب چیست
جامی چہ لاف میزنی از پاکدامنی	بر خرقۂ تو این ہمہ داغِ شراب چیست

خواجہ صاحب کو اس شعر نے۔ از مدرسہ بکعبہ الخ۔ نے وہ اثر کیا۔ کہ آپ وجد مین آگئے اور دونو ہاتھہ حضرت قبلہ عالم کے پکڑ کر انکے گرد چکر کہانے لگے۔ آنکہون سے خون نکل پڑا۔ جس سے حضرت قبلہ عالم کا کرتہ بھی آلودہ ہوا۔ اسکے بعد بیہوش ہو کے گر گئے۔ حضرت قبلہ عالم نے قوالون کو منع کیا۔ کہ بس کرو۔ ہمارا فقیر مرتا جاتا ہے۔ اور بعدہٗ آپ خواجہ صاحب کو اٹھوا کر حجرہ مین لیگئے۔ اپنی لنگی اُنپر ڈالی۔ اسکے بعد آپنے صاحبزادہ نور احمد صاحب۔ قاضی عاقل محمد صاحب۔ حافظ جمال الدین صاحب کو ان کے پاس بٹھایا۔ اور آپ گھر تشریف لے آئے۔ سہ پہر تک خواجہ صاحب کی وہی حالت رہی۔ جب ہوش مین آئے تو اپنی مسجد مین چلے گئے۔ مین نے یہ قصہ صاحبزادہ نور بخش صاحب سے سنا ہے۔ اور انہون نے اپنے دادا صاحبزادہ نور احمد صاحب سے استماع فرمایا تھا۔ مولوی خدا بخش صاحب خیر نے بھی اس واقعہ کو ذرا سا بتغیر الفاظ میرے پاس ذکر کیا تھا۔ جو اوس نے مولوی حافظ خدا بخش سکنہ مہار کی زبانی بیان کیا تھا۔ لیکن میرا یہ خیال ہے۔ کہ خواجہ صاحب پر یہ حالت ایک دفعہ طاری نہین ہوئی۔ بلکہ ۳ دفعہ ایسا موقع ہوا ہے۔ اول حضرت قبلہ عالم صاحب کی موجودگی مین مہار شریف جسکا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ دوم بعد وفات حضرت قبلہ عالم صاحب انکے عرس کے موقع پر چنانچہ اسکا ذکر کیا جاتا ہے حضرت صاحبزادہ نور بخش صاحب سے روایت ہے کہ حضرت قبلہ عالم صاحب کے انتقال کے بعد پہلا عرس تھا۔ یا دوسرا کہ صبح کیوقت مجلس سماع منعقد ہوئی۔ اور خانقاہ پر سب خلفائے اور غازی الدین خان وغیرہ لوگ جمع تھے۔ قوالون نے شیخ جمال چشتی سکنہ فیروزپور کی جو کہ حضرت قبلہ عالم کا عاشق شیدا

Marfat.com

و مرید مجاز تھا۔ یہ غزل پڑھنی شروع کی۔ ؎

مرحبا ترک مست رعنائی	دل زما میبری بہ یغمائی	در جہان نیست کس بتو مانند
بے نظیری بحسن و زیبائی	محوِ مطلق شود ہمہ عالم	چون نقاب از جمال بکشائی

اسپر خواجہ صاحب کو وجد غالب ہوا۔ کہ آپ نے صاحبزادہ غلام مصطفےٰ شہید صاحب کو جو اسوقت بچہ تھے۔ کندھے پر اٹھا لیا۔ اور چارون طرف دوڑے دوڑے پھرتے تھے۔ کبھی روضہ شریف کے اندر دوڑتے جاتے۔ اور کبھی مجلس مین چھلانگیں مارتے تھے۔ چند دفعہ ایسا کیا۔ مگر بیہوشی غالب ہوگئی صاحبزادہ صاحب کو اوتارا۔ اور آپ بیخود ہوکر زمین پر گر پڑے۔ جب مجلس تمام ہوئی۔ آپ کو لنگر کے حجرہ مین اُٹھا لائے۔ کیونکہ آپ کا ڈیرہ وہان تھا۔ اور حافظ جمال الدین صاحب و قاضی صاحب و نواب صاحب سب وہان تشریف فرما تھے۔ جب نبض دیکھتے۔ نبض نہ تھی۔ نواب صاحب نے کہا۔ کہ یہ تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی والا ماجرا ہے۔ جو احمد جام کے اس شعر پر ؎ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را + ہر زمان از غیب جانِ دیگر است + وجد آیا تھا۔ اور بیہوش ہوکر پھر نہ اُٹھے۔ اور فوت ہوگئے۔ بہت لوگون کا یہ خیال ہوگیا تھا۔ کہ جب نبض ہی نہین ہے۔ خواجہ صاحب وفات پاگئے ہین مگر سہ پہر کیوقت آپ ہوش مین آئے۔ اور اُٹھ کر نماز پڑھی۔ تیسری مرتبہ حضرت مولانا نور محمد صاحب کے عُرس پر حاجی پور شریف مین آپکی یہی حالت ہوگئی تھی۔ چنانچہ مجھے بہت سی معتبر آدمیونکی زبانی معلوم ہوا ہے۔ از انجملہ مولوی محمود صاحب مُفتی حضرت صاحب سے روایت ہے۔ کہ وہ خود اسوقت موجود تھے۔ خواجہ صاحب عرس کے موقعہ پر سنگھڑ سے حاجی پور تشریف لیگئے نماز اشراق کے بعد مجلس منعقد ہوئی۔ اور قوالون نے یہ پنجابی راگ گایا۔ ؎

ہیرے ہیرے مینون مت کوئی آکھو نہ مین ہیر سلیٹی	نہ مین منگ کھیڑیاندی بہائی نہ مین چوچک بیٹی
ذات صفات اوسی وچہ رہیان عیبان چاک دی دل چکھیٹی	

مولوی محمود صاحب فرماتے ہین۔ کہ مین اسوقت خواجہ صاحب کے پاس استادہ تھا آپ کو اسی راگ پر اول بہت رقت ہوئی۔ اور بعدہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے۔ دونو ہاتھ ایک دوسرے پر مارتے تھے۔ قوالون کیطرف جاتے تھے۔ اور واپس آتے تھے۔ چند بار ایسا کیا بعدہ آنکھین شمال کیطرف اُٹھا کر محو حیرت ہوکر ایک جگہ استادہ ہوئے۔ چند منٹ ہی گذرنے پائے تھے۔ کہ بیہوش ہوکر گر پڑے

Marfat.com

اور نبض بالکل ہلکی پڑگئی۔ ظہر تک یہی کیفیت رہی۔ جب موذن نے ظہر کی بانگ کہی۔ یک بیک جسم
مبارک مین حرکت ظاہر ہوئی۔ اور مجھہ سے پوچھا۔ کہ اے مولوی محمود کلمہ خلاف شرع تو نہین نکلا
مین نے جواب دیا۔ نہین۔ آپنے الحمد کہا۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ میرے اعضا درد کرتے ہین مین
نے اپنی دستار سے اعضا کس دئے۔ اسکے بعد آپ نماز کیلئے اُٹھے۔ چوتھی دفعہ میان محمد صالح
سے جو کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے یاران مجازین سے تھا۔ مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ حاجی پور شریف
سے سنگھڑ کو واپس تشریف لیجا رہے تھے۔ کہ راستے مین احمد قوال نے غزل کہنی شروع
کی آپکو سواری پر ہی وجد طاری ہوگیا۔ حتے کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور بائین پستان سے
خون جاری ہوگیا۔ اور آپکا پیراہن مبارک تر ہوگیا۔
دیگر۔ ایکدن آپ فرما رہے تھے۔ کہ جبکہ ہم دہلی سے آکر حضرت قبلہ عالم صاحب کیخدمت مین رہتے تھے
تو آپ نے میان غلام رسول لانگری کو ارشاد فرمایا کہ یہ شخص کوہستانی آدمی ہے۔ اس روہیلہ
کو بڑی روٹی دیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ بھوکا رہے۔ اس سے میان غلام رسول لانگری بڑی روٹی
دیا کرتا تھا۔ ایکدن حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کہ آئندہ بغیر ہمارے دکھانے کے اسکو روٹی
نہ دیا کرو۔ ہم خود پہلے دیکھینگے جب نابردہ وہ روٹی دکھلانیکے لئے لیگئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اسقدر
بڑی روٹی نہ دینی چاہیئے۔ بس آپنے نصف مجھے دی۔ اور نصف دیگر دوسرے فقیر کو دی۔ اسکے
بعد اس نصف کو بھی کم کر دیا۔
دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب ذکر فرماتے تھے کہ مسجد مہاران شریف مین ایک کتاب کا مطالعہ
کر رہا تھا۔ اور چند روز سے کچھ کھایا نہ تھا۔ اتفاقاً میری نظر صحن مسجد پر پڑی۔ کہ چند کبوتر دانہ
چگ رہے ہین۔ مین نے ایک سنگریزہ اٹھا کر جو مارا۔ تو ایک کبوتر پھڑپھڑانے لگا۔ مین نے فوراً اُسے
ذبح کر کے گرم تنور مین ڈالا۔ تاکہ اسکو بھون کر کھاؤن۔ اتنے میں ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور
کہا کہ حضرت قبلہ عالم تمکو یاد کرتے ہین۔ مین فی الفور انکی خدمت اقدسہ مین حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا
کہ روہیلہ تو اسجگہ یاد خدا کیواسطے آیا ہے۔ یا کہ مرغون کا گوشت کھانیکے لئے۔ مین بہت شرمندہ ہوا
آپنے فرمایا جا اور مطالعہ کر۔ جب مین واپس حجرہ مین آیا۔ دیکھا۔ کہ وہ مرغ بالکل سوختہ ہوگیا ہے +
دیگر۔ آپنے ایکدن فرمایا۔ کہ جب مین مہاران شریف مین حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت اقدس

Marfat.com

مین تھا۔ کہ سردی کا موسم آگیا۔ حضرت قبلہ عالم نے سب کو روئی دار کپڑے عنایت کئے۔ اور بعض کو کمل پشم بھی عطا فرمائے۔ مگر اس نیازمند کو کچھہ بھی نہ دیا۔ بلکہ اگر کہین سے کوئی جامہ بالفرض میرے ہاتھ آبھی گیا۔ تو بھی اسکو عین حالت سرما مین لیکر کسی اور درویش کو دے دیتے تھے اور فرماتے۔ کہ پہاڑی روہیلے آدمی بہت قوی ہیکل اور مضبوط ہوا کرتے ہین۔ یہ فقیر لاغر ہے اور آگر اس نے مجھسے گرم کپڑا مانگا ہے۔ اسواسطے اسکو دیدینا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مین بموجب ارشاد اپنے مرشد کے وہ کپڑا (گرم) درویش کو دیدیتا تھا۔ اور آپ جنگل مین جاکر لکڑیان لے آتا۔ انکو تاپتا۔ اور وضو کیلئے پانی بھی گرم کرتا۔ ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ آپ حسب معمول اسطرح الاؤ پر بیٹھے تھے۔ اور بہت سخت سردی تھی۔ ایک شخص نے انکی حالت دیکھکر ایک سیاہ کمل لادیا جب حضرت قبلہ عالم کو خبر لگی۔ آپنے وہ کمل اُن سے لیکر ایک اور درویش کو دیدیا۔ اور فرمایا۔ کس کم سمجھہ آدمی نے یہ کمل اس پہاڑی روہیلہ کو دیا ہے۔ اسپر بھلا سردی کیا اثر کرتی ہے۔ اسکے بعد خواجہ صاحب کو پھر اپنا آتشکدہ روشن کرنا پڑا ۵ زان بلاہا اولیا بر داشتند + سر بچرخِ ہفتمین افراشتند +

دیگر ایکدن آپ نے خواجہ نور احمد صاحب مرشد زادہ کے سامنے ذکر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم صاحب موضع مہتہ چھڈو پر مین بموجب درخواست زمینداران ایک شادی کی تقریب سے تشریف لیگئے۔ آپ کے ساتھ بہت سے درویش تھے۔ جب آپ وہان پہنچے۔ تو ایک اچھی جگہ ڈیرہ لگایا گیا۔ مین بھی حضرت قبلہ عالم کے پیچھے ایک گوشہ مین سوگیا۔ جب شام ہوئی۔ تو سب فقیرون کو بہت لذیذ کہانے ملے۔ مگر مجھہ فقیر کو کسی نے یاد نہ فرمایا۔ جب وہ سب کہانا کہاچکے۔ تو انکو لحاف وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ کیونکہ جاڑے کا موسم تھا۔ اتنے مین حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بھائی ہمارے روہیلہ کو بھی کسی نے کہانا وغیرہ دیا۔ یا نہ۔ سب نے کہا کہ ہمکو اسکی خبر بھی نہین۔ آخر آپنے فرمایا۔ کہ کسی کے پاس کچھہ کہانا ہو۔ تو لادو۔ ایک شخص کے پاس خشک روٹی تھی۔ اس نے لاکر دی۔ اور مین نے کہالی۔ لیکن لحاف وغیرہ کوئی نہ ملا۔ اسپر مین میان غلام رسول لانگری کے پاس پہنچا۔ اور اسکو کہا۔ کہ رضائی عنایت کیجیے۔ اسنے جواب دیا۔ اسوقت ہم آپکے واسطے بسترہ کہان سے لائین۔ الغرض مین نے ارادہ کیا۔ کہ

Marfat.com

گاؤن سے باہر چلا جاؤن۔ شاید کسی جگہ کوئی آگ وغیرہ ہو۔ الغرض مین باہر ایک کنوئین پر پہنچا جہان کسانون نے خوب آگ روشن کی ہوئی تھی۔ وہان تھوڑی دیر بیٹھا ہی تھا۔ کہ ایک شخص دو لحاف اور بڑا عمدہ لذیذ کھانا لایا۔ جسمین پلاؤ۔ زردہ۔ کباب گوشت وغیرہ تھا۔ مین نے خوب مزے سے کھایا۔ اور دریافت کیا۔ کہ یہ شخص تمہارا واقف ہے۔ مگر وہ کسی کا واقف نہ تھا۔ مین سمجھ گیا۔ کہ یہ سب حضرت قبلہ عالم صاحب کی نوازش ہے۔ غرض وہ طعام لذیذ خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور اس چاہ والے لوگون کو بھی کھلایا۔ اور ایک رضائی نیچے اور ایک اوپر بچھا کر خوب مزے سے سو رہا۔ صبح کو بیدار ہوا۔ ان رضائیون کو وہین رہنے دیا۔ اور آپ حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت قبلۂ عالم گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لا رہے تھے۔ مجھے دیکھکر ارشاد فرمایا۔ کہ آرو ہیلہ میری گھوڑی کے آگے دوڑ۔ مین نے حکم کی تعمیل کی۔ آپنے باقی آدمیون کو ارشاد فرمایا۔ کہ تم آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے آؤ۔ مین آگے آگے جا رہا تھا۔ کہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ بس میان جی روٹی کیواسطے اتنا تنگ ہو گئے تھے۔ مین نے مارے شرم کے مہاران شریف تک سر نہ اُٹھایا اور جواب نہ دیا۔

با جامۂ صد پارہ و با خرقۂ پشمیں	برخاک نشینیم و ازین عار نداریم
درویش و فقیریم درین گوشۂ دُنیا	با نیک و بدِ خلق جہان کار نداریم

دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب خود فرماتے تھے۔ کہ مہاران شریف مین حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تورات کو ہمارے بالاخانہ پر آکر مطالعہ کیا کیجیو۔ ایک رات چراغ جل رہا تھا۔ اور مین مطالعہ کتب میں مصروف تھا۔ دفعتہً نیند نے غلبہ کیا۔ اور مین وہین سوگیا۔ حضرت قبلہ عالم نے اپنی لنگی مبارک دوہری کر کے میرے بدن پر ڈال دی کیونکہ موسم سردی کا تھا۔ صبح کو جو مین اُٹھا۔ تو لنگی مبارک اپنے اوپر دیکھی اور آہستہ سے لپیٹ کر مین نے حضرت مرشدی کے زانو کے نیچے رکھدی اور وہان سے اُٹھ کر اپنے حجرہ مین چلا آیا۔ دیگر ایک دن خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ خود فرماتے تھے۔ کہ جب مین مہاران شریف مین مقیم تھا۔ ایک دفعہ کمبخت بخار نے آدبایا۔ اور چند روز تک ہرگز نہ اترا مین شدت بخار سے بہت لاغر ہو گیا۔ اور میرا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ ایکدن علے الصباح مین اپنے مرشد کی زیارت اور طلب دُعا کیواسطے ایک راستہ پر بیٹھ رہا۔ حضرت قبلہ عالم صاحب کا معمول تھا۔ کہ صبح کی نماز کی دو سنت

Marfat.com

تو گھر پڑہتے۔ اور فرض مسجد مین آکر پڑہتے۔ آپ نے گذرتے ہوئے۔ ایک عنایت کی نظر ڈالی۔ اور مسجد مین تشریف لیگئے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ تو بڑی محبت سے پوچھا۔ کہ روہیلہ تمہین کیا ہو گیا ہے۔ مین نے عرض کی۔ قبلہ۔ چند روز سے بخار نے بیقرار کر رکہا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کہ تمہارے وطن مین بخار کا کیا علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ مین نے عرض کی غریب نواز یا تو بیمار کو بہت سا گھی پلا دیتے ہین۔ یا بکرے کی کہال چڑہا دیتے ہین۔ آپ نے فرمایا۔ تم بھی ایسا ہی کر لو۔ لیکن نہ تو خود کوئی چیز عنائیت کی۔ اور نہ ہی کسی کو حکم دیا۔ کہ مجھے گھی یا کہال بکرے کی دی جاوے۔ جب حضرت قبلۂ عالم صاحب تشریف لیگئے۔ تو بخار ٹوٹ گیا۔ گویا ان کے دیدار نے سب بیماری و بیقراری دور کر دی

خواجہ صاحب مہار شریف سے وطن کو جاتے ہین

ناظرین باتمکین سے مخفی اور پوشیدہ نہین ہے کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تحصیل علم کے لئے اپنے مولد کوہ درگ سے تونسہ شریف مین آئے۔ اور وہان کچھ مدت ٹہر کر موضع لانگہ مین تحصیل علم کرتے رہے۔ اور بعد کوٹ مٹھن تشریف لے گئے۔ اسکے بعد بمقام اوچ حضرت قبلہ عالم رضہ سے بیعت ہوئے۔ اور انہی کے ارشاد کے بموجب دہلی مین حضرت مولنا صاحب کی خدمت مین پہنچے اور اسکے بعد واپس اپنے مرشد کامل حضرت قبلہ عالم کیخدمت مین کئی سال مقیم رہے۔ اس مدت مدید مین آپکی والدہ ماجدہ بی بی زلیخا محبت قدرتی کی وجہ سے سخت بیقرار تھین۔ اور ایک اور حادثہ عظیم یہ پیش آیا۔ کہ ان کا بڑا بیٹا میان محمد یوسف جو خواجہ صاحب سے بڑا تھا۔ بقضائے ایزدی فوت ہو گیا اس صدمۂ عظیم نے اس ضعیفہ شریفہ کو از حد بیقرار کر دیا۔ اور وہ فراق فرزند مین انکی تلاش مین گھر سے روانہ ہوئی۔ اور موضع گڑگوجی سے روانہ ہو کر موضع سوکڑ مین جو کہ تونسہ شریف سے تین میل جانب جنوب مغرب ہے۔ تشریف لائی۔ گو ہر چند لوگون سے دریافت کیا۔ خواجہ صاحب کا کچھ پتہ نہ ملا بعدہ ایک شخص کو جو بقول بعض بی بی صاحبہ کا داماد تھا۔ ملتان کیطرف روانہ کیا۔ اتفاق سے ان دنون حضرت قبلہ عالم صاحب کے فرزند مہین حضرت شہید صاحب کی شادی تھی اور قبلہ عالم صاحب نے خواجہ صاحب کو معہ حافظ جمال الدین صاحب سامان خریدنے کیلئے ملتان روانہ کیا تھا۔ وہ جوان جو خواجہ صاحب کی تلاش مین سرگردان تھا۔ آپ سے ملاقی ہوا۔ خواجہ صاحب نے وطن کا حال احوال پوچھا۔ اور کہا کہ اب تو مین اپنے مرشد کا ضروری کاروبار سر انجام کرنے کے لئے یہان

Marfat.com

آیا ہون۔ واپس جاکر اجازت حاصل کرکے ضرور وطن کو آؤنگا۔ میری والدہ صاحبہ کی جاکو تجوبی تسلی کیجیو اور کہتے ہین۔ کہ ایک روپیہ بھی خواجہ صاحب نے اس شخص کے حوالہ کردیا۔ کہ یہ روپیہ جاکر میرے بھائے یوسف کو دیجیو۔ نامبرونے اسکی وفات کا ذکر آپسے نہ کیا تھا۔ کہ ایسا نہو۔ سخت غمگین ہوجاوے غرض وہ جوان چلاگیا۔ اور خواجہ صاحب سب سامان وغیرہ خرید کرکے حضرت قبلہ عالم کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپنے خوشی سے اجازت دی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی نے اس شخص کے آنیسے پیشترہی فرمایا تھا۔ کہ تمہاری اللہ بہت بیقرار ہوگی۔ ایکدفعہ اسکی ملاقات کرکے پھر آجاؤ مگر ایسا نہو کہ باغی ہوجاؤ۔ اور پھر ادہر آنیکا قصد بھی نہ کرو۔ غرض حضرت قبلہ عالم سے مرخص ہوکر خواجہ علیہ الرحمۃ کوہ درگ کو تشریف لیگئے۔ انکی والدہ انکے دیدار فرحت آثار سے بہت شادان ہوئی۔ مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے برادر معظم کی وفات کی خبر سنکر ازبس غمگین ہوئے۔ اور انّا للہ وانّا الیہ راجعون کہکر والدہ ماجدہ کی خدمت مین مصروف ہوئے۔ آخر جب اشتیاق مرشد از حد زیادہ ہوا۔ تو رخصت طلب کی۔ مگر انکو خوشی سے رخصت نہ ملتی تھی۔ بلکہ ان کے خویش و اقربانے جب دیکھا۔ کہ کسی وقت رات کو بھاگ کر نہ چلے جاوین تو وہ پوری حفاظت اور نگہبانی کرنے لگے۔ کہتے ہین کہ کوہ درگ پر ایک برج کلان تھا۔ خواجہ صاحب اسی مین رہتے تھے۔ رات کو اسکا دروازہ بند کردیا جاتا۔ اور اسکے چارون طرف خاردار کانٹے لگے ہوئے تھے۔ اور علاوہ اسکے خندق بھی تھی جس سے ہرطرح حفاظت کا اطمینان تھا۔ آخر جب عشق نے غلبہ کردیا۔ تو آپنے ایک رات اس برج پر سے خاردار کانٹون پر چھلانگ لگائی۔ اور چل دیے۔ خدا کی قدرت ہی کہ مستی اشتیاق مرشد مین انکو کوئی ضرب نہ لگی۔ اور نہ ہی کانٹے وغیرہ سے کوئی تکلیف ہوئی۔ مولانا فخر الدین صاحب کے کسی دوست نے کہا ہے۔ ؎

نوبہار است جنون چاکِ گریبان مددی	آتش افتاد بجان جنبشِ جانان مددی
شب تار است دگر وادیٔ ایمن در پیش	دشت صحرا مددی خار مغیلان مددی
گرمیٔ عشق بتے در جگر آتش انداخت	تشنگی سوخت مرا۔ اے لب جانان مددی
آمدہ فصل بہار است جنونم گل کرد	جوش زد خون دل شعلۂ مژگان مددی
راہ گم گشت و بپا آبلہ منزل بس دور	خار صحرا مددی خضر بیابان مددی

جام مے ناب بدست تو تغافل تا چند	گشت مخموری مے ساقی مستان مددی
بہر تفریح دل و ضعف جگر میا بُد	پستہ لب مددی سیب زنخدان مددی
مطرب بے ساختہ بیدار ترا رنجورے	فخر دین فخر جہان مرشد پاکان مددی

الغرض آپ وہان سے رخصت ہوکر تیسرے دِن حضرت قبلہ عالم صاحب کیخدمت اقدسہ مین حاضر ہوگئے۔ اور تعجب ہے۔ کہ اسقدر فاصلہ کو جو آپکو چالیس کوس بیان کیا جاتا ہے۔ فقط ۳ یوم سے طے کیا۔ جب مرشد کی قدمبوسی حاصل ہوئی۔ تو انواع واقسام کی کرامات سے مشرف ہوئے اور سُنا گیا ہے۔ کہ جسوقت آپنے اپنے تئین بُرج پر سے گرایا۔ اسقدر عقدے حل ہوئے۔ کہ چلّہ اور ہفت ایام روزہ سے بھی حل نہ ہوئے تھے۔ غرض تمام سال حضرت قبلۂ عالم صاحب کی خدمت مین رہے۔ اور بعدہ پھر والدہ ماجدہ کی ملاقات کے لئے وطن کو مراجعت فرمائے ہوئے۔ ایسا ہی کئی دفعہ مہاران شریف جاتے۔ اور پھر رخصت طلب کرکے والدہ ماجدہ کی تسلّی وتشفی کیلئے ضرور آکر اپنا دیدار دیتے۔ **نقل ہے**۔ کہ خواجہ غریب نواز فرماتے تھے۔ کہ ایکدفعہ مین مہاران شریف سے وطن کو جارہا تھا۔ رستہ مین ایک گورستان آیا۔ اور میرا پاؤن ایک کھوپری پر جا پڑا۔ آواز آئی۔ سے دُور دار از من قدم اے بیخبر + گرچہ خاکم بوئے عشق آید زسر۔ اور بعض کہتے ہین کہ نہین یہ شعر تھا۔ سے دور دار از من قدم اے عام پوست + گرچہ خاکم بوئی مے آید ز دوست اس پر آپنے خیال فرمایا۔ کہ یہ کسی بزرگ عاشق باللہ کی کھوپری ہے۔ آپنے اُسے بڑی تعظیم سے گورستان مین دفن کردیا۔ اور مین نے یہ حکایت بہت لوگون سے سنی ہے۔ اور ایکدفعہ جبکہ خواجہ صاحب اپنے بنگلہ واقع تاج سرور مین نشست فرما تھے۔ اور اسوقت بہت سے آدمیونکے علاوہ میان امیر الدین کشمیری بھی موجود تھے۔ آپنے خود زبان مبارک سے بھی بیان فرمایا۔ اس سے میری پوری تسلی ہوگئی۔ چنانچہ میان امیر الدین موصوف نے (ایک رسالہ تحفۂ احمدی جو کہ علم سلوک مین تصنیف کیا ہے) اس قصہ کو بھی بیان کیا ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ حضرت صاحب نارووالہ مین تھے۔ اور ایکدن قضائے حاجت کیواسطے جنگل مین تشریف لیگئے۔ وہان ایک لاشہ پڑا تھا۔ آپنے اسکو ٹھوکر لگائی۔ تو اوس نے یہ شعر پڑھا۔

دیگر۔ ایکدفعہ حضرت قبلہ عالم صاحب نے مولانا نور محمد صاحب نارووالہ کو بھی اجازت وطن جانیکی

Marfat.com

دی۔ اور خواجہ صاحب کو بھی ہمراہ کردیا۔ غرض دونو قران السعدین مہاران شریف سے بہاولپور
کو روانہ ہوئے۔ مولٰنا صاحب کے پاس گھوڑی تھی جسپر سوار ہوتے تھے۔ مگر نصف منزل
آپ سواری کرتے۔ اور نصف منزل خواجہ صاحب کو گھوڑی پر سوار کراتے۔ چونکہ مولٰنا صاحب
کے ہمراہ چند مولوی صاحبان مثل مولوی محمد کہنکو تھے۔ جب خواجہ صاحب جوکہ اسوقت پورے
جوان اور چست اور تنومند تھے۔ گھوڑی پر سوار ہوتے۔ تو انکو بوجہ ضعیفی حضرت مولٰنا صاحب
بہت غصہ آتا۔ کیونکہ وہ اُنکے مدارج کو کیا سمجھتے تھے۔ مگر مولٰنا صاحب کے خوف کے مارے کچھہ
کہہ بھی نہ سکتے تھے۔ غرض اسی طرح قصبہ مولوی محمد حسین کے قریب پہنچے جوکہ قریہ فتووالہ کے پار
ہے۔ تو علمائے مذکورہ نے مولوی محمد حسین سے کہا۔ کہ ہمارے مولانا صاحب اس روہیلہ جوان
کو بوجہ پیر بہائی ہونیکے سواری دیتے ہین۔ اور خود بدولت بڑی تکلیف سے سفر طے کرتے ہین
اسکو لازم نہین ہے۔ کہ باوجودیکہ جوان تنومند و رہٹا کٹا ہے۔ سواری کرتا ہے۔ اور جناب مولانا
صاحب پیادہ چلتے ہین۔ تم اسکو منع کرو۔ مولوی محمد حسین نے جواب مین فرمایا۔ سبحان اللہ
مین نے خیال کیا تھا۔ کہ نارووالہ صاحب مین بوئے نفسانیت نہین ہی ہے۔ مگر نہین تا ہنوز کچھہ
باقی ہے۔ ورنہ اس روہیلہ کو تمام راستہ گھوڑی دے دیتے اور آپ پیدل چلتے۔ تم کیا جانو۔ کہ
اس جوان ذیشان کا کیا درجہ و مرتبہ ہے۔ نارووالہ صاحب بیشک اسکی قدر جانتا ہے۔ مگر چونکہ
بوئے نفسانیت قدرے باقی ہے۔ اسواسطے نصف راہ سوار کراتا ہے۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشیند	نازش بکشم کہ نازنین است	

اس پر وُہ خاموش ہوگئے۔ اور جب ڈیرہ غازیخان مین پہنچے کہ وہانسے تونسہ شریف تیس کوس
ہے۔ اور حاجی پور بھی قریب ہے۔ تو مولانا صاحب معہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے مولوی عبداللہ خان چانڈ
کے مکان پر اُترے یہ شخص مولٰنا صاحب کا خاص مرید تھا۔ شبانہ روز ڈیرہ غازیخان مین
قیام فرمایا۔ دوسرے دن جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ وطن کو طیار ہوئے۔ تو مولانا صاحب
اُن کو بہت دور تک پہنچانے کیلئے تشریف لے گئے۔ آخر کار وہ ہر دو شاہبازان میدان
لاہوت ایکدوسرے سے معانقہ کرکے جدا ہوئے۔ چند قدم چل کر خواجہ صاحب نے جو پیچھے
مڑ کر دیکھا۔ تو حضرت نارووالہ صاحب برابر کھڑے ہوئے انکی طرف دیکھہ رہے تھے۔ آپ نے

دونون ہاتھ اوٹھاکر آخری سلام کیا۔اور اپنا راستہ لیا۔مگر جبتک دکھائی دیتے تھے۔نارووال صاحب اسی جگہ ٹھیرے رہے جب واپس مکان پر تشریف لائے۔تو فرمایا۔کہ گھوڑی پر کاٹھی رکھو۔کہ مین روانہ ہوتا ہون۔مولوی عبداللہ صاحب نے عرض کی۔کہ غریب نواز چند روز اور قیام فرمایئے۔غرض آپ بیٹھ گئے۔اور اپنے یارون سے پوچھنے لگے۔کہ سفر مین جو مین اس پٹھان محمد سلیمان نام کو گھوڑی اپنی دیتا تہا۔تو تم لوگ برا تو نہین مانتے تھے۔انہون نے عرض کی۔کہ غریب نواز ہمکو تو برا معلوم ہوتا تہا۔کہ آپ پیدل چلین۔اور وہ جوان تنومند آپکی بجائے گھوڑی پر سواری کرے۔مگر ہم صرف آپکے خوف سے کچھہ کہ نہین سکتے تھے۔اسپر مولانا صاحب نے فرمایا۔کہ تمکو اس روہیلہ کا درجہ معلوم نہین ہے۔لو سنئے مین جو حضرت قبلہ عالم کا خاص مرید ہون۔اور مجھکو کلی اجازت ہے۔مگر ان کا خاص خلیفہ اور قائمقام یہی شخص ہے۔کہ ظاہری و باطنی نعمتون کا مالک ہے۔بلکہ اسوقت بھی انکا قائمقام ہے۔انہون نے عرض کی کہ ہم نے مولوی محمد حسین کو راستہ مین عرض کیا تھا اسپر مولوی مذکور نے کہا۔کہ مین خیال کرتا تھا کہ نارووالا صاحب مین بوئے نفسانیت نہین ہے۔مگر نہین ابھی بو باقی ہے۔کہ اس کامل شخص کو صرف نصف راہ سواری عطا کی۔اور خود بھی سواری کی۔اگر نفسانیت کی بو باقی نہ ہوتی۔تو ہرگز خود سواری نہ کرتے۔نارووالہ صاحب نے فرمایا۔کہ وہ سچ کہتا تھا۔اے لوگو تم نے اس بات کی کیون خبر نہ کی۔کہ مین سوار نہ ہوتا۔راقم نے یہ حکایت بہت معتبر اشخاص سے سنی ہے +

دیگر۔میانصاحب نوربخش جی سے روایت ہے کہ ابھی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ حضرت قبلہ عالم صاحب سے بیعت نہ ہوئے تھے۔کہ خلیفہ صاحب محمد باران جی حضرت قبلہ عالم کیخدمت مین حاضر ہوئے۔اور بیعت کی خواہش ظاہر فرمائی۔آپنے فرمایا۔کہ پہلے جاکر علم حا[illegible] بیعت کا ارادہ کرو۔غرض خلیفہ صاحب بے نیل مرام وہان سے [illegible] ۷ سال تحصیل علوم ظاہری مین مصروف رہے۔بعد گذرنے [illegible] کی خدمت مین واسطے بیعت کے حاضر ہوئے۔اس عرصہ مین خوا[illegible] اور جسوقت خلیفہ صاحب وہان پہنچے ہین۔خواجہ صاحب و[illegible] کو تشریف لے گئے جب خلیفہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم[illegible]

Marfat.com

خواہش ظاہر کی۔ تو آپ نے جواب مین فرمایا۔ کہ یہان چند روز صبر کرابھی تمہارا یار نہین آیا۔ غرض تھوڑے دنون کے بعد خواجہ صاحب وطن سے واپس آئے۔ اور چند روز قیام کیا۔ اور پھر اجازت حاصل کرکے والدہ ماجدہ سے ملنے کیلئے وطن کو مراجعت فرما ہوئے۔ اور حضرت قبلہ عالم صاحب انکے وداع کرنے کیلئے نالہ تک تشریف لائے۔ جب نالہ کے کنارہ پر پہنچے۔ تو چادر بچھاکر خواجہ صاحب کو ساتھ بٹھایا۔ اور خلیفہ محمد باران صاحب کے بلانیکے لئے آدمی بھیجا۔ جب خلیفہ صاحب آئے۔ تو قبلہ عالم صاحب نے خلیفہ صاحب کو فرمایا۔ کہ تم ان سے بیعت کرو۔ اور خلیفہ صاحب کی بہت پارت دی۔ خلیفہ صاحب نے بیعت کی خواہش کی۔ مگر خواجہ صاحب نے انگلی اپنی دانتون مین ڈالی۔ اور اشارہ سے منع کیا۔ بعد جب حضرت قبلہ عالم سے مرخص ہوئے تو رستہ مین انکو بیعت سے مشرف کیا۔ **دیگر**۔ ایکدفعہ حضرت قبلہ عالم صاحب جنوبی سفر (بہاولپور حاجی پور وغیرہ) سے وطن کو مراجعت فرمائے تھے۔ کہ خواجہ علیہ الرحمۃ بھی اپنی والدہ کی قدمبوسی کرکے **مہاران** شریف کو جارہے تھے۔ ملتان شریف مین خبر لگی۔ کہ حضرت قبلہ عالم صاحب بہاولپور کیطرف مین اسواسطے خواجہ صاحب ملتان سے دہر کو روانہ ہوئے۔ اور شہر بھوتان مین جو بہاولپور اور خیرپور کے مابین ہے۔ حضرت قبلہ عالم کی قدمبوسی اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسوقت حسن اتفاق سے حضرت قبلہ عالم صاحب کے مرید مٹھائی از قسم تپاسہ وغیرہ بہت لائے تھے۔ اور انکے سامنے تپاسون کا ڈہیر لگا تہا۔ چونکہ یہ سفر طے کرکے وارد ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب نے ایک بڑا کٹورہ دودھ کا بھرا اور اسمین بہت سے تپاسے ڈال کر فرمایا۔ کہ نوش کروگے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا بسم اللہ۔ غرض ایک چھوڑ آپ نے ۴ کٹورے دودھ کے پی لئے۔ اور پھر بار حضرت قبلہ عالم صاحب اور تپاسے ڈال کر پوچھتے ہے۔ کہ یہ پی لیگا۔ اسکے بعد آپ نے بیٹھے ہوئے فرمایا۔ کہ میٹھا نونکے کہانے اور ہضم کرنے پر آفرین ہے۔ یہ انکی ہی ہمت ہے۔ اور بس۔ میرے خیال مین حضرت قبلہ عالم صاحب نے اس بات کا اشارہ فرمایا ہے۔ کہ ان کے اسرار باطنی کو کسطرح اس مرد افغان نے حاصل کرلیا ہے۔ اور ہضم کیا ہے۔ گویا خداوند کریم نے خواجہ صاحب ممدوح کو وہ ظرف عنایت کیا ہے۔ کہ دریائے معرفت کو نوش کرلیا۔ اور زبان مبارک سے ایک ذرہ بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور ۴۲ سال سجادہ نشینی کی۔ مگر کبھی نہ کہا۔ کہ مجھے یہ درجہ اور قبہ

Marfat.com

حاصل ہے - اور کبھی کرامت اور اپنی خوارق عادات ظاہر نہ کرتے تھے - اور اگر بے اختیار ظاہر ہو گیا اس پر تاسف ہوتے تھے - اور در پردہ حتی الامکان دوسرے شخص سے منسوب کرتے تھے - چنانچہ ملا محمد کھوکھر سکنہ **تونسہ** کا نام مینہ وساوا بارش کنندہ رکھا ہوا تھا جب لوگوں کیطرف سے گذارش ہوتی کہ باران رحمت کیواسطے دعا طلبی کی جاوے - تو خواجہ صاحب ہنسی سے فرماتے کہ بھائی مینہ وساوا کھوکھر ہے غرضیکہ جہاں تک ممکن ہوتا کرامات کو پنہان رکھتے - اور فرمایا کرتے - ہم ملا آدمی ہین - ہمین دنیا و مافیہا کی کیا خبر ہے - اور فرماتے - کہ **الاستقامۃ فوق الکرامۃ** - سبحان اللہ آجکل بعض بیوقوف جنہوں نے ابھی ناسوت کا درجہ بھی طے نہین کیا - اور علایق نفس سے آزاد نہین ہوتے - اپنی کشف کرامات کی ڈینگین مارتے ہین - اور اکثر جاہل جنکو ان پوشیدہ اسرار و غوامض کی بال بھر آگاہی نہین - جھٹ یقین کر لیتے ہین - اور جن کو کچھ حاصل ہے - اور وہ ظاہر نہین کرتے - تو عوام الناس اور کم سمجھ ان پر طعنے مارتے ہین - کہ یہ تو محض خالی ڈہول ہین - اور یہ نہین خیال کرتے - کہ یہ پرلے درجہ کی عالی حوصلگی ہے - مولنا فرماتے ہین - ؎

کشف اور الکفش کن بر سر بزن	ہر کہ او از کشفِ خود گوید سخن

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب نے فرمایا ہے - کہ ہمارے خاندان چشت مین سلوک کے پندرہ مدارج ہین - اور پانچوین مرتبہ میں کشف و کرامت ہے - اگر کوئی شخص اس درجہ پر پہنچکر سب کچھ ظاہر کرے - تو بس اسکی ترقی کی انتہا یہی ہے - مگر کامل وہ ہے - کہ درجہ پانزدہم پر پہنچ جاوے - اور پھر بھی ظاہر نہ کرے - جیساکہ امیر خسرو صاحب **دلیل المحبین** مین فرماتے ہین ؎ نیست مقصود فقیر و کمالیت آن دیگر است و کشف و کشود دیگر این کشف کا فرا ہم میباشد - آنرا ظاہر کردن و خود را رسوا کردن چہ بزرگیست - بلکہ اگر کسے درویش سالک را کشف نباشد - در حق او بہتر نوشتہ اند و سلوک او را اسلم داشتہ اند کہ مد نظر او برخدا است - و آن دیگر محجوب بکشف خود است کہ مد نظر او برکشف خود است - چنانچہ در کشکول نوشتہ است - و این سرزنش خاص برائے انکشافست کہ او شان را کشف و کشود حاصل است - و آنرا ظاہر میکنند " لیکن چند جاہل جو فقط کئی دن اللہ اللہ کرتے ہین - اور ابھی نفس کی پلیدی سے آزاد نہین ہوتے - پچھلے اولیاؤن کے تذکرے سُنکر خود بھی شیخی بگھارتے ہین - اور اپنے آپ کو ولیا تصور کرنے لگ جاتے ہین - ایسے لوگ

Marfat.com

نہ تو ایاندار ہین - اور نہ ان کو توکل ویقین حاصل ہے - اور جو لوگ کہ کچھ پڑہے لکھے بھی ہین - اور ان
جاہلون پر اعتقاد رکھتے ہین - انکو بھی احمق کہنا چاہیے - کیونکہ صد احمق برابر ہوتا ہے - ایک بہق کے ۵

حرفِ درویشان بدزدد مردِ دون	تا بخواند بر سلیمی آن فسون
صد نشان نادیدہ ہردم میدہند	تا گمان باشد کہ ایشان زان دہند
یا بجز آن حرف شان روزی نبود	یا در آخر رحمت آمد راہ نمود
لحنِ مرغان را اگر واصف شوے	بر مراد مرغ کے واقف شوے
اگر بیاموزی صفیرِ بلبلے	تو چہ دانی کو چہ دارد با گلے +

اے عزیز - درویش وہ ہے - کہ شب وروز مجاہدہ مین رہے - اور اس ریاضت مین ذکر واوراد
مین مصروف رہے - اسکی طلب فقط رضائے الہی ہو - اور بس - پس اگر اس حالت مین اسکو کچھ
انوار یا اسرار یا کشف قبور وغیرہ ہویدا ہو - تو اوسکو چاہیے کہ وہ حتی الامکان پنہان رکھے - اور
اسے حیض تصور کرے - الکرامۃ حیض الرجال اور کسی کے پاس نہ کہے - اور دل مین یہ خیال رکھے
کہ میرا مقصد کچھ اور ہے ۵ دل چہ می بندی درین فانی مقام + این جہان راہم جہانے دیگر است
اور وصال مقصود حقیقی کی امید پر ہر روز اسیطرح محنت اور مجاہدہ مین بسر کری - ع عمری باید تا کہ مدت
آید دوست + اور جو شخص منہیات وغیر شرع افعال سے پرہیز نہین کرتا - جو کہ ترقی کی پہلی سیڑہی ہے
وہ کیونکر اور منزلون پر پہنچ سکتا ہے - باوجودیکہ جو لوگ بقا باللہ کے درجہ پر کہ آخرین درجہ ہے - پہنچ
چکے ہین - وہ بھی حبل المتین شرع سے ہاتھ نہین اوٹہاتے - اور حلقہ شریعت سے ایک قدم باہر
نہین جاتے - بلکہ روز وشب حسب معمول مبتدیون کیطرح مجاہدہ اور ریاضت مین لگے رہتے ہین -
چنانچہ کہا گیا ہے + نہایت قدم سالکان بدایت اوست اور اول العوام آخر الخواص - اور نیز
بدایۃ الجہلاء نہایۃ العلماء سے بھی یہی ہویدا ہے - اور اسی رمز کیطرف اشارہ ہے ۵

بس کنم خود زیرکان را این بس است	بانگ او کردم اگر در دہ کس است

اے عزیز دیکھ - کہ ہمارے حضرت غوث زمان محبوب رحمان قطب دوران حضرت خواجہ محمد سلیمان
علیہ الرحمۃ والغفران کو اگرچہ سب مدارج حاصل تھے - مگر اخیر دم تک مجاہدہ اور ریاضت مین مشغول رہے
ع اے بیخبر بکوش کہ تو باخبر شوی +

Marfat.com

دیگر - ایکدن خواجہ صاحب ذکر فرماتے تھے - کہ ایکدفعہ ہم حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین جا رہے تھے - راستہ مین جب علاقہ ریگستان مین پہنچے - تو پیاس سے سخت جان بلب ہوئے - اچانک ہم نے ایک مینڈک کی آواز سُنی - اسپر ہم اس آواز کیطرف چلے - اس امید پر کہ ضرور جہان مینڈک ٹراتا ہے - پانی ہوگا - مگر جب ہم اسکے پاس پہنچے - تو دیکھا کہ مینڈک ایک گھنے گھاس مین ٹرا رہا ہے - لیکن پانی ظاہر نہ تھا - مین نے اپنے رفیق سے کہا - کہ ذرا اس جگہ کو کھود - شائید پانی ہووے خدا کی قدرت دیکھو - جونہی اُسنے اسجگہ کو کھودا - دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا تہا - وہان ہم نے پیاس بجھائی بلکہ اپنا کوزہ بھی بھر لیا - اور پھر اپنا رستہ لیا +

دیگر - ایک دن حضرت خواجہ صاحب ذکر کرتے تھے - کہ ایکدفعہ مین حضرت قبلہ عالم صاحب سے رخصت ہوکر اپنی والدہ ماجدہ کیخدمت اقدسہ مین بموضع گڑھوجی مقیم تہا - اور جب حضرت قبلہ عالم صاحب کی زیارت کیواسطے سخت بیقرار ہوگیا - تو ارادہ مہار شریف جانے کا کیا - مگر والدہ ماجدہ بوجہ محبت ازلی نہ جانے دیتی تھی - اور مجھے ملا محمد صاحب کے سپرد کیا - اور فرمایا کہ میرے اس لڑکے کو کچھہ ہوگیا ہے - کہ عنان ہوش اسکے ہاتھ مین نہین رہی - آپ کچھہ اس پر دم کرو - کہ یہ خیالات ترک کردیوے - اور علاوہ دم درود کے سبق بھی پڑہایا کرو - تاکہ یہ دور دراز ملکون مین نہ جاوے - اور اسکی حفاظت کا ازبس خیال رکھو - ساکنان کوہ کی عادت ہے - کہ چارپائیونکے پائے بہت بڑے بڑے بناتے ہین - اور سرہانے بھی بہت لمبے چوڑے استعمال کرتے ہین ملا صاحب میری والدہ صاحبہ کی تاکیدی فرمائیش کے بموجب ازحد نگہبانی کرتے - اور رات کو ایسی چارپائی پر سلاتے اور خود بھی ساتھ سوتے - اب مین حیران سرگردان تہا - کہ کسطرح بھاگ کر جاؤن - آخر ایک دن مین یونہی خراٹے لینے لگا - کہ میرے محافظ کو میری نیند کا یقین ہوگیا - اور وہ بے فکر ہوکر سوگیا - مگر جونہی مین نے اسے سوتا پایا - تو جلدی سے اُٹھا - اور اس بات کی بڑی احتیاط کی - کہ کوئی آہٹ نہ ہونے پائے - غرض جب کپڑے وغیرہ بھی پہن لئے - تو قلعہ کے اندر چارونطرف باہر جانیکا رستہ تلاش کرنے لگا - مگر دروازہ بند تھا - اور کوئی رستہ نہ پایا - سوائے اسکے کہ دیوار پر سے پہلانگ جاؤن - لیکن قلعہ کے گرد خندق تھی - جس مین خارمغیلان وکنار سے باڑ باندہی ہوئی تھی - اور علاوہ اسکے کتے پڑے ہوئے تھے - الغرض مین نے اپنے تئین دیوار پر سے محض متوکل علی اللہ

Marfat.com

ہو کر نیچے گرایا۔ اور باڑ پر آپڑا۔ لیکن ہمت کر کے باڑ سے نکل آیا۔ اگرچہ کانٹے میری ساق اور پنڈلی اور زانو پر بہت سے لگے۔ خون جاری تھا۔ پاجامہ پھٹ گیا۔ مگر مجھے ذرا بھی درد نہ ہوا۔ اور دوڑتا ہوا بھاگا۔ صبح تک بڑی تیزی اور سرعت سے چلتا رہا۔ جب دن نکلا۔ تو مین قصبہ منگروٹھ کے مغربی طرف درگری مین پہنچ گیا تھا۔ اور شہر منگروٹھ مین ٹھیرنا مناسب نہ جانا۔ بلکہ دریائے سندھ کے گہاٹ کا رستہ لیا۔ ایک شخص شیخ محمد نام ملاقی ہوا۔ اس نے بھی حسن اتفاق سے تین پر جانا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ مین دریا پار لے تو جاؤنگا۔ مگر چند روز میری گھوڑیون کا گہاس لانا ہوگا۔ ان دنون کشتی شیخ جونده کے پاس ہوا کرتی تھی۔ اور میان شیخ محمد بھی اولاد شیخ جونده مین سے تھا غرض جبکہ ہم گہاٹ پر پہنچے۔ تو ملاحون نے مجھے کشتی پر سوار کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ میرا پاجامہ پھٹا ہوا تھا۔ اور ٹانگون اور پاؤن پر خون کے نشان موجود تھے۔ دوسرے تھا بھی مین افغان۔ انہون نے یہ گمان کیا۔ کہ یہ یا تو کوئی چور ہے۔ یا کوئی خونی۔ جو بھاگ کر آیا ہے۔ غرض شیخ محمد مذکورہ نے میری سفارش کی۔ کہ یہ شخص میری گھوڑیون کا چرواہا ہے۔ اسطرح سے دریا کے پار جانے کا موقع ملا۔ جب دوسرے کنارہ پر پہنچا۔ تو جنگل کا رستہ لیا۔ اچانک ۳ چور رستہ مین ملے۔ مین نے بڑی دلیری سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جو اسطرح جنگل مین چھپے ہوئے ہو۔ انہون نے کہا کہ ہم چور ہین۔ پھر مجھ سے دریافت کیا۔ مین نے بھی کہا۔ کہ مین بھی چور پر زور ہون۔ وہ لگے آپسمین مشورہ کرنے۔ آخر انہون نے کہا۔ کہ اس شخص کو نہ جانے دینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو مخبری کرے غرض سارا دن مین انکے پاس رہا۔ شام کو ہم چارون روانہ ہوئے۔ اور دایرہ دین پناہ پہنچے۔ اب انہون نے چوری کے منصوبے باندھنے شروع کئے۔ کہ مسجد مین جاکر پہلے آرام کرین اور پھر کہین نقب لگائین۔ ان مین سے ایک نے کہا کہ بھائیو۔ مین نے مسجد کے ہمسایون کی چوری کرنے سے توبہ کی ہوئی ہے۔ اور یہ حکایت کی۔ کہ ایکدفعہ مین علاقہ داماں مین ایک شخص کے ہان چرواہا تھا۔ اور وہ مسجد کا ہمسایہ تھا۔ جسوقت اس شخص کا مجھ پر کامل اعتبار ہوگیا۔ مین نے رات کو اسکی اسپ مادہ چرائی۔ اور اپنے گھر کا راستہ لیا۔ تمام رات گھوڑی کو سرپٹ دوڑائے رکھا۔ جب صبح ہوئی تو اسی شہر مین واپس آگیا۔ گھوڑی کے مالک نے فوراً گرفتار کر لیا۔ اور بہت خوار کیا۔ غرض انہون نے مسجد جانیکا ارادہ منسوخ کیا۔ اور ایک بھٹیار کے گھر چلے۔ وہ ادھر گئے۔ اور مین نے مسجد کا

Marfat.com

رستہ لیا۔ خواجہ صاحب نے اتنا ہی ذکر فرمایا تھا۔ کہ موذن نے نماز عصر کی اذان دی۔ اور آپ نماز میں مصروف ہوئے۔ واضح رہے کہ کوہ درگ جہان سے آپ روانہ ہوئے تھے۔ تونسہ شریف سے تقریباً تیس کوس ہے۔ اور بارہ کوس دایرہ شاہ ہے۔ یعنی ۱۴ فرسنگ کو آپنے ایک ہی منزل میں طے کیا

اے راہ بپائے تن بپایان نرسد	تاجان نزند قدم بجانان نرسد

حضرت قبلہ عالم صاحب کی بیماری اور خواجہ صاحب کی تیاری

خواجہ غلام فرید صاحب بن خواجہ نور احمد ابن خواجہ نور محمد صاحب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے جو انہون نے اپنے والد ماجد کی زبانی سنی ہے۔ کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب مہاروی کے وصال کے دن قریب آئے۔ تو اس موقعہ پر حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب اپنی والدہ ماجدہ کے ملنے کیلئے وطن کو تشریف لیگئے تھے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب کے سب خلیفے مثلاً حافظ جمال الدین صاحب ملتانی۔ قاضی عاقل محمد صاحب وغیرہ موجود تھے۔ اور مولنا نور محمد صاحب ناروالہ کا ان سے پہلے انتقال ہوچکا تھا۔ ایکدن حضرت قبلہ عالم صاحب نے اپنے فرزند اکبر نور صمد صاحب شہید کو ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی ہمارے روہیلہ کی بھی خبر ہے۔ انہون نے جواب مین عرض کی۔ کہ غریب نواز انکا حال معلوم نہین ہے۔ اگرچہ ان کے مکان وشہر کا پتہ ہوتا۔ تو کوئی قاصد مزدوری پر بھیج دیا جاتا۔ خواہ بیس روپے ہی کو اسکو دینے پڑتے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اچھا انشاء اللہ وہ خود آجاویگا۔ دوسرے دن پھر آپ نے یاد فرمایا۔ کہ کوئی روہیلہ کی بھی خبر آئی ہے۔ یا نہ۔ جناب حافظ جمال الدین صاحب نے عرض کی۔ کہ قبلہ۔ اگر مجھے ارشاد ہو۔ تو مین جاکر انکو لے آؤن آپ نے فرمایا نہین۔ انشاء اللہ وہ خود آجاویگا۔ کہتے ہین یہ وہ وقت تھا۔ کہ جبکہ حضرت خواجہ محمد سلیمان قلعہ گڑگوجی مین تھے۔ قلعہ کا دروازہ بند تھا۔ اور چارون طرف خاردار باڑ تھی۔ آپ کو جو محبت و کشش کا جذبہ ہوا۔ فوراً وہان سے کودے اور کانٹون کی کچھ پرواہ نہ کی۔ سچ ہے عشق کا کانٹا جو دل کو زخمی کر رہا تھا۔ وہ ان کانٹون کی کیا پرواہ کرتا۔ جو معمولی بیرونی جسم کو نقصان پہنچانیوالے تھے۔ غرض وہان سے روانہ ہوکر پہلی منزل مین دایرہ دین پناہ پہنچے۔ جسکا ذکر گذشتہ اوراق مین کیا گیا ہے۔ دوسری منزل مین مخدوم رشید پہنچے۔ اور جب دریائے چناب عبور کرکے ملتان شریف مین داخل ہوئے۔ تو ایک خدا رسیدہ برقعہ پوش عورت سے ملاقی ہوئے

جس نے پشتو مین کہا۔ کہ جلد روانہ ہو۔ قافلہ تیار ہے۔ قافلہ کی طیاری سے حضرت قبلہ عالم صاحب کی وفات کا اشارہ تھا۔ تیسرے دن مخدوم رشید سے روانہ ہو کر کرم پور پہنچے۔ لیکن کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ کاردار کہین دور کشتیون کو لیگئے تھے۔ سارا دن کشتی کا انتظار کرنا پڑا۔ دریا کے کنارہ ایک بستی تھی۔ اور اس مین ایک بہت کہنہ مسجد تھی۔ وہان گئے۔ حضرت خواجہ صاحب بول کرنیکے ارادہ سے دریا کیطرف گئے۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک چھوٹی سی کشتی موجود ہے۔ اور ایک جوان اسکو کھیتا ہے۔ اس نے خواجہ صاحب کو آواز دی۔ کہ آؤ اور اس کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ خواجہ صاحب نے اپنے رفیق غلام حیدر کو جو کہ پیر بھائی تھا۔ بلایا۔ اور دونوان چھوٹی سی کشتی مین سوار ہوئے۔ جب دوسرے کنارہ پر پہنچے۔ تو اس پیر مرد نے کرایہ وغیرہ بھی طلب کیا۔ بلکہ کہا۔ کہ یہ قریب قریہ غفوریان ہے۔ وہان جا کر رات کو آرام کرو۔ جب پہلے پہل خواجہ صاحب نے رفیق کو بلایا تھا۔ کہ ایک کشتی آگئی ہے۔ تو اس نے باور نہ کیا تھا۔ کہ واہ آپ کیواسطے یہان کون کشتی لایا ہے غرض جب دونو وہان سے روانہ ہوئے۔ تو مذکورہ بالا گاؤن کا راستہ لیا۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ رستہ مین میرے اور میرے ساتھی کے درمیان اختلاف رائے ہوا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ اسکی ڈاڑھی سیاہ تھی۔ مین کہتا تھا۔ کہ نہین وہ ملاح سفید ریش تھا۔ غرض خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہم حیران تھے۔ کہ وہ کون شخص تھا۔ اور کشتی کہان سے لایا۔ اور بعض لوگ کہتے ہین۔ کہ ہمنے سنا ہے۔ کہ فقط دو آدمی کشتی مین سوار نہ ہوئے تھے۔ بلکہ ۳ تھے یا ۴ تھے مگر رستہ مین سب کا اختلاف ہوا۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کشتی والا سفید ریش تھا۔ غلام حیدر کہتا تھا۔ نہین وہ تو سیاہ ریش رکھتا تھا۔ تیسرا کہتا تھا۔ نہین ادہیڑ تھا۔ اور چوتھا کہتا تھا۔ نہین وہ تو بالکل بے ریش تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کاتب الحروف کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جو اولیاء اللہ سے ہمیشہ ملاقات کرتے رہتے ہین۔ اور کئی دفعہ حضرت خواجہ محمد سلیمان سے ملاقی ہوئے۔ چنانچہ موقع بموقع یہ ذکر کیا جاویگا۔

با نشست خضر قافلہ شد شد نشد نشد	چون پیر کامل است شد شد نشد نشد

الغرض پانچ دن شہر فرید مین ٹھہرے۔ اور چھٹے دن بوقت چاشت مہار شریف پہنچ گئے لیکن بعض لوگون کا یہ خیال ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے یہ سفر ۳ منزل میں طے کیا تھا۔ پہلے

Marfat.com

دن دائرہ شاہ اور دوسرے دن مخدوم رشید اور تیسرے یوم مہار شریف پہنچگئے۔ غرضیکہ پہلے کنوئین پر جاکر وضو کیا۔ بعدہ مستانہ اور مدہوشانہ حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین پہنچے۔ اور پہلے کسی سے بھی ملاقات نہ کی۔ اور نہ ہی گفتگو ہوئی۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فرماتے تھے۔ کہ میرے والد صاحب حضرت قبلہ عالم کو تکیہ دئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کہ آکر خواجہ صاحب قدمبوس ہوئے۔ اور بائین کیطرف بیٹھ گئے۔ قبلہ عالم صاحب کا معمول تھا۔ کہ جب کبھی خواجہ صاحب وطن سے آتے۔ تو پہلے دریافت فرماتے۔ کہ رات کہان تھے۔ بعدہ استفسار فرماتے۔ کہ والدہ صاحبہ راضی خوشی تھین۔ اسوقت بھی یہ دونو باتین پوچھین۔ آپنے عرض کی۔ کہ رات شہر فرید مین تہا۔ اور والدہ صاحبہ دعا کرتی ہے۔ اسکے بعد بہت دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ اور حضرت قبلہ عالم صاحب انکی صورت کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ حضرت خواجہ نور احمد صاحب کا بیان ہے کہ جون جون حضرت قبلہ عالم صاحب انپر نظر ڈالتے جاتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب مدہوشی کی حالت مین بیٹھے تھے۔ کبھی تو انکا چہرہ بالکل زرد ہوجاتا تھا۔ اور کبھی بالکل سرخ جیساکہ لوہا دہکتا ہوا ہوتا ہے۔ بہت دیر تک یہی حالت رہی۔ جب دن چڑھ آیا۔ اور اسیجگہ جناب خواجہ صاحب آرام فرمائے تھے۔ دہوپ آنے لگی۔ تو آپ نے اپنی چارپائی اندرون حجرہ بچھانیکا حکم دیا۔ اور خواجہ صاحب کو ارشاد فرمایا۔ کہ جاکر آرام کیجئے۔ خواجہ صاحب اُٹھے۔ اور صاحبزادہ صاحبان سے ملے۔ اور ہر ایک سے معذرت چاہی کہ جسوقت مین آیا مجھے کچھہ ہوش نہ تھی۔ مین سیدھا حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت اقدسہ مین چلاگیا۔ اور آپ لوگون سے کلام تک نہ کی۔ حضرت نور احمد صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔ کہ جب خواجہ صاحب کی یہ حالت ہو رہی تھی تو حضرت قبلہ عالم صاحب کا لانگری میان غلام رسول خواجہ صاحب کے بلانیکے لئے آیا۔ کہ آمیان اپنی روٹی لے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب نے فرمایا۔ کہ بھائی اسکو کچھہ نہ کہو۔ اس نے روٹی کھائی ہوئی ہے۔ کاتب الحروف کے نزدیک اس غذا سے مراد غذائے روحانی ہے جو قبلہ عالم صاحب نے انکو اسوقت کھلائی تھی جیساکہ مولانا روم فرماتے ہین۔ ؎

گر خوری یک لقمۂ از نان نور	خاک ریزی بر سر نان تنور

اسکے بعد پھر میان غلام رسول لانگری آیا۔ اور کہا میان کونے حجرہ مین ڈیرہ کر گئے حضرت

Marfat.com

قبلہ عالم صاحب نے فرمایا۔ کہ اسے کیا کہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد خود سب حجرے خالی کریگا۔ اور ڈیرہ لگائیگا اے بعد از انتقال من۔ **دیگر** میان نور بخش بن سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم صاحب جی اپنے بھائی میان قطب الدین سے روایت کرتے تھے۔ کہ انہون نے مولوی شہسوار صاحب مرحوم سے خواجہ صاحب کے یاران مجازین سے تھے۔ سُنا ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے مولوی محمد عابد سکنہ سوکڑ کی زبانی استماع فرمایا ہے۔ کہ خود خواجہ صاحب موصوف نے ایکدن ارشاد فرمایا۔ کہ مین جب رحلت حضرت قبلہ عالم کے وقت مہار شریف پہنچا۔ اور جا کر حضرت کے پلنگ کے پائینتی کیطرف بیٹھ گیا۔ تو حضرت قبلہ عالم نے سب حاضرین کو رخصت کیا۔ کہ مین نے اس روہیلہ سے کوئی خاص بات کہنی ہے۔ جب لوگ جب چلے گئے۔ تو آپ نے میریطرف نظر عنایت مبذول فرمائی۔ اور جو کچھ دینا تھا۔ عطا فرمایا۔ اسوقت مجھہ پر بیہوشی طاری ہوئی۔ آپنے فرمایا۔ کہ جاؤ۔ اور میری وفات تک مسجد میان خدا بخش مہار مین رہو۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ مین برابر جب فرمان آنحضرت اس مسجد مین رہا۔ یہانتک حضرت قبلہ عالم کا وصال ہوا۔ اور مین ساتھ جنازہ مبارک کے ہولیا۔ بعد دفن کرنیکے سب لوگ چلے آئے۔ مگر مین مزار پُر انوار سے واپس نہ آیا۔ تمام شب وہین رہا۔ اور صبح کو فاتحہ خوانی کے کیواسطے مہار شریف مین آیا۔ **دیگر** میان غلام رسول خان ماکو سے روایت ہے۔ کہ انہون نے مُلا محمد فاضل تونسوی کی زبانی سنا ہے۔ کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب نے وفات پائی ہے۔ تو مین بھی مہار شریف مین حضرت خواجہ صاحب کے ہمراہ تھا۔ آپنے مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ جب جنازہ اودھر سے گذرے۔ تو مجھہ کو خبردار کر دو۔ جب جنازہ گذرا۔ تو مین نے اطلاع دی۔ مگر آپ کچھ ایسے مدہوش سے تھے۔ کہ دنیا ومافیہا کی کچھہ خبر نہ تھی۔ غرض جا کر نماز جنازہ ادا کی۔ آپ اسی مدہوشی کیوجہ سے بار بار پوچھتے تھے۔ کہ ملا فاضل ہمین نے نماز جنازہ ادا کی تھی یا نہ۔ مین نے عرض کی ہان غریب نواز آپنے نماز جنازہ پڑہی۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے +

دیگر۔ خواجہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم صاحب کی صحبت ظاہری پانچ چھہ سال حاصل کی تھی یعنی جب خواجہ صاحب سلسلہ بیعت مین داخل ہوئے ہین۔ تو اسکے بعد حضرت قبلہ عالم صاحب پانچ یا شائد چھہ سال زندہ رہے ہین۔ اور اس عرصہ مین بھی دو تین ماہ تو مرشد کی خدمت مین رہتے مگر پھر والدہ شریفہ کے ملنے اور تسلی دینے کے لئے وطن کو تشریف لیجاتے۔ اور پھر کچھہ مدت وہان رہ کر

Marfat.com

جب اشتیاق حد سے زیادہ بڑھ جاتا۔ تو پھر مہاران شریف مین واپس آتے۔ غرض یہ مدت بھی اکثر آمد و رفت مین رہی ہے۔ بعد وفات آنحضرت آپ انکی مزار پر انوار پر معتکف رہے۔ اور چھ چھ ماہ کہین نہین گئے۔ بلکہ بقول بعض نو نو ماہ تک کہین نہین گئے۔ اور برابر فیض حاصل کرتے رہے

دیگر۔ ایکدن آپ **تونسہ** شریف مین بعد مشغولی بین العشائین چارپائی پر دراز تھے۔ فقیر کاتب الحروف اور نیز اور چند شخص موجود تھے۔ میان محمد اکرم خادم خاص نے عرض کی۔ کہ قبلہ اولیاء اللہ کی مزار سے بھی انسان کو کچھ فیض حاصل ہوتا ہے۔ یا نہ آپ نے فرمایا۔ اوہو۔ یہ بات تو کوئی مجھ سے پوچھے جو کچھ مجھے مزار پر انوار حضرت قبلہ عالم کے اعتکاف سے حاصل ہوا۔ ہر ایک جانتا ہے۔ مین نے فقط پنجسال مرشد کی ظاہری صحبت پائی تھی۔ مین پورے نو نو ماہ اعتکاف مین مزار مبارک پر بیٹھا رہا۔ اور جو کچھ حاصل ہوا۔ مجھے معلوم ہے +

فقیر کاتب الحروف کو بخوبی یاد ہے۔ کہ قبلہ عالم صاحب کی وفات کے بعد خواجہ صاحب برابر چند ماہ مزار فیض آثار پر اعتکاف مین بیٹھے رہے ہے۔ اور پھر وطن کو تشریف لیگئے۔ اور پھر واپس آکر چند ماہ معتکف رہے ہے۔ بلکہ آپ کا یہ معمول ہوگیا تھا۔ کہ ہر سال **تونسہ** شریف سے عرس شریف کی موقع پر **مہاران** شریف مین سینکڑون درویشون و فقیرون کو ساتھ لیکر تشریف لاتے۔ اور برابر چند ماہ روضہ مبارک قبلہ عالم مین عبادت مین مشغول رہتے۔ اور اپنا وظیفہ ختم کرکے پھر **تونسہ** شریف کو تشریف لے جاتے۔ غرض آپ کا یہ معمول اخیر عمر تک رہا۔ ایک سال کا وقفہ دیگر آپ پاک پٹن بھی جایا کرتے۔ چنانچہ کمترین کاتب الحروف تین سال برابر آپ کے ساتھ پاک پٹن بھی گیا ہے۔ اور چھ سات دفعہ تونسہ شریف سے معہ دیگر طائفہ درویشان و فقرا کے آنحضرت کے ساتھ تاج سرور عرس شریف قبلہ عالم کے موقعہ پر حاضر ہوا ہے۔ جب خواجہ صاحب بہت ضعیف ہوگئے اور تاج سرور آنا دشوار تھا۔ تو آپ تونسہ شریف ہی مین اپنے مرشد کا عرس کرتے اور بہت حلوہ چاول وغیرہ پکوا کر خیرات کرتے۔ اور چونکہ سواری کرنیکی طاقت نہ تھی۔ اسواسطے اخیر دنون جانا موقوف کیا تھا اور وہین عرس کرتے۔ مگر مجلس سماع منعقد نہ ہوا کرتی۔ اس مین بھی کوئی پالیسی ہوگی۔ مگر صاحبزادہ گل محمد صاحب مرحوم والد ماجد حضرت خواجہ الہ بخش صاحب اپنے بنگلہ مین برابر مجلس سماع کراتے اور صوفیون پر وجد طاری ہوتا۔ **دیگر**۔ جب خواجہ صاحب بوجہ ناطاقتی اپنے پیر کے عرس شریف پر

Marfat.com

نہ جا سکتے تھے۔ کیونکہ گھوڑی کی سواری سے معذور تھے۔ تو نواب محمد بہاول خان عباسی نے عرض کی کہ قبلہ اگر ارشاد ہو۔ تو آپ کے واسطے پالکی تیار کرائی جاوے۔ جسکو کہار اُٹھاوینگے اور آپ کو ہرگز تکلیف نہ ہوگی۔ آپ برابر خواہش کے مطابق روضہ مرشد کامل کی زیارت کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ نواب صاحب آپکی بڑی مہربانی ہے۔ مگر مین اپنے پیر کے عرس پر آدمیون کے اوپر چڑھکر نہین جانا چاہتا"

بیشک خواجہ صاحب نے اس طرح متابعت نبوی اختیار کی ہے کہ باید و شاید۔ خداوند کریم فرماتا ہی اِنَّ الخَیلَ وَالبِغَالَ وَالحَمِیرَ لِتَرکَبُوھَا۔ اسواسطے آپ ہمیشہ پالکی پر سوار ہونیسے محترز رہے۔

دیگر شیخ جمال چشتی سکنہ تاج سرور جو خواجہ صاحب کے مریدان اولین مین سے ہی۔ ذکر کرتا تھا۔ کہ جب خواجہ صاحب اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ عالم صاحب کی خانقاہ پر معتکف تھے۔ تو کہانا ہمارے ہان کہایا کرتے تھے۔ ایکدن بہت دیر تک تشریف فرما نہ ہوے۔ مین خبر لینے کیلئے روانہ ہوا کیا دیکھتا ہون۔ آپ تاج الدین سرور کی قبر کے قریب بستی اور مزار کے مابین مراقبہ مین بیٹھے ہین۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ بہت رات گذر گئی ہے۔ کہانا کہانیکے لئے تشریف لیجائیے۔ سر اُٹہاکر فرمایا کہ ایجوان مین امشب تماشائے اہل قبور کرتا تہا۔ کہ اس قبرستان مین بعض اہل مزار خوش و خرم ہین۔ اور بعض غم والم مین ہین۔ راقم نے یہ بات بہت سے معتبر اشخاص مثلاً مولوی عبدالشکور صاحب و صاحبزادہ نور بخش صاحب کی زبانی بھی سنی ہے۔

خواجہ صاحب کا کوہ درگ مین لنگر جاری کرنا اور بعدہ تونسہ شریف مین رہائش فرمانا

واضح رہے کہ جب خواجہ صاحب کچھہ مدت حضرت قبلہ عالم صاحب کی مزار پرانوار پر معتکف رہے تو اسکے بعد اپنے وطن مالوفہ کو چلے گئے۔ اور وہان جاکر لنگرخانہ کی بنیاد ڈالی۔ اسطور پر کہ آپنے اپنی ہمشیرہ سے کہا۔ جو غلہ گھر مین موجود ہے۔ اسکو پکا۔ غرض اسوقت نصف ٹوپی کے قریب غلہ گھر مین موجود تہا۔ اسکی روٹیان پکوا کر سب کو حصہ دیا۔ اور خود بھی کہائی۔ اسیطرح روزمرہ آپ کا معمول تھا۔ جو گھر مین موجود ہوتا اسکو تیار کراکر اسیطرح تقسیم کرتے۔ کچھہ مدت اسی طرح گذری۔ اور آپ عبادت الہی مین بدستور مصروف رہے۔ اور عمر خان جعفر کی حسب درخواست اُنکی دختر نیک اختر سے جوان کا رشتہ دار تھا۔ شادی کر لی۔ اور یہ بھی سنت نبوی کی ادائگی ہوگئی۔ اور وہین کوہ درگ

Marfat.com

مین مکانات خانگی تیار کرائے۔ اور درویشون اور طالبان حق کے رہنے کیلئے بھی مکانات بنائے اور ایک مسجد بھی بنوائی۔ یہ سب مکان پتھر کے تھے۔ جیساکہ کوہستان کے لوگ تیار کیا کرتے ہین۔ آپ پیران عظام کے عُرس وہین کرتے تھے۔ اور ہر سال حضرت قبلہ عالم کے عُرس پر مہار شریف تشریف لاتے تھے۔ بہت سے لوگ وہان کوہ درگ مین آکر فیضیاب ہوئے۔ اور کچھ مرید ہوکر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت بابرکت مین رہنے لگے۔

لیکن اس بات کے متعلق کہ آپ نے کوہ درگ سے تونسہ شریف مین کیون نقل مکان کیا مختلف اسباب بیان کئے گئے ہین۔ سبب اول حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ملک کوہستان تمہارے جائے حکومت نہین ہے۔ کیونکہ وہان ہر ایک اپنا حاکم ہے اسواسطے آپنے تونسہ شریف مین سکونت اختیار کی۔ سبب دوم جب لوگ خواجہ صاحب کے مرید ہوکر وطن کو جاتے۔ یا دور دور سے کوہ گڑگوجی مین آتے۔ تو رستہ مین لوٹے جاتے۔ اور بڑی بڑی ایذائین پاتے۔ پس آنجناب نے جنکا مقصود افاضہ خلق تھا۔ نہ کہ ایذائے خلق۔ درویشون اور فقرا کی تکالیف کا خیال کرکے وہانسے تونسہ شریف مین سکونت اختیار کی۔ سبب سوم جب خواجہ صاحب نے موضع گڑگوجی مین سکونت اختیار کی۔ اور لنگر جاری کیا۔ اور ہر چہار طرف سے طالبان حق آنے شروع ہوئے۔ تو بعض ان ہم قوم کو حسد پیدا ہوا۔ اور خواجہ صاحب کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے۔ جیساکہ آنحضرت رسول کریم صلعم کو قریش ستانے لگے تھے۔ یہانتک کہ آپنے مکہ معظمہ سے ہجرت کی۔ مشہور ہے کہ جب خواجہ صاحب عُرس قبلہ عالم سے واپس آکر تونسہ شریف مین تشریف لائے۔ تو نوشخان بلوچ گربانی کو جوکہ خواجہ صاحب کا مرید خاص اور ان کا وزیر تھا۔ وطن بھیجا۔ اور وہ سب اہل پردہ یعنی والدہ صاحبہ و ہمشیرہ صاحبہ اور حضرت مائی صاحبہ یعنی انکی اہلیہ شریفہ کو تونسہ شریف لایا۔ اور ایک کوٹھہ و دالان اور چارونطرف احاطہ کی دیوار کلان رہنے کیلئے تیار کی گئی۔ اور ایک حجرہ بیت العبادۃ بھی تیار کیا گیا۔ ایک دالان مجلس فقرا کیواسطے۔ اور ایک بے سقف مسجد [illegible] قامت مرد کے برابر تیار ہوئی۔ اور مغرب کی جانب کچھ پتھر لگاکر محراب بنا دیا گیا۔ اور مسجد کے مشرقی طرف ایک چوبی چھپر بھی بنوایا۔ جہان کبھی قیلولہ فرمایا کرتے اور گرمی کے دنون مین وہان کچہری کیا کرتے۔ نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرتے۔ صاحبزادہ گل محمد صاحب کی شادی کیے

Marfat.com

موقعہ پر ایک بنگلہ بھی اپنے خرچ سے تعمیر کرایا۔ اسکے بعد ایک اصطبل مہمانون کے گھوڑیون وغیرہ کے ساتھ تیار کرایا۔ اپنی بھی ایک دو گھوڑیان وہان رہا کرتی تھین۔ اور ان مکانات کے ماسوا اپنی ذات کی آسائیش کیواسطے کوئی مکان نہ تیار کرایا۔ اسکے بعد میان برخوردار چاکی نے اپنے خرچ سے سقف مسجد تیار کردی۔ اور خلیفہ محمد یاران صاحب نے تین حجرے اور ایک دالان لنگر خانہ کیواسطے تیار کرائے۔ **دیگر**۔ جب نواب بہاول خان صاحب والی بہاولپور نے چند ہزار روپیہ کے خرچ سے (معرفت اسلام خان بلوچ مرید حضرت) اس مسجد کو گراکر از سر نو پختہ مسجد تیار کرانی شروع کی۔ تو یہ غلام کاتب الحروف بھی اسوقت خواجہ صاحب کی خدمت اقدسہ مین بیٹھا تھا۔ ظہر کا وقت تہا۔ کہ آپ کو خبر لگی۔ کہ وہ مسجد گرارہے ہین۔ آپ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ یارو وہ مسجد ہماری پرانی رفیق تھی۔ اسکو کیون گراتے ہین۔ اسلام خان نے عرض کی۔ کہ قبلہ اہی مسجد کی برکت ہے۔ کہ اسکی جگہ پختہ مسجد تیار ہورہی ہے۔ علاوہ ازان اسکی مٹی بھی تمام صحن مسجد مین بھر دیجاویگی۔ الغرض اسکے بعد الف خان افغان نے ایک رنگین بنگلہ اور ایک چاہ حضرت خواجہ صاحب کیخاطر اپنے خرچ سے تعمیر کرایا۔ اور چونکہ لنگر کی بنیاد توکوہ درگ مین ہی ڈالی تھی۔ مگر وہان فقط متوکل علی اللہ ہی تھے۔ اور کوئی مودی وغیرہ نہ تھا جب **تونسہ شریف** تشریف لائے۔ اور طالبان خدا ہر ایک ملک خراسان ایران افغانستان بلوچستان ہندوستان تاتار سے آکر فیض پانے لگے۔ اور سلطنت سلطانی اور تخت سلیمانی کی چار سو منادی ہوئی۔ تو آپنے پیارا نام ہند کو جو کہ ایک مفلس بنیا تھا۔ اپنا مودی مقرر کیا۔ بقول سعدی سے

کسانیکہ با ما درین منزلند	خریدار دکان بیرونق اند

اور لانگری میان علی محمد ہوتانی کو مقرر فرمایا۔ اور مستوفی حساب برخوردار خان چاکی اور وکیل و مدبر صلاح کار نور خان گرمانی قرار پایا۔ جب نور خان مذکور کا انتقال ہوا۔ تو کچھ مدت کے بعد میان گل محمد فقیہ دامانی کو اپنا وزیر مشیر فرمایا۔ اور منشی گری کا عہدہ صدیق محمد کاسبے کو عطا کیا۔ اور پیشہ ور مثلاً حجام۔ ترکھان۔ لوہار۔ موچی۔ کوزہ گر۔ دھوبی۔ کوٹانہ۔ آبکش وغیرہ سب وظیفہ خوار دربار شاہانہ دار تھے۔ اور درویشون کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور احتیاج باقی نہ رہی تھی۔ اور مودی کو حکم دے رکہا تھا کہ جو شخص نسخہ ادویہ لادے۔ بغیر پوچھنے ہمارے اسکو

Marfat.com

اوویوے دیوے۔ اور لانگری اول اول محمود نام کو مقرر فرمایا۔ بعدہ قبول لانگری اور اوسکے بعد
خدابخش لانگری مقرر ہوا۔ دیگر ایکدن خدابخش لانگری نے حضور مین عرض کی۔ کہ غریب نواز
امسال مودی نے پانچسو روپیہ بابت ادویہ درویشان درج کیا ہے۔ آپ بہت ناراض ہوئے
اور فرمایا۔ کہ اگر پانچہزار روپیہ بھی دوا پر خرچ ہووے۔ تو بھی مجھکو اطلاع نہ دیجاوے۔ کیا درویشون
کی جان کے مقابلہ مین روپے کی کچھہ حقیقت ہے۔ مشہور ہے کہ جب علی محمد ہوتانی فوت ہوگیا
تو قرضخواہون نے اسکے بیٹے کو بہت تنگ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جس کسی کا قرضہ ہووے۔
وہ جاکر ہمارے مودی کے پاس لکھا کرلیوے۔ ایکسو اسی روپیہ قرض نکلا۔ حکم ہوا۔ کہ مودی
فوراً سب روپیہ ادا کردیوے اور لنگر شریف مین ہر ایک درویش کو تین پاؤ پختہ روٹی ملا کرتی
اور چھماہ کے بعد پوشاک اور کفش جب کہ بوسیدہ اور دریدہ ہوجاوے اور ایک سیر تیل اور
کچھہ گھی خشکی کے رفع کیلئے ملا کرتا تھا۔ اور فرقہ علمار کے۔ لئے کہ جسکا کام درس تدریس تھا۔ ایک
پختہ غلہ روزینہ اور سیر بھر روغن زرد ماہیانہ اور ایک سیر تیل ملا کرتا تھا۔ ان کو بھی لباس ہر ششماہے
پر ملتا۔ اور لباس مین ایک سفید لنگی ایک گوسفند بھی عطا ہوتا تھا۔ اور اگر کسی کی شادی غیرہ
ہوتی۔ تو حسب لیاقت و اہلیت نقد روپیہ دس روپے سے لیکر تین چار سو تک عطا فرماتے تھے اور
زیور و پوشاک ضروری علیحدہ عطا کرتے تھے۔ اور علاوہ ازین دیگر اشیائے ضروری مثل
لکڑی روئی و نمک وغیرہ بھی لنگر سے ملتا رہتا تھا۔

حضرت قبلہ عالم صاحب کا خواجہ صاحب کو خلافت عطا کرنا

ایک دن میان غلام رسول خان صاحب ماکو نے خواجہ صاحب کی خلافت کا ذکر راقم کے سامنے
کیا۔ جو انہون نے مولوی غلام رسول جنڈ بہاولپوری سے سنا تھا۔ حسن اتفاق سے امسال
۱۲۷۳ھ مین مولوی صاحب موصوف عرس شریف حضرت قبلہ عالم کی تقریب سے بلدہ تاج سرور
مین آئے۔ کاتب الحروف نے تحقیق کیواسطے خود ان سے دریافت کیا۔ تو انہون نے اسطرح
سے تذکرہ کیا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب حسب معمول عرس پر تشریف لائے۔ مین اور مولوی
نور جہانیان بہاولپوری جو آپ کے یاران مجاز مین سے ہین اور دیگر علمائے و فقرا ہمرکاب
تھے جب ہم مخدوم رشید سے روانہ ہوئے۔ تو راستہ مین مشایخ وقت اور انکے بیعت کرنے

Marfat.com

کے متعلق گفتگو شروع ہوئی جب خواجہ صاحب نے ہماری گفتگو استماع فرمائی۔ تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب نے مجھکو خلافت دینی چاہی۔ تو مین نے انکار کیا۔ انہون نے بہت اصرار کیا۔ مگر مین نے عرض کی کہ غریب نواز! مین اس بار گران کا متحمل نہین ہون۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہین تمہین ہر صورت خلافت سپرد کرنی ہے۔ اور یہ حکم خدا و رسول ہے۔ اسپر مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ! حالت زمانہ دگرگون ہے۔ لوگ بہت ٹیڑہے ہوگئے ہین۔ یہ کام مجھسے نہین ہوسکیگا۔ مجھہ مین استطاعت نہین کہ اس ذمہ واری کے کام کو اپنی گردن پر لون۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہین نہین تمکو ہر صورت یہ کام قبول کرنا پڑیگا۔ غرض آپ کا اصرار اور میرا انکار تھا۔ انہی دنون مین مجھے زیارت حضرت رسول مقبول صلعم نصیب ہوئی۔ اور ارشاد ہوا۔ کہ کیون تم خلافت منظور نہین کرتے۔ مین نے وہی عرض کیا۔ جو قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین بیشتر ازین کر چکا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم اس خلافت کو منظور کر لو۔ اسپر مین نے عرض کی کہ حضور کے فرمودہ کے بموجب مین قبول کرتا ہون۔ مگر وعدہ فرمایا جائے جو شخص میرا مرید ہوئے۔ اسے عذاب دوزخ سے امن مین رکھا جائے۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ کہ جو تمہارا مرید ہوگا۔ وہ ہرگز جہنم مین نہ جائیگا انشاء اللہ مین اسکی شفاعت کرونگا۔ غرض جب مین نے قبلہ عالم کے روبرو اس ذمہ واری کو اپنے سر لیا۔ تو آپ ہنسے۔ اور فرمایا۔ کہ اب خاتم النبیین محمد مصطفٰے نے ارشاد فرمایا۔ تو تب تم منظور کرتے ہو۔ اور مین نے پہلے تمہین نہ کہا تھا کہ یہ حکم خدا و رسول ہے۔ اس سے ہرگز انکار نہ کرنا ہوگا۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس دن سے مین نے لوگون کو بیعت کرنا شروع کیا ہے نزدیک وہ قصہ ایک مرید والا جسکو خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ مریدی لا تخف بالکل درست ہے جسکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے ✤

دیگر میان غلام رسول خان ماکو افغان و میان ابراہیم قوال جو کہ دونو بڑے ذاکر تھے۔ اور معتبر اشخاص ہین۔ روایت کرتے ہین کہ ایکدن ہم تونسہ شریف مین خواجہ صاحب کو بنگلہ مین روغن بادام کی مالش کر رہے تھے۔ اور خواجہ صاحب چارپائی پر دراز تھے۔ ایک مرید آیا اور بڑی عجز و انکسار سے عرض کی۔ کہ اے خواجہ! مین اپنی عاقبت سے بہت ڈرتا ہون۔ کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ ہر وقت مجھکو یہ خوف چھایا رہتا ہے۔ اور مجھکو اپنے ایمان کا بہت خوف ہے۔ خواجہ صاحب کو کچھ حالت

Marfat.com

سی طاری ہوئی۔ اور اپنا دایان ہاتھ کندہے کے قریب لیجاکر اشارہ کرکے فرمایا مُرِیدِی
لَاتَخَفْ پھر دوسری دفعہ بھی ایساہی دایان ہاتھ سے اشارہ کیا اور یہی الفاظ فرمائے پھر
تیسری دفعہ بھی یہی ارشاد کیا۔ میان غلام رسول کابیان ہے۔ کہ مین داہنے ہاتھ کی مالش کرتا
تھا۔ آپ نے ۳ دفعہ ہاتھ چھڑاکر شانہ کے پاس لیجاکر اشارہ کرکے فرمایا۔ مُرِیدِی لَاتَخَفْ
اُسی حکائیت کے مطابق دوسری حکائیت یہ ہے۔ حافظ نورالدین ڈانڈہی جو کہ خواجہ صاحب کے
یاران مجاز مین سے تھا۔ اور ہمیشہ رمضان شریف مین خواجہ صاحب کو قرآن مجید سنایا کرتا
تھا۔ نابردہ میرا دلی دوست اور رازدان تھا۔ اور بہت بڑا عالم فاضل صاحب ذوق ووجد تھا
ایکدن اُنہون نے ذکر کیا۔ کہ جب خلیفہ محمد یاران صاحب تونسہ شریف تشریف لائے۔ تو مین
بھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایکدن خلیفہ صاحب نے خواجہ صاحب کی خدمت مین جبکہ خلوت مین تھے
عرض کی کہ قبلہ ایک سوال ہے۔ جو مدت سے میرے دل مین ہے۔ اسکا جواب مین کسی گمان اور
شک اور اعتراض کیوجہ سے نہین چاہتا۔ بلکہ فقط تسکین خاطر کیلئے عرض کرتا ہون۔ جب آپ
نے ارشاد فرمایا۔ کہ اچھا پوچھو۔ تمہارا کونسا سوال ہے۔ تو مین نے عرض کی قبلہ! مشائخ سلف
تو کسی ایسے شخص کو مرید کرتے تھے۔ جسکو قابل مریدی کے دیکھتے۔ اور فاسق وفاجر کو ہرگز بیعت
نہ کرتے تھے۔ اسکا کیا سبب ہے کہ آپ نے اسے عام کیا ہے۔ خواہ فاسق فاجر۔ دزد شرابی
زندجو کوئی آتا ہے بلادریغ بیعت فرماتے ہین۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ اگرچہ اس
امر کا بتانا مناسب نہ تھا۔ مگر چونکہ آپنے استفسار کیا۔ اسواسطے ضروری ہے۔ کہ اسکا جواب
دیا جاوے۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب مجھے حضرت قبلہ عالم صاحب نے خلافت عطا
کی۔ تو کچھ مدت مین نے لوگون کو مریدی مین داخل نہ کیا۔ آخر ہاتف غیبی نے کہا۔ کہ اے
فلان خلق کو مرید بنا۔ اور خدا کا رستہ دیکھا۔ مین نے عرض کی۔ اے باریتعالیٰ مین کسیکو اپنا
مرید بنانا نہین چاہتا۔ کیونکہ مجھہ مین یہ استطاعت نہین ہے۔ مین مرید بنانے کے لائق نہین
ہون۔ اور مجھہ مین یہ توفیق نہین ہے۔ کہ بار خلق اُٹھا سکون۔ حکم ملا۔ کہ تو اس کام کے لائق
ہے جبھی تو یہ کام تمہارے سپرد ہوا ہے۔ مین نے پھر عرض کی یا الہ العالمین مین اسوقت لوگون کو مرید
کرونگا۔ کہ میرے ساتھ عہد ہووے۔ کہ جو میرا مرید بنے۔ اسکو بخشدیا جاوے۔ جواب ملا۔ کہ اسکو بخشدیا

Marfat.com

جاویگا۔ اسدن سے مین نے لوگون کے واسطے عام فیض کا دروازہ کھولدیا۔ جب بخشنے والا وہ کریم ہے۔ تو مین کیون بخل کرون۔ اسکے بعد خلیفہ صاحب فرماتے ہین۔ کہ خواجہ صاحب نے میرے کانون کو ہاتھ لگایا۔ اور فرمایا کہ خبردار اس بھید کو افشا نہ کیجئے۔ مین نے عرض کی۔ قبلہ جب آپ سے ہضم نہ ہوسکا میری بھلا کیا طاقت ہے۔ کہ اسے پوشیدہ رکھہ سکون۔ آپنے فرمایا۔ اچھا جہانتک ممکن ہو۔ اسے پوشیدہ رکھیو۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اسے نظم کیا ہے۔ چنانچہ اس نظم کو کسی اور جگہ درج کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ یہی سبب تھا۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ جو میرے دروازہ پر آیا۔ صاحب قسمت ہے بے نصیب میرے دروازہ پر ہی نہین آتا۔

دیگر۔ ایکدفعہ ۱۲ ربیع الاول کو دامان کے ہزارہا لوگ کیا مرد کیا عورتین خود بخود **تونسہ شریف** مین جمع ہوگئین اور حضرت خواجہ صاحب کے روضہ مبارک کے گرد پھرتی تھین۔ جب ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ تمہارے آنے اور جمع ہونے کا کیا سبب ہے۔ انہون نے بیان کیا۔ کہ ہم نے اپنی وطن مین (ہر ایک خرد و کلان نے) یہ آوازہ غیبی سنا ہے۔ کہ بارہ ربیع الاول کو جو شخص حضرت خواجہ **محمد سلیمان** کی زیارت کریگا۔ وہ ضرور بہشتی ہے۔ اسواسطے ہم لوگ حضور پرنور کی زیارت کی تمنا مین اپنا گھر بار چھوڑ کر چالیس چالیس پچاس پچاس کوس طے کرکے آئے ہین۔ تاکہ اللہ تعالے بطفیل خواجہ صاحب ہمکو بخشدیوے۔ ایک عورت جوکہ اس مجمع کے درمیان تھی۔ جب اوس سے دریافت کیا گیا۔ تو اوسنے بیان کیا۔ کہ مین گذشتہ شب گھر بیٹھی روٹی پکارہی تھی۔ کہ ایک آواز سنی۔ کہ کل صبح جو شخص حضرت خواجہ محمد سلیمان کی زیارت جاکر کریگا۔ وہ ضرور بہشتی ہوگا۔ یہ آواز سنکر مجھے ازحد اشتیاق ہوا۔ کچی روٹی اور بچون کو وہان ہی چھوڑا۔ اور میرا گھر تیس کوس ہے۔ یہ فاصلہ طے کرکے یہان حاضر ہوئی ہون۔ جب لوگون کا انبوہ بیشمار ہوگیا۔ آپ اسوقت حجرہ شریف مین مشغول ہین تھے۔ جب شور و شغب ہوا۔ تو آپنے محمد اکرم خادم سے دریافت فرمایا۔ کہ یہ لوگ کہان سے آئے ہین۔ اس نے عرض کی۔ کہ قبلہ بلاتے تو خود ہین۔ اور پوچھتے ہین۔ کہ کہان سے آئے۔ اب مہربانی فرماکر ذرا حجرہ سے باہر تشریف لائیے۔ تاکہ لوگ زیارت سے مشرف ہووین کیونکہ انکو آوازہ غیب سے سنائی دیا ہے۔ کہ جو کوئی بارہ تاریخ کو آپ کی زیارت کریگا۔ وہ ضرور بہشتی ہوگا۔ پس حضرت خواجہ صاحب بنگلہ شریف مین آکر بیٹھے۔ اور لوگ آکر زیارت کرنے لگے اور مرید

Marfat.com

ہونے شروع ہوئے۔ جب انہون نے آوازہ غیب کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اعتقادکم ینفعکم
میرے پاس میان غلام رسول صاحب نے ذکر کیا۔ کہ جب اُسدن ہزارون لوگ جمع ہو گئے
تھے۔ مین بھی موجود تھا۔ ایک آدمی سے پوچھا۔ کہ تو کہان سی آیا ہے۔ اس نے کہا کہ صاحب مین
گڈریا ہون۔ اور جنگل مین اپنے گلہ کو چراتا تہا۔ کہ اتفاقاً آوازہ غیب سنائی دیا۔ کہ کل جو دوازدہم
ماہ ربیع الاول ہے۔ جو شخص حضرت خواجہ محمد سلیمان کی زیارت کریگا بہشتی ہوگا۔ یہ سنکر
مجھے اسقدر شوق اور اشتیاق دامنگیر ہوا۔ کہ اپنے ریوڑ کو وہین جنگل مین چھوڑا۔ اور تونسہ
شریف کا رستہ لیا۔ میان غلام رسول نے یہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ جب لوگون کا ہجوم بہت زیادہ
ہوا۔ تو آپنے مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ دروازہ بند کردے۔ اور کہہ کہ پانچ پانچ چھہ چھہ آدمی باری
باری سے اندر آوین ورنہ یہ لوگ ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑینگے۔ اور مجھے ایذا دینگے۔ غرض مین نے
ایسا ہی کیا۔ لیکن لوگون کا انبوہ اس درجہ تھا۔ کہ جوق جوق آکر حضرت صاحب کی قدمبوسی
کرتے تھے۔ اور ایسا ہی عورتین آکر پاؤن مین پڑتی تھین۔ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جب مین
نے یہ دیکھا۔ کہ آپ کی طبع مبارک ہی تنگ۔ اور لوگون کا ہجوم بے شمار۔ ایسا نہ ہو آپ کو ایذا
پہنچے۔ پس مین نے بنگلہ کا شمالی اور جنوبی دروازہ کھولدیا۔ اور لوگون کو فہمایش کی۔ کہ خواجہ صاحب
کا فرمان ہے۔ جو کوئی اس دروازہ سے گذر کر اس دروازہ سے باہر نکلیگا۔ وہ بہشتی ہے۔ پس لوگ
ایک دروازہ جنوبی سے داخل ہوتے تھے۔ اور شمالی سے باہر چلے جاتے تھے۔ مین نے عرض کی قبلہ
ایذا کے رفع کیخاطر مین نے یہ کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ بہت خوب کیا ہے۔ لیکن اس بات کی احتیاط
کر۔ کہ عورتین اور مرد ایک ہی دروازہ سے نہ داخل ہونے پاوین۔ الغرض ایسا ہی کیا گیا۔ جب
بیرونجات کے لوگ زیارت سی مشرف ہو گئے۔ تو پھر خاص تونسہ شریف کے لوگ اور [illegible]
کے علاقہ کے تمام لوگ کیا مرد کیا عورتین جمع ہوئے۔ اور انہون نے زیارت حاصل کی۔ میان
غلام رسول کا بیان ہے۔ دوسری کرامت یہ تھی۔ کہ اسدن لنگر شریف مین حسب معمول آرد
خمیر کیا گیا تھا۔ کچھہ اس سے متجاوز نہ تھا۔ میان خدابخش لانگری نے بموجب فرمودہ آنحضرت
باواز بلند سب لوگون کو کہا۔ کہ جو کوئی باہر سے خواجہ صاحب کی زیارت کیواسطے آیا ہے روٹی
لنگر سے کہاوے سب لوگ لنگر کیطرف بہاگے۔ خداوند کریم نے اس آرد مین اسقدر برکت دی۔

Marfat.com

کہ سب کو پورا ہوا۔ اور کوئی شخص خالی واپس نہ آیا۔

دیگر۔ میاں محمد بن سبائی سے روایت ہے۔ کہ میانصاحب حاجی خان صاحب کاتب نے جو خواجہ صاحب کا پرانا غلام اور صالحان وقت میں سے تھا۔ یہ انبوہ کثیر دیکھا۔ تو رو کر کہا۔ اس سے مجھے خواجہ صاحب کی دائمی جدائی کی بو آتی ہے۔ جیساکہ سورہ نصر آنحضرت پر نازل ہوئی۔ یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ تو اسکے تھوڑے عرصہ بعد حضرت خاتم المرسلین کا انتقال ہوا۔ مجھے یہ لوگوں کا جمع ہونا اس واقعہ کے مطابق دکھائی دیتا ہے۔ اور مجھے محبوب کے فراق کی بو آتی ہے۔ اسکے بعد نامبردہ نے دعا مانگی۔ کہ یا الہی تو مجھے پہلے اٹھالیجیو۔ چونکہ نامبردہ کی دعا صدق دل سے تھی۔ اسواسطے اسکا پہلے انتقال ہوا۔ اور بعدہ حضرت غوث زمان رہگرائے عالم فردوس ہوئے کہتے ہین کہ پہلے پہل جو شخص خواجہ صاحب کے سلسلہ بعیت مین داخل ہوا۔ وہ خلیفہ محمد باران صاحب تھے۔ مگر بعض کا خیال ہے۔ شیخ جمال سکنہ تاج سرور سب سے پہلے مرید ہوئے اور بعدہ اور مرید ہوئے۔

دیگر۔ میاں محمد یار پسر مولوی ولی محمد صاحب سکنہ قریہ لانگہ سے جو کہ خواجہ صاحب کا اوستاد تھا۔ اپنے چچا تقی محمد سے روایت کرتا ہے۔ کہ آپ جب کبھی وطن سے تاج سرور کو جاتے۔ یا ادہر سے وطن کو جاتے۔ تو لانگہ مین ضرور ہمارے گھر مین تشریف لاتے۔ اور ایک رات اپنے استاد قدیم کے پاس سو کر پھر تشریف لیجاتے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ خراسانیوں کے خوف سے ہم جلا وطن ہوکر دائرہ دین پناہ مین جاکر اقامت گزین ہوئے۔ خواجہ صاحب وہان تشریف لائے۔ اور میرے چچا تقی محمد کو ساتھ لیگئے۔ جو کہ تونسہ شریف مین جاکر حضرت کے سلسلہ بعیت مین داخل ہوا اسوقت انکی ولایت کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور سفر مین بھی تنہا جاتے اور تنہا آتے تھے۔

دیگر۔ میاں محمد یار مذکور سے روایت ہے۔ کہ ایکدفعہ مین اپنے عم مکرم میاں تقی محمد کے ہمراہ حضرت غوث زمان کی زیارت کیلئے گیا۔ تو آپنے میرے چچا سے فرمایا۔ کہ میاں تقی محمد مین اپنے وعدہ پر قائیم ہون۔ تمکو بھی چاہیے۔ کہ اپنے وعدہ پر قائیم رہو۔ اور اب چونکہ تم دنیاوی کاروبار سے آزاد ہوگئے۔ اسواسطے ضروری ہے۔ کہ تونسہ شریف مین آکر قیام پذیر ہو وو۔ اس نے عرض کی۔ جی ہان قبلہ مین بھی وعدہ پر قائیم ہون۔ اور یہ محمد یار میرا بھتیجا بڑا اچھا آدمی ہے۔ اس نے مجھے سب کاروبار سے آزاد کیا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ بیشک یہ محمد یار نیک معلوم ہوتا ہے

حقتعالیٰ اُسکو خوش وخرم رکھیگا۔ اسکے بعد میرے چچا نے کہا۔ کہ مجھکو ذرا بھی حضور کے قدمون مین رہنے سے عذر نہین ہے۔ دعا فرمائین۔ مین انشاء اللہ جلد حاضر ہوکر خدمت کیا کرونگا۔ غرض جب ہم مرخص ہوکر وہان سے گھر کو چلے۔ تو راستہ مین مین نے اپنے عم مکرم سے پوچھا کہ وہ کونسا وعدہ تہا۔ جسکا اشارہ خواجہ صاحب نے کیا۔ انہونے کہا کہ خواجصاحب جب لانگہ مین پڑہا کرتے تھے۔ تو میرے ہم سبق تھے۔ اور میرے ساتھ آپکی بڑی محبت تھی۔ اوستاد کے گدھے چرانیکی ڈیوٹی ان کے ذمہ تھی۔ اور جنگل مین سے لکڑیان لانا میرے ذمہ تھا۔ پس ہم اتفاق کرکے دونو کام کرتے تھے۔ اور کبھی ایکدوسرے سے جدا نہوتے تھے۔ اسوقت خواجہ صاحب نے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ اگر تجھکو سلطنت ملی۔ تو مین تمکو اپنا وزیر بناؤنگا۔ اور اگر تجھے نعمت حاصل ہو۔ تو مجھے وزیر مقرر کرنا۔ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ خواجہ صاحب نے اسی بات کا اشارہ کیا تھا۔

دیگر۔ نورخان گرمانی بلوچ کے مرید ہونیکا ذکر اسطرح پر ہے۔ کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب حسن اتفاق سے جیب کی بستی مین وارد ہوئے۔ اور مسجد مین قیام فرمایا۔ نورخان مذکور نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے۔ اور کہان جاتا ہے۔ اس شخص نے جواب مین کہا۔ کہ یہ جوان افغان ہے۔ اور ولی کامل ہے۔ گھر اسکا موضع گڑگوجی واقع کوہ درگ مین ہے۔ اور اپنے مرشد کے عرس سے واپس آکر وطن کو جارہا ہے۔ نورخان نے عرض کی۔ کہ قبلہ! کہ کل صبح کا کہانا غریبانہ پکا دونگا قبول فرمائیے۔ آپنے کہا۔ کہ اچھا۔ اگر علے الصباح لائیگا۔ تو مین کہالونگا۔ ورنہ سویرے چلا جاؤنگا نورخان نے قبول کیا۔ اور صبح کو بہت سویرے گوشت وغیرہ تیار کرا کر خدمت مین لایا۔ آپ نے نوش جان فرمایا۔ اور پھر وطن کا رُخ کیا۔ اتفاق سے کچھ مدت بعد نورخان مذکور کا اپنے رشتہ داروں سے کسی معاملہ پر تنازعہ ہوگیا۔ اور مجبوراً حاکم کے پاس بچارہ جوئی کیلئے سنگھڑ کو روانہ ہوا حاکم وقت قلعہ منگلوٹھ مین رہتا تھا۔ جو تونسہ شریف سے دو میل مغرب کو ہے۔ اور کوہ سلیمان کے نزدیک ہے جب وہ نورخان مذکور قصبہ منگروٹھ کے پاس پہنچا۔ یکایک اس نے مقدمہ بازی اور کشمکش کا ارادہ تختۂ دل سے دور کردیا۔ گھوڑی وطن کو واپس بھیجی۔ اور آپ کوہ درگ مین خواجہ کی زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ جب وہان خدمت اقدس مین حاضر ہوکر پابوسی کی تو آپ نے فوراً پہچان لیا۔ اور فرمایا کہ تو وہی بلوچ ہے۔ جس نے ہماری بستی جیب مین دعوت کی تھی

الغرض نور خان حضور کیخدمت مین بیٹھ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد اوسکو حقہ کی ضرورت محسوس ہوئی مگر حیا مانع تھی۔ خواجہ صاحب تاڑ گئے۔ اور کسی کو حقہ لانیکا حکم دیا۔ نور خان بہت نادم ہوا۔ اسوقت تو حقہ سے کام لے لیا۔ مگر آیندہ توبہ کرلی۔ کہ پھر کبھی حقہ کا نام نہ لونگا خواجہ صاحب نے اسکے آنیکا سبب بھی دریافت فرمایا تھا۔ تو نامبردہ نے کہا۔ کہ فقط حصول زیارت کیلئے حاضر ہوا ہون۔ شام کو جب حضور پر نور بعد نماز مغرب عبادت کے حجرہ مین بیٹھے۔ تو نور خان مذکور کو یاد فرمایا۔ اور اسکو ارشاد فرمایا۔ کہ اپنا دایان ہاتھ مجھے دے۔ نامبردہ کا بیان ہے۔ کہ مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اور مین نے اپنا ہاتھ دینے سے انکار کیا۔ آپ نے مکرر سہ کرر یہی فرمایا۔ اس پر مین نے جرأت کی اور اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کی کہ قبلہ میرے ہاتھ کو محکم پکڑ۔ ع دستم چنان بگیر کہ گویند دستگیر + الغرض آپنے خوب ہاتھ کو ہلا کر فرمایا۔ کہ مین نے اسے خوب پکڑا ہے۔ اس کے بعد جو ورد وظیفہ فرمانا تھا۔ تلقین فرمایا۔ تھوڑی سی مدت کے بعد نور خان مذکور خواجہ صاحب کی خدمت مین آکر رہا اور ایسا مقرب درگاہ ہوا۔ کہ آپ اسکے بغیر مشورہ کوئی کام نہ کرتے تھے۔

دیگر۔ منقول ہے کہ ایک دولتمند خواجہ صاحب سے عناد رکھتا تھا۔ ایکدفعہ خواجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور کہا۔ کہ یا خواجہ یا تو مجھے موسیٰ بنادو۔ یا مجھے فرعون کردو۔ آپ خاموش ہوگئے نور خان موجود تھا۔ اسنے کہا کہ خواجہ صاحب بزرگ آدمی ہین۔ وہ تیری بات کا کیا جواب دیوین۔ میرا جواب سن لے۔ اور چلا جا۔ تو نے کہا ہے۔ کہ یا تو تمہین موسیٰ بنایا جاوے یا فرعون۔ سو تمکو واضح ہووے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو پیغمبر تھے۔ اور پیغمبری ہمارے رسول کریم حضرت محمد صاحب روحی فداہ پر ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ آپ ختم المرسلین تھے۔ اسکے بعد کوئی پیغمبر نہین آئیگا۔ پس تیرا موسیٰ بننا تو غیر ممکن ہے۔ باقی ہے۔ فرعون بنانا۔ سو تو پہلے ہی فرعون ہے تجھے دوسرے کے کرنیکی کیا ضرورت وہ شخص خاموش ہوگیا۔

دیگر۔ عمر خان سکنہ نکول ایک شخص اچھا زمیندار و صاحب حیثیت تھا میان صالح محمد سے روایت ہے کہ نواحی سنگھڈ مین سے پہلا جو شخص خواجہ صاحب کے سلسلہ غلامی مین داخل ہوا۔ غالبًا یہی شخص تھا۔ اس نے سب سے پہلے خواجہ صاحب کو ایک گھوڑی نذر دی۔ اس سے پہلے خواجہ صاحب ہمیشہ پیادہ سفر فرماتے تھے۔ اور بعدہ گھوڑی پر سوار ہوتے تھے اس گھوڑی کا

نام سوہلی تھا۔ جب وہ خواجہ صاحب کا مرید ہوا۔ تو خواجہ صاحب کیلئے شہر مکول مین۔ جو تونسہ شریف سے پانچ کوس جنوب مشرق کیطرف ہے۔ چند مکانات تیار کرائے۔ اور کچھہ کنوئین خواجہ صاحب کو نذر کے طور پر پیش کیئے۔ مگر خواجہ صاحب نے سوائے گھوڑی کے باقی سب چیزونسے انکار کر دیا۔ اور اسکے حق مین دعائے خیر کی۔ نامبردہ ہمیشہ حصول زیارت کے لئے تونسہ شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔ مگر دیکھو تقدیر کی بات۔ چونکہ بیچارا جاہل تھا۔ اخیر عمر مین لوگون کے بہکانیسے وہ مرتد ہو گیا۔ لوگون نے اُسے کہا تھا۔ کہ تو نے کیون اپنے اباواجداد کے مرشدونکو چھوڑا۔ اور ایک افغان روہیلہ کا مرید ہوا۔ غرض لوگون کی اس کارروائی سے نامبردہ نے بوجہ ارتداد تونسہ شریف آنا بند کر دیا۔ اور زیارت خواجہ غریب نواز سے محروم رہنے لگا۔ کچھہ مدت یہی حالت رہی۔ ایکدفعہ خواجہ صاحب حسب معمول مہار شریف گئے ہوئے تھے۔ تو وہ سخت بیمار ہوا۔ اور جب حالت نزع اس پر طاری ہوئی۔ تو اسکی شکل مسخ ہو گئی۔ اور کتے کیطرح بھونکنے لگا کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور لوگون کو کتے کیطرح پھاڑنے لگا۔ اور نیز کلمات کفر بکنے لگا۔ جب اسکی یہ بدتر حالت ہو رہی تھی۔ موسیٰ نام حجام جو خواجہ صاحب کا مرید تھا۔ یہ حالت دیکھکر اُس کے پاس گیا۔ اور اسکو کہا۔ کہ یہ ہے بدلہ اس سزا کا جو تو نے ارتداد اپنے پیر خواجہ محمد سلیمان سے کیا ہے۔ اب بھی توبہ کر۔ اور خواجہ صاحب کیطرف رجوع کر۔ جب نامبردہ نے خواجہ صاحب کا نام سُنا۔ تو بہت نادم ہوا۔ اور اپنے ارتداد سے توبہ کی۔ اور ٹھنڈے سانس بھر کر زار زار رونے لگا۔ اور خواجہ صاحب کا نام لیکر طالب استمداد ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اسکی زبان پر کلمہ طیب جاری ہوا۔ اور توبہ و استغفار کرنے لگا۔ اور اپنی اصلی حالت پر آیا۔ اور اپنے رشتہ دارون کو ملامت کرنے۔ کہ اب تمہارے پیر کہان گئے تھے۔ کہ میرا ایمان سلب ہو چکا تھا کسی نے نہین چھڑایا۔ آؤ دیکھو۔ مین نے جو خواجہ صاحب کیطرف رجوع کیا ہے۔ کسطرح میری زبان سے خودبخود کلمہ طیبہ و کلمہ استغفار جاری ہے۔ یہ میرے مرشد کی کمالیت کی دلیل ہے کہ اگرچہ مین مرتد ہو گیا تھا۔ مگر اب پھر جو انکی طرف رجوع کیا ہے۔ سب عنا دفع ہو گیا ہے اور مجھے دولت ایمان پھر از سر نو ملی ہے۔ یہ کہکر نام مبارک زبان پر لایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال کیا۔ جب عمر خان کی نازک حالت ہو رہی تھی۔ اور اسنے خواجہ صاحب کیطرف رجوع

Marfat.com

کیا - اور انکو یاد کیا - آپ اسوقت موضع تاجسرور مین اپنے بنگلہ کے اندر نشست فرماتے تھے - دفعتہً آپکا چہرہ متغیر ہوا - اور آپنے سر زانو مین جھکا لیا - اور تھوڑی دیر مراقبہ مین بیٹھے رہے - اسکے بعد سر اٹھایا - اور خداوند کریم کا شکرانہ ادا کیا - سب حاضرین اس امر سے متعجب ہوئے - کہ چہرہ مبارک کی تغیری کا کیا موجب ہے - نور خان گریانی جو کہ مشیر تھا - اور کمال عنایت کی وجہ سے دلیر ہو گیا تھا مصداق ع گر مہائے تو مار آکر د گستاخ * اس نے عرض کیا - کہ کس وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہوا - اور آپنے بعدہ الحمد پڑھا - آپنے فرمایا کہ ایک شخص اوائل عمر مین میرا مرید ہوا تھا - اخیر عمر مین وہ لوگون کے بہکانے سے مرتد ہو گیا - اسکی نزع کیوقت حالت بہت دگرگون ہو گئی - اب پھر اس نے اپنی غلطی سے توبہ کی - اور مجھے یاد کیا - اور مدد کا طالب ہوا - مین نے درگاہ الہی مین اسکے واسطے دعا کی ہے - خداوند کریم اسکو اپنی حالت پر لایا - اسواسطے مین الحمد اپنی زبان پر لایا - اگرچہ وہ فوت ہو گیا ہے - مگر دولت ایمان لیکر مرا ہے - اور مرتے دم اسکی زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا - میان صالح محمد فرماتے تھے - کہ آپ کی مراقبہ مین اسوقت یہ صورت تھی - کہ چوکڑی لگا کر دونون کہنیون کو گھٹنون مین رکھ لیا - اور ہاتھ سیدھے کرکے سر کو جھکا کر ان پر رکھ لیا - اور اسطور پر کچھ دیر بیٹھے رہے - میان محمد کا بیان ہے - کہ مین نے اسوقت تاریخ اور وقت نوٹ کر لیا - جب خواجہ صاحب تونسہ شریف تشریف لائے - بنگلہ مین نشست فرما تھے - کہ موسی حجام نے عمر خان کے انتقال اور اسکی دگرگونہ حالت کا ذکر کیا - ہم نے تاریخ ملائی تو وہی وقت اور تاریخ تھی

دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست	دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست
دستِ او را حق چو دستِ خویش خواند	تا ید اللہ فوق ایدیہم بخواند

دیگر - ایکدن ساوو نام بلوچ جو خواجہ صاحب کا غلام تھا - اور بوجہ اس امر کے کہ خواجہ صاحب اکثر اسکے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے - کسیقدر گستاخ اور بے ادب ہو گیا تھا - ایکدن آنجناب اوحق مین مستغرق تھے - وہ آیا - اور آکر قدمبوسی کی آپ نے پوچھا - کون ہے - اس نے کہا واہ واہ اگر آپ اس جہان مین اپنے مریدون کو نہین پہچانتے - تو قبر و حشر کے دن کسطرح مریدونکو شناخت فرماوینگے - خواجہ صاحب کو اسکی بات ناگوار گذری - فرمایا کہ اے بیوقوف لحد مین پہلا میرا قدم ہوتا ہے - اور اسکے بعد آدمی کو داخل کیا جاتا ہے - اور ایسا ہی میدان

Marfat.com

شیر محمد کلروانی سے روایت ہے۔ کہ ایکدن حضرت خواجہ صاحب عُرس حضرت قبلہ عالم پر تشریف لیگئے تھے۔ رات کیوقت چند عورتین زیارت کیلئے آئین۔ اور روز قیامت کا تذکرہ کرنے لگین میں بھی اپنی حوائج کے اظہار کے لئے گیا ہوا تھا۔ ایک عورت بول اُٹھی۔ کہ غریب نواز لکھو کھا آدمی کیا مرد کیا عورتین آپکی دست بیعت ہوئین۔ اور حال یہ ہے کہ آپ کسی کو زیادہ دیر بیٹھنے نہین دیتے اور کیا دن ہو کیا رات لوگ بیعت کرتے رہتے ہین۔ اور ہر ایک کو بھروسا یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن آپ کام آوینگے۔ اور امداد کرینگے۔ مگر حیرانی ہے کہ کروڑون مخلوقات مین سے آپ اپنے مرید کسطرح پہچان سکینگے۔ آپ نے جواب مین اسطرح ارشاد فرمایا۔ کہ رات کا وقت ہوتا ہے اور چھ سات چرواہے اپنی اپنی بھیڑین ملا دیتے ہین۔ اور پھر جب چاہتے ہین۔ ہر ایک اپنے ریوڑ کو جدا کر لیتا ہے۔ حالانکہ تمام بھیڑین ہم رنگ ہوتی ہین۔ اور حالانکہ سب لوگ چرواہون کو احمق اور بیوقوف کہا کرتے ہین۔ تو کیا مین اپنے مریدون کو شناخت نہ کرسکونگا۔

دیگر میان صالح محمدؐ سے روایت ہے۔ کہ ایک بار خواجہ صاحب حسب معمول عرس پر گئے ہوئے تھے۔ اور ان دنون مین نواب بہاولخان صاحب والے بہاولپور نے صاحبزادگان تھہار اور رانجھے لواحقون کی جاگیرین ضبط کی ہوئی تھین۔ جب عرس ہو چکا۔ تو ابھی سب علماء فضلا صلحا مثلاً قاضی عاقل محمد صاحب حافظ جمال الدین صاحب وغیرہ سب موجود تھے۔ یہ سب ایک سائبان کے نیچے جو روضہ مبارک کی سمت جنوب تھا۔ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک اچھا خاصہ مجمع تھا۔ مگر خواجہ محمد سلیمان صاحب اسوقت اپنے حجرہ مین مشغولی مین تھے۔ قاضی صاحب نے حافظ جی صاحب کو ارشاد کیا۔ کہ آپ خواجہ صاحب کیخدمت مین جائین۔ اور انکو اس امر سے اطلاع دوین۔ الغرض حافظ جمال الدین صاحب حجرہ کیطرف آئے۔ اور دروازہ پر آکر آواز دی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ او ہو حافظ صاحب ہین۔ کچھ ارشاد ہے۔ آپ نے عرض کی۔ کہ غریب نواز آپ مجلس تک قدم رنجہ فرماوین۔ الغرض خواجہ صاحب نے اسیوقت نعلین پہنی۔ اور ساتھ ہوئے۔ دیکھا کہ ایک بڑا مجمع ہے۔ اور سب لوگ معہ خلفائے عظام کے بیٹھے ہین۔ قاضی صاحب نے حافظ جی کو فرمایا۔ کہ آپ ذرا مہربانی کر کے سارا حال خواجہ صاحب کیخدمت مین عرض کرین اور سب کا مدعا یہ تھا۔ کہ نواب صاحب کے پاس اگر خواجہ صاحب بطور سفارت و سفارش

Marfat.com

قدم رنجہ کرینگے۔ تو ضرور ہے۔ کہ یہ روزمرہ کی بندش رفع ہو جاویگی۔ جب خواجہ صاحب نے سارا تذکرہ اول سے آخر تک استماع فرمایا۔ تو کہا۔ کہ دیکھیے صاحبان! ہم تو بہاڑی آدمی ہین۔ منت اور خوشامد کرنی تو ہم ابتدا سے ہی نہین جانتے۔ مجھے نواب کے پاس جانے سے گریز نہین ہے۔ کیونکہ اپنے مرشدزادون کا کام ہے۔ مگر طریقہ لجاجت کی امید نہ رکھنے۔ مثلہ الاونڑا تین مثلہ کہاونڑ۔ ہماری عادت ہے۔ یعنی موٹا کھانا موٹا پہننا۔ اور سخت کلام کرنا ہمارا کام ہے۔ جانیکو تو مین جاتا ہون۔ مگر مجھ پر گلہ شکایت معاف۔ کہ کام خراب کر کے آیا۔ دو باتین کر کے آیا۔ یا مٹی ڈالھیکار یا کھلین ڈاچھکار۔ یا ادھر یا ادھر۔ انہون نے متفق اللفظ ہو کر عرض کیا۔ کہ روزمرہ کی گڑبڑ سے ہمین یہی منظور ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم نے نہایت مجبور ہو کر آپ کو تصدیعہ دیا ہے۔ اگر کوئی اور آدمی اس کام کے لائق ہوتا۔ تو ہرگز حضور پر نور کو یہ تکلیف نہ دیجاتی۔ الغرض خواجہ صاحب نے بہاولپور کا ارادہ کر لیا۔ میان قادربخش جو کہ نواب صاحب کا پرچہ نویس تھا۔ یعنی جو حالات بارگاہ مین ہوتے رہتے۔ وہ نواب صاحب کو لکھا کرتا تھا۔ اوس نے ہاتھ باندھکر عرض کی اگر آپ آج ہی تشریف لیجاتے ہین تو پہلے اپنے ہاتھون سے میرا تو کام تمام کرتے جائین۔ کیونکہ نواب بہاولپور مجھے تو زندہ نہ چھوڑیگا۔ اور کہیگا کہ کیون تو نے ہمکو پیشتر اطلاع نہ دی۔ اسواسطے آپ سہ یوم قیام فرماوین۔ غرض خواجہ صاحب نے سہ یوم وہان قیام فرمایا۔ ادھر میان قادربخش نے آپ کی تیاری کی اطلاع دربار مین بھیجدی۔ نواب صاحب نے میان قادربخش کو فی الفور خط کے پہنچ جانیکی واپسی خبر بھیجدی۔ ساتھ ہی راہ کے تمام حکام و کارداران کو اطلاع دی کہ رستہ مین خواجہ صاحب کی پوری پوری آؤبھگت کیجاوے۔ اور خبردار کوئی تکلیف نہ ہونے پاوے۔ الغرض جب خواجہ صاحب نواب موصوف کے علاقہ مین داخل ہوئے۔ تو سب کچھ پہلے سے ٹھیک ٹھاک تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ بغرض جب خواجہ صاحب کو چند کوس طے کرنے باقی تھے۔ تو نواب صاحب خود استقبال اور پیشوائی کیلئے حاضر ہوئے اور قدمبوسی کر کے گھوڑی کی فتراک پکڑی۔ اور احمدپور لیگئے۔ دوسرے دن جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو نواب صاحب جناب مولوی عبداللہ و مولوی سکندر اور دوسرے علما و فضلا کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے۔ اور پہلے پہل قاضی عاقل محمد صاحب کا گلہ کرنا شروع کیا۔ کہ جب ادھر ہمارے علاقہ مین آتے ہین۔ اور عرس قبلہ عالم کو جاتے ہین۔ خلق کو تباہ اور برباد کرتے ہین۔ بڑی بیرحمی سے لوٹتے ہین۔ انکو دعا کیجاوے۔ کیونکہ ان کے لنگر

تشریف لیجانا خواجہ صاحب بہاولپور

مین بہت عشرت ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ ۵

جہان پر سماع است و مستی و شور | ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

اسکے بعد نواب صاحب نے عرض کی۔ کیا آپ کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ مین آپکا پیر برادر ہون۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ ہمکو تو معلوم نہین ہے۔ نواب صاحب نے عرض کی۔ کیا آپ نے مجھکو نہین دیکھا سینکڑون دفعہ آپکے روبرو مین حاضر ہوا کرتا تھا۔ آپنے فرمایا۔ کہ آگ کی خبر ہمیشہ دُور سے ہوا کرتی ہے۔ یعنی جہان سے دہُوآن نکلتا ہے۔ وہان ضرور آگ ہوتی ہے۔ اور جب کسی جگہ سے دہُوآن پیدا نہ ہو۔ کون معلوم کرسکتا ہے کہ یہان آگ جل رہی ہے۔ اگر آپ حضرت قبلہ عالم کے مرید ہوتے۔ تو ہمین اسقدر لمبے سفر کی تکالیف برداشت کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ نواب موصوف بالقابہ نے عرض کیا۔ تو مجھکو بھی ارشاد فرمایا جاوے۔ کہ آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے۔ آپنے جواب مین فرمایا۔ کہ دیکھئے نواب صاحب ہمارے مرشد صاحب کوئی لاولد تو نہ تھے۔ مگر افسوس انکی اولاد مین سے قابل وہ گنا جاتا ہے۔ جو اپنی قابلیت سے روپیہ ضایع نہ ہونے دیتا۔ تاکہ اخراجات لنگر کو کفایت کرتا۔ اس بات کے سُننے پر نواب صاحب نے اپنی انگشتری (مُہر) خواجہ صاحب کے آگے پھینکدی۔ کہ یہ ملک آپ کا ہے۔ جو چاہین ہبہ یا بیع کر دیوین۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ او میان مجھے یہ مکروفریب پسند نہین ہے۔ فقط مجھے یہ کام ہے کہ آپ مرشدزادونکے کاردارون کو راضی کرین۔ غرض نواب صاحب نے ان سے کہلوایا۔ کہ نواب صاحب نے ہم کو راضی کرلیا ہے۔ اسکے بعد نواب صاحب نے بڑے عجز و انکسار سے عرض کی۔ کہ قبلہ مدت ہوگئی ہے۔ کہ گڑہی اختیار خان والی فتح نہین ہوتی۔ مین تو سارا زور لگا چکا ہون۔ خواجہ صاحب نے دعائے فاتحہ خیر کہا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ انشاء اللہ وہ ضرور آپ کے قبضہ مین آویگی۔ اسکے بعد نواب صاحب رخصت ہوئے۔ راہ مین مولوی سے کہا۔ کہ میرے منہ پر تلوار پڑی تھی۔ خداوند کریم نے اس خواجہ صاحب کی طفیل ہر ایک مشکل آسان کر دی ہے۔ کہتے ہین کہ انہی دنون مین وہ اختیار خان والی گڑہی بھی مسخر ہوگئی۔ اسکے بعد پھر کبھی صاحبزادہ صاحبان کے اہلکارہ کی عرضی خواجہ صاحب کی خدمت مین پیش نہ ہوئی۔ جب خواجہ صاحب نواب صاحب سے رخصت ہوئے۔ تو نواب صاحب نے بہت نذر و نیاز پیشکش کی۔ اور خواجہ صاحب نے سیاحت تونسہ مین بھی

Marfat.com

دیگر۔ ایک دفعہ نواب صادق محمد خان۔ پسر نواب بہاولخان صاحب کلان نے صاحبزادہ
صاحبان کے رشتہ داروں سے کچھ جرمانہ و مصادرہ لیا تھا۔ خواجہ صاحب کو یہ امر ناگوار گذرا۔ اور آپ
نے ترسیل خط وکتابت بالکل بند کردی۔ اس بات کو دیکھکر نواب صادق محمد خان جو کہ خواجہ صاحب
کا بڑا معتقد تھا بہت غمگین ہوا۔ اور عذر تقصیر کیلئے سید غلام شاہ کو معہ چند اشخاص ڈپوٹیشن
کے طور پر تونسہ شریف مین بھیجا۔ کہ جاکر معافی طلب کرین۔ اتفاق سے صاحبزادہ نور احمد صاحب
بھی احمد پور آئے تھے۔ نواب صاحب نے انکو بھی شاہ صاحب کے ہمراہ بطور وکیل کردیا۔ جب صاحبزادہ
صاحب تونسہ شریف مین پہنچے۔ تو چند روز کے بعد نواب صاحب کے ساتھ صلح اور تصفیہ کے متعلق
گفتگو شروع کی۔ اور عرض کی۔ کہ ایک دفعہ ضرور آپ ہمارے ساتھ احمد پور تک قدم رنجہ فرماوین۔
خواجہ صاحب ان دنون علیل تھے۔ بیماری کا عذر کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم لوگ آپکی صحت
تک ٹھیرتے ہین۔ جب آپ بفضلہ بخوبی تندرست ہوجاوین۔ اسوقت ہمراہ چلین اور ضرور تکلیف
فرماوین۔ خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کے یہان قدم رنجہ فرمانے سے۔ میرا تمام مرض رفع
ہوگیا ہے۔ اس سے صاحبزادہ صاحب کو اور بھی جرأت ہوئی۔ اور اپنی بات پر زیادہ اصرار
کرنے لگے۔ خواجہ صاحب نے نہایت متانت سے جواب دیا۔ کہ صاحبزادہ صاحب آپکو اس کام کی
خاطر یہان تشریف لانا ہرگز ہرگز مناسب نہ تھا۔ کیونکہ آپ لوگونکی خاطر تو مین نواب صاحب سے ناراض ہوا
تھا۔ اس لئے آپکے لواحقین پر جرمانہ کیا تھا۔ اور اب آپ خود ہی منانے کے لئے تشریف لائے
ہین۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب مین فرمایا۔ کہ قبلہ کیا کرین۔ مجبور اور لاچار ہوکر آئے ہین۔ ہماری
گذران اسکے ملک مین ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ نہین نہین وہ تمہارے ملک مین ہے۔ اور
اسکی گذران تمہارے ملک مین ہے۔ خداوند کریم کا لحاظ بھی کرنا چاہئے۔ کہ آپ کا والد ماجد قطب الاقطاب
ہے۔ آپ خدا کا دروازہ چھوڑکر اہل دنیا کے پاس التجا لیجاتے ہین۔ صاحبزادہ صاحب اس بات کے
سننے سے بہت منفعل ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ قبلہ مین تو فقط آپ کی زیارت کیلئے آیا ہون۔ اور
احمد پور مین بھی کسی ضروری کام کیواسطے گیا تھا۔ نہ اب یہان نواب صاحب کا وکیل بنکر آیا ہون
مین فقط آپکی زیارت کے حصول کے لئے حاضر ہوا ہون۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ
مین نے حضرت قبلہ عالم صاحب کی خانقاہ مین کہا تھا۔ کہ اگر مجھے بہ تحریت سنگ کے دروازہ بھیجینگے

Marfat.com

تو جاؤنگا۔ اور بعذر نکرونگا۔ اور آپکے حصول مطلب بجب ہر ایک جگہ جاؤنگا۔ مگر نواب صاحب کے پاس
شہر احمد پور مین ہرگز ہرگز نہ جاؤنگا۔ آخرکار آپ شہر سلطانپور مین گئے۔ اور احمد پور ریا بہاولپور نہ گئے
نواب صاحب سلطانپور حاضر ہوا جب خواجہ صاحب وہان پہنچے۔ تو آپ کی نظر ایک ریوڑ پر پڑی۔ پوچھا
یہ کیسی بھیڑین ہین۔ میان غلام رسول نے براہ تمسخر کہا۔ کہ حضور کا نوالہ ہے۔ غربا سے غصب کر کے آپ
کی دعوت کیواسطے اکٹھا کیا ہے۔ اس سے آپ مکدر خاطر ہوئے۔ ڈیڑھ پہر رات کے بعد خبر لگی۔ کہ
نواب صاحب بھی تشریف لائے ہین۔ خواجہ صاحب نے صاحبزادہ نور احمد صاحب کے پاس خاطر اس
مکان کو رونق بخشی۔ وہان نواب صاحب چادر گلے مین ڈال کر سر و پا برہنہ تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا
اور دونو ہاتھ باندھکر غلامونکیطرح شفقت کریمانہ کا منتظر تھا۔ اور اسکی فوج چارونطرف صف بستہ
کھڑی تھی۔ جب اسکی نظر سپاہ پر پڑی۔ تو حکم دیا۔ اے کمبختو۔ دور چلے جاؤ۔ کیا تم میرا تماشہ دیکھنا
چاہتے ہو۔ بہت دیر تک یہی حالت رہی۔ خواجہ صاحب نے نہ تو بیٹھنے کا ارشاد کیا۔ اور نہ ہی کچھ کلام
کیا۔ اسوقت صاحبزادہ نور احمد صاحب جی کو نواب صاحب کے حال پر بہت رحم آیا اور انکیواسطے
سفارش کی۔ کہ برائے خدا ان کا قصور معاف فرماوین نواب صاحب نے عرض کیا۔ کہ مین حضور کا مرید ہون آپنے ارشاد
کیا۔ کس نے تجھے مریدی مین داخل کیا ہے۔ اور تو کس سلسلہ مین ہے۔ نواب صاحب بول اٹھے کہ
مین قاضی عاقل محمد صاحب کی بیعت ہون۔ اور سلسلہ چشتیہ پڑہتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ نہ تو
مرید ہے۔ نہ کسی سلسلہ مین داخل ہے۔ نواب صاحب نے سوال کیا۔ کہ غلام کو باوجود بیعت کرنے اور پیر
کامل کا ہاتھ لینے کے وجہ عدم مریدی معلوم نہین ہوتی۔ خواجہ نے فرمایا۔ کہ آپ تو بعلم اور جاہل
ہین کسی اہل علم کو طلب کیجیئے۔ کہ اسکو مین عدم مریدی آپکی ثابت کردون۔ مگر ایک مثال آپ
کے سامنے بھی بیان کیجاتی ہے۔ دیکھیئے کشتی مین ہزارون من اسباب ہوتا ہے۔ مگر اتفاق سے
ایک میخ نکل پڑے۔ تو کشتی غرق ہوجاتی ہے۔ یہی حال پیری مریدی کا ہے۔ اگر پیر سو بار مرید
کو کہے۔ کہ تو میرا مرید نہین ہے۔ تو مرید مرتد نہین ہوتا۔ لیکن اگر مرید ایکدفعہ اپنی زبان پر لائے۔
کہ مین تمہارا مرید نہین ہون۔ تو اسی وقت مرتد ہوجاتا ہے۔ اور میخ کیطرح اسکی کشتی ایمان بھی بحر
ضلالت مین ڈوب جاتی ہے۔ نواب صاحب نے عرض کی۔ کہ مین نے کس سے آگے کہا ہے۔ کہ مین
آپکا مرید نہین ہون۔ اسپر خواجہ صاحب نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جو کہ نواب صاحب کی مہر

Marfat.com

سے مزین تھا جس سے صاحبزادہ صاحب مہار شریف کو لکھا تھا۔ کہ شاید مجھے مُرید تصور کر کے تنگ کرتے ہیں۔ میں مرید نہیں ہوں۔ خانصاحب پروانہ کے پڑھنے اور مہر کے دیکھنے سے کمال متحیر ہوئے۔ پھر عرض کی کہ آپ نے کونسے قصور پر اِس غلام کو معرضِ خطاب میں ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ کو معلوم نہیں ہے۔ آپ کے والد نے قوم مہاران کے ساتھ ہو کر صاحبزادہ نور محمد صاحب کو جو ہمارا پیرزادہ ہے شہید کیا۔ اور تو نے فلان صاحب کی حمایت پر اُس بیگناہ کو قتل کیا ہے اور بارہ سو روپیہ صاحبزادہ کے لواحقان اور وہان کے ہندوؤن سے جرمانہ وصول کیا ہے اور نیز آٹھ سو روپیہ مولوی عبدالرحمن کلر والی کے متعلقین سے ناحق مصادرہ کیا ہے۔ اور نیز مولوی صاحب کو سرِ دربار تو نے بُرا بھلا کہا۔ اور لعل ہتکانی تیرے ملازم نے مردم کہوسہ کو تنگ کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ میرے آوردہ اور پروردہ تھے۔ ابھی تو وجہ رنجش پوچھتا ہے۔ ارے .... تو نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہوا ہے۔ اور تجھے اس سپاہ سے ڈراتا ہے۔ کھڑا ہو۔ اور سامنے نہ بیٹھ۔ اور میری نظر سے جھٹ پٹ اوجھل ہو جا۔ تیرا یہان بیٹھنا سراسر موجب نقصان ہے۔ تو علما و فقرا کا منکر ہے۔ اُس نے بڑی عاجزی سے عرض کی۔ کہ کیا مین اسد خان سے بھی گیا گذرا ہون۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مین تو اُسکے نوکرون کے برابر بھی تجھے خیال نہین کرتا۔ ملتان مین جب بلوہ ہوا۔ تو نے اپنی فوج سکھون کا فرون کی کمک کیلئے بھیجی۔ اور اسد خان نے ایک دمڑی بھی انکو نہ دی اور ایک نفر بھی کمک کو نہین بھیجا جسوقت نواب صادق محمد خان صاحب کو کوئی جواب نہ بن آیا۔ فی الفور شیخ عزیز کو جو کہ دیوان تھا حکم دیا۔ کہ اسیوقت دو ہزار روپیہ حضرت کی نذر کرے۔ خزانچی نے عرض کیا۔ کہ بہت اچھا کل دو ہزار بھی نذر کیا جاویگا۔ اور اسوقت تو انتظام مشکل ہے۔ یہ کچہی کا علاقہ بالکل مفلس ہے کہان سے دو ہزار روپیہ لیا جاوے۔ خواجہ صاحب بہت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے گدا گر یہان سے دور ہو۔ اب تو گستاخ اور زبان دراز بھی ہو گیا۔ شاید آپ نے ہمین قاضی صاحب تصور کیا ہے خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ کیا قاضی صاحب ولی اللہ نہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیون نہ تھے۔ مگر وہ صاحب تحمل و تسلیم تھے۔ ایسا حوصلہ تو ہم سے ہونا ناممکن ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔ کہ ہماری پاسخاطر دس بیس روپیہ کے واسطے لعل ہتکانی کو نوکری سے برخاست کرتے۔ اور خدا غفور کریم نے بیگناہ ہو نکے

ملا۔ آفرین ہے نواب صاحب پر کہ ان باتو نسے ذرا بھی رنجیدہ نہ ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ ایماندار آدمی تھا۔ اور خدا کا طالب۔

Marfat.com

قتل کے عوض مین جو کچھہ اسکا حال کیا۔ تو نے اپنی آنکھ سے معائینہ کیا۔ نواب صاحب نے سر جھکا لیا۔ اور حکم دیا کہ میری گھوڑی کا نذرین زین لایا جاوے۔ اور دست بستہ ہو کر خواجہ نور احمد صاحب کی طرف مراجعت کی۔ کہ خدا کیواسطے میرا قصور معاف کراؤ۔ پس صاحبزادہ موصوف نے عرض کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ اب خانصاحب کی تقصیر معاف فرمائی جاوے۔ اسپر خواجہ صاحب نے بموجب ارشاد اپنے مرشدزادہ کے نواب صاحب کا قصور معاف کر دیا۔ اور فاتحہ خیر پڑہا خانصاحب اپنے مکان پر تشریف لیگئے۔ اور سفید کپڑے مین وہ زین زرین لپیٹ کر معرفت صاحبزادہ غلام نبی صاحب جو کہ اسوقت موجود تھے۔ خواجہ صاحب کی خدمت مین بطور نذر گذاری۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مہربانی کر کے اسکو دیوار کے باہر پھینکدو۔ کہ اس بلا کیواسطے ہم ساری رات پہرہ چوکی کیون دیوین۔ پس صاحبزادہ صاحبان مہاروی اور مولوی عبدالرحمن صاحب نے اپنا راضی نامہ حضور مین پیش کیا۔ اور دو روز آپنے سلطانپور قیام فرمایا۔ اور تیسرے یوم وطن کیطرف تشریف فرما ہوئے

دیگر۔ راقم نے چند معتبر آدمیون سے سُنا ہے۔ کہ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نواب مبرور پر غصہ ہوئے۔ اور فرمایا تھا۔ کہ از من دور شو۔ تو خانصاحب لاچار ہو کر یہ الفاظ کہ کر اپنے ڈیرہ کو چلے گئے کہ خیر صاحب اگر آپ ہم سے راضی نہین ہوتے۔ تو ہمارا بھی اللہ ہے۔ جب خان موصوف اپنے ڈیرہ پر آئے۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک شخص شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ خانصاحب جان کے خوف سے بہاگے بہاگے واپس حضرت کی خدمت مین آئے۔ اور صاحبزادہ نور احمد جی سے بولے۔ کہ خدا کیواسطے میرا قصور معاف کراؤ۔ کیونکہ میری جان کی خیر نہین۔ اور خواجہ صاحب نے بپاس خاطر حضرت صاحبزادہ صاحب انکا قصور معاف کر دیا۔

دیگر۔ سید رحیم شاہ نے سید یار شاہ کے پاس روایت کی ہے کہ ایکدفعہ مین بلدہ نادون سے کچھہ دور چلا تھا کہ رستہ مین کیا دیکھتا ہون کہ سرس کے درخت کے نیچے ایک چبوترہ بنا ہوا ہے اور اسپر نہائیت عمدہ غلاف چڑہے ہوئے ہین۔ اور خدمتگار و مجاور لوگ بیٹھے ہین۔ اور بہت سے لوگ زیارت کرنے چلے آتے ہین۔ مین نے خدام سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیسا مکان ہے۔ انہون نے کہا۔ کہ ایکدفعہ تونسہ شریف کے پیر نے اس جگہ ایک گھنٹہ کے لئے ڈیرہ لگایا تھا۔ اور لوگون نے ہم سے کہا۔ کہ اگر تم لوگ اسجگہ کی عزت کرو گے۔ تو ہمیشہ خوش و خورسند رہو گے اندن کے

Marfat.com

بعد ہم نے اس مقام کی عزت کرنی شروع کی۔ اور ہمکو پیر **تونسہ** شریف کے قدمونکی برکت سے یہ سب مکانات اور جاہات وغیرہ خداوندکریم نے عطا کئے ہین۔ اور ہم بڑے مزے سے زندگی بسر کرتے ہین۔ اور اسجگہ مین یہ خاصیت ہے۔ کہ جو حاجتمند یہان آوے۔ ضرور اسکی مراد پوری ہوتی ہے راقم کا خیال ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب تو مہار شریف اکثر جاتے تھے۔ اور ایکدفعہ دہلی اور اجمیر شریف گئے مگر اس علاقہ مین جانا کبھی نہین معلوم ہوا۔ یہ اولیاء اللہ کا کام ہے۔ کہ ایکدم مین کہین سے کہین پہنچتے ہین۔ **دیگر**۔ واضح ہووے کہ حقتعالیٰ نے خواجہ صاحب کو رتبہ **غوث الثقلین** عنائیت کیا تھا۔ اور کیا جن کیا انس سب آکر سلسلہ غلامی مین داخل ہوتے تھے اور خواجہ صاحب کے دروازہ کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور یہ روائیت مشہور ہے۔ کہ **کالو** نام جن خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر سرود گایا کرتا تھا۔ جس سے خواجہ صاحب ازبس مسرور ہوتے تھے۔ چنانچہ اسکا ذکر کیا جاویگا۔

دیگر۔ میان یار محمد خان ملغانی سے روائیت ہے کہ ابھی خواجہ صاحب کوہ درگ مین سکونت پذیر تھے۔ اور ہنوز **تونسہ** شریف مین تشریف نہ لائے تھے۔ کہ ایکدن ایک شخص اپنی بیوی کو خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت مین لایا جسکو عارضہ جن کا تھا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ اے جن کیون تونے اس بیچاری کو گرفتار کیا ہوا ہے۔ اس غریب کو چھوڑ دے۔ تو جواب مین اُس جن نے کہا۔ کہ غریب نواز چندروز سے میرے اپنے بیٹے کو سخت بیماری ہے۔ اسواسطے مین نے اس عورت کو گرفتار کیا ہے۔ اور اسی کے وسیلہ سے آپکی زیارت ہوئی ہے۔ مہربانی کرکے مجھے ایک تعویذ عنائیت کیجئے۔ کہ میرے بچے کو شفا ہو جاوے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تو تعویذ کسطرح لیگا۔ جن نے جواب دیا۔ کہ آپ تعویذ لکھکر سامنے والے پتھر پر رکھ دیجئے۔ مین فی الفور اس عورت کو چھوڑکر تعویذ لیکر اپنا رستہ لونگا۔ بعدہٗ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کہ تونے اس عورت کو کیون گرفتار کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ موکل مجھکو دروازہ سے آنے نہ دیتے تھے۔ اسواسطے اِس عورت کے ذریعہ آپکے سامنے حاضر ہوا ہون۔ خواجہ صاحب نے تعویذ لکھکر اسی پتھر پر رکھدیا۔ جن نے عورت کو چھوڑ دیا۔ اور تعویذ لیکر مفقود ہوگیا۔ عورت اچھی ہوگئی۔ اور اپنے شوہر کیساتھ گھر چلی گئی۔

دیگر۔ میان محمد صاحب کے ملفوظ مین لکھا ہے۔ کہ میرے چچا میان اسمٰعیل کی اہلیہ نے بیان کیا۔ کہ ایکدفعہ مجھے آسیب ہوگیا تھا۔ اور مین بالکل نحیف ہوگئی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دل پر سخت بوجھ ہے

Marfat.com

اور ہمیشہ اسقاط حمل ہوجاتا تھا۔ اور بیقراری پرلے درجہ کی تھی۔ مین نے اسکا ذکر مولوی محمد امین سے جو حضرت خواجہ صاحب کے یارانِ مجاز مین سے تھا۔ اُنہون نے کہا کہ یہ نشانی آسیب کی ہے۔ الغرض اُنہون نے چند تعویذ یکے بعد دیگرے لکھ دیئے۔ مگر مجھے کوئی فایدہ نہ ہوا۔ میری مان حضور کی خدمت مین پہنچی۔ اور جا کر عرض کیا۔ کہ ایک عالم کہتا ہے۔ کہ یہ عارضہ جن کا ہے۔ لیکن میری بیٹی تو دائم الصلوٰۃ اور ہمیشہ باوضو رہتی ہے۔ اسکو کسطرح جن نے گرفتار کیا ہوگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تو جا کر ۳ دفعہ پہلے داہنے کان مین اور پھر بائین کان مین یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ پڑھکر پھونک دے۔ اگر اسکو عارضہ جن کا ہے۔ تو زیادہ بیقراری ہوگی۔ اور واضح رہے۔ کہ اس سے پہلے میرا بدن بہت سُوج گیا تھا جب میری والدہ نے آکر بموجب فرمودہ عمل کیا۔ تو مجھکو اور بھی تکلیف زیادہ ہونے لگی۔ اور سارا بدن سُوجکر کُپا بن گیا۔ جب میری والدہ نے خواجہ صاحب کی خدمت اقدس مین جا کر عرض کی۔ تو انہون نے فرمایا۔ کہ مرشد کا نام لیکر سورۂ جن اسکے اوپر دم کرو۔ انشاء اللہ صحت ہوجاویگی۔ غرض میری والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اور اُس سے مجھے کچھ آرام حاصل ہوا۔ اور جب خواجہ صاحب حرم سرا مین تناول طعام کیلئے تشریف لائے۔ تو مین بھی کنیزکون کے گروہ مین جا بیٹھی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ بلی تون کلو کی رات میڈے کول آیا ہا وین تان + ہم حیران تھے۔ کہ خواجہ صاحب کس کے ساتھ گفتگو کرتے ہین۔ بعد خود میری طرف توجہ کرکے وہی فقرہ پنجابی مین کہا۔ مین نے خیال کیا۔ کہ شاید میرا شوہر آیا ہو۔ اسپر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ نان تیرے نان۔ گذشتہ رات وہ جن میرے پاس آیا تھا۔ مین نے اسے کہا۔ کہ فلانی عورت تو ہماری واقف کار ہے۔ تو نے اُسے کیون گرفتار کیا ہوا ہے۔ اسکو چھوڑ دے۔ اس نے اقرار کیا۔ کہ بہت اچھا مین پھر نہ آؤنگا۔ اس پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ کل رات جو مجھے آرام ہوگیا تھا۔ اسکا باعث یہی تھا۔ اسکے بعد مین جب کبھی حاملہ ہوئی تو صحیح تندرست بچے پیدا ہوتے رہے ٭

دیگر۔ قاضی نور محمد صاحب سے جو کہ خواجہ صاحب کا مرید ہے۔ روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ میری دختر کو جن نے گرفتار کیا ہوا تھا۔ اور اسکی بیقراری سے سارا گھر مصیبت مین مبتلا تھا۔ مین ایکدن لاچار ہوکر اسے بیہوشی کے عالم مین خواجہ صاحب کی مزار پرانوار مین لیگیا۔ اور اسکو غلاف کے نیچے چھپا دیا اور التجا کی۔ کہ غریب نواز جنات کی تاخت و تاراج فقط غلام کے گھر پر ہی ہے۔ خدا کیواسطے جان

Marfat.com

چھڑا لیے۔ تھوڑی دیر کے بعد بچے کے پکارنے کی آواز آئی۔ کہ مین غلاف کو اتارتی ہون۔ مین نے کہا کہ نہین بیٹی غلاف کو اپنے اوپر سے ایک لحظہ نہ اُتارنا۔ خداوند کریم کی مہربانی دیکھو۔ کہ غلاف مبارک کے لمس سے میری دختر نیک اختر اچھی ہوگئی۔ اور پھر کبھی اس مصیبت مین گرفتار نہ ہوئی۔

دیگر۔ میان احمد قوال جو کہ حضرت کا خاص غلام تھا۔ اور بچپن سے لیکر اخیر عمر تک حضور پرنور کی صُحبت مین رہا۔ اور فیض حاصل کرتا رہا۔ اُس نے راقم کے پاس بیان کیا ہے۔ کہ ایکدفعہ نواب شیر محمد خان سکنہ ڈیرہ اسمٰعیلخان نے ایک عریضہ حضور پرنور کی خدمت مین بھیجا۔ اور ایک خط میرے پاس بھیجا۔ کہ تو جاکر خود حضور خواجہ صاحب کیخدمت مین یہ خط دیجیو۔ مین چونکہ نواب صاحب کا وکیل تھا۔ اور انکا کام کاج کیا کرتا تھا۔ خط کو لیکر بنگلہ شریف کیطرف چلا۔ کیا سُنتا ہون کہ نہایت خوش الحانی سے کوئی گا رہا ہے۔ مین نے ایسی خوش آواز کسی قوال وغیرہ سے نہ سنی تھی یہ آواز بنگلہ شریف کے اندر سے آرہی تھی۔ ؎

جان بجانان دادم وجانانِ خودرا یافتم گرد شمعِ حسنِ او پروانہ خودرا یافتم

من نہنگ عشقم و در بحرِ بی پایان او تا فرو رفتم در و یک دانہ خودرا یافتم

سالہا گشتم براطرافِ جہان چون گردباد از برلۓ آن پری دیوانہ خودرا یافتم

تا شدم مست از جمال یار چون ابن یمین ساغر مست مے ومیخانہ خودرا یافتم

اسکے سننے سے مجھکو بھی لطف اور ذوق حاصل ہوا۔ اور مین اندرون بنگلہ شریف داخل ہوا۔ اور مین نے بنگلہ شریف مین سوائے خواجہ صاحب کے کسی کو نہ دیکھا۔ اور انکو عجب حالت مین دیکھا جب خواجہ صاحب نے مجھکو دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ اے احمد! یہ کیا وقت تیرے آنے کا تھا۔ مین ڈر گیا۔ کہ کہین میرا حال قمرالدین قصوریہ سا نہ ہو۔ اور وہ قصہ اسطرح پر ہے۔ کہ ایکدن حضرت خواجہ صاحب کیخدمت مین آنکلا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تو کیسے وقت آیا۔ اسوقت تو دو خونوں کے بھی پہ چلتے ہین اُس بیچارے کو اسیوقت سوزش شروع ہوئی۔ اور اسی سوزش سے اسی عالم بقا ہوا۔ ؎

درخلوت گدایان رسل کجا بگنجد | با برگ بینوائی سامان شد است ما را

میان احمد قوال کا بیان ہے۔ کہ مین بہت ڈرا اور واپس جانیکا ارادہ کیا۔ خواجہ صاحب نے بڑی عنائت سے فرمایا۔ کہ اب جاتا کہان ہے۔ آجا کس واسطے آیا تھا۔ مین نے عرض کی قبلہ! شیر محمد خان

نے عرضی بھیجی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کون شیر محمد خان؟ مین نے عرض کی۔ شیر محمد خان پٹھان سدوزی سکنہ ڈیرہ اسمعیلخان آپنے فرمایا۔ اسکی مار گردن۔ اسوقت اسکا ذکر نہ کر مین نے خیال کیا۔ کہ یہ وقت اور ہے اسوقت کوئی دل خوش کن بات کرنی چاہیے جس سے آپکا دل خوش ہوجاوے۔ کیونکہ مین ہی آکر اس مجلس مین ہاسج اور مخل ہوا ہون۔ غرض مین نے ایسا ہی کیا۔ اور جب خواجہ صاحب کو مہربان پایا۔ تو عرض کی کہ غریب نواز شیر محمد خان کی عرضی حضور مین آئی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اچھا یہ وقت تو نہین ہے کسی اور وقت دیکھا جاویگا۔ اسپر مین اٹھا۔ اور جانیکا ارادہ کیا۔ کہ آپنے کمال شفقت و رحمت سی فرمایا۔ کہ کوئی گانا بھی سُنا۔ مین نے عرض کی کہ ہان غریب نواز! ایسا گانا تو مین نے کبھی مدۃ العمر مین نہ سُنا تھا۔ فرمائیے کون گاتا تہا۔ آپنے فرمایا۔ کہ ایک جن پانچ چھ روز سے میرے پاس آتا تہا۔ اور کہتا تھا۔ کہ ایکدن آپ میری چوکی بھی استماع فرماوین۔ اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ وہ میرے پیچھے بیٹھا ہے۔ اور اس نے اپنا انگوٹھا چھپایا ہوا ہے۔ اور انگشت سبابہ کو دراز کیا ہے۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ مجھے خوف آتا ہے۔ مین اسکو نہین دیکہنا چاہتا۔ انھون نے فرمایا۔ کہ اچھا جا۔ جسوقت مین دروازہ سی نکلا۔ تو آپنے فرمایا۔ شاباش میان کالو۔ اب شروع کرد ے۔ پھر وہی گانیکی آواز آنے لگی۔ اور اسوقت تک برابر گاتا رہا۔ جبکہ آپنے فرمایا۔ کہ میان کالو بس کر۔ اب بس کر۔ اور چونکہ اسوقت آپ کی زبان سے نکلا تھا۔ کہ سدوزیون کی گردن مار۔ ویسا ہی ہوا۔ تھوڑے ہی دنون مین انکی حکومت اور ریاست سب جاتی رہی۔ دیگر۔ ایکدفعہ راقم بلدہ تاج سرور مین مقیم تھا۔ اور ایک معتبر آدمی سے سُنا گیا۔ کہ ایکدفعہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر تشریف لائے تھے۔ اور مین شام کو ضرور بنگلہ شریف مین حاضر ہوا کرتا تہا۔ خواجہ صاحب اسوقت قیلولہ کیا کرتے تھے۔ اور مین عموماً یا تو پنکہا ہلایا کرتا۔ یا پاؤن دبایا کرتا۔ ایکدن حسب معمول پنکہا ہلا رہا تھا۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ قیلولہ سے بیدار ہوئے۔ اور بیٹھتے ہی کنکر جو بنگلہ شریف کے پاس پڑے ہوئے تھے لیکر فی الفور بنگلہ کے باہر چلے گئے۔ اور ایک بیری کا درخت جو بنگلہ کے سامنے تھا۔ اس پر پھینکنے لگے۔ اور پھر واپس تشریف لاکر پلنگ پر دراز ہوگئے۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ اسطرح جلد تشریف لیجانے اور پتھر پھینکنے کا کیا سبب تھا۔ آپنے فرمایا۔ کہ تمہارے مرید جن میرے ملنے کیلئے آئے تھے۔ اور مین نے انکو منع کیا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ کسی میرے فقیر کو آسیب

Marfat.com

پہنچاوین۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ مجھے بھی جنات مشاہدہ کراتے جاوین۔ آپنے فرمایا۔ کہ وہ بدشکل ہوتے ہین۔ تو ڈر جاویگا۔ پھر مین نے عرض کی۔ اور جب بار بار اصرار کیا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ اچھا بنگلہ کے سب دروازے بند کردئے۔ اور صرف ایک مشرقی دروازہ کھلا رہنے دے۔ غرض مین نے ایسا ہی کیا۔ آپنے فرمایا۔ کہ اگر کوئی اندر آوے۔ تو اسکو آنے نہ دیجیو۔ اور آپ سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہون۔ کہ ایک شخص مشرقی دروازہ پر میرے سامنے کھڑا ہے۔ اور اندر آنا چاہتا ہے مگر اسکا سر ندارد ہے۔ مین بہت خوف زدہ ہوا۔ اور اشارہ سے منع کیا۔ اس نے طمانچہ مارنیکا اشارہ کرکے مجھے اور بھی ڈرادیا۔ مین نے اپنا سر نیچے کرکے خواجہ صاحب کے پلنگ پر ڈالا جب اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہون۔ کہ اسکا ایک پاؤن تو بنگلہ مین ہے۔ اور دوسرا باہر پھر مین نے منع کیا۔ اور اُس نے پھر اسیطرح طمانچہ مارنے کی دھمکی دی۔ مین نے ڈر کے مارے اپنی آنکھین بند کرلین۔ اتنے مین خواجہ صاحب بیدار ہوگئے۔ اور وہ چلا گیا۔ آپنے پوچھا۔ کہ کیا تھا۔ مین نے سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب ڈرتا کیون ہے۔ تو نے ہی کہا تھا۔ کہ مجھے جنات دکھادو۔

خواجہ خضر علیہ السلام کی ملاقات

مخفی نہ رہے۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام کئی دفعہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے ملاقی ہوئے اور دونو حضرات کے درمیان بڑی محبت اور دوستی تھی چنانچہ کئی دفعہ خود خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اور اپنی ملاقات کا شرف خواجہ صاحب کو بخشا چنانچہ اسا ہی معاملہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دیگر میان صالح محمد سے روایت ہے۔ کہ ایکدفعہ خواجہ علیہ الرحمۃ خانقاہ حضرت قبلہ عالم سے روانہ ہوکر صاحبزادگان مہاروی سے ملنے کیلئے مہار شریف تشریف لاتے تھے۔ مین اور میان جمال محمد چشتی اور چند دیگر اشخاص آپ کے ہمرکاب تھے۔ جسوقت نالہ سرایکی کے کنارہ پر پہنچے۔ کہ ایک شخص جسکی شکل وصورت اور لباس دہقانی تھا آکر خواجہ علیہ الرحمۃ سے ملاقی ہوا۔ اور مصافحہ وغیرہ کرکے مختصر سا کلام کیا۔ اور چلا گیا۔ آپ نے ہم سے دریافت کیا۔ کہ معرکہ پہچانتے ہو۔ کہ یہ کون شخص تھا ہم نے لاعلمی ظاہر کی۔ آپنے فرمایا۔ کہ یہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔

دیگر مولوی احمد صاحب تونسوی سے روایت ہے۔ کہ انہون نے مولوی نور احمد صاحب سے استماع فرمایا۔ کہ ایکدفعہ حضرت خواجہ صاحب بلدہ تاج سرور کو واسطے زیارت روضہ منورہ حضرت

Marfat.com

قبلہ عالم صاحب تشریف لیجا رہے تھے۔ ایک لق ودق صحرا مین ایک شخص درویش صورت آکر خواجہ علیہ الرحمۃ سے ملاقی ہوا۔ اور آپ سے اور سب دیگر ہمراہیون سے مصافحہ کیا۔ لیکن جب میرے پاس آیا۔ اور مصافحہ کیلئے ہاتھ پھیلائے۔ مین نے مصافحہ نہ کیا۔ جب وہ درویش چلا گیا۔ تو خواجہ علیہ الرحمۃ نے مجھہ سے استفسار فرمایا۔ کہ آپ نے اس درویش سے کیون مصافحہ نہ کیا۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ مین نے سنا ہے۔ کہ بعض اشخاص مین یہ خاصیت ہوتی ہے۔ کہ وہ جب کسی سے مصافحہ کرتے ہین۔ تو جو کچھہ نعمت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ مصافحہ کرتے ہی سلب کر لیتے ہین۔ اسی باعث سے مین خوف زدہ ہوا۔ کہ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ جو کچھہ نعمت مجھے اپنے مرشد مولانا نور محمد صاحب نارووالہ کی جوتیون کی طفیل حاصل ہوئی ہے۔ وہ سب یہ فقیر سلب کر لیوے۔ خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا۔ کہ یہ شخص تو نعمت دینے والا تھا۔ اور چھین لینے والا نہ تھا۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ یہ درویش کون تھا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام تھا۔ اسپر مین نے بہت افسوس کیا۔ کہ مین نے کیون مصافحہ نہ کیا۔

دیگر۔ مولوی احمد صاحب مرحوم سے روایت ہے۔ کہ انہون نے مولوی نور احمد صاحب سے سنا ہے کہ ایکدفعہ مین خواجہ صاحب کے ہمرکاب پاک پٹن شریف مین حضرت گنج شکر صاحب کے عرس پر گیا ہوا تھا۔ ایکدن مجلس سماع خوب گرم تھی۔ حضرت صاحب مسجد کے محراب مین بیٹھے ہوئے تھے اور ہم سب گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ اتنے مین خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا۔ جو ظاہرا کوئی بات نہ تھی مین نے سبب دریافت کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ عوام الناس حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واسطے سینکڑون ورد وظائف وغیرہ پڑھتے رہتے ہین۔ اور پھر بھی حضرت خواجہ صاحب معصوف کی زیارت نہین ہوتی۔ اور ہمارے پیران عظام کی یہ خاصیت ہے کہ خود انکے مزارون پر خواجہ صاحب تشریف لاتے ہین۔ اسوقت مجلس مین تشریف فرما ہین۔ اور لوگ انکو روک رہے ہین اسپر مجھے بڑی ہنسی آرہی ہے

دیگر ایکدفعہ حضرت صاحب پاک پٹن شریف عرس کے موقعہ پر تشریف لیجا رہے تھے۔ اور سید مستان شاہ خراسانی جو کہ حضرت کا خلیفہ اور صاحب حال وجذبہ تھا۔ ہمراہ تھا۔ اتنے مین رستہ کے درمیان حضرت خضر علیہ السلام ملاقی ہوئے۔ آپ نے سید مستان شاہ سے فرمایا۔ کہ اے میان حضرت خضر علیہ السلام موجود ہین۔ اگر کچھہ ان سے سوال کرنا ہے۔ دوبارہ آپ نے یہی فرمایا۔ مستان شاہ

Marfat.com

نے فرمایا۔ کہ غریب نواز! ہمارے خضر تو آپ ہی ہین۔ ہمین انکی کچھہ ضرورت اور حاجت نہین ؎

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من   پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

حضرت خواجہ غریب نواز یہ بات سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور شاہ صاحب کے اعتقاد پر حیران رہ گئے اور حضرت خضر علیہ السلام چلے گئے +

دیگر۔ ایکدفعہ خواجہ صاحب حسب معمول تاج سرور مین تشریف لائے تھے۔ اور کمترین بھی ہمرکاب حضور پر نور تھا۔ اور خواجہ صاحب ایکدن موضع مگھیران مین حضرت صاحبزادہ نور حسن صاحب سے ملنے کیلئے تشریف لیگئے۔ میان صالح محمد صاحب۔ مولوی قادر بخش صاحب چشتی شیخ جمال محمد اور چند دیگر مردم بھی ساتھ گئے تھے۔ جب واپس خانقاہ شریف کیطرف آرہے تھے۔ رستہ مین جب ایک جائے مخصوص پر پہنچے۔ تو خواجہ صاحب نے ہاتھ اوٹھا کر سلام کیا۔ ظاہرًا تو کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ پھر آپنے دریافت فرمایا۔ کہ یہ کس کی زمین ہے۔ عرض کی۔ کہ فلان چشتی کی ہے۔ آپنے فرمایا کہ یہان اکثر خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے ہین۔ اس پر ساتھیون نے عرض کی۔ کہ قبلہ آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام ہی کو سلام کیا تھا۔ انہون نے فرمایا۔ کہ خیر مین نے تو روضہ حضرت قبلہ عالم کو سلام کیا تھا۔ اسکے بعد میان صالح محمد وغیرہ مقربان نے میرے پاس ذکر کیا۔ کہ اکثر فلان کھیتی مین حضرت خضر علیہ السلام خواجہ صاحب سے ملاقی ہوا کرتے ہین۔ اور بلدہ تاج سرور مین یہ بات مشہور ہے۔

دیگر۔ ایکدن خواجہ علیہ الرحمۃ تونسہ شریف اپنے بنگلہ مین نشست فرما تھے۔ اور زوال آفتاب کا وقت تھا۔ راقم الحروف اور چند دیگر اصحاب بھی گرد بیٹھے ہوئے دیدار پُر انوار سے سعادت حاصل کر رہے تھے۔ کہ اتنے مین ایک شخص بالکل ضعیف مجلس مین آیا۔ اور سلام کرکے کونہ مین بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اسکو دیکھ کر فرمایا۔ کہ کبھی کبھی خواجہ خضر علیہ السلام اسی شکل مین اپنی زیارت کرایا کرتے ہین

دیگر۔ سید احمد مدنی خلیفہ حرم رسول کریم صلعم نے ایکدفعہ خواب مین سید عرب و العجم فخر عالم کو خواب مین دیکھا۔ اور انہون نے ارشاد فرمایا کہ تو جاکر تونسہ شریف مین حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب سے بیعت حاصل کر۔ نامبردہ وہانسے روانہ ہوکر بعد قطع منازل تونسہ شریف مین آیا۔ اور بیعت کی۔ اور ساتھہ ہی بہت سے تحائف وغیرہ جو نامبردہ وہان سے ساتھ لایا۔ بطور نذر خدمت اقدسہ مین پیش کئے۔ خواجہ صاحب نے علاوہ سپہ و اہل علم کے انکو صفات حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے

Marfat.com

سے مملو دیکھ کر خلافت سے سرفراز کیا۔ اور پھر وہ تونسہ شریف سے روانہ ہو کر اپنے وطن مالوف مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے
دیگر قاضی نور محمد نے میان تاج محمد ارائین سکنہ موضع سوکڑ سے روایت کی ہے۔ کہ میان تاج محمد نے کہا کہ
کہ مین محمد حسین بلغانی پر کہ وہ بھی خواجہ صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اور نہایت خوبرو اور خوش شکل نو
جوان تھا۔ نہایت فریفتہ و شیدا تھا۔ نابردہ ہر وقت افعال مذمومہ مین بغیر خیال مآل اندیشی
مصروف رہتا اور جو کار ناشائستہ کہ جوان عموماً کرتے ہین۔ ہر ایک مین حصہ لیا ہوا تھا۔ اور حال
یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب کی اُنپر بہت شفقت تھی۔ ایکدفعہ مین نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! محمد حسین
چونکہ اکثر کام خلاف شرع کرتا ہے۔ دیکھئے اسکا انجام کیونکر ہو۔ آپنے فرمایا۔ انشاء اللہ اسکا انجام اچھا
ہوگا۔ مین نے عرض کی کہ وہ اول درجہ کا فاسق فاجر ہے۔ اور دن رات عیش پرستی و شہوت
پرستی مین مصروف ہے۔ کسطرح اسکا انجام بخیر ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ کہ اسکو تپ دق ہوگا۔ اور
تین سال متواتر تکلیف اوٹھایگا۔ اور اپنے افعال ناشائستہ سے توبہ کریگا۔ خداوند کریم اپنے
فضل سے اسکی توبہ قبول کریگا۔ اور مین ہی انشاء اللہ اسکا جنازہ پڑھنے والا ہونگا۔ اس پر مین
خاموش ہو رہا۔ چند سال کے بعد اسکو تپ نے آدبایا۔ ہر چند علاج معالجہ کیا گیا۔ کارگر نہ ہوا۔
اور ہر روز لاغر اور نحیف البدن ہوتا جاتا تھا۔ حتے کہ تین سال برابر بیمار رہا۔ اور چونکہ دن
ختم ہو چکے تھے۔ انتقال کر گیا۔ جب اسکا جنازہ اُٹھا کر لے چلے۔ اور جنازہ پڑھنے والے بن جا کر کھڑا
تو اسوقت مین محو حیرت تھا۔ کہ مین نے حضرت خواجہ صاحب کی زبان وحی بیان سے یہ سُنا تھا
کہ خواجہ صاحب موصوف بنفس نفیس خود اسکا جنازہ پڑھینگے۔ اور اسوقت خواجہ صاحب مکھڈ
شریف گئے ہوئے تھے۔ مین حیران تھا کہ سب باتین پوری ہو گئی ہین۔ یہ بات کیونکر ہوگی۔ مین
انہی خیالات مین مستغرق تھا۔ کہ دور سے گرد اڑتی دکھائی دی۔ مین نے کہا۔ کہ صاحبان
نماز جنازہ مین تعجیل مت کرو۔ دور سے سوار آرہے ہین۔ وہ بھی داخل ثواب ہو جاوین۔ وہ
خواجہ علیہ الرحمۃ تھے۔ نماز جنازہ کے بعد فرمایا۔ کہ میان محمد حسین[علہ] تجھے خدا کے حوالہ کیا۔ اسکے بعد
آپ تشریف لیگئے۔

علہ۔ خاکسار نے یہ قصہ مولوی چراغ الدین صاحب سوکڑی سے جو کہ خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ اور اُن سے پڑھتے بھی رہے
سُنا ہے۔ یہ مولوی چراغ الدین میان تاج دین کے بیٹے ہین۔ ساتھ ہی کہ موضع سوکڑ مین رہتے ہین۔

Marfat.com

دیگر۔ شاہ شجاع جسکا نام تاریخ ہند و افغانستان مین بخوبی روشن ہے۔ جب دوسری دفعہ انگریزی کمک لیکر خراسان کی تسخیر کیواسطے جا رہا تھا۔ اتفاقاً اسکا گذر تونسہ شریف مین ہوا۔ رات کو وہان رہا جب صبح ہوئی۔ تو گھوڑی پر سوار ہو کر حضرت خواجہ صاحب کے بنگلہ سے گذرا۔ مگر چونکہ دل مین غرور سلطنت تھا۔ اسواسطے بغیر ضرورت فقیر گوشہ نشین کے دروازہ پر جانا اپنی کسرشان سمجھتا تھا۔ اسواسطے سیر و شکار کے بہانہ سے وہ بنگلہ سے آگے چلا گیا۔ جب بگھیسان ٹیلہ پر پہنچا۔ تو پھر دل مین کچھ خیال آیا۔ اور آنکر قدمبوسی کی۔ اور کہا۔ کہ مین سیر و شکار کیواسطے جا رہا تھا۔ آپکا بنگلہ سامنے دکھائی دیا۔ اب مین زیارت کیلئے حاضر ہوا ہون۔ خواجہ صاحب نے لطف فرمایا۔ اور اپنے مصلے پر جو فرش کا تھا بٹھایا۔ اور ساری سرگذشت سنی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا اب خراسان کی تسخیر کا ارادہ ہے۔ لیکن فرمایئے۔ کہ کس کی پناہ مین جاتے ہو۔ نامبردہ کا چونکہ بخت برگشتہ تھا۔ اسواسطے اس نے کہا کہ کہن دل خان اور پردل خان کی پناہ مین جا رہا ہون جب کچہری کا وقت ہوا۔ تو لوگون نے عرض کی۔ کہ آپنے شاہ شجاع سے کیا دریافت فرمایا تھا۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ مین نے اس سے دریافت کیا تھا۔ کہ تو کس کی پناہ مین جا رہا ہے۔ نامبردہ نے جواب دیا۔ کہ کہن دل خان۔ پردل خان۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نامبردہ کا بخت برگشتہ ہے۔ اور اسکو سلطنت کرنی نصیب نہ ہوگی۔ خواجہ صاحب کا اس سے دریافت فرمانے کا منشا یہ تھا۔ کہ اگر وہ کہیگا۔ کہ میری تو سوائے ذات باریتعالیٰ کے کوئی پناہ کی جگہ نہین ہے۔ اسی کے بھروسہ پر جا رہا ہون۔ تو خواجہ صاحب شاید توجہ فرماتے۔ اور دعائے خیر اسکے واسطے طلب کرتے۔ مگر چونکہ کم نصیب تھا محروم رہ گیا۔ ع

ہر آن کا سعادت بدرویش برد	اگر بر فریدون نزد و پیش برد

کہتے ہین۔ جب کہ نامبردہ چلا گیا۔ اسد خان نے شیخ محمد اپنے وزیر کو خواجہ صاحب کی خدمت مین بھیجا۔ اور عرض کی۔ کہ غریب نواز شاہ شجاع سے کہکر تخفیف اجارہ کیواسطے کاغذ لکھوا دیجئے کیونکہ نامبردہ فتح خراسان کیواسطے جا رہا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اسکو فتح ہو جائے۔ تو وہ تحریر بڑے کام آئیگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اسکو کوئی سلطنت نہین ملیگی۔ مگر شیخ محمد نے بہت عاجزی وغیرہ کی۔ تو آپنے ایک معتبر انکے ساتھ کردیا۔ جب یہ لوگ موضع دموا مین شاہ شجاع کو جاکر ملے تو چونکہ وہ کم نصیب تھا۔ اس نے کہا۔ کہ جب مین تخت افغانستان پر متمکن ہو جاؤنگا۔ اسوقت تخفیف

Marfat.com

خیال رکھونگا۔ جب وہ لوگ واپس حضور پرنور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جواب بلفظہٖ سنایا
تو آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ اسکو تو ایک رات کے لئے رہنا نہ ملیگا۔ اور ابھی تخت افغانستان
کی ہوس ہے۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔ اول ہی لڑائی میں پسپا ہوا
اور بھاگ کر لدھیانہ میں پہنچا۔ اور سارا مال و متاع غارت ہو گیا۔ اور کچھ فوج تو وہاں ماری
گئی۔ جو بچی۔ وہ پہاڑوں میں تباہ ہو گئی۔ بعض کی ایسی بری حالت تھی۔ کہ کپڑے تک نہ تھے
ننگے مادرزاد پھرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ ہم شاہ شجاع کی سپاہ ہیں۔ خدا کیواسطے کوئی کپڑا دو۔
اور بھوک سے مر گئے ہیں۔ اور جب تیسری دفعہ انگریزوں کی مدد سے کابل کا تخت شاہ شجاع کو
حاصل ہوا۔ تو انگریزوں کے چلے جانیکے چند روز بعد پٹھانوں نے علی اکبر خان خلف دوست محمد خان
امیر کابل کے اشارہ سے شاہ مرحوم کو قتل کر کے اسکی لاش خندق میں پھینک دی۔ اور خود ملک پر قبضہ کر لیا
بلکہ بہت سے انگریزوں اور ہندوستانیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور جب تک اسکے والد کو قید سے چھوڑ کر وطن
نہ پہنچا دیا گیا۔ اس نے انگریزوں کو نہ چھوڑا۔ جب شاہ شجاع کے قتل کی تحقیق حضور پرنور نے استماع
فرمائی۔ تو حضرت غوث نے فرمایا۔ کہ شاہ شجاع بڑی ہمت والا جوان تھا۔ اپنے حصول مطلب
کیخاطر اپنی جان تک نذر کر دی۔ بعد اسکے یہ شعر پڑھا۔

بجز راہ وفائے عشق نسپرد	بر آن زاہد بران بود بران مرد

دیگر کہتے ہیں۔ کہ جب شاہ شجاع کابل کیطرف جانیوالا تھا۔ تو اسد خان نے حضور میں عرضی بھیجی
کہ غریب نواز شاہ شجاع نے اپنی اصل شجاعت کا اظہار غریب اسد خان کالاچی والا اور دیگر کارداران
وہاں پر کیا ہے۔ ان سب کو گرفتار کر کے ساتھ لے جاتا ہے۔ خواجہ صاحب نے اسکی عرض پر توجہ
فرمائی۔ اور خود موضع مذکور میں رات کو گھوڑی پر سوار ہو کر تشریف لیگئے۔ لیکن وہاں معلوم
ہوا۔ کہ یہ خبر محض غلط ہے۔ اور اسکی اصلیت کچھ نہیں۔ واپسی پر اتفاقات ایک اوچھا سگ
(کتیا) گھوڑی کے پیچھے ہولی۔ ہر چند اسے ہٹایا اسکو پیچھے ہٹایا۔ مگر وہ بار بار حضرت کی سواری
کے پیچھے آ لگی تھی۔ آخر حضرت صاحب نے حکم دیا کہ اس غریب کو کچھ نہ کہو۔ وہ کتیا برابر تونسہ شریف

حاشیہ　افسوس ہے کہ [illegible] کی تاریخ نہیں ملی۔ اگرچہ واقعات اسکے ظاہر ہیں۔ مگر شاہ شجاع کا قول
خوب ہے۔ [illegible] تونسہ شریف [illegible] لیا

آئی۔ اور وہین اپنا وطن بنالیا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اچھا اس کو بھی لنگر سے روٹی ملا کرے۔ اور فقیر بھی اسکو ٹکڑے ڈالتے تھے۔ اور اسے بلقیس کہکر پکارتے تھے۔ رات دن وہ کتیا۔ لنگر شریف کے دروازہ پر پڑی

یک نظر فرمائے کہ مستغنی شوم زنان بنائے جلنش	سگ کہ شد منظور نجم الدین بگا ز اسرور است

دیگر۔ جب انگریزی فوج شاہ شجاع کی مدد اور اسکو تخت کابل دلانے کیلئے کابل کو چلی۔ امیر دوست محمد خان نے ایک عریضہ واسطے دعا طلبی حضرت غریب نواز کی خدمت مین بھیجا۔ کہ مین نے بالقصد اللہ کمر جہاد پر باندہی ہے۔ تاکہ یہ اسلامی علاقہ کفار کے صدمات اور تصرفات سے مامون و محفوظ رہے۔ توجہ فرماؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت دیوے۔ منشی محمد واصل نے میرے سامنے ذکر کیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ جواب مین یہ شعر لکھدو ۔

ہر آن کا ستعانت بدرویش برد	اگر بر فریدون ندوہ پیش برد

چنانچہ نامبردہ کامیاب ہوا۔ دیگر۔ جب نواب صادق محمد خان والی بہاولپور نے یہ ارادہ کیا۔ کہ دختر سردار اسد خان والی سنگھڑ کو اپنے ازدواج مین لائے۔ تو خواجہ غریب نواز نے مولوی قطب بخش سے فرمایا۔ کہ فقرا کا کام ہی ہے۔ کہ وہ برابر اہل دول کو اپنی نصائح سے دریغ نکرین آپ میری طرف سے ایک مراسلہ نواب صاحب بہاولپور کو تحریر کرین کہ یہ مزاوجت ہرگز آپ کو مناسب نہین ہے۔ کیونکہ نحوست کا اثر نمایاں ہے۔ اور یہ نکاح دو امر سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو یہ کہ تیری جان بہت جلد اس نکاح کی بھینٹ چڑہیگی۔ یا تو سلطنت سے دست بردار ہوویگا۔ نواب صاحب نے بوجہ غرور نوابی اس بات کی ذرا پرواہ نکی۔ اور اپنے ارادہ مین پوری سرگرمی کا اظہار کرکے اسد خان مذکور کی دختر سے نکاح کرایا۔ مگر ایکسال کے اندر اندر جان شیرین نذر کرنی پڑی۔

غمے کز پے اش شادمانی خورے	به از شادی کز پیش غم خوری

دیگر۔ جب نواب صادق محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ اور انکی جگہ پر نواب رحیم یار خان سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اور نواب بہاول خان ثالث عباسی کے نام سے ملقب ہوا۔ تو نامبردہ کو چین نہ آتا تھا کہ دستار بندی کی رسم یون ہی بغیر شرکت جناب خواجہ غریب نواز عمل مین لائی جاوے۔ اسواسطے علما و فضلا حضور پر نور کی خدمت مین روانہ کیا۔ کہ توجہ فرماکر اس مریدنا چیز پر کرم فرمائیے۔ اور تکلیف گوارا فرماکر اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار بندی کی رسم ادا کیجاوے۔ حضرت غوث زمان کو اسمیں

Marfat.com

بہت رحم و شفقت آئی - اور آپ احمد پور مین تشریف لیگئے - اور اپنے دست مبارک سے دستار باندھی - اسوقت انگوٹھلی ہوئی - اس موقعہ پر نواب صاحب بہاولخان نے بہت نذر و نیاز حضور پرنور کی خدمت اقدس مین پیش کی - از انجملہ ایک چارپائی نقرہ بھی تھی - جو آپنے اپنے مرشدزادگان مہاروی کے حوالہ کر دی - جب مولوی قادربخش صاحب نے دیکھا - کہ آپنے اپنے صاحبزادہ میان گل محمد صاحب کو کوئی چیز عنایت نہین کی - تو ان اشیا مین سے آپ نے ایک طشت نقرہ اٹھا کر صاحبزادہ گل محمد صاحب کے حوالہ کیا - اور باقی جو کچھ نقدی تھی - میان خدابخش لانگری و آیارام مودی کے حوالہ کر دیگئی - نماز فجر کے بعد جب خواجہ غریب نواز بعد وظیفہ دلایل الخیرات فارغ ہوئے - تو ارشاد کیا کہ رات اس دنیائے جیفہ کی وجہ سے مجھے نیند بھی نہ آئی - ایک کاغذ و قلمدان لاؤ - تاکہ مین اسکا بندوبست کرون - آپ نے اسیوقت ساری رقم فقرا وغیرہ مین تقسیم کر دی - اور بعدہ آپ وہان سے حضرت قبلہ عالم صاحب کے عرس پر روانہ ہوئے -

دیگر - حافظ نور احمد خان افغان خاکوانی جو کہ حضرت خواجہ صاحب کا ایک مرید تھا - بہت مدت تک تالپور میران کے علاقہ مین نوکری کرتا رہا - بعدہ وہانسے سنہ ۱۲۹۰ھ مین ایکدفعہ خواجہ غریب نواز طلبہ کو اپنے بنگلہ مین کتب سلوک پڑہا رہے تھے - اور کمترین نجم الدین بھی حاضر خدمت تھا - اتنے مین حافظ مذکور حاضر ہوا - اور بیس روپے خواجہ صاحب کی نذر کئے - اور بیس روپے صاحبزادہ صاحب کی نذر کئے - اور جب خواجہ صاحب کی مشغولی کا وقت ہوا - تو نابردہ نے بارہ ہزار روپیہ کلدار خواجہ علیہ الرحمۃ کی نذر کئے - اور عرض کیا کہ حضور! مین نے منت مانی تھی - کہ جو روپیہ نوکری سے کماؤنگا - وہ حضور پرنور کی نذر کرونگا - آپنے پوچھا کہ کچھ بال بچون کو بھی دیا ہے - یا نہ - اسنے عرض کی کہ پانسو روپے دئے ہین - خداوند کریم اور بھی ان کو عطا کریگا - خواجہ صاحب نے وہ روپیہ میان خدابخش لانگری کے حوالہ کیا - پھر جب صبح ہوئی - تو آپنے ارشاد فرمایا - کہ لاؤ وہ روپیہ اس کی خاطر تو مجھے تمام شب نیند نہین آئی - اسکا بندوبست تقسیم کا کرنا چاہیے - غرض خواجہ صاحب نے وہ تمام روپیہ مستحقین کو تقسیم کر دیا - از انجملہ ہفت ہزار روپیہ خانقاہ قبلہ عالم صاحب پر بھیجا - اور نام بنام ہر ایک صاحبزادہ کا لکھا کہ اسقدر فلان کو ملنا چاہیے - اور اسقدر فلان کو - چنانچہ یہ روپیہ بموجب فرمائش خواجہ غریب نواز صاحبزادون مین تقسیم کیا گیا - چنانچہ میان عبداللہ صاحب (جو شہنشاہ

کے پوتے تھے) میرے پاس ذکر کرتے تھے۔ کہ مجھ پر ایک ہزار روپیہ قرض تھا خواجہ غریب نواز نے میرے نام ایکہزار روپیہ بھیجا تھا۔ علیٰ ہذا ہر ایک صاحبزادہ مہار شریف کو دیا گیا۔ اور مبلغ پانچہزار روپے خاص **تونسہ** شریف میں علما اور دیگر **مستحقین کو تقسیم** کر دیئے گئے۔ جسوقت میاں خدا بخش لانگری نے آکر عرض کی۔ کہ بموجب فرمودہ سب روپیہ تقسیم کر دیا گیا۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ میں اس بلا سے بچا۔ دوسرے دن احمد خان علمی زئی افغان احمد پور سے ایک ہزار روپیہ نقد اور دو قالین کلاں نذرانہ کیواسطے لایا۔ اور گیارہ سو روپیہ محمد بہاول خان نواب احمد پور کیطرف سے بھی نذر گزرا۔ آپ نے تمام روپیہ اسیطرح تقسیم کر دیا۔ سبحان اللہ کیسے تارک الدنیا تھے کہ اپنے وقت کے سلطان التارکین کہلائے۔

دیگر۔ ایک شخص ساکن کوہ مگ خواجہ غریب نواز کے پاس شکایت لایا کہ حسن خان سردار جعفر لوگوں پر بڑا ظلم و ستم کرتا ہے۔ اور بالخصوص مجھ کو تو اُسنے از حد تنگ کیا ہوا ہے۔ آپ توجہ فرماکر ایک نوازشنامہ نامبردہ کے پاس لکھ دیویں۔ کہ وہ اس قدر ظلم و ستم کرنے سے باز آجاوے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم نے سُنا ہے۔ وہ یہاں آنیکا ارادہ رکھتا ہے جسوقت وہ آویگا۔ تو اسکو روبرو سمجھا دیا جاویگا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں کے بعد حسن خان مذکور **تونسہ** شریف آیا۔ اور خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حسن خان تو رب تعالیٰ کی قہاری جباری لا ابالی سے نہیں ڈرتا۔ کہ اپنے بھائیوں اور مخلوقات خدا کو تنگ کرتا ہے۔ وہ جاہل خواجہ غریب نواز کی قدر و منزلت سے نابلد محض تھا اور خواجہ علیہ الرحمۃ کو اپنی قوم کا معمولی بھائی بند تصور کر کے ایسا خیال کرتا تھا۔ جیسے کہ قریش سیدنا و مرشدنا رسول کریم کو اپنی عقل نا قص کیوجہ سے آپ جیسا سمجھتے تھے۔ ~~

کافران دیدند احمد را بشر	این ندیدند کاں شق القمر

عین محفل کے درمیان اس بد نصیب نے از راہ تمرد و تفخر کہا۔ کہ میاں صاحب میں تو آپکو اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تو فلاں جعفر کا بیٹا ہے۔ اور فلاں کا پوتا ہے۔ اور اب چند روٹیاں دینے کیوجہ سے اپنے آپ کو غوث و قطب سمجھ بیٹھا ہے۔ خواجہ صاحب جو بڑے متحمل اور حوصلہ مند تھے اسکی گستاخی دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ نامبردہ دوسرے دن کجاوہ دار شتر پر سوار ہو کر وطن کو چل دیا۔ مگر ابھی میل دو دور گیا تھا۔ کہ پیٹ میں شدید درد اٹھا۔ اور اپنے ساتھیوں کو روانہ کر دیا۔ اور آپ **تونسہ**

Marfat.com

شریف مین واپس آیا۔ اور خواجہ غریب نوازکے اصطبل مین جاکر پڑرہا۔ کسی نے جاکر اسکا ماجرا حضور مین عرض کیا۔ توآپنے فرمایا۔ کہ کچھہ کہایا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اطلاع ملی۔ کہ وہ کتّے کیطرح بھونکتا ہے آپنے فرمایا۔ کہ شاید گلے مین روٹی اٹک گئی ہوگی۔ الغرض آپ نے ذرا بھی اوس بے ادب کیطرف التفات نہ کی۔ آخر اسی بے ادبی کی سزا مین مرگیا۔

دیگر۔ جب لعل خان تُکانی حاکم سنگھڑ کے برے دن آئے۔ تو اُس نے ایک بلوچ کی دختر جبرًا چھین کر بغیر نکاح اپنے گھر مین ڈال لی۔ اس غیر شرع امر سے تمیع مسلمانان سنگھڑ کو تشنیع ہوا۔ اور قاضی ملک سنگھڑ معہ دیگر اشخاص معتبران خواجہ صاحب کی خدمت اقدسہ مین حاضر ہوا۔ کہ غریب نواز حضور کی موجودگی مین ایسے ایسے ظلم اور خلاف شرع امور واقع ہو رہے ہین۔ خدا جانے آئندہ اس ملک کی کیا حالت ہوگی۔ آپنے جب سارا حال سُنا۔ تو لعل خان مذکور کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ مسلمانون پر اسقدر ظلم نہ کر۔ اور کچھہ خدا سے ڈر۔ لعل خان نے ایک عریضہ حضور مین بھیجا۔ اور اس پر اپنی مُہر ثبت کردی۔ جب یہ عریضہ حضور کی خدمت مین پہنچا۔ تو اُسوقت میان عبدالشکور خان حافظ محمد اور چند دیگر معتبران خواجہ صاحب کی کچہری مین بیٹھے تھے۔ آپنے عریضہ کا مطالعہ فرمایا۔ اور ناراض ہوکر دور پھینکدیا۔ یہ ماجرا اشراق کیوقت کا ہے۔ جب ظہر کا وقت ہوا۔ تو اتفاقًا چار ہزار سوار خراسان سے پہاڑ کے رستہ سے آگئے۔ اور منگروٹھہ پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور لعل خان کو گرفتار کرکے پہاڑ مین لیگئے۔ نامبردہ دس سال تک برابر مقید رہا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب نے دستار نوابی لعل خان کے ایک عزیز اسد خان کے سر پر باندہی۔ چنانچہ نامبردہ مدت تک حکومت کرتا رہا۔

دیگر۔ جب لعل خان شومی اعمال سے اسیر ہوکر خراسان کیطرف گیا۔ تو اسکی والدہ خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور بہت کچھہ گریہ زاری کی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ جو ہونا تھا ہوچکا۔ اور لعل خان کی زمین لی گئی۔ تو پھر اسکو حکومت ملنا محال ہے۔ وہ بیچاری ناامید ہوکر چلی گئی۔

گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز	خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشان است

دیگر۔ نقل ہے کہ جب محمد مسو خان والی منگروٹھہ فوت ہوگیا۔ تو اسکے بعد اسکا جانشین علی اکبر (اسد خان ہی کا بیٹا تہا) ہوا۔ مگر اس نے بہت ظلم کرنا شروع کیا۔ نامبردہ کا سگا بہائی لکہی محمد خان جان کی خوف سے بہاگ گیا۔ اور بہت مدت تک منگروٹھہ مین واپس نہ آیا۔ لیکن خدا جانے کسی نے کوشش کی۔ کہ

Marfat.com

علی اکبر نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی۔ اور کاغذ پر مہر لگاکر پوری پوری سوگند کھاکر اپنے بھائی لکھی محمد خان کو منگروٹھہ منگالیا۔ چند روز کے بعد لکھی محمد خان خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے تونسہ شریف میں آیا۔ آپ نے استفسار فرمایا۔ کہ اب تو علی اکبر کے پاس کس بات پر اعتبار کرکے آیا ہے۔ نامبردہ نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ہفت قرآن کی قسم کھائی ہے۔ آپنے ارشاد کیا۔ کہ اس کی قسمون پر اعتبار نہ کرنا۔ اس نے عرض کی۔ کہ قبلہ جب قرآن کی قسم کھائی ہے۔ اگر مجھے مار ڈالیگا تو پھر اُسی قرآن مجید کو مطالعہ بھی کریگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ میان تو نے نہین سُنا کہ جسقدر کہ تل ہاتھ پر لگے ہون۔ اتنی دفعہ قرآن مجید کی قسم کھائی ہو۔ مگر حسن اتفاق سے دشمن پنجہ مین آجاوے تو اسکو ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔" یاد رکھنا۔ کہ تجھے علی اکبر زندہ نہ چھوڑیگا۔ ع عذر کن کا ندرنا بخش نشستی ٭ الغرض لکھی محمد خان چلا گیا۔ اسیدن خواجہ صاحب کے وزیر اور خاص غلام نور خان کرمانی نے اپنے گھر جانیکے لئے رخصت لی تھی۔ جب شام کو نامبردہ قدمبوس ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ نور خان تو گھر نہین گیا۔ اس نے عرض کی کہ قبلہ! مین چاہتا ہون۔ علی اکبر کی قسمون کا نتیجہ دیکھ جاؤن۔ دوسرے روز نور خان آکر طالب اجازت ہوا۔ آپنے پوچھا۔ کیا آج جاتا ہے؟ اُس نے گذارش کی۔ کہ جی ہان۔ وہ نتیجہ معلوم ہوگیا۔ کہ علی اکبر نے لکھی محمد خان کو شہید کر دیا۔ اور اُس کا سب مال و متاع وغیرہ لوٹ لیا۔ لکھی محمد مرحوم کی شہادت کے بعد ایکسال کے اندر اندر علی اکبر کا بھی انتقال ہوگیا۔ جسکی کیفیت یہ ہے۔ کہ نواب محمد خان والے منکیرہ و جولستان نے علی اکبر خان کے مقابلہ کیلئے فوج جرار روانہ کی جسنے پہنچتے ہی علی اکبر کے ملک اور مال و متاع کو تاراج کرکے اسکے بھائی لعل خان اور اسکی بیٹیون کو گرفتار کرلیا۔ جب سپاہی انکو منگروٹھہ سے گرفتار کرکے منکیرہ کو لیجارہے تھے۔ تو تونسہ شریف سے گذرے۔ قیدیونکی تمنا تھی کہ کسی طرح غوث زمان خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی کی زیارت نصیب ہوجاوے چنانچہ انہون نے سپاہیون کی منت سماجت کرکے کسی آدمی کو خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت مین روانہ کیا۔ خود خواجہ علیہ الرحمۃ نے بر سبیل تذکرہ ایکدن ذکر فرمایا تھا۔ کہ جسوقت مجھے انکی گرفتاری اور تونسہ شریف مین سے گذرنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اسوقت مین نہارہا تھا اور مین نے جو سورج کیطرف دیکھا۔ اسوقت دن چھ اور موسم کا خیال کیا۔ تو ٹھیک وہی وقت وہی دن وہی مہینہ تھا جبکہ علی اکبر خان نے لکھی محمد خان

Marfat.com

نمبردار کو شہید کیا۔ اور اسکے مال ومتاع اور گھر بار کو غارت او تاراج کیا تھا۔ خداوند حقیقی اور منبو مطلق کی جزا و سزا دیکھکر حیران ہوگیا۔

ستانندہ داد آنکس خدا است	کہ نتواند از بادشاہ داد خواست
نباشد چنین ماجرا ناپدید	کہ پاداش خود کردہ را کس ندید

دیگر۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سوجہل نام قوم بھٹہ نے میان جان محمد فقیر کے حق مین کچھ خلاف شرع باتین کہی تھین۔ مقدمہ نے طول کھینچا۔ اور علمائے سنگھڑ نے شاید کچھ اسکے بر خلاف فتوی دیا اور اخیر مین قطعی فیصلہ خواجہ صاحب نے ہی فرمانا تھا۔ خواجہ صاحب نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور آپ ان دنون حضرت قبلہ عالم صاحب کے عرس پر مہاران شریف تشریف لیگئے۔ پیچھے سوجہل بھٹہ نے بڑا فساد مچایا۔ اور اسد خان والے منگروٹھ کے کارندون کی امداد سے بہت سے علماء کو قید کرالیا اور اُن سے مصادرہ و تاوان کے طور پر بہت سا روپیہ وصول کیا۔ جب خواجہ صاحب کو مہاران شریف مین یہ خبر وحشت اثر پہنچی۔ بہت افسوس کیا۔ اور جلد تونسہ شریف مین واپس آئے وہان دو یوم قیام کرکے ڈیرہ غازیخان پہنچے۔ نواب خود سلام کیلئے حاضر ہوا۔ جو جرمانہ علماء سے وصول ہوا تھا سب واپس دیا۔ غرضیکہ خواجہ صاحب اپنا سارا کام کرکے تونسہ شریف مین واپس آئے۔

دیگر۔ نواب مظفر خان والئے ملتان کی عہد نوابی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کئی دفعہ ملتان پر حملہ کیا۔ مگر چونکہ حافظ جمال الدین صاحب قلعہ مین موجود تھے۔ اسواسطے انکی برکت سے سکھونکا قبضہ نہ ہوسکا۔ مگر انکی وفات کے بعد بہت جلد سکھون نے ملتان کو تسخیر کرلیا۔ اور ڈیرہ غازیخان کا علاقہ بھی انکے قبضہ مین تھا۔ مگر سنگھڑ کیطرف ابھی سکھونکا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اسد خان جو منگروٹھ (صدر تحصیل سنگھڑ) کا حاکم تھا۔ جور وستم کرنے لگا۔ ایکدن خواجہ صاحب نے اسے فرمایا۔ کہ اسد خان! ظلم ترک کردے۔ تیری حکومت مین اگرچہ ہمین فائدہ ہے۔ تو یہ ہے کہ اذان سننے مین آتی ہے۔ ورنہ مین دیکھتا ہون۔ کہ تھوڑی دنون مین ہی اس شمالی ریکھ (تودہ ریگ) پر سکھونکی فوج آنیوالی ہے۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ اور سکھ آپہنچے۔

دیگر۔ دیوان کرپارام جبکہ منگروٹھ کو جارہا تھا۔ تونسہ شریف کے بازار سے ہاتھی پر سوار ہوکر گذرا۔ لیکن جب شہر سے مغرب کو تھوڑی دُور گیا۔ تو قدرت الٰہی سے ہاتھی لنگڑانے لگا۔ دیوان مذکور

Marfat.com

حیران ہوگیا۔ اور پھر انہوں نے پوچھا۔ کہ کیا تونسہ مین کوئی بہت بڑا فقیر رہتا ہے اور جب انہون نے خواجہ صاحب کی بہت تعریف و توصیف کی۔ تو دیوان واپس تونسہ شریف کو روانہ ہوا۔ اور آکر خواجہ صاحب کا سلام کیا۔ اور کچھ دیر انکے ساتھ خلوت مین بیٹھا رہا۔ اور مسئلہ وحدانیت کے متعلق سوال و جواب کئے۔ اسکا اثر یہ ہوا۔ کہ دیوان مذکور (بقول البعض) نے ریاست کو ترک کردیا۔ اور اپنی اولاد کیواسطے مال و متاع چھوڑ کر خود دریا کے کنارے خدا کی عبادت مین تا زیست مصروف رہا

دیگر میان عبدالشکور صاحب سے روایت ہے۔ کہ جب علاقہ سندھ و سنگھڑ احمد شاہ ابدالی کے پوتے سلطان محمود کے قبضہ میں تھا۔ اور نواب مظفر خان ملتانی و بہاول خان احمد پوری سب اسی بادشاہ کے خراجگذار تھے۔ ان دنون محمودی روپیہ جو سنگھڑ میں بہت مشہور ہے۔ رائج تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ پُردل خان برادر فتح خان جو کہ محمود شاہ کا وزیر تھا۔ تونسہ شریف مین آیا۔ اور شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اور اسکا منشا غالباً یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہر سے کچھ وصول کرلے۔ دوپہر ڈھلنے کا وقت تھا کہ خواجہ صاحب قیلولہ کے ارادہ سے پلنگ پر لیٹے ہی تھے۔ کہ نور خان گرمانی بلوچ نے جسپر خواجہ صاحب کی عین عنایت تھی۔ عرض کیا۔ قبلہ! آپ سونا چاہتے ہین۔ اور پُردل خان نے شہر کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا پہلی بندوبست کرکے سوتا ہون۔ الغرض جب پُردل نے اپنا دلی ارادہ عملی طور پر ظاہر کیا۔ یعنی شہر کے غارت کرنے کیلئے روانہ ہوا۔ تو اتفاق سے اسکے پیٹ مین ایسا درد شدید پڑا۔ کہ زمین پر لوٹنے لگا جب بہت ہی بیقرار ہوا۔ تو اپنے ارادہ سے توبہ کرکے خواجہ صاحب کی خدمت مین پہنچا۔ آپ نے اسپر دم کردیا۔ اور فرمایا کہ بہتر ہوگا۔ کہ تو جلد یہاں سے چلا جائے۔ اور اپنا یہ خام خیال رفع کردیوے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور تونسہ شریف سے چلا گیا۔ لوگوں نے یہی سمجھا۔ کہ خواجہ صاحب کی طفیل یہ بلائے عظیم رفع ہوئی ہے[1]

دیگر میان عبدالشکور مذکور سے روایت ہے کہ سلطان محمود خراسانی نے جسکی بابت گذشتہ حکایت مین لکھا جاچکا ہے سنگھڑ کا اجارہ نواب عبدالجبار خان[2] کو دیا ہوا تھا۔ اور انہون نے اسد خان کو حاکم سنگھڑ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ اسد خان نواب مذکور مقررہ رقم ہر فصل پہ دیا کرتا۔ ایکدفعہ اس نے رقم

[1] افسوس کہ خاکسار ا۔ ب۔ بلوچ کو اس حکایت کے متعلق کوئی تاریخ نظر سے نہین گذری۔ واللہ اعلم۔

[2] ڈیرہ غازیخان میں نواب عبدالجبار خان کی مسجد جسکے متولی اخوند صاحب ہین۔ ابتک موجود ہے۔ اور مضبوطی کیوجہ سے مشہور ہے

Marfat.com

مقررہ ادا نہ کی۔ اور نواب عبدالجبار خان مجبور ہو کر فوج لیکر وصولی روپیہ اور سنگھڑ کے علاقہ کو لوٹنے کیلئے آیا۔ اور شہر تونسہ شریف کی جنوبی متصلہ رود سنگھڑ مین آکر توپین لگا دین۔ اور حکم دیا۔ کہ شہر پر گولہ باری کی جاوے۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ جسوقت توپون کا رُخ شمال کیطرف کرکے چلاتے تھے۔ تو بجائے آگ کے پانی نکلتا تھا۔ مگر اور سب طرف توپ بخوبی چلتی تھی۔ آخر نواب صاحب کو اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ کہ یہ کسی صاحب کمال کی برکت ہے۔ جسکی وجہ سے شہر دارالامن بنا ہوا ہے۔ نواب نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا۔ اور خواجہ صاحب کی خدمت مین جاکر اپنے قصور کی معافی مانگی اور سلسلہ بیعت مین داخل ہوا۔ اسکے بعد جب کبھی سنگھڑ مین فصل اچھا نہ ہوتا۔ تو اسد خان حضور پر نور خواجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوتا۔ اور عرض کرتا۔ کہ غریب نواز توجہ فرمائیے۔ کہ نواب صاحب محصول مین تخفیف کر دیوے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی عنایت و سفارش سے نواب بہت سا روپیہ محصول مین تخفیف کر دیتا۔ دیگر۔ میان صالح محمد سے روائت ہے۔ نواب عبدالصمد خان والیے ڈیرہ غازیخان نے قلعہ گڑہی اختیار خان کا محاصرہ کیا۔ اور قریب تھا۔ کہ اہلیان قلعہ اس کے خالی کرنے پر مجبور ہو جاوین۔ کہ نواب قلعہ نے اپنا چھوٹا بھائی خواجہ علیہ الرحمۃ کیخدمت مین روانہ کیا۔ اور سب حال اسکی زبانی کہلا بھیجا۔ خواجہ صاحب نے تیاری کر لی۔ کہ خود جاکر نواب عبدالصمد کو اس بیجا ظلم سے روکین۔ میان صالح محمد ذکر کرتے تھے۔ کہ مین نے عرض کیا۔ کہ قبلہ! آپ کا تشریف لیجانا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ نواب بڑا متکبر آدمی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مین بندۂ خدا ہون نہ کہ بندۂ نفس۔ اگر وہ کہنا نہ مانیگا۔ تو آخر میرا کیا بگڑ لیگا۔ اسکے بعد مین نے عرض کیا۔ کہ اچھا قبلہ! اگر تشریف لیجاتے ہین۔ تو پھر کام پورا کرکے آئیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تو خدا کے اختیار ہے۔ الغرض جب خواجہ صاحب وہان تشریف لیگئے۔ قریب تھا۔ کہ گڑہی اختیار خان عبدالصمد خان کے ہاتھ سے فتح ہو جاوے۔ لیکن جونہی اسکو خبر لگی۔ کہ خواجہ صاحب تشریف لائے ہین۔ فوراً ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ کس کام کیلئے تشریف لائے ہین۔ آپنے فرمایا۔ کہ تو کیون ان غریبون کو تنگ کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے۔ بہتر ہے کہ تو یہ ارادہ ترک کر دیوے۔ اور اپنا راستہ لیوے۔ اُس نے عرض کیا کہ بہت بہتر۔ یہ کہتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا۔ کہ اب ڈیرہ غازیخان چلنا چاہیے۔ وہ کہنے لگے۔ نواب صاحب! یہ کیا بات ہے۔ قلعہ اب قریب ہے۔ کہ فتح ہو جاوے۔ اسقدر تکلیف اور مصیبت اوٹھائی۔ اب آپ

فرماتے ہین - کہ قلعہ کو چھوڑ دو - اور ڈیرہ غازیخان چلو - نواب نے کہا - کہ بھائی مین کیا کرون - جب مین خواجہ صاحب کیخدمت مین گیا - تو دو شیر دیکھے - اور مجھے کہا گیا - اگر یہان سے چلا جائیگا - تو بہتر ورنہ تیری جان کی خیر نہین - الغرض نواب نے محاصرہ سے ہاتھ اُٹھایا - اور خواجہ صاحب نے اگرچہ جانکی تکلیف اُٹھائی - مگر بہت سے غریبون کی جان چھڑائی -

دیگر - مولوی غلام حیدر نے ملفوظ مین لکھا ہے - کہ ایکدفعہ مین موضع پروا مین مقیم تھا - کہ ایک مسافر فقیر رات کیوقت مسجد مین آنکلا - مین نے اُسے باجرہ کی روٹی لادی - اس مسافر نے روٹی کو دیکھکر فارسی مین کہا - کہ صاحب! یہ غلہ مین نے کبھی نہین کہایا - کیونکہ ہمارے وطن پیدا نہین ہوتا - یہ سنکر مین نے گندم کی روٹی اُسے لادی - باتون باتون مین اُس سے وطن دریافت کیا - اُسنے کہا - کہ مین اصفہان کا رہنے والا ہون - اور حضرت خواجہ محمد سلیمان سے بیعت کرنیکیواسطے جا رہا ہون - یہ بھی اُس نے دریافت کیا - کہ یہانسے سنگھڑ کتنی دور ہے - مین نے اس سے کہا - کہ تیز چلنے والا آدمی تین یوم مین پہنچ جاتا ہے - اُسکے بعد اُس نے اپنا قصہ بیان کیا - کہ مین گھر مین فقہ پڑہا کرتا تھا - ایک رات خواب مین دیکھا - کہ آسمان مین ایک سوراخ سا معلوم ہوتا ہے - جیسے کہ چھت مین سوراخ ہو - اور خوب روشنی ہے - جس سے تمام دُنیا جگمگا رہی ہے - مین نے دریافت کیا - کہ یہ نور الٰہی کس باکمال پر نازل ہو رہا ہے - ندا آئی کہ حضرت سلیمان سنگھڑ والے ولی پر - اور قیامت تک برابر اسطرح یہ عمل جاری رہیگا - مین نے یہ خواب اُستاد کو سُنایا - اور بہت اشتیاق ظاہر کیا - میرے اوستاد نے بہت کچھہ کہا - کہ فقہ کا مسئلہ پڑہنا کئی سال کی عبادت کے برابر ہے - ممکن ہے کہ یہ خواب غلط ہو - اور تو مفت مین خوار ہوتا ہے - آخرکار مین نے عزم بالجزم کیا - کہ جسطرح سے ہو سکے - سنگھڑ مین ضرور جانا چاہیے - مگر بہت متحیر تھا - کہ سنگھڑ کا علاقہ کسطرف ہے - اور مجھے کس رستہ سے جانا چاہیے - چونکہ شوق حد سے بڑھا ہوا تھا - اسواسطے مین نے مختلف سوداگرون سے دریافت کرنا شروع کیا - انہون نے کہا - کہ ہم غربی ممالک مین دور دور تک گئے - سنگھڑ کا نام سُننے مین نہین آیا - شاید وہ مشرق مین ہوگا - الغرض مین نے خدا پر توکل اور بھروسہ کرکے سفر کی تیاری کی - اور مشرق کا رُخ کیا - جب مین شہر ہرات مین پہنچا تو مجھے معلوم ہوا - کہ سنگھڑ شریف ملتان کے علاقہ مین ہے - سو آج اس بستی مین وارد ہوا ہون"

الغرض یہ شخص سنگھڑ مین آیا - اور خواجہ علیہ الرحمتہ سے فیضیاب ہو کر وطن کو واپس گیا ؛

Marfat.com

دیگر۔ میان محمد نے اپنے ملفوظ مین روائیت کی ہے۔ کہ ایکدن خواجہ صاحب نماز عصر ادا کرنیکے بعد اپنے حجرہ مین رونق افروز تھے۔ کہ ایک لڑکا آ کر قدمبوس ہؤا۔ خواجہ صاحب نے نام پوچھا۔ جواب دیا۔ کہ میرا نام فرید ہے۔ پھر آپنے اسکے باپ کا نام پوچھا۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ وہ کیا کام کرتا ہے۔ اور تو کیا کام کرتا ہے۔ لڑکے نے جواب مین عرض کیا۔ کہ میرا باپ لوگونکی مزدوری۔ اور مین بھی لوگون کی گائین چراتا ہون۔ آپنے پوچھا۔ کہ رستہ مین تجھے کون کون آدمی ملے تھے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ بیشمار آدمی ملے تھے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کہ کوئی فقیر بھی ملا تھا۔ لڑکے نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ آپنے پھر دوبارہ پوچھا۔ تو بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آخر خواجہ صاحب نے اُسے بعیت کیا۔ اور جب فرید بنگلہ سے باہر آیا۔ تو درویشون نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب نے تم سے دو دفعہ دریافت فرمایا۔ مگر تو نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب بتا۔ کہ تجھے راہ مین کون سا درویش ملا تہا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مجھکو شرم اور ادب مانع تھا۔ بات یہ ہے۔ کہ ایکدن مین گھر سے باہر کہین جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص سفید ریش مجھسے ملاقی ہؤا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آ۔ چل کر خواجہ صاحب تونسہ کے سلسلہ بعیت مین داخل ہو۔ مین نے منظور کر لیا۔ اور گھر سے چل پڑا جسوقت موضع قصرانی مین پہنچا شیطان نے حرکت کی۔ اور واپس گھر کو لوٹا۔ پھر خود خواجہ صاحب کو دیکھا جنہون نے فرمایا۔ کہ آ **تونسہ** والے پیر سے بعیت کر۔ بس مین اسیوقت روانہ ہؤا۔ اور آ کر خواجہ صاحب کا مرید بنا۔ مولوی محمد امین صاحب فرماتے تھے۔ کہ مین نے اس لڑکے کو خود دیکھا تہا۔ اور اس سے ماجرا دریافت کیا۔ تو اُسنے مولوی قادربخش صاحب کا کہا۔ کہ پہلے خواب مین مجھے یہی بزرگ خواب مین ملاقی ہوئے تھے۔ دوسری مرتبہ خود خواجہ صاحب نے اپنی زیارت کرائی۔ اسکے بعد وہ لڑکا مولوی گل محمد صاحب امانی کے مکان پر پہنچا۔ اور تعریبًا دو گھنٹے اسپر وجد طاری ہؤا۔ اور اللہ ھو کا ورد کرتا تھا۔ اور ناچتا تہا۔

دیگر۔ میان محمد صاحب نے اپنے ملفوظ مین لکھا ہے۔ کہ میان خیر محمد باغبان میرے پاس ذکر کرتا تھا۔ کہ ایکدفعہ مین رات کیوقت قضائے حاجت کیواسطے تونسہ شریف کی شمالی ریتون (تودہ ریگ) سے باہر گیا تھا۔ کہ اچانک میری نظر ایک آدمی پر پڑی۔ جو بالکل عجیب طریق سے چلتا تہا۔ کبھی تو وہ گھٹنون کے بل چلتا۔ اور کبھی سیدھا چلتا۔ پھر چند قدم چلکر بیٹھ جاتا۔ اس سے مجھے زیادہ تر یہ گمان ہؤا۔ کہ ہو نہ ہو یہ کوئی چور ہے۔ جو اسقدر عجیب و غریب ڈھنگ سے چلتا ہے۔ کیونکہ یہ سنا جاتا ہے۔ کہ یہ فرقہ اس

Marfat.com

خیال پر کہ پاؤن کا کھوج نہ لگ سکے۔ کئی طرح کی تجویزین کرتے ہین۔ کبھی پاؤن پر کپڑا باندھ لیتے ہین۔ کبھی صرف ایک ٹانگ سے چلتے ہین۔ الغرض مین نے اسکا تعاقب کیا۔ کہ اگر چور ہے۔ تو جاتا کہان ہے۔ وہ سیدہا خواجہ صاحب کی مسجد مین داخل ہوا۔ مین دروازہ پر ٹھیر رہا۔ اور اس انتظار مین تھا۔ کہ وہ کب باہر آتا ہے۔ اور کونسے دروازہ سے نکلتا ہے۔ اسی انتظار مین بہت دیر ہوگئی الغرض مین خود مسجد مین داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ وہ درویش صفا کیش حالت سجدہ مین ہے۔ اور اوراد تسبیح و تہلیل مین مشغول ہے۔ مجھے اپنی بدگمانی پر بہت افسوس ہوا۔ اور مین نے جانا کہ یہ کوئی درویش خدا رسیدہ ہے۔ اسوقت اسکا چلنا محض تکان کیوجہ سے تھا۔ الغرض مین جرأت کرکے اسکے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ اے درویش۔ لنگر سے روٹی لے آ۔ ایسا نہ ہو کہ لنگر کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ یہ سنکر نہایت بے پروائی سے جواب دیا۔ کہ خود بھیجینگے۔ پس مین لنگر مین گیا۔ اور اسکو روٹی لاکر دی جو اس نے بغل مین رکھ لی۔ اور بدستور عبادت مین مصروف رہا۔ جب کچھہ رات گذری۔ تو خواجہ صاحب تشریف لائے۔ مین حیران تھا۔ کہ آپ خلاف معمول اور خلاف دستور اسوقت کہان تشریف لیجاتے ہین۔ اتنے مین آپ مسجد کے شمالی دروازہ کے پاس تشریف لائے۔ مین دیوار کا سہارا لئے کھڑا تھا۔ آداب بجا لایا۔ آپ نے مہربانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے۔ مین نے مناسب جواب عرض کیا۔ آپ سیدھے اس درویش صفا کیش کے پاس پہنچے۔ سجدہ سے اسکا سر اوٹھایا۔ وہ پہنچانتے ہی قدمون پر گر پڑا۔ آپ نے اُسے بیعت فرمایا۔ بلکہ مجاز ہونے کی عزت بھی بخشی۔ اُسکے بعد خود بدولت تو خلوت خانہ مین تشریف لیگئے۔ اور وہ فقیر رخصت ہوا۔ مین حیران تھا۔ کہ یہ کون تھا۔ اور کیا کمال رکھتا تھا۔ جو خواجہ صاحب خود تشریف لائے۔ اور اسیوقت بیعت سے مشرف فرمایا۔ الغرض مین پھر اسکے پیچھے چلدیا۔ جب وہ اُسی تودہ ریگ پر پہنچا۔ جہان پہلے مین نے دیکھا تھا۔ تو مین نے پیچھے سے آواز دی کہ اے جوان ذرا توقف کرنا۔ مگر اُس نے ذرا التفات نہ کی۔ اُسکے بعد مین دوڑکر اس سے ملاقی ہوا۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ وہ روٹی بدستور اسکے پاس ہے۔ مین نے مختلف سوال کئے۔ مگر مجھہ سے کہنے لگا۔ کہ مین غریب مسافر ہون۔ تو کیا کہتا ہے۔ الغرض جب مین نے بہت منت سماجت کی۔ تو کہا۔ کہ مین رہنے والا کشمیر کا ہون۔ ایک رات خواجہ صاحب کو خواب مین دیکھا۔ فرماتے تھے کہ آ میان مجھہ سے بیعت ہو مین تو تونسہ شریف کے رہنے والا ہون۔ مین اسیوقت اُٹھا۔ اور سیدہا اسطرف روانہ ہوا۔ جب

Marfat.com

تونسہ شریف سے قریب آیا۔ تو حیران تھا۔ کہ تونسہ شریف مین کہان حضرت کو تلاش کرونگا۔ آپ نے خواب مین فرمایا۔ تو آکر میری مسجد مین بیٹھنا۔ مین خود تمہین آکر بیعت کرونگا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مین مسجد سے نہ نکلتا تھا۔ آخر خود تشریف لائے۔ اور مجھے بیعت فرمایا۔

دیگر۔ صاحبزادہ نور بخش صاحب سے روایت ہے۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ ایکدفعہ مین حضرت قبلۂ عالم صاحب کیخدمت مین حاضر تھا۔ جب یکم محرم ۱۲۰۰ھ کا دن آیا۔ تو حضرت قبلۂ عالم صاحب بہت غمگین اور پژمردہ خاطر ہو گئے۔ ہم سب لوگ حیران تھے۔ کہ اس غیر معمولی غمگینی کا کیا سبب ہوگا۔ آخر جرأت کرکے دریافت کیا۔ تو حضرت قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا۔ کہ آج تیرھوین صدی کا آغاز ہے۔ اور یہ ایسی صدی ہے کہ لوگونکے ایمان مین بہت بد اعتقادی اور تزلزل کا اندیشہ ہے۔ اگر اسکا کچھ انسداد ہو سکتا ہے تو یہ کہ اہل اللہ کا دامن مضبوط پکڑا جائے۔ اور درود شریف کی کثرت کیجاوے۔ کاتب الحروف نے یہ حکایت خواجہ صاحب کی زبان فیض ترجمان سے بھی سنی تھی۔

لطیفہ۔ خواجہ صاحب کا ایک مرید علاقہ سوتر (سرسہ) کے رہنے والا تھا۔ اگرچہ یہ خدا کی قدرت ہے۔ اور بہت سے لوگ دنیا مین ایسے موجود ہین۔ جنکو سانپ ہر سال کاٹتے ہین۔ نامبردہ کو بھی ہر سال سانپ کاٹ جاتا۔ جس سے اسکو سخت تکالیف اور مصایب کا سامنا کرنا پڑتا۔ آخر کار اس مصیبت سے تنگ ہوکر نامبردہ اپنے مرشد کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنا مطلب عرض کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے علاقہ مین ایک فقیر کامل گوگا نامی کی خانقاہ ہے۔ سب سانپ اسکے تابع ہین۔ یہ فقیر کامل قوم چوہان سے ہے۔ تو اسکے عرس پر جاکر میری طرف سے پیغام دینا۔ کہ مہربانی کرکے یہ مصیبت رفع کردے۔ ورنہ تو قوم چوہان ہے۔ اور مین قوم افغان۔ اگر میری التماس پر کوئی توجہ نہ کی۔ تو مین تمہارے ساتھ وہ سلوک کرونگا۔ جو قوم افغان نے چوہان کیساتھ کیا۔ خواجہ صاحب کا اشارہ اسیطرف تھا۔ کہ جسطرح قوم چوہان کی حکومت (دہلی) قوم افغان نے لے لی تھی۔ اگر ہماری بات پر توجہ نہ کی گئی۔ تو یہ سلوک کیا جاویگا۔ کہتے ہین کہ اس شخص نے خانقاہ مین جاکر یہ پیغام پہنچایا۔ اور خداوند کریم کے فضل سے اُسکے بعد اُسے کسی سانپ نے نہ کاٹا۔ کاتب الحروف نے اس فقیر کامل کے نام تحقیق کرنیکی کوشش کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس نومسلم فقیر کا نام علاؤالدین ہے۔ اسلام قبول کرنیسے پہلے اسکا نام گوگا تھا۔ اسکی قبر موضع ماڑی گوگا مین ہے۔ یہ گاؤن بلدہ بہادران

سانپ کے کاٹے کا علاج

Marfat.com

کے پاس ہے۔ جو سرسہ سے بیس کوس جانب جنوب ہے۔ گوگا کے باپ کا نام جیوا بن مانک بن جو ہاں تھا۔ اسکی کرامات وخوارق عادات بہت مشہور ہین۔ خاصکر سانپ کے کاٹے کیواسطے تو اکسیر تھے۔ بہت سے ہندو اور کئی مسلمان اسکے معتقد ہین چونکہ علمائے کو اسکے مسلمان ہونیکا علم نہین ہے۔ اسواسطے وہ کہتے ہین۔ کہ وہ کافر تھا۔ اسپر بزرگی اور کرامت کا یقین کرنا سخت غلطی ہے لیکن یہ انکی غلطی ہے۔ کیونکہ گوگا ایک فقیر کامل تھا۔ اخیر عمر مین مسلمان ہوا۔ اور خاصکر اسی حکایت سے اسکی بزرگی کا پورا حال معلوم ہوتا ہے۔ **دیگر**۔ مولوی جلال الدّین دہلوی سے جو ایک مرد صالح اور مریدان خواجہ صاحب مین سے تھے۔ روایت ہے کہ مین دین علی شاہ مجذوب کے پاس جن کا ڈیرہ دہلی سے باہر قدم شریف کے راستہ مین تہا۔ اکثر جاکر بیٹھتا۔ اگرچہ مجذوب اپنے جذبہ مین رہتا۔ اور لوگون سے کوئی کلام نہ کرتا۔ مگر تاہم مین جسوقت اسکا کہانا لیجاتا۔ وہ میرے پاس نہایت التفات کے ساتھ باتین کرتا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ مین نے اپنے مرشد حضرت خواجہ محمّد **سلیمان** صاحب کو خواب مین دیکہا۔ حالت عتاب مین فرماتے ہین کہ تو نے اس مجذوب سے کیا لیا ہے۔ یہ تو میرے ایک بال کا مقابلہ نہین کرسکتا۔ اس سے میرے دل مین خوف پیدا ہوا۔ کہ شاید خواجہ صاحب میرے اس مجذوب کے پاس آنیسے سخت ناراض ہوتے ہین۔ پس مین نے وہان جانا ترک کردیا۔ کچہہ دنون کے بعد بھی گیا۔ تو اس مجذوب نے ذرا بھی التفات نہ کی تحریر الحروف بھی اس مجذوب کے پاس گیا۔ اور اپنا حال عرض کیا۔ تو وہ مجذوب پٹھان پٹھان کہنے لگا۔ جس سے مراد تھی۔ کہ یہ سب فیض حضرت خواجہ محمّد **سلیمان** سے حاصل ہوسکتا ہے۔ پٹھان کا لفظ ان کی ذات کیطرف اشارہ ہے۔

دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب نے اپنی مجلس مین فرمایا۔ کہ پیری اور مرشدی اس شخص کو کرنی چاہیئے۔ کہ اگر مرید ہزار فرسنگ پر بھی ہو۔ تو اسکے حال سے اطلاع رکھے۔ اور مدد کو پہنچے۔ مولوی سلطان محمّد صاحب گورہا نے جو سیّد ہاشم شاہ قادری کا مرید اور حضرت خواجہ صاحب کا مجاز تہا اور ایکنیکو کار متقی پرہیزگار آدمی تہا۔ عرض کیا۔ کہ جب مرشد کیواسطے یہ رُتبہ چاہیئے۔ تو ہم لوگ جنکو مرید کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان صفتون سے خالی ہین۔ تو ہمارا حال کیسا ہوگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جسکو پیر کامل نے اجازت دی ہے اسکا مرشد ہی ذمہ وار ہے۔

دیگر۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب سوکڑی جن سے بندہ (ل۔ب بلوچ) کو ایک خاص انس تھا۔

Marfat.com

اور اب بھی ہے۔ خاص خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئی۔ حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب کے مناقب مین انکا کئی دفعہ ذکر آئیگا۔ فرماتے تھے۔ کہ تحصیل سنگھڑ مین یا کم سے کم سوکڑ مین جو شخص خواجہ صاحب سے اول اول بیعت ہوا۔ وہ میرا جد امجد تھا جسکا نام مولوی یار محمد تہا۔ اُسکے بیعت ہونیکا ذکر آئندہ لکھا جاویگا۔ اسکی ایک دختر مائی غلام فاطمہ بھی خواجہ صاحب سے بیعت ہوئی۔ اور دونو باپ بیٹی کو اسقدر محبت اور عقیدہ تھا۔ کہ اندھیری رات مین گھر سے محض زیارت کیواسطے روانہ ہوتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ مائی غلام فاطمہ نے حسب معمول اپنے والد ماجد سے کہا۔ کہ چلکر خواجہ صاحب کی قدمبوسی اور زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کرین۔ دونو رات کا کھانا کھاکر سوکڑ سے روانہ ہوئے اتفاق سے اس رات بجلی چمک رہی تھی۔ اور رود سنگھڑ بڑے زور شور سے جاری تھی۔ جب دونو اس رود کے کنارے پر پہنچے۔ تو پانی کی طغیانی دیکھکر مولوی صاحب نے اپنی دختر نیک اختر سے کہا۔ کہ رات اندھیری ہے۔ اور اندھیرے مین پانی کا کچھہ اتا پتا نہین لگتا۔ ہمکو آج واپس جانا چاہیئے مگر مائی فاطمہ نے نہ مانا۔ اور دونو متوکل علی اللہ ہوکر رود سے عبور کرنے لگے۔ پانی تھا زور کا۔ دونو گرداب مین آگئے۔ اور پانی انکو لے چلا۔ عین اسیوقت انہون نے خواجہ صاحب کو یاد کیا۔ اتنے مین تائید غیبی سے کسی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کنارے پر ڈال دیا۔ اور دونو اپنے کپڑون کو جو پانی سے بالکل تر ہوگئے تھے۔ خشک کرنے لگے۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد خواجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور زیارت کا لطف اُٹھایا۔ خواجہ صاحب نے تخلیہ مین فرمایا۔ کہ میان یار محمد! یہ بھی کوئی رات تونسہ شریف مین آنیکی تھی۔ اس دفعہ تو مین نوافل کو چھوڑ کر مدد کو پہنچا۔ مگر آئندہ اسقدر نڈر نہ ہوا کرو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ کہ قبلہ یہ آپ کی کنیز نہین مانتی تھی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اچھا اس غریب کو بہت دکھہ مت دو۔ اسدن کے بعد مائی فاطمہ خواجہ صاحب کے دولت خانہ مین رہنے لگی۔ اور حضرت رابعہ بصری کیطرح تمام عمر عبادت اور گوشہ نشینی مین گذاردی۔ سبحان اللہ۔ اگلے زمانے مین عورتین کسقدر زاہدہ اور عابدہ ہوا کرتی تھین۔ اور آجکل ہم لوگ کسقدر بندہ نفس ہوگئے ہین۔ اور زاد راہ کے واسطے کچھہ بھی توشہ کا بندوبست نہین کرتے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم واحفظنا من شرور انفسنا۔ انت ربنا وانت مالکنا وانت نعم الوکیل ط

دیگر۔۔۔۔ مائی فاطمہ مذکورہ کے بھائی تاج دین کے گھر کوئی اولاد نہ تھی۔ ایکدن مائی فاطمہ یہ دہی

Marfat.com

تھی۔ کہ حضرت خواجہ صاحب گھر مین آئے۔ اور اسکی آنکھون پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہو گئے۔ مائی فاطمہ نے خواجہ صاحب کو نہ دیکھا۔ جب نام بتایا۔ تو آپنے گریہ کا سبب دریافت کرکے دعا فرمائی۔ کہ تمہارے بھائی کو گھیالی مین شادی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے ارشاد کے مطابق مولوی تاج الدین نے شادی کی اور بہت سے لڑکے پیدا ہوئے۔

خلیفہ محمد یاران صاحب کا عجیب و غریب سوال

نقل ہے۔ کہ ایکدفعہ خلیفہ محمد یاران صاحب ساکن کلاچی جو خواجہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر خلیفے اور ایک بزرگ آدمی ہو گذرے ہین۔ آپ کو نہایت شادان اور خوش اور مہربان پاکر تخلیہ مین التماس کی۔ کہ ایک سوال مدت سے میرے دل مین کھٹکتا ہے۔ اور حضور سے دریافت کرنے مین شرم دامنگیر ہے۔ اگر حضور اجازت عطا فرماوین۔ تو مین گذارش کرون۔ خواجہ صاحب نے اجازت فرمائے اسپر جناب خلیفہ صاحب نے عرض کی۔ کہ قبلہ میرا یہ سوال نہ ازروئے اعتراض ہے۔ اور نہ اعتقاد و اخلاص مین فرق ہے۔ بلکہ ولتطمئن قلبی کے سبب گذارش کرتا ہون۔ خواجہ صاحب اور بھی متوجہ ہوئے۔ اور شفقت سے فرمایا۔ کہ آپ فرمائیے۔ کیا سوال ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب نے جرأت پاکر عرض کیا۔ کہ غریب نواز! اگلے وقتون کے اولیائے کرام و مشائخ وقت کبھی کسی شخص کو اپنے دایرۂ بیعت مین داخل نہ کرتے تھے۔ جب تک کہ کسی خاص شخص مین اہلیت و انسانیت اور صلاحیت موجود نہ ہوتی آپ کا یہ حساب ہے۔ ع ہر کہ آمد بر درت خالی نرفت۔ اس مین کیا بھید ہے۔ فاسق آوے۔ کہ فاجر دہریہ آوے کہ کافر۔ صاحب ہوش ہو۔ یا عقل سے باہر۔ مگر کسی کو بھی آپ اپنے سلسلۂ غلامی مین قبول کرنیسے کبھی انکار نہین فرماتے۔ خلیفہ صاحب نے یہ تقریر کچھہ ایسی متانت اور ادب سے کی تھی۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ فی الواقع انکے دل مین اس عجیب امر کی حقیقت دریافت کرنیکی بڑی آرزو ہے۔ اور بالخصوص خلیفہ صاحب پر خواجہ صاحب کی کمال مہربانی اور شفقت تھی۔ بس آپنے اپنے خلیفہ اعظم کو رو کھا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور اصل حقیقت کو ظاہر فرماکر خلیفہ صاحب کو ایک عجیب راز سے آگاہ کیا۔ اور اسطرح اس سوال کا جواب فرمایا۔ میان! اگرچہ یہ راز منکشف کرنیکے قابل نہین تھا۔ لیکن آپ کی خاطر مجبور ہوکر مجھے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ واضح ہو کہ جب پہلے پہل حضرت قبلہ عالم صاحب سے خلافت ملی۔ مین لوگون کو مرید نہ کرتا تھا۔ ایکدن رات کو ماتف

Marfat.com

نے آواز دی۔ کہ اے فلانے۔ تو لوگون کو مرید کر۔ مین نے اسوقت کہا۔ کہ مجھے اتنی طاقت نہین جواب ملائکہ تو اس بوجھ اُٹھانیکے لائق ہے۔ ہم نے تمہین حکم کیا۔ تو بڑی خوشی سے لوگون کو فیض پہنچا۔ پھر مین نے عرض کی۔ یا الٰہی مین اسوقت لوگون کو اپنی بعیت کراؤنگا۔ اگر اپنے کرم سے اُن سب کو بخشدے۔ حکم ملا۔ کچھ فکر نہ کر۔ ہم سب کو بخشدینگے۔ پھر خواجہ صاحب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا اب بتاؤ۔ مین کیوُن بخل کرون۔ بخشنے والا تو وہ خود قادر کریم ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب پشاوری رہنے جنکی راقم نے جون ۱۹۰۲ء مین جاکر زیارت کی ہے۔ اس واقعہ کو مندرجہ ذیل دلچسپ پیرایہ مین

راوی این راز نور الدین نام	مولوی حافظ و شیرین کلام
هژده سال او پیش حضرت ما که بود	در تراویح ختم قرآن می نمود
گاه گاه از شفقت های لطیف	راز می گفتند با او اے شریف
کاے شہنشاهِ تمامی اولیا	قطبِ عالم کاملان را پیشوا
اے ز نورت روشن این کون و مکان	وے ز فیضت سبز گلزار جہان
اے مزین تو بنورِ احمدی	وے تو سرو زیب گلزار نبی
اے ز شفقت عاجزان را دستگیر	ملجا و ماوائے مسکین و فقیر
هر که آمد بر درت خالی نرفت	گرچه خالی بود از روز الست
گرچه باشد فی اللشل ابلیس هم	چون رسد بر تو ولی سازیش هم
هر که بودے صاحب معنی خلف	بعیتش کردندے شیخان سلف
در جنابت اے تو خاص کردگار	سی هزار آیند و گر سی صد هزار
اندرین معنی مرا حیرت فزود	حیرتم را دفع میباید نمود
شیخ عالم غوث ارض و سما	گفت از حق آیدم هر دم ندا
هر که گیرد دست تو اندر جهان	بیحسابش آورمش در جنان
من ضعیفم هم مریدانم ضعیف	بر ضعیفان رحم یارب اللطیف
بعد ازانم هر زمان آید خطاب	کانچه میگوئی بذیرفتم شتاب
گر نگیرم جانِ او وتاند همیش	آنچه خاصان راد هیم فند همش

هم خلافت منزلت صوفی شعار	هم شرافت مرتبت فرخنده کار
مهربانی های حضرت هم براو	بود بس انسجد شنوای ماه رو
روزی اندر خلوتی او قربِ داشت	کرده پیش شیخ عالم عرضداشت
کاے سلیمان منزلت غوث زمان	بارگاهت سجده گاهِ انس و جان
اے ز فقرت فخر ذاتِ مصطفے	وے تو معمورِ دینِ مجتبے
اے ز گلهای معانی گلشنے	وے چراغِ چشت را تو روشنی
ایکه فیض علم را گسترده	خوان یغمای بهر خلق آورده
این صلائے عام کردر داده	که نهد این هین خوان که نهاده
هیچ شیخے این چنین جرأت نکرد	حیرتم دامن گرفت ای شیخ فرد
ور بدی ناسازگار و ناخلف	دست او را کم گرفتندی بکف
خواه تجار ند خواه از اغنیا	دستِ شان گیری تو در راهِ خدا
گرچه گستاخی است اے عالیجناب	این سوالم را عنایت کن جواب
کاے سلیمان منزلت محبوب من	وے وجودت خلعت موهوب من
من همین پاسخی نبودم اے غلام	عرض کردم یا اله ذو الکرام
آنچه خاصان را دهی هم آن تهان	این ضعیفان را بده فیض جهان
که مرا سوگند ذاتِ من بود	هر که گیرد دست تو بر من بود
آن بهاؤالدین ملت غوثِ حق	یکندا بشنود چون با الهام حق

Marfat.com

ہر کسے کامروز بیند مر ترا — آتش دوزخ نسوزد مر اورا

زین سخن بشگفت شیخ نامدار — خویش را برگرد بر اشتر سوار
اے پسر بشنو بگوش ہوش تو — باز آ از غفلتِ خرگوش تو
کاے تو فانی باقی ہم باذاتِ من — ہم مرا سوگند عزتِ نامِ من
چونکہ فرمانم رسد ہر دم چنین — این صدائے عام دارم در زمین
گفت اوی شیخ چون گفت این سخن — گوشِ من مالید و گفتا این سخن
او زمین بوسید و گفت اے خاصِ حق — کوزہ چہ بود چونکہ قلزم بالعلق
شیخ گفتا تا کہ بتوانی نہان — دار اندر سینہ چون گنج نہان
او زمین بوسید و سر با ادب — شد ز خلوت خانہ آن خاص رب
لیک حسب قول شد مردان شجاع — کل سر جاوز الاثنین شاع
کردید ایا یک از یار کہن — او بدیگر دیگرے تا او بمن
زد ندا کامروز ما را ہر کہ دید — بیشکے وا ز آتشِ دوزخ رہید
آنکہ صد سال است و صد عم کم و بیش — این خطابے آید م ہر دم ز پیش
آنکہ خاصان را دہم بعد از فنا — طالبانت را دہم اندر بقا
تا کہ آید ہر کسی زین فیض عام — بہرہ یابد شاد باشد والسلام
تا نگوئی سرِ سلطانی بکس — تا نریزی قند را در کام مگس
بحرِ قلزم چونکہ این دُر را بدر — کرد چون ماند نہان در کوزہ در
تا تو بتوانی نگہ دارش ہلا — زو بہر محفل نہ سازی قصہ ہا
چند روزے در میانِ سینہ داشت — گنج را پوشیدہ در گنجینہ داشت
خواست روزے تا سخن رانی کند — وز بیانش شکر افشانی کند
اتفاقاً راوی شیرین مقال — خود بلاقی گشت با این خستہ حال
از فصاحت آن بیانے را کہ داشت — بر قلم از کلک خوشگوی کہ نگاشت

مولوی نجم الدین خلیفہ اعظم فرماتے ہیں کہ حضرت می فرمودند۔ کہ ہر کہ بر درِ من آید۔ او صاحب قسمت است و بے نصیب بدرِ من نمے آید +

یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ جب لوگ حضرت غریب نواز کے پاس آکر اپنی اپنی آرزوئیں اور حاجتیں بیان کرتے تھے۔ خواجہ صاحب دعائے فاتحہ خیر کہکر خاموش ہو جاتے تھے۔ اور بالخصوص جب امساک باران ہوتا۔ بہت لوگ حضرت صاحب کی خدمت میں استغاثہ کرتے۔ کہ یا غریب نواز ع دعائے کن کہ کار از حد گذشتہ + حضرت صاحب محمدؐ کہوکہر کیطرف اشارہ کرکے کہتے تھے۔ کہ یہ جب چاہتا ہے مینہ برساتا ہے۔ اسیواسطے اسکو مینہ برساو کہتے تھے۔ بموجب حدیث شریف۔ کتمان الکرامۃ فرض علی اولیائہ کاظہار معجزہ فرض علے انبیائہ +

چنانچہ میاں عبداللہ کہوکہر تونسوی سے روایت ہے۔ کہ جو کرامتیں حضرت صاحب سے ظاہر ہوتی تھیں آخر عمر میں افسوس کرتے تھے۔ کہ میں نے یہ کیا کیا تھا۔ کہ فلاں فلاں کام مجھ سے ہو گئے +

دریائے سندھ سے بغیر کشتی کے عبور کرنا

Marfat.com

خواجہ خواجگان حضرت محمد سلیمان صاحب تونسوی۔ جو اپنے وقت کے قطب دوران سلیمان زمان کہلائے۔ اور جنکی بزرگی اور کرامت کا شرق سے غرب تک شہرہ ہوا ہے۔ انکی عجیب وغریب خوارق عادات کا مفصل ذکر کیا جاوے۔ تو اسکے واسطے بھلا اس مختصر میں کہاں گنجائش ہے جب اس مختصر کا نام خاتم سلیمانی تجویز ہوا۔ تو یہ دل میں فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ کہ جسطرح نگین خاتم پر مختصر سجع لکھا جاتا ہے۔ اسیطرح اس کتاب میں بھی خواجہ علیہ الرحمۃ کے ملفوظات سے مختصر اور دلچسپ حکایات اور واقعات اسطرح پر منتخب کی جاویں جسطرح کہ کسی چیز کا جوہر نکالا جاتا ہے گویا خاتم سلیمانی واقعات سلیمانیہ کا عطر ہے۔ جو بڑی احتیاط سے کشید کیا گیا ہے منجملہ دیگر حکایات کے دریائے سندھ سے جو آپنے ایک موقعہ پر بغیر کشتی کے عبور کیا۔ ایک ایسا مہتم بالشان واقعہ ہے جسکی نظیر دنیا میں شاذونادر ہی ملیگی۔ خاکسار ا۔ ب بلوچ مؤلف کتاب ہذا نے اس واقعہ اور کرامت کی تحقیقات کیواسطے از بس کوشش کی۔ اتفاق سے چند ایک اشخاص خاص میرے گاؤں کے بھی اسدن حضور خواجہ صاحب کے ہمرکاب تھے۔ اور اس عجیب وغریب واقعہ میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کیفیت اسکی اسطرح پر ہے۔ کہ ایکدفعہ خواجہ صاحب فقرا اور علماء کی ایک بڑی جماعت حسب معمول ساتھ لیکر اپنے پیرومرشد حضرت قبلہ عالم کے عرس پر تشریف لیگئے جب سنگھڑ کو واپس روانہ ہوئے۔ اور دریائے سندھ کے کنارے پر پہنچے۔ اس وقت دریا دو شاخوں میں بہتا تھا۔ پہلی چھوٹی شاخ تو عبور کرکے آئے تھے۔ بیچ میں ½ میل کے قریب ریت تھی۔ اور دریا بھی خاصے طغیانی پر تھے۔ جب کنارے پر آئے۔ تو معلوم ہوا کہ مسمی پربدیال نے جو کہ دیوان ساون مل صوبہ دار ملتان کیطرف سے سنگھڑ کا حاکم تھا۔ سب کشتیاں ضبط کرلی ہیں۔ حضرت صاحب نے ہر چند اسے کہلا بھیجا۔ کہ تو ایک کشتی ہمیں دیدے۔ ہم فقیر لوگ ہیں۔ یہاں ہمکو بڑی تکلیف ہوگی مگر اس نے ہرگز اُن کی بات کو نہ مانا۔ بلکہ تضحیک اور استہزا سے کہا۔ کہ آپ نے فقیروں کے لئے تونسہ شریف میں لنگر جاری کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا۔ اگر ایک دو روز یہاں جنگل میں فقرا کے لئے لنگر جاری کردوگے۔ بعدہ سب کشتیوں کو موضع درانجھی کے نیچے جو کہ دریا کے مغربی کنارہ پر ہے۔ لیگیا۔ غرض حضرت صاحب وہیں کنارہ پر رہ گئے۔ فقرا کا عجب حال تھا۔ اوپر سے تمازت آفتاب اور گرمی کی شدت۔ نیچے سے گرم ریت ماہی بے آب کیطرح تڑپ رہے تھے۔ حضرت صاحب کیلئے

Marfat.com

تو چند بانس جو کچاوون مین ساتھ تھے۔ ریت مین لگاکر اور اوپر کھیس وغیرہ ڈالکر سایبان بنادیا
گیا۔ مگر عام لوگ سخت تکلیف برداشت کر رہے تھے۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا۔ تو آپنے نماز
باجماعت ادا کی۔ اور حسب دستور سابق قرآن شریف کی تلاوت شروع کی۔ جب تلاوت سے
فارغ ہوئے۔ غازی خان کو جو خاص مرید تھا۔ اور دریا کے کنارہ پر رہتا تھا۔ فرمایا۔ میان غازی تم
جا دیکھہ دریا مین پانی بہت معلوم ہوتا ہے۔ یا نہ۔ اُس نے عرض کی۔ قبلہ دریا جوش وخروش پر ہے
اور بغیر کشتی کے عبور ناممکن ہے۔ اتنے مین چند مشکین اِدہر اُدہر کے لوگ لے آئے۔ حضرت نے
حکم دیا کہ چند تیراک مشک پھلاکر چلین۔ اور جہان پانی زیادہ ہو۔ وہان استعمال کرین۔ غرض
تین چار آدمی روانہ ہوئے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ پانی انکو کمر سے اوپر نہ آیا۔ یہ دیکھکر سب فقیر اُنکے پیچھے
چل کھڑے ہوئے حضرت صاحب نے غازیخان کو پہلے کہا تھا۔ کہ مجھے دریا مین پانی کم معلوم ہوتا
ہے۔ تو جاکر سارا پانی اچھی طرح دیکھہ آ۔ اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی زبان مبارک سے فرمائے تھے
کہ خداوندکریم نے فرعون کافر کو جسنے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ دریائے نیل مین رستہ دیا تہا۔ ہم فقیر
لوگ جو کلمہ گو ہین۔ اور نبی کے غلام ہین۔ کیا عجب ہے۔ اگر ہمین بھی رستہ ملجاوے۔ الغرض سب
فقیر گذر گئے۔ ساتھ ہی چند مسافر اُن مین سے ایک دو ہندو بھی تھے۔ پار ہو گئے۔ مگر حضرت
صاحب کیواسطے ایک چارپائی سی بنائی گئی۔ اور اُسکے نیچے چار عدد شنا (سنداری) لگادی گئین
اور حضرت خواجہ سلیمان صاحب اور صاحبزادہ خواجہ گل محمد صاحب اور خواجہ اللہ بخش صاحب تینون
اسی سرکنڈون کی چارپائی پر نشست فرمائے ہوئے۔ اور دریا سے عبور کیا۔ کہتے ہین۔ کہ فقرا کے
عبور کرنیکے بعد چند آدمی ان کی دیکھا دیکھی مغربی کنارے سے دریا کو پایاب سمجھہ کر داخل ہوئے۔
مگر کنارے ہی پر ڈبکیون ڈبکیون کرنے لگے۔ اس واقعہ مین ایک دلچسپ بات یہ سنی گئی ہے۔ کہ کیا
گھوڑا اور کیا اونٹ کیا گدہا۔ ہر ایک جانور اور جاندار کو خواہ وہ طویل اور بڑا چھوٹا کیون نہ تھا۔
پانی کمر تک آتا تھا۔ میرا نانا حاجی احمد علیخان[1] ملتانی ساکن سوکڑ جسے راوڑہ کہتے تھے۔ اور
جو ایک پستہ قد آدمی تہا۔ اس موقع پر حضرت صاحب کے ہمراہ تہا۔ اور ملان نور حسن ارائین ہماری
مسجد کا پیش امام متوطن سوکڑ بھی۔ جو کہ ایک بڑا طویل القامت شخص تہا نیز حضرت کے ہمرکاب تھے

عـ۱ نامبردہ کئی دفعہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوا۔ اور ایک عرصہ دراز جادو کے علاقہ مین درس تدریس مین مصروف رہا۔ بہت نیک مرد تہا۔ اور [illegible]

[illegible]

اور چونکہ دونو خاص سوکڑے کے رہنے والے تھے۔ اسواسطے ایک دوسرے کے آگے پیچھے دریا سے عبور کر رہے تھی
اور سخت تعجب ہے۔ کہ پانی اُن کو بھی کمر تک آتا تھا۔ یہ حکایت سنگھڑ اور مہار شریف مین ہر کہ ومہ کو معلوم
ہے۔ مین نے پہلے اس واقعہ کو ایک قلمی کتاب مین پڑہا تھا۔ اور مناقب المحبوبین مین بھی اس واقعہ کو اسیطرح لفظ
بلفظ درج کیا گیا ہے۔ مین نے اپنے نانے احمد علیخان کو اچھی طرح کئی سال تک دیکھا تھا۔ اور وہ بھی اکثر اس
کی تصدیق کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مین نے اپنے شہر کے اکثر لوگون سے سُنا ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ جب
دیوان ساون مل نے پر بدبال کی اس شرارت اور حماقت کی حکایت سنی۔ فوراً اسکو معزول کر کے قید خانہ
مین بھیجا۔ خیر اُسکے معزول اور محبوس ہونیکے اور بواعث ہون۔ مگر ہم اتنا کہے بغیر رہ نہین سکتے۔ کہ
خواجہ صاحب کی بددعا کا اثر تھا۔ پھر اس سے بہت سا جرمانہ بطور مصادرہ لیکر اُسے قید سے مخلصی دیگئی۔
وہ روتا پیٹتا تونسہ شریف مین آیا۔ اور خواجہ غریب نواز سے آکر معافی طلب کی۔ کہتے ہین۔ کہ پھر اُسکو
ایک اچھے عُہدہ پر بحال کیا گیا۔ گو یہ بات صحیح نہ ہو۔ مگر اس مین ذرا شک نہین۔ کہ حضرت صاحب نے
دریائے سندھ جیسے بھاری دریا سے بغیر کشتی کے عبور کیا تھا۔ دریائے سندھ کی تندی اور لہرون اور
پانیکی بہتات سے وہی لوگ اچھیطرح واقف ہین۔ جو کہ اسکے کنارہ پر آباد ہین۔ بھلا جن لوگون نے راوی
دیکھی ہے۔ وہ اٹک کا کیا خیال کر سکتے ہین۔ حضرت صاحب بارہا یہی فرماتے تھے ع تراکشتی آورد و مارا خدا
یہ حکایت سنگھڑ مین حد سے زیادہ مشہور ہے۔ اگر آجکل کے انگریزی خوان اس حکایت پر نکتہ چینی
کرین۔ تو کچھہ تعجب کی بات نہین ہے۔ مگر انکو واضح ہو۔ کہ خداوندکریم قادر مطلق ہے۔ اُسکے آگے کوئی
چیز مشکل نہین ہے۔ قرآن مجید مین جسقدر عجیب غریب معجزے پیغمبرون کے درج ہین۔ وہ بھی عقل مین
مشکل سے آتے ہین۔ مگر تمام دنیا پکار پکار کر انکی تصدیق کر رہی ہے۔ جن لوگون مین ایمان کامل ہوتا
ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر صدق دل سے یقین رکھتے ہین۔ اے کوتاہ اندیش! تو روز مرہ دیکھتا
ہے۔ کہ وہ صانع قدیم ایک دانہ اور پانیکی حالت تبدیل کر کے کسقدر گل وگلزار پیدا کر سکتا ہے۔ کیا
اس مین طاقت نہین ہے۔ کہ اپنے خاص پیارے بندون کیواسطے اپنی ایک محکوم چیز کو کچھہ عرصہ کیواسطے
خاص طرز پر حکم دے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستان مین اپنا چشم دید واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک
فقیر روشنضمیر نے بغیر کشتی کے دریا سے عبور فرمایا۔ کیا آپ کو اس بزرگ پر بھی کذب کا احتمال ہو سکتا
ہے۔ اس گئے گذرے زمانے مین بعض لوگ آگ مین چلتے ہین۔ اور ایسے عجیب وغریب کرامتین دیکھاتے

Marfat.com

ہین۔ کہ عقل کچھہ کام نہین کرسکتی۔ مولوی غلام حیدر نے اپنے ملفوظ مین اس واقعہ عظیمہ کو لفظ بلفظ نقل کیا ہے۔ اور یہ شعر بھی لکھے ہین ہے

بہ بین کرامتِ حضرت چو معجزہ موسے	کہ او ز نیل گذر کرد واین ز دریائے سندھ
عجب مدار باین امر سالکانِ خدا	کہ مے رسند بیک لحظۂ ز روم بہ ہند

اقتباس ملفوظات

جناب فخر الاولیا خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کی جسقدر ملفوظات قلمی یا مطبوعہ ہین۔ ان سب مین منتخب دو کو خاص فضیلت حاصل ہے۔ یہ کتاب حسب ارشاد حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش صاحب مولوی یار محمد صاحب نے مناقب شریفہ سے انتخاب کی ہے۔ اور اپنی چشم دید ملفوظات کو بھی مندرج کرکے کتاب کو گوناگون مضامین ومطالب سے گلشن بیخزان بنادیا ہے۔ یہ کتاب صحت وتنقید کے لحاظ سے تمام ملفوظات پر فوقیت رکھتی ہے۔ چنانچہ مین نے چند ایک بزرگون مثلاً مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی۔ مولوی گوہر علی صاحب تونسوی وغیرہ کی زبانی سُنا ہے۔ کہ حضرت ثانی علیہ الرحمہ فرماتے تھے۔ کہ یہ کتاب منتخب میری اپنی ساختہ پرداختہ ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ سجادہ نشین صاحب سیال شریف اور حضرت فیضمآب پیر مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے ایما اور ارشاد سے یہ کتاب "انتخاب مناقب سلیمانیہ" شایع ہو چکی ہے۔ جو بلبلان گلشن سلیمانی اور پروانگان شمع افغانی کیواسطے حرزِ جان ثابت ہوگی۔ اگرچہ خاکسار بمقدار اللہ بخش ملتانی مؤلف خاتم سلیمانی نے قبل ازین بھی قلمی نسخہ سے بہت کچھہ اقتباس کیا ہے۔ مگر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند ضروری مضامین بجنسہ ترجمہ کرکے یہان درج

ملفوظ..... صاحب منتخب نے دریا والی حکایت کو بعینہ درج کیا ہے۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا ہی کہ مین (مولوی یار محمد) ان دنون بمقام تونسہ مقدسہ تحصیل علم کرتا تھا۔ جب شہر مین یہ خبر مبارک اثر پہنچی کہ آج وہ ہمائے سعادت وآفتاب ولائت عُرس شریف حضرت قبلہ عالم سے واپس تشریف لاکر تونسہ مقدسہ مین پرتوے فگن ہونگے۔ بہت سے درویش۔ طلبہ۔ جان نثار غلام مریدان عالی مقام اس شہباز اوج لامکانی کے استقبال وزیارت فیض بشارت کیواسطے تونسہ شریف اور دیگر دیہات سے روانہ ہوئے۔ جب ہم "بستی پیر" مین پہنچے۔ تو جناب فخر الاولیا قدس سرہ ایک سرین کے درخت کے نیچے رونق افروز تھے۔ ہم لوگ جب زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو اسوقت عام لوگون کی زبانی یہ چرچا

Marfat.com

سنا۔ کہ آج حضرت فخرالاولیا صاحب قدس سرہ العزیز دریا سے بغیر کشتی عبور فرمائے ہوئے۔ اور چونکہ تازہ واقعہ تھا۔ اسواسطے سب لوگ ایک ہی کیفیت بیان کرتے تھے۔ مگر ہم لوگ منتظر تھے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب بھی زبان فیض ترجمان سے کچھ فرماتے ہین۔ چنانچہ اسی انتظار مین بہت دیر گذر گئی۔ جب آپ قیلولہ سے فارغ ہوئے۔ تو نماز ظہر با جماعت ادا فرمائی۔ اور اسی درخت کے سایہ مین محفل ہوئی۔ تو ایک شخص نے دریا کی قیل وقال شروع کی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آج غازیخان نے دریا کو پایاب (رہا تھا) کر دیا ہے غازیخان بھی مجلس عالیہ مین موجود تھا۔ حضور کے طریقہ خوش طبعی کو ملاحظہ کر کے عرض کیا۔ کہ غریب نواز ہم لوگ جو ہمیشہ سے دریا کے کنارے رہتے ہین۔ اور اسکے ہمسائے ہین۔ کیا ہماری اتنی بھی آشنائی نہ ہوتی؟ کہ وہ آج ہمارے کام آتا۔ مگر خفیہ طور پر کہا۔ کہ میری ۔۔۔ تو بھی توفیق نہ تھی"۔ اسکے بعد آپ نے کچھ دیر سکوت فرمایا۔ اور بعدہ یہ الفاظ بیان فرمائے سُنا گیا ہے۔ کہ دریائے نیل فرعون کا فرمان بدل وجان منظور کر لیتا تھا۔ اور ہم تو کلمہ گو ہین۔ اور مسلمان ہین۔

فائدہ۔ واضح رہے کہ حضور کے یہ الفاظ اس امر پر دال ہین۔ کہ آپکے نزدیک ایسے امور سلسلہ کرامت سے نہین ہین۔ بلکہ کلمہ شریف پڑھنے کی برکت ہے۔ کہ ہر ایک شخص پڑھتا ہے۔ اور گویا ہر ایک کو یہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور کتمان الکرامتہ کا مفہوم حکایت سے ہویدا ہے۔ درحالیکہ صدہا فقرا و مساکین کی حاجت روائی بھی ہو گئی۔ پس یہ حکمت بھی اس مین مضمر ہے۔ اس مسکین بے تسکین کو جو اس واقعہ سے تعجب ہوا۔ تو اس وجہ سے نہین ہوا۔ کہ مین نے حضرت فخرالاولیا کو اسقدر بڑے دریا سے (جو ہندوستان بھر مین سب سے بڑا دریا ہے) بغیر کشتی عبور کر کا سُنا۔ بلکہ مین نے اس حکایت کو اسوجہ سے عجیب ترین سمجھا۔ کہ باوجود ایسے امر عظیم کے آپ نے پردہ شریعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور آپ ایک گھٹ پر (ترکی بالفتح) سوار ہوئے۔ اور گویا اسباب قدرتی سے مدد لیکر دریا سے عبور کیا۔ مگر آپکے ہمراہیون نے بغیر اسباب ظاہری ایسے دریا متلاطم سے عبور کیا۔ گویا وہ سب آپکی صحبت کی برکت سے کامل بلکہ اکمل تھے۔ میرے نزدیک بغیر کشتی عبور کرنے مین کوئی خاص بات ظہور پذیر نہین ہوئی۔ کیونکہ بہت سے مجذوب بھی ایسا کر لیا کرتے ہین۔ اور فہم ناقص مین یہ امر آتا ہے۔ کہ دریا کو بھی اس شاہ دوجہان کا ادب منظور تھا اور اس محبوب دوران کی انتظاری اور وہ تشفی و تسکین کی بیقراری ۔۔۔ معلوم ہوا کہ میرے سلیمان جہان کے ہمراہیان

Marfat.com

آفتاب عالمتاب کی حدت وشدت گرما سے ریگ گرم پرطپان ہین۔ جلد انکو راستہ دے۔ کہ آسودگی اور خوشدلی سے دوسرے کنارہ پر پہنچ جاوین۔ **ابیات ۵**

مرد چون شد راست بفرمان رب	ارض و سما باشد از و با ادب
بحر۔ ادب ورزد و فرمان برد	نار شود سرد ز نورش رمد
لشکر تائید شود این بادشاد	بیخ کن لشکر آن عاد شد
موم کند آہن داؤد را	بادشنا راست خط ہود را
عاقل و فرزانہ ہمہ پیش رب	دوست ورا دوست شید با ادب
عقل و ادب گر نبود یار شان	بہر چہ گردید ستون بر فغان

فائدہ… جب یہ خبر تمام دنیا مین منتشر ہوئی۔ اور کسیطرح قدوۃ الاولیا مولٰنا مولوی خدا بخش رح ملتانی ثم خیر پوری کے مسامع فیض مجامع مین پہنچی تو آپنے فرمایا۔ کہ اس جوان مرد کے علم اور حوصلہ پر ہزار آفرین۔ کہ دریا کو بھی باقی چھوڑا۔ اور فقیرونکا کام بھی ہوگیا۔ اور اگر آپ اس عالی حوصلگی اور خیر اندیشی کو کام مین نہ لاتے۔ تو وہ دریا قیامت تک ایسا خشک ہوجاتا کہ چڑیا کی پیاس بھی نہ بجھا سکتا۔ فافہم وتدبر۔

دیگر… میان یار محمد سوکڑی کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک شخص یار محمد خان افغان تونسہ شریف مین سکونت رکھتا تھا۔ اور ابتدا مین وہ بہت دولتمند اور صاحب ثروت تھا۔ لیکن آخر مین زمانہ کی گردش سے غریب اور نادار ہوگیا۔ اتفاقاً وہ کسی کام کیواسطے **تونسہ شریف** سے شمال کیطرف گیا ہوا تھا۔ واپسی پر جب وہ موضع ڈونگ کے پاس پہنچا۔ تو وہ ایک اونٹ پر سوار تھا۔ اسوقت باجرہ تیاری پر تھا۔ اور خوشے خوب پکے ہوئے تھے۔ خدا جانے طمع نفسانی یا غلبہ گرسنگی سے یار محمد خان مذکور نے اپنے ساربان سے کہا۔ کہ باجرہ کے خوشے بہت سے جمع کرلے۔ اور ان کا خیال تھا۔ کہ نگہبان موجود نہین ہے۔ اتنے مین سرکاری کاردار آگیا۔ اور انکو معہ خوشہائے باجرہ کے پکڑ کر گوہر نمبردار کے پاس لیگیا۔ جو اس موضع مین دیوان تھا۔ گوہر نام نمبردار تھا تو گوہر تھا۔ مگر سنگ سیاہ سے کہین بڑھکر تھا۔ کہنے لگا کہ تو نے جسقدر نقصان کیا ہے۔ یہ پانسو روپیہ جرمانہ کے لائق ہے مگر پھر بھی تیرے بزرگون کا لحاظ کرکے مین تجھ پر پچاس روپیہ جرمانہ کرتا ہون۔ گھر پہنچتے ہی بھیج دیجیو۔

Marfat.com

اور اس باپ کو نہ کہیو۔ ورنہ وہی پانسو روپیہ وصول کرونگا۔ یار محمد مذکور وہان سے روانہ ہوا اور
اپنی غلطی و سہو پر سخت نادم تھا۔ **تونسہ** مقدسہ مین آکر حضرت فخر الاولیاء کے قدمون پر گر پڑا۔ اور
تمام و کمال ماجرا بیان کر کے عرض کیا۔ کہ مجھکو تو ایک روپیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہین ہے۔
اور گوہر بزدار نابکار نے دس روپیہ مصادرہ کیا ہے۔ مین نے حضور کا دامن پکڑا ہے۔ حضور غریب نواز
خاموش تھے۔ آخر مجھے (یار محمد سوکڑی) بوقت عصر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دو کاغذ ہین۔ ایک محمد ڈونہ
زمیندار موضع کے نام ہے۔ اور دوسرا اسمی گوہر بزدا ہے۔ تمہین چاہیئے کہ اسقدر سویرے
یہان سے روانہ ہو جاؤ۔ کہ صبح کی نماز موضع مذکور مین جاکر پڑھو۔ اور پہلے مسمی محمد ڈونہ سے
ملاقات کرو۔ وہ کاغذ پڑھکر تمہارے ساتھ گوہر کے ہان چلیگا۔ پس اسکو دونو خطوط دیجیو۔ اور
پھر جواب لکھا کر بہت … ض ہین جیسا کہ حضور پرنور نے ارشاد فرمایا تھا۔ علی الصباح
تونسہ مقدسہ سے روا … محمد بزدار جماعت مین شامل تھا۔ اسی حضور
کا والانامہ حوالہ ک … یا دیر کرو۔ کہ مین اشراق کی نوافل
ادا کر کے آپکے … رز نیکی کی امید نہین ہے۔ مگر حضور کے
فرمودہ کی تع … نیا۔ اور جب وہ نماز سے فارغ ہوا۔ تو دونو
حاکم ک … ہاتھ مین رکھتا تھا۔ اور حجام اس کا خط
بنا … یا۔ تو نامبردہ نے بعد مطالعہ غصہ مین آئینہ
… لو جا کر کہا۔ اب تو مین اس سے پانسو روپیہ
… ھن لی۔ جسکا لکھنا کسی طرح مناسب نہین۔ یہ کیفیت
… یا۔ کہ اگر آپ حضور کے لکھنے پر جرمانہ معاف نہین کرتے
… ن نے بڑے اصرار کے بعد کہا۔ کہ اگر اسنے دس روپے
… دمین پانسو روپیہ لونگا۔ یار محمد سوکڑی (خاکسار الہ بخش ملتانی
… ہے۔ حفظ اللہ عن حوادث الدہر) کا بیان ہے۔ کہ مین یہ کیفیت دیکھکر
سیدہا **تونسہ** … ین گیا۔ اور حضور فیض ظہور کی خدمت مین تمام حال اول سے آخر تک جا سنایا
آپ سنکر خاموش سے ہو گئے۔ اور اسکے بعد حرم سرائے کو تشریف فرما ہوئے۔ جب ظہر کا وقت آیا۔

Marfat.com

حسب معمول نماز سے فارغ ہو کر مجلس خانہ مین رونق افروز تھے۔ کہ شیخ محمد خان جو نواب اسد خان کا وزیر تھا۔ حضور کی زیارت سراپا رحمت سے مشرف و ممتاز ہوا۔ اور نماز عصر تک حضور والا جاہ کی خدمت مین بیٹھا رہا۔ اور نماز عصر کے بعد قدمبوس ہو کر رخصت طلب کی۔ اسوقت آپ نے بعض حاجتمندن کے کام اسکے سپرد کیئے۔ جب نامبردہ چلا گیا۔ تو مین نے موقعہ پا کر حضور پُرنور کی خدمت مین استغاثہ کیا۔ کہ یا غریب نواز! یار محمد افغان والے جرمانہ کا ذکر بھی شیخ مذکور سے فرما دیتے۔ کہ وہ بیچارا محض نادار ہے۔ مجھہ کو آپ نے دست مبارک سے ایک ایسا دہکا دیا۔ کہ مین مسجد کی دیوار پر جا لگا۔ کچھہ دیر کے بعد کہ شیخ مذکور چلا گیا۔ میرے طرف عنایت کی نظر فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ کہ وہ کام اُسکے کہنے کے لائق نہ تھا۔ جہان کہنا مناسب تھا۔ وہان کہا گیا۔ جب رات گذری۔ اور دن ہونے کو تھا۔ کہ آپ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ اور حاضرین وقت آپکے پاؤن دبا رہے تھے۔ یا مٹھیان بھرتے تھے بندہ حسب معمول حاضر خدمت تھا۔ اور اتفاق سے اُسدن سب سے پہلے حاضر ہوا تھا۔ خوش طبعی کے طور پر فرمایا۔ کہ تمہارا چچا گوہر بردار گذشتہ رات اپنے وطن کے کھوسون کے ہاتھہ سے قتل ہوا۔ مین نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز! اگر گوہر بردار مارا گیا۔ تو اس سے یار محمد افغان کا تو کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ جو شخص گوہر کی جگہ حاکم مقرر ہوگا۔ وہ ضرور غلہ جرمانہ وصول کریگا۔ اسپر آپ نے اسی خوشطبع سے فرمایا۔ کہ وہ حساب کا کہاتہ (بندی) بھی جلادی گئی ہے۔ کہ وہ ایک شہتر خانہ کیساتھہ لٹکی تھی اس سکان کو آگ لگائی گئی۔ اور وہ حساب کی بندی بھی اور سامان کیساتھہ جل گئی۔ جب دن ہوا تو خبر آپہنچی۔ کہ گوہر بردار کو قوم کھوسہ نے مار ڈالا۔ اور اسکا مکان وغیرہ جلا دیا گیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے سچ کہا ہے

ای بد رہک جیرانہ نشستی بجائے خویش +	با شیر پنجہ کردی دیدی سزائے خویش

مولانا روم فرماتے ہین

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میل او در طعنۂ نیکان زند +

ملفوظ۔۔۔ اے عزیزا جان اور سُن۔ کہ پہلے جو واقعہ دریا کا لکھا گیا ہے۔ وہ محض رحمت اور ظہور جمال تھا۔ اور یہ مثال جلال و جمال دونو کی متحدہ ہے کہ یار محمد افغان بلکہ سب مظلومون کیطرف سے ہوا۔ اور اسکے واسطے تیغ جلال نے ظہور کیا۔ مگر واضح رہے۔ کہ آپ مصدر صفات جمال تھے۔ مگر حضرت رسول مقبول صلعم بدر و حنین کیطرح کبھی کبھی صفت جلال مین بھی اپنا جلوہ دکہاتے تھے لیکن اس مین حکمت عظیمہ مضمر ہوتی تھی جیسا کہ اس معاملہ مین مخلوق نے ایک ظالم ستمگار کے ہاتھہ سے مخلصی پائی۔

Marfat.com

دیگر..... میان عبداللہ نام نمبردار جو ایک کوہستانی اور سادہ مزاج آدمی تھا۔ اور حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رح کے مریدان باصفا مین سے تھا۔ حضرت فخر الاولیا کی خدمت مین بہت عرصہ تک رہا۔ یہ شخص بوجہ سادگی اور صفائی باطنی کے ابدالون کی صورت مین نظر آتا تھا۔ حضرت فخر الاولیا قدس سرہ اکثر اسکے ساتھ بے تکلفی کی باتین کرتے۔ کہ اور کسی سے اسقدر مجالست و موافقت کم تھی۔ ایکدفعہ نامبردہ میرے ساتھ شب باش ہوا۔ اسوقت حضرت فخر الاولیا کا وصال ہو چکا تھا مین نے نہائیت اصرار سے اُن عجائبات کا دریافت کیا۔ جو اس نے حضرت فخر الاولیا سے خاص طور پر مشاہدہ کی تھین۔ اسپر انہون نے کہا۔ کہ یون تو مین نے بیشمار عجائیبات معائینہ کئے۔ مگر دو تین باتین ازبس عجیب ہین۔ **اول**..... جب میرے مرشد باکمال حافظ محمد جمال رح کا وصال ہوا تو اسوقت مین اپنے وطن پہاڑ پر تھا۔ مین یہ خبر سُنکر ازبس پریشان ہوا۔ اور روتا پیٹتا حضرت فخر الاولیا کیخدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے مرہم شفقت و عطا سے میرے زخم دل کو اچھا کر دیا۔ اور وہ اسطرح پر ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ کہ میان عبداللہ اسقدر گریہ نہ کر۔ کہ اہل اللہ کبھی فوت ہوتے ہی نہین۔ بلکہ ہماری طرح زندہ ہین۔ اور جو کچھہ تو عرض کرنا چاہے۔ وہ بخوبی سنتے ہین۔ لیکن گریہ وزاری سے مجھے اسقدر بیقراری تھی۔ کہ صبر محال تھا۔ پس آپنے مجھے اپنے پاس بٹھایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ خلوت کیوقت اپنے مرشد کی مزار پر انوار کے بالیں یہ الفاظ پڑھیو۔ انشاءاللہ تم سے ملاقات کرینگے۔ چنانچہ مین دوسرے دن ہی **تونسہ** شریف سے روانہ ہو کر **ملتان** شریف پہنچا۔ اور خلوت کیوقت وہی الفاظ پڑھے۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ حافظ محمد جمال قبر سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ مین بمجرد انکے جمال باکمال کے دیکھنے کے قدمون پر گر پڑا۔ آپنے فرمایا۔ کہ تمکو حضرت فخر الاولیا کے کہنے پر اعتماد نہ آیا۔ کہ اولیاءاللہ کبھی فوت نہین ہوتے۔ اور جسوقت کوئی آتا ہے۔ ہم اسکی بات سُنتے۔ اور اسے دیکھتے ہیں۔ تو ہر طرح سے تسلی کر اُسکے بعد پھر مزار شریف مین گم ہو گئے۔

دیگر..... ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ آپ حجرہ شریف مین خلوت مین بیٹھے تھے۔ مین چونکہ فرا اندر ہو گیا تھا۔ دروازہ پر آیا۔ اور سوراخ سے دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ خود بدولت حجرہ مین موجود نہین ہین۔ اس پر مین نے قیاس کیا۔ کہ شاید کوزہ لیکر وضو کرتے ہون۔ مگر استابہ بھی اپنی جگہ پر جو اسکے واسطے مقرر تھی۔ رکھا تھا۔ تھوڑی دیر مین سکوت مین رہا۔ کہ اتنے مین آپ گوشہ مغربی جنوبی

Marfat.com

تو آپ بائین ہاتھ سے سلام کرتے۔ مَین نے اپنا ہاتھ چیرا نکی ہر چند کوشش کی میسر نہ ہوا۔

ہر کسے را در ازل لطف الٰہی گشت یار +	بر وجودش ہر لطیفے میکند لطف آشکار
گرچہ قصد او نباشد ہم بزورش می دہند	نعمتے کاندر ازل کردہ بنامش کردگار

بلکہ بیخودی اور بیہوشی کی حالت طاری ہوگئی۔ اسوقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ فی الواقع یہ کامل بزرگ ہین۔ اسکے بعد آپ نے اپنے بیعت ہونیکا طریقہ بیان فرمایا۔ جو قبل ازین لکھا جا چکا ہے۔

دیگر۔ ایکدفعہ مجلس عالیہ منعقد ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ مرشد کامل کو اپنے مرید کا ہر وقت محافظ اور مشاہد ہونا چاہیے۔ اور آپ نے تمثیل کے طور پر تذکرہ فرمایا۔ کہ ایکدفعہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز دہلی سے حضرت بابا فرید صاحب کی زیارت کیواسطے پاک پٹن شریف کیطرف آ رہے تھے۔ رستہ مین ایک کنچنی بھی شریک سفر ہوئی۔ وہ آپکے جمال باکمال اور نوجوانی پر از بس فریفتہ ہوگئی۔ اور اس بہانہ سے کہ سید و فقیر ہین۔ انکو خدمت کرنے کے ارادہ سے اپنی گاڑی مین سوار کرایا۔ اور چونکہ موسم گرمی کا تھا۔ اسواسطے پہلی رات تو سفر مین رہے۔ مگر پچھلی رات سو گئے۔ اُسپر وہ کنچنی فرط محبت سے حضرت کو لپٹنے لگی۔ اور حضرت صاحب اُس سے دُور دُور ہٹتے تھے۔ اور یوسف علیہ السلام اور زلیخا والی کیفیت تھی۔ حضرت کا بھی خیال شاید ہوا۔ ناگہان ایک پر ہیبت ہاتھ ظاہر ہوا۔ جسکے خوف سے دونو اپنی اپنی جگہ پر پڑ رہے۔ اور کسی مین سکت نہ تھی۔ صبح تک وہ ہاتھ اسی طرح درمیان مین تھا۔ جب لوگ جاگ اُٹھے۔ تو وہ ہاتھ ناپدید ہو گیا۔ اسپر حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔ ع زہے نظر و حفاظت پیر کامل۔ اس کنچنی نے پوچھا۔ یاحضرت! آپ کا پیر کون ہے۔ آپنے فرمایا۔ بابا فرید الدین شکر گنج پاک پٹنی۔ وہ عورت از بس معتقد ہوئی۔ اور ساتھ ہی پاک پٹن ہمرکاب چلی۔ جب حضرت سلطان المشائخ صاحب اپنے مرشد کی خدمت مین پہنچے۔ بڑے شوق سے قدمبوسی کی اور اپنے اشتیاق بالا یطاق کو نہایت موثر الفاظ مین ادا کیا۔ آپنے فرمایا۔ بابا نظام الحق شوق تمہارا برحق۔ مگر ہماری مدد بھی بیشک تو سمجھنا چاہیے۔ کہ جنکے مرشد کامل ہین۔ وہ اپنے مریدان با اخلاص کی کسطرح مشکل کیوقت کار برآری کرتے اور بروقت مدد پہنچاتے ہین۔

دیگر ... ایکدن آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جب مین حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین تحصیل علم کرتا تھا۔ تو لنگر کے واسطے سب طالب علمون اور درویشون کا معمول تھا۔ کہ جنگل سے لکڑیان جمع کرکے لاتے

مجھے بھی اُن کی ہمراہی مین جانا پڑا۔ لیکن مجھے اس کام مین مشق نہ تھی۔ اسواسطے مین جنگل مین پھر رہا تھا۔ کہ ایک جگہ لکڑیون کا ڈھیر دیکھا اور اٹھا لیا۔ جو شاید کسی اور درویش نے جمع کیا تھا۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ جنگل سے ایک ایک لکڑی جمع کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ کہ یہ ڈھیر کسی اور کا جمع کیا ہوا ہے۔ جب ہم واپس آئے۔ تو موقع پاکر ایک درویش نے شکوہ اور طعنہ کے طور پر حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین عرض کی۔ کہ بعض درویش بھی عجب دلیری رکھتے ہین۔ آپنے استفسار فرمایا کہ کسطرح۔ اس پر اس درویش نے کہا۔ کہ جمعہ کیدن جو سب درویش لکڑیان لانے کیواسطے گئے۔ تو اس شخص نے (اشارہ بطرف خواجہ صاحب) خود تو لکڑیاں جمع نہ کین۔ بلکہ ایک اور درویش کی جمع کی ہوئی لکڑیان لیکر چلتا بنا اور یہ خیال نہ کیا۔ کہ وہ درویش آزردہ ہوگا۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا۔ کہ یہ غریب مسافر دور کے ملک کا ہے۔ افغان ہے ان سے بڑے بڑے کام ہوا کرتے ہین۔ یہ غریب لکڑیان لانا کیا جانے۔ اور انکی دلیری برحق ہے۔ کیونکہ رہزنون سے ہمیشہ دلیری کام آیا کرتی ہے۔ اسکے بعد مجھے اپنے پاس طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ حافظ تمہارا لکڑیان لانا معاف ہے۔ آئندہ تم نہ جایا کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو لکڑیان آپ پہلے لا چکے ہین۔ وہی قبول ہین۔ اور آئندہ تمہین کوئی اور کام بتایا جائیگا۔ خواجہ صاحب نے اس موقع پر ارشاد کیا۔ کہ مجھے از حد خوف تھا۔ کہ مبادا اس درویش کے کہنے سے آپ مجھ پر ناراض ہوجاوین۔ مگر حضرت قبلہ عالم کے ارشاد سے میری گونہ تسلی ہوئی۔ دوسرے دن حضور نے مجھے ایک کتاب ہاتھ مین دی۔ اور فرمایا۔ کہ سبق پڑھ اور اسیوقت مین نے سبق پڑھنا شروع کردیا۔ جب ختم ہوچکا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ ہر روز اسیوقت ہی سبق پڑھا کرو۔ **دیگر** ۔ ۔ ۔ کتاب انتخاب مناقب سلیمانیہ مین حضرت خواجہ صاحب کی وجہ تسمیہ بھی عجیب وغریب لکھی ہے۔ اگرچہ کسی اور ملفوظ مین دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مگر قیاس غالب ہے۔ کہ ضرور کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے۔ **روایت ہے** کہ ایکدن خواجہ صاحب حسب معمول حضرت قبلہ عالم سے سبق پڑھکر کھڑے ہوئے۔ اور پیشانی پر ہاتھ رکھکر سلام کیا۔ اور ایکطرف چلے گئے۔ اسوقت کوئی اہل علم بہت دلیر حضور قبلہ عالم کی خدمت مین بیٹھا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز! آپکی خدمت مین بھی عجب عجب لوگ دیہقانی رہتے ہین۔ کہ سلام اور تعظیم کرنا بھی نہین جانتے۔ مثلاً اس شخص نے سبق پڑھا۔ اور کسطرح دہقانون کیطرح سلام کرکے چلتا بنا۔ آپنے ذرا ناراض ہوکر کہا۔ کہ میان! یہ باتین دل سے تعلق رکھتی ہین۔ تو اسے دہقان سمجھتا ہے۔ اور جب

Marfat.com

خیال مین تخت آرائے **سلیمان** نظر آتا ہے۔ اسپر وہ شخص شرمندہ ہوا۔ اور عفو قصور کیواسطے عذرخواہ ہوا۔ اسکے بعد حضرت قبلہ عالم نے سب درویشون سے ارشاد کیا۔ کہ آئندہ اسے حافظ سلیمان یا محمد سلیمان کے نام نامی سے مخاطب کیا کرو۔ کہتے ہین کہ پہلے آپ کا نام مانہ خان تہا جسکے معنی فخر زمانہ کے ہین۔ بعدہ **محمد سلیمان** کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مانہ خان شاید **محمد سلیمان** کا مخفف یا مرخم یا تحریف ہو جیسا کہ پہاڑ والون کی عادت ہے کہ وہ نامون مین تغیر و تبدل کر لیتے ہین۔ واللہ اعلم۔

چونکہ شد نور محمد جلوہ گر	جلوہ ہائش بود از حد بیشتر	گونہ گونہ جلوہ ہا زو سر زدہ	ہر تجلی جائی خود خوش سر شدہ
ہر نبی را زو رسید این پایہ ہا	ہر ولی زو یافتہ این پایہ ہا	بو البشر زیر لوائے او خوش است	نوح در طوفان از و کشتی کش است
ہم خلیل از نور او دید فرخت	تا کہ نارش نور شد و از آتشت	با کلیم اللہ ازان جلوہ رسید	تا ید بیضا از و آمد پدید
ہم بروح اللہ ازان خیر الانام	جلوہ آمد تا کہ شد محیی العظام	با سلیمان شد عطا زان جلوے	زیر فرمان آمدش دیو و پری
زانکہ چون جوش ظہیر و یار و رفقہ	ماہیان بحر در دریائے شور	ہمچنین با این سلیمان سبین	شد تجلی ہا مثال اولین
گفتہ ہائے احمد مختار را	تا الحش کردند از ہر دو سرائے	زان تجلی ہا سلیمانی در او	بود غالب نام کردندش بدو
ہا صحبت اش چو ریدان غالبا	حکم غالب گزید آن غلبہ را	وہ نہ آن نور محمد با کمال	بود ظاہر در نہادش بے مقال
ایکہ تو شائق نبی احمدی	این کیا ثرا بجو از بحر دی	چونکہ راز این سلیمان یافتی	دان کہ مقصود منزلہا ساختی

دیگر۔ ایکدفعہ متابعت پیر طریقت و اطاعت مرشد کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا مطالب دنیوی اور کیا مقاصد دینی سب پیر کی متابعت اور انکی اطاعت و فرمانبرداری پر موقوف اور منحصر ہین۔ جو کچھہ پیر فرمائے اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ سہ

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

اور جو اسکا ارشاد ہو اسی کے مطابق ساعی رہے۔ اور ادب و تعظیم کیا ظاہر اور کیا باطن ہر وقت ملحوظ رکہے۔ اور اگرچہ پیر کے آگے بڑھنا۔ کھڑا ہونا۔ نماز پڑہنا درست نہین۔ مگر وہ ارشاد کرے۔ تو **الامر فوق الادب** کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اور ورد وظیفہ کیواسطے جو وہ فرماوین۔ اسی پر مواظبت کرے۔ چنانچہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایکدن حضرت سلطان المشائخ جناب فیضمآب قدوۃ الاولیا زبدۃ الاصفیا بابا صاحب کی خدمت مین تھے۔ اور نماز پڑہ رہے تھے۔ کہ اتنے مین پیر کی آواز بلانے کی کان مین پہنچی۔ فوراً سلام پھیر کر حاضر ہوئے۔ کسی نے اعتراض کیا۔ اور دریافت کیا۔ آپنے

Marfat.com

فرمایا۔ کہ جسکی نماز ہے۔ اگر وہ بلائے تو مین کیون نہ جاؤن۔ اس موقع پر کسی عالم نے کہا۔ کہ بابا صاحب نے محض امتحان و آزمائش کے طور پر بلایا ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ استقامت عشق عین شریعت ہے۔ اور استقامتِ شریعت خود عشق ہے۔ جب شرع مستقیم ہوگئی۔ عشق اوسکی طرف عود کرتا ہے۔ اور شریعت اسکا نام نہین ہے۔ کہ جو امر ہووے۔ انسان اسکا صرف عامل ہو جاوے۔ بلکہ شریعت تو متابعت نبی صلعم کا نام ہے۔ اور حضور شارع اسلام کی متابعت قولاً۔ فعلاً۔ ظاہراً۔ باطناً خود شریعت ہے۔ جب یہ مدارج پورے ہون۔ تو وہ عامل محب و محبوب خدا تعالیٰ ہے بموجب آیہ کریمہ۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اور اولیائے اللہ بسبب کمال متابعت نبی صلعم مظہر نبی علیہ اللہ علیہ ہین۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ خاصانِ خدا توجہ پیر و مرشد کے سوا اور کسی چیز کے طلبگار نہین ہوتے۔ چنانچہ امیر خسرو نے فرمایا ہے۔ ؎

چون مدد پیر مرا گشت یار	نیست مرا حاجت آموزگار

اس موقع پر عقیدہ کا ذکر شروع ہوا۔ آپنے فرمایا کہ مین نے ایک کتاب مین پڑھا ہے۔ کہ ایک شخص حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کیخدمت اقدسہ مین حاضر ہوا۔ اور بیعت کا خواہشمند تھا۔ شیخ شبلیؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مین صرف مسلمانون کو بیعت کرتا ہون۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت! مین مسلمان ہون۔ آپنے دریافت کیا۔ کہ کیا ثبوت ہے۔ اس حاجتمند نے عرض کیا۔ کہ مین کلمہ شریف پڑھتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ اچھا مجھے کلمہ شریف پڑھکر سُنا۔ اس نے کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ شیخ نے فرمایا۔ اگر کلمہ شریف تو میرے کہنے کے مطابق پڑھے۔ تو البتہ مین تجھ کو مسلمان سمجھونگا۔ وہ شخص سائل ہوا۔ آپنے فرمایا۔ لا اِلٰہ اِلا اللہ شبلی رسول اللہ۔ اس شخص نے فی الفور اسیطرح کلمہ پڑھا۔ شیخ صاحب نے اُسے جلدی سے اُسے گلے لگا لیا اور فرمایا۔ کہ ہم تم تو حضرت رسول کریم صلعم کے ادنےٰ نوکر اور کمینہ خدمتگار ہین۔ اُسے بیعت فرمایا۔ اور کہا۔ کہ یہ شخص تیرا عقیدہ دریافت کرانیکے واسطے معلوم کیا تھا۔ اسیطرح حضرت خواجہ معین الدین صاحب کی بابت بھی مشہور ہے کہ آپنے اسیطرح دیانت عقیدہ کیواسطے اپنا کلمہ پڑھایا تھا۔ اسپر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا ؎

محبت یار و جو بیہ سے یار و پیر

دیگر۔ ایکدفعہ مجلس عالیہ حضور فخر الاولیا مین قوت جوانی اور ضعف پیری کے متعلق گفتگو شروع

Marfat.com

ہوئی۔ آپنے فرمایا۔ کہ پیری خود مرض ہے۔ کہ جب یہ آتی ہے۔ کوئی کام نہین ہو سکتا۔ اور جوانی کی حالت مین جو کام انسان کرنا چاہے۔ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مین جب آخری دفعہ حضور قبلہ عالم کی خدمت مین گیا۔ تو روزمرہ سفر کرنیسے میرے پاؤن زخمی ہو گئے تھے۔ اور پاؤن کی انگلیونکے تمام ناخن گر پڑے تھے۔ مگر ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ وہ وقت جوانی کا تھا۔ جاننا چاہئے کہ صرف مسافت قطع کرنیسے حضرت کو کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ مگر وہ عشق کی کشش تھی۔ جو ۳ دن کی منزلین ایکدن مین طے فرماتے تھے۔ اسواسطے جن لوگون نے اسوقت حضرت صاحب کا مہاران شریف آنا دیکھا ہے وہی خوب جانتے تھے۔ کہ آپ کو کس درجہ ارادت تھی۔ اور ادہر سے کسقدر عنایت۔ ۵

اگر صد سال تو بے شوق رانی | براہ منزل مقصود رانے
سمند شوق چون آری تو ران | رسی در دم بمقصود دل و جان
چو برق شوق از دل بر فروزد | موانع راہ را اخرمن بسوزد
بہ پیش شوق کوہے گاہ گردد | ز بحر و نار سد راہ گردد
اگر صد رنج و محنت پیش شایق | بیاید گردوش ز و شوق فایق
نہ شوق ست آن کہ از محنت گریزد | ہوس باشد کہ از تلبیس خیزد
چو عیسے را کمند از شوق دادند | فراز کاخ چارم ذوق دادند
پئے احمد بر اتش نام کردند | برائے لامکان پیغام کردند
چو فخر الاولیا را شوق افزود | بہ پروازی رسانیدش بمقصود
چہ مقصودے کہ کس گفتن نیارد | بیان او زبان دانی نداند

ایکدفعہ تسلیم انبیاء علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپنے فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علی نبینا و علیہ کو اسقدر تسلیم تھی۔ کہ جب کفار نے اُن کو آگ مین ڈالنا چاہا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکی خدمت مین آئے۔ اور پوچھا۔ کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو۔ تو مجھے اطلاع دیجئے آپ نے فرمایا کہ حاجت تو ہے مگر خداوند کریم سے ہے تم سے کوئی حاجت نہین ہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا۔ کہ اچھا خداوند کریم سے کہئے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھے کہنے کی کوئی حاجت نہین ہے۔ وہ خود علیم ہے۔ مین زبان سے کیا کہون۔ آخر اللہ تعالیٰ نے نار کو گلزار کر دیا۔ اور اسی طرح جب حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کا وقت آیا۔ اور اپنے جگر گوشہ کی قربانی کا حکم ہوا۔ تو شیطان کی گفت
وشنود کے باوجود آپ کس طرح امتحان میں پورے اترے۔ اور بید ریغ اپنے بیٹے۔ پیارے بیٹے کے گلے پر
چھری پھیر دی۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو کس وجہ تسلیم حاصل تھی۔ کہ فرمان ایزدی پر سر تسلیم خم کیا۔ اور
فوراً راضی برضائے الٰہی ہوئے۔ پس اس تسلیم و اطاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دونو پیغمبرونکو
امان دی۔ اور حضرت اسماعیلؑ کی بجائے ایک گوسفند بہشت سے آیا۔ اور تمام مسلمانوں پر اس یادگار
میں قربانی فرض ہوئی۔ اور جب آنحضرت صلعم (روحی فداہ) کا دانت مبارک شہید ہوا تو اگر
آپ بد دعا فرماتے تو کفار غرق ہوجاتے مگر آپنے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
(یا اللہ میری قوم کو ہدایت کر۔ کہ یہ نہیں جانتے کہ میں کون ہون)

دیگر - ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نواب صادق محمد خان کی فاتحہ خوانی کیواسطے حسب
استدعا صاحبزادگان مہاراں شریف احمد پور میں نواب بھاول خان کے پاس جو حضرت کا از بس
معتقد اور غلام تھا۔ تشریف لیگئے۔ پس ایک مجلس میں کہ وہاں بڑے بڑے علماء مثل مولوی محمد النبی
صاحب۔ مولوی انور خان۔ مولوی حامد۔ مولوی عبداللہ وغیرہ موجود تھے۔ کہ ذکر زیارت قبور کا چلا
سب نے حضرت فخر الاولیا کیطرف رجوع کیا۔ اور اس مسئلہ کی تحقیق کرنی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ
نبی علیہ السلام یکان اخی لیلۃ البرات فی البقیع وکذالک فی الازمنۃ المبارکۃ
ذی الحجۃ والعیدین وعاشورا وسائر المقام۔ اور مفتاح المسائل میں ہے من زار قبر
فقال اللھم انی اسئلک بحق محمد ان لا تعذب ھذا المیت رفع اللہ تعالی العذاب
الی یوم ینفخ فی الصور۔ قال الضحاک من زار قبرا الیوم السبت قبل طلوع الشمس علم
بزیارتہ قیل وکیف ذالک۔ قال لمکان یوم الجمعۃ وکان الشیٔ فی اللیالی المتبرکۃ لا
لیلۃ البرات ایضا عن ابن عباس رضہ قال مر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبور اہل
فاقبل علیہم فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ تعالی لنا ولکم انتم
بالاثر ترجمہ۔ رسول مقبول صلعم شب برات اور دیگر مبارک متبرک موقعوں مثلاً ...
عیدین وعاشورا کو قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتے تھے۔ اور کتاب مفتاح المسائل میں
جس شخص نے مومن کی قبر کی زیارت کی۔ اور یہ کہا کہ یا اللہ بحق محمد صلعم میں عرض کرتا ہو

کہ اس میت کو عذاب سے بچائیو۔ خداوند کریم اس سے روز قیامت تک عذاب ہٹا لیتا ہے۔ ضحاک نے کہا ہے۔ کہ جو شخص سنیچر کے دن سورج نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کرے۔ تو میت کو زائر کے آنے کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کسطرح سے۔ جواب ملا۔ کہ جیسے کہ جمعہ کے دن۔ اور اسیطرح متبرک راتوں خصوصاً شب برات میں۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ مبارک میں قبروں کے پاس گذرے۔ پس انکے پاس آئے۔ اور کہا السلام علیکم یا اہل القبور۔ خداوند کریم ہمکو اور تمکو مغفرت کرے۔ تم پہلے آئے۔ اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ روایت کی ترمذی نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ کلما کان لیلتہا من رسول اللہ یخرج من اخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتا ما توعدون غدا مؤجلا وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ اللہم اغفر لاھل بقیع الغرقد

ترجمہ۔ جب آنحضرت کی باری میرے گھر ہوتی۔ تو آپ آخر شب میں قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے۔ اور فرماتے السلام علیکم اہل سرائے مومنان جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا۔ وہ کل یقینا تمہیں ملنے والا ہے۔ اور ہم بھی تحقیق تمہارے پاس آنیوالے ہیں۔ یا الٰہی اہل بقیع کو بخشدے۔ اور غرقد والوں کو بخشدے۔ غرقد نام ایک درخت کا ہے۔ جو قبرستان بقیع واقع مدینہ منورہ میں تھا اسے مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ کہ حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ انہ قال مر النبی صلعم بحائط من حیطان مکۃ او مدینۃ یسمع صوت انسانین یعذبان فی القبورھما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذبان وما یعذبان فی کبیرۃ ثم قال بلی کان احدھما لا یستتر من البول وکان الآخر یمشی بالنمیمۃ۔ ثم دعا بجریدۃ فکسرھا کسرتین فوضع علی کل قبر کسرۃ۔ ترجمہ حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ مکہ یا مدینہ میں ایک باغ سے گذرے پس قریب دو آدمیوں کی آواز سنی۔ کہ انپر عذاب قبر ہو رہا تھا پس آپ نے فرمایا۔ کہ انپر عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ کے سبب گناہ نہیں ہوتا۔ بعدہ فرمایا۔ کہ ہاں کبیرہ ہی ہے ایک تو ان میں سے اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ دوسرا غیبت اور چغلخوری کرتا تھا۔ بعدہ آپ نے شاخ خرما طلب کی جسکے پتے نہ تھے اور دو ٹکڑے کئے۔ اور ایک ایک انکی قبر پر لگا دیا۔ جب اصحاب نے دریافت کیا۔ کہ آپ نے ایسا کسواسطے کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک

Marfat.com

یہ لکڑی خشک نہ ہوجائیگی۔ اسوقت تک عذاب موقوف رہیگا۔ اور حضرت فخر الاولیا نے فرمایا۔ کہ یہ حدیث صحیح بخاری مین ہے۔ اسکے بعد جناب خواجہ صاحب نے فرمایا۔ فالصواب زیارتہم علی وجہ التبرک لان مراقد الاولیا مظان الاستجابۃ مواضع النفع والبرکت کما زار رسول اللہ لیلۃ المعراج بیت الجراحۃ وشجرۃ موسی وسائر مواطن الفیض والمدد مع ان جمیع الانبیاء یستمدون من روحہ صلی اللہ تعالی اور نیز آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ مہمات کونین ومشکلات دارین کے حصول کیواسطے اہل قبور سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے۔ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور۔ جب امور دنیا مین حیران اور سرگردان ہوجاؤ۔ تو اہل قبور سے استعانت طلب کرو۔ اور آپنے فرمایا۔ کہ جمعہ اور پیر کو زیارت بزرگان دین کیواسطے جانا اچھا ہے۔ اور مراد بزرگان دین سے اولیا اللہ ہین۔ ؎

اولیا را ہست قدرت از الہ	تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اور استعانت وبرکت طلب کرنے مین یہ حکمت بھی ہے۔ کہ وہ زندہ جاوداں ہین۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور اپنے مان باپ کی قبر پر جاکر ضرور مدد مانگے۔ کہ ان کی ارواح خوش ہوتی ہین۔ اور مدد کرتی ہین اس موقع پر کسی نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت اجیسے عالم اہل قبور سے مدد مل سکتی ہے۔ تو اپنے پیر حیات سے تو زیادہ مدد کی توقع ہوسکتی ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیشک مرشد متوفی سے افضل مدد پہنچ سکتی ہے چنانچہ کتاب نفحات مین لکھا ہے۔ کہ جب مولانا روم علیہ الرحمۃ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپنے ارشاد کیا کہ میرے جانے سے غم نکرو۔ کہ حضرت منصور کا نور ۱۵۰ سال کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح مبارک مین تجلی فرمائے ہوا۔ مگر دل کی اللہ کا یاد رکھنا شرط ہے۔ چنانچہ مولوی نظامی گنجوی نے سکندر نامہ مین لکھا ہے۔ ؎

بیاد آوری تازہ کبک دری	کہ چون بر سر خاک ما بگذری
گیاہ بینی از خاکم انگیختہ	سرین سودہ بالین فرو ریختہ
نہی دست بر شوشۂ خاک من	بیاد آوری گوہر پاک من
فشانی تو بر من سرشکی ز دور	فشانم من از آسمان بر تو نور
دعائے تو ہر چہ آید شتاب	من آمین کنم تا شود مستجاب
درودم رسانی رسانم درود	بیائی بیایم ز گنبد فرود

Marfat.com

مرا زندہ پندار چون خویشتن	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن
مدان خالی از ہمنشینی مرا	کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
لب از گفتہ چند خامش مکن	فروخفتگان را فرامش مکن
چو اینجا رسی مے در افگن بجام	سوئے خوابگاہے نظامی خرام

روایت ہے۔ کہ ایک روح مغفور کی مدد ۱۲ ہزار فوج زندہ کی مدد کے برابر ہے۔ اس موقع پر ایک شخص نے یہ کہا۔ کہ جب روح ہر ایک جگہ پر آسکتی ہے۔ تو پھر جو کلام بخشا جاوے۔ دُور سے ہی کیون نہ بخشدیا جاوے۔ قبرون پر جانیکی ضرورت نہ ہوگی۔ آپنے فرمایا۔ کہ نفحات مین ذکر ہے۔ کہ ایک درویش نے حضرت شیخ علاالدولہ سمنانی سے یہی سوال کیا۔ کہ جب بدن کو روح سے علیحدہ کرکے دفن کیا گیا اور روح عالم بالا پر پہنچا۔ اور بدن کو روح کیطرف کوئی اور اک نہین ہوتا۔ اور علاوہ اسکے روح عالم بالا سے مدد کرسکتی ہے۔ پس کیا ضرورت ہے۔ کہ خاک پر جائین۔ کیون نہ اپنے گھر بیٹھے کلام بخشکر ثواب حاصل کرین شیخ صاحب نے جواب مین فرمایا۔ کہ فایدہ اور نفع بہت ہے کیونکہ جب کوئی زیارت کو جاتا ہے۔ تو توجہ اپنے پیر کی زیادہ پاتا ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنے کسی آشنا کے مقام پر پہنچکر کسی کام کا سائل ہووے۔ تو یہ نسبت اسکے مکان سے کہہ چھوڑنیکی رفاقت زیادہ کیا کرتا ہے۔ پس اسیطرح جب کوئی اسکی خاک پر جاتا ہے۔ اور اپنے حس سے اسکی خاک کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو پیر کا حس اس سے زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ اور فایدہ کثیر حاصل ہوتا ہے۔ پس اگرچہ روح کو حجاب نہین ہے۔ اور سب جہان اُسکے نزدیک ایک جیسا ہے۔ لیکن وہ بدن جس سے ۷۰ سال صحبت رہی۔ اور حشر مین بھی اسی بدن مین محشور ہونا اور ابدالاباد اسی مین رہیگا۔ تو اسجگہ اس روح کا تعلق اور نظر زیادہ ہوگی۔ بہ نسبت اور جگہ کے۔ اگر جا کر خاک پر جاکر مشغولی حس مین غفلت نہ کرے۔ ورنہ فایدہ بہت کم ہوگا۔ نیز خرقہ مشایخ سے بھی فایدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ مگر نہ اتنا جتنا کہ مدفن سے متصور ہے۔ اسواسطے مدفن کی زیارت مین بہت فوائد ہین۔ ایک موٹی مثال سے یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہے۔ دیکھو۔ اگر کوئی شخص یہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کیطرف توجہ کرکے سایل ہو۔ تو مفید ہے۔ مگر جب مدینہ منورہ مین حضور کا روضہ مطہرہ اپنے حس سے مشاہدہ کرے۔ تو اُسے کسقدر فضیلت حاصل ہے چنانچہ اس مطلب کو سرورعالم صلعم نے خود روشن کیا ہے اور فرمایا ہے۔ من زار قبری فقد زارنی و من زارنی

Marfat.com

فقد رای الحق ... جس نے میرے روضہ کی زیارت کی۔ اس نے مجھ سے ملاقات کی۔ اور جس نے مجھ سے ملاقات کی۔ اس نے گویا اپنے رب سے ملاقات کی۔

دیگر۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ نماز عصر سے فارغ ہوئے۔ اور اپنی روزمرہ کی عادت کے مطابق دو تین دفعہ دعا کیواسطے ہاتھ اٹھائے۔ اللھم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر کئی دفعہ آپنے پڑھا جب آپ فارغ ہوچکے۔ تو مولوی عبداللہ احمدپوری نے جو قاضی صاحب کے مرید اور زیارت حضرت خواجہ صاحب کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ دریافت کیا۔ کہ یا حضرت دو تین دفعہ جو آپ دعا طلبی کرتے ہیں۔ اسکا کیا سبب ہے۔ آپنے فرمایا۔ اسکا باعث اور سبب عجز ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ قال النبی صلعم اذا فرغ العبد من الصلوٰۃ ولم یشتغل فی الدعاء یقول اللہ تعالی للملٰئکۃ انظروا الی عبدی اذی فرضی واستغنی عنی خذوا صلوٰتہ فاضربوا علی وجھہ۔ اور ساتھ ہی رسولکریم صلعم نے فرمایا ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ ایضا الدعاء ھو العبادۃ ایضا لیس شیئ اکرم عند اللہ تعالی من الدعاء اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔ اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب لو ادعونی استجب لکم + وامن یجیب المضطر اذا دعاء + چونکہ ہم لوگ ہر وقت عاجز ہیں۔ یہ طریقہ بھی عجز ہے۔ کہ بار بار خالق حقیقی سے دعا طلبی کی جائے +

خواجہ علیہ الرحمۃ علوم ظاہری کے بھی فاضل تھے

خاتم سلیمانی کے ناظرین باتمکین کو اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کو جسطرح اللہ تعالی نے علوم باطنی اور اسرار روحانی میں کمالیت کا درجہ عطا کیا تھا۔ اسیطرح علوم ظاہری میں بھی آپ کو فضیلت کا درجہ حاصل تھا۔ آپ اپنے مرشد کی وفات تک برابر علوم ظاہری کی بھی تحصیل کرتے رہے۔ اور اسوقت آپکی عمر جو بیس سال کے قریب تھی اور تحصیل علم کیخاطر اپنے وطن مالوف سے روانہ ہوئے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ عرس شریف حضرت قبلہ عالم رح پر تشریف فرما تھے۔ کہ ایک عالم نے آپ سے چند ضروری مسایل دریافت کئے۔ آپنے ہر ایک مسئلہ کا جواب باصواب دیا۔ اس مجلس میں مولوی خدابخش صاحب خلیفہ اعظم حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی موجود تھے۔ آپ نے اپنے برادر زادہ و شاگرد مولوی عبدالغفار سے فرمایا۔ کہ اگرچہ یہ مسایل کتب فقہ میں موجود ہیں۔ مگر متفرق ابواب میں ہیں۔ اور اسوقت حضور نے ایک جا پر ان سب کا جواب عطا فرمایا ہے۔ بہتر ہے کہ رسالہ

Marfat.com

کی صورت مین لکھے جاوین۔ تاکہ ہر ایک شخص فایدہ اُٹھاوے۔ چنانچہ ذیل مین اس رسالہ کا ترجمہ تذکرۃ
سے درج کیا جاتا ہے۔ اور بعض جگہ جہان شک واقع ہؤا۔ اصل سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان *

مجموعہ مسائل

الحمد للہ رب العلمین والسلام علی عبادہ الذین اصطفے۔ امابعد یہ چند مسائل ہین۔ کہ ایک شخص
خدمت باعظمت صاحبِ جود و احسان عارفِ معارفِ حقیقت واقفِ مکاشفِ اسرارِ طریقت
علوم و منظوم شریعت و معرفت قبلۃ المشائخ سراج الاولیا قطب زمان غوث دوران صاحب عرفا
خواجہ محمد سلیمان قدس سرہٗ مین بھیجے۔ اور جواب پایا۔ ایک تقریب مین کہ حضرت شیخی و استا
دستندی دام فیضہٗ موجود تھے۔ مجھکو ارشاد فرمایا۔ کہ اگرچہ یہ مسائل کتب فقہ مین موجود ہین
متفرق جگہون مین ہین۔ اور حضرت صاحب سے ایک جگہ وارد اور صادر ہوئے ہین۔ تبرکًا انکو
چاہیئے۔ بندہ درگاہ یعنی عبد الغفار نے حسب الحکم کاغذ اور روشنائی تیار کرکے تحریر کیا۔ و بم اللہ

سوال۔ اگر کوئی شخص کسی مومن چاریار یعنی سُنی مسلمان کو نماز فرض یا واجب یا سنت سے
کرے۔ کہ تم ہماری جماعت مین نہ آؤ۔ اور ہم تم کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے نہین دیتے۔ اور نہ تمکو امامت
دیتے ہین۔ تمہارا رستہ اور ہے۔ اور ہمارا رستہ اور ہے۔ شرع شریف مین اس شخص کو کہ
کی۔ اور مسلمانون کے درمیان تفرقہ ڈالا۔ اور کئی مرتبہ عیدین مین نماز عید سے بعضون کو باز رکھا
حکم و منع کیا ہے اور بعد اس کلام کرنے کے سوائے توبہ کے امامت اسکی درست ہے یا نہین۔ اور اگر
عبارت طویل ہے۔ لیکن اسکا مضمون یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص امامت مسلمان چاریاری کی
کرنا اس پر جائز نہ رکھے۔ اور روا نہ جانے۔ اس شخص کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ امامت کرنا مسلمان کا اگرچہ وہ فاسق ہو یا مبتدع ہو جائز ہے۔ اور ہم یعنی گروہ
امت سید المرسلین صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے مامور ہین۔ ساتھ اقتدا کرنے پیچھے ہر مسلم
ہو۔ خواہ فاجر۔ بمقتضائے اس حدیث کے۔ صلوا خلف کل فاجر و بر۔ اگر کوئی
کرے۔ کہ امامت مردم فاسق کی اور اقتدا کرنا اسکے ساتھ جائز نہین ہے۔ مخالف سنت کے
مخالفت سنت کی بدعت ہے۔ پس ایسے اعتقاد والا شخص بدعتی ہے۔

سوال۔ امامت کرنی اس شخص کی کہ اپنی عورت کو بازار جانے اور بازار سے خرید و فروخت

Marfat.com

منع نہ کرے۔ اور اپنی عورت کی پردہ داری نہ کرے۔ بغیر غیر محرم کے ہر وقت دن عورات واسطے حساب مزدوری و قرض کے باوجود فرزندون اور خود جانے کی طاقت کے اپنی عورت کو بھیجے۔ اور اجازت دے۔ کہ فلان غیر محرم کے گھر سے کچھ چیز لاؤ۔ اور فلان کام کرکے آؤ۔ شریعت مین درست ہے یا نہین۔ اور ایسا کرنا روا ہے کہ نہین۔

جواب۔ عورت حرہ کو ستر کرنا۔ اور اپنے تئین نظر غیر محرم سے محجوب رکھنا فرض ہے۔ بموجب اس آیت شریفہ کے۔ قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن الخ اگر خاوند اپنی عورت کو پردہ کرنے کیواسطے نہین کہتا ہے بسبب قلت خوف عزت اپنی کے۔ کہ اکثر جاہلونکا طریقہ ہے۔ یا جانتا ہے۔ کہ ستر فریضہ ہے۔ اور نہین کرتا ہے۔ وہ شخص گناہگار ہے۔ چنانچہ کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا ہے باوجود اسکے کہ جانتا ہے۔ کہ نماز عورت اور مرد پر فرض ہے ایسا شخص گناہگار ہے۔ امامت گنہگار کی جائز ہے۔ اور اگر عیاذاً باللہ کوئی شخص ایسا جانتا ہے۔ کہ حرہ عورت کو پردہ فرض نہین ہے۔ تو یہ کفر ہے۔ اور امامت اس شخص کی جائز نہین ہے۔ **سوال**۔ بزرگون کے عرسون پر کہ اہل سنت کا جانا جائز ہے۔ یا نہین۔ اور بزرگان صاحب قبور سے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہین **جواب**۔ انبیاء کے عرس پر جانے سے غرض انکی قبرون کی زیارت اور کلام بخشنا اور تصور کرنا انکی ارواح کا ہے۔ اور زیارت قبور سنت ہے بحکم اس حدیث مشکوٰۃ شریف کے۔ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم یعلمھم اذا خرجوا الی المقابر السلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون۔ وفی موضع اٰخر من المشکوٰۃ الشریفۃ قال رسول اللہ صلعم نھیتکم عن زیارۃ القبور فالاٰن فزوروھا۔ یعنی پہلے مین نے زیارت قبور سے منع کیا تھا کہ مبادا بت پرستون کیطرح یا یہود و نصاریٰ کیطرح نہ ہو جاؤ۔ مگر اب زیارت کیا کرو اور حکم نہی قریب زمانہ جاہلیت کا تھا۔ بوجہ خوف کے کہ وہ جاہلیت کی کارروائی شروع نہ کر دین جب قواعد اسلام مقرر اور ثابت ہو گئے۔ تو نہی کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اجازت دی گئی بلکہ حکم کیا گیا۔ واسطے زیارت قبور کے اور اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء نے اس مین کہ یہ رخصت مردون کیواسطے ہے۔ اور عورتونکیواسطے حکم نہین ہے مگر زیارت رسول اللہ صلعم۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ رخصت مرد و عورت دونون کے واسطے ہے۔ اور یہ تمام اختلاف شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مین مذکور ہے۔ پس حق یہ

Marfat.com

سے ثابت ہوا کہ زیارت قبور سنت نبویؐ ہے۔ اور کلام پڑھنا ارواح موتی کیواسطے بھی جائز اور سنت ہے۔
ذکر النووی فی الاذکار ان احمد ابنؒ حنبل قال اذا دخلتم فی المقابر فاقرؤا فاتحۃ الکتاب
والاخلاص والمعوذتین واجعلوا ثواب ذلک لاھل المقابر۔ اور جو چیز ارواح موتی کو دیجاوے
ثواب اس کا انکو پہنچتا ہے۔ بموجب اس حدیث کے عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ قالت ان رجلاً
قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا الخ کہا ایک شخص نے حضرت رسول مقبول سے
کہ یا حضرت میری ماں موت ناگہانی سے مری ہے۔ اور فتلۃ بمعنی ناگہانی ہونے کام کے ہے۔ اور اگر وہ
اپنے ہوش مین مرتی۔ تو وہ ضرور صدقہ کے نیکی واسطے وصیت کرتی۔ فھل لہا اجرٌ ان تصدقت عنہا
(اگر مین اسکے واسطے صدقہ کرون تو اسے ثواب ملیگا) آپنے فرمایا۔ کہ ہان تو صدقہ کر اسکا ثواب تیری ماں کو ملیگا۔
متفق علیہ۔ اور یہ دلیل ہے۔ اوپر اس بات کے کہ ثواب صدقہ کا ضرور پہنچتا ہے میت کو۔

سوال۔ عرس جو خاص مقررہ تاریخ پر ہوتا ہے۔ آیا کوئی خاص اُسدن مین خصوصیت ہے۔ کہ لوگ
خیرات کرتے اور کلام بخشتے ہین۔ اور تعین تاریخ کے بارہ مین کوئی دلیل ہے یا نہ۔

جواب۔ اس بارہ مین سند المحدثین شیخ المحققین ولی اعظم شیخ المعظم شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے اپنے رسالہ "ما ثبت بالسنۃ" مین لکھا ہے۔ کہ میرے اوستاد سید السادات۔ سند الثقات
حجۃ المحدثین سید عبد الوہاب متقی مکی المدنی سے اس بارہ مین دریافت کیا گیا۔ کہ تعین یوم وفات
اولیا کی نسبت کوئی خاص دلیل اور آثار ہے۔ آپنے جواب مین فرمایا۔ کہ نہین۔ مگر اسے متاخرین نے
مستحسن پایا ہے۔ اور یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور بدعت حسنہ حکم سنت کا رکھتی ہے۔ بشرطیکہ اسے مومنین
نے پسند کر لیا ہو۔ جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔ قال صلعم من سن فی الاسلام سنۃً
حسنۃً فلہ اجرہ واجر من عمل بہا وقولہ علیہ الصلوٰۃ ماراٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ
حسنٌ۔ اور اگر کسی شخص کو اس بارہ مین زیادہ تحقیقات کی ضرورت ہو۔ تو ہماری عربی تحریر
کو ملاحظہ کرے۔ جو علمائے دہلی کے سوالات کے جواب مین لکھی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ انتہی کلامہ

سوال۔ صاحب قبر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یا نہین جواب مدلل ہو۔

جواب۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کی فارسی شرح مین لکھا ہے۔ کہ امام شافعی
علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ کہ قبر امام موسیٰ کاظم اجابت دعا کیواسطے تریاق مجرب ہے۔ اور حجۃ الاسلام

Marfat.com

امام محمد غزالیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص سے حالت حیات مین استمداد پہنچ سکتی ہے۔ اُس سے حالات وفات مین بھی استمداد حاصل ہوسکتی ہے۔ انتہے۔ اور یہ مسئلہ استمداد اولیار کے ضمن مین آسکتا ہے اسواسطے وہان دیکھنا چاہیے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔ قَالَ النبی صلعم مَنْ مشیٰ لزیارۃِ القبوْرِ اَوِ العلماء اَوِالشیخِ الکبیرِ اَوِ العلیلِ او تفقد ذِیْ رحِمٍ اَوْ علیٰ غزاءِ الکفّارِ اَوْ تعاوُنِ الاعمیٰ اربعِیْن قدمًا اعطاہُ اللہُ تعالیٰ علیٰ کُلِّ قدمٍ عشر حسناتٍ وامحیٰ عنہُ عشر سیئاتٍ ولَمْ یرجعْ اِلّا مغفوْرًا۔ ترجمہ حضرت رسولکریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص زیارت قبور۔ زیارت علمار و زیارت بزرگ کامل یا عیادت بیمار۔ یا لجوئی رشتہ دار یا غزائے کفار پر چالیس قدم جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے ایک ایک قدم کے عوض اُسے دس نیکیان عطا کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک ایک قدم کے عوض دس گناہ مٹاتا ہے۔ اور وہ شخص جب فائز المرام ہوکر واپس آتا ہے۔ تو مغفور ہوکر آتا ہے فقط۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ زیارت قبور اور زیارت مرشد مین جہاد کا ثواب ملتا ہے۔ تو سمجھنا چاہیے۔ کہ زیارت قبور سے جو بعض وہابی اور انگریزی خوان۔ ان پڑھ مولوی منع کرتے ہین۔ وہ محض غلطی پر ہین۔ اگر یہ سلسلہ درست نہ ہوتا۔ تو کوئی شخص حج بیت اللہ کے واسطے اور زیارت روضہ رسول اللہ صلعم کیواسطے نہ جاتا۔ اور شیخ سعدی۔ خواجہ حافظ وغیرہ بزرگ جو اولیائے اللہ کی قبرون پر معتکف ہے۔ وہ محض بے سود تھا۔ ہان اسمین کوئی شک نہین کہ بعض جاہل بہت ناجائز کلمات کہتے ہین۔ کہ مجھکو فلانے پیر نے یہ چیز دی اور مجھے بیٹا دیا۔ اور یہ کیا وہ کیا۔ اسطرح خدا کو بھول جانا حد اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانون کو توفیق دے۔ کہ وہ صراط مستقیم پر قایم رہین۔ اور اسلام کو مزخرفات نہ بنائین۔ (ا۔ ب)

سوال اگر ایک مسلمان اہلسنت جماعت خدا کے حلال کو حلال جانے۔ اور حرام کو حرام اور ذات حق کو خالق جانے اور مخلوق نہ جانے۔ اور مخلوق کو مخلوق جانے۔ باوجودہ صفات مذکورہ کے اسکو کفر کی نسبت دینی جائز ہے یا نہین۔ اور ایسے مسلمان کا اقتدا کرنا جائز ہے یا نہین۔ اگر ایسے مسلمان کو کافر کہے۔ کہنے والے کو بحکم حدیث صحیح اور قرآن مجید کے کیا تعزیر ہے۔ اور ایسے شخص کا مذبوح حلال ہے یا حرام۔ اور اگر مذبوحہ اہلسنت جماعت کا حرام کہے۔ شرع شریف مین کیا حکم اور کیا تعزیر ہے اور مسلمانون پر گمان بد لیجانا اور کفر کی نسبت دینی جائز ہے۔ یا نہین۔ یا کہنے والے پر کفر آتا ہے۔

Marfat.com

یا نہین۔ ان مسایل مین روایتین موافق قرآن مجید اور احادیث اور ترجمہ کتاب ہائے مشہورہ کا چاہیئے۔ عنداللہ و عندالرسول اجر پاکر خود بدولت اور دیگر علمائے سے تحقیق کرکے مہر مبارک اپنی سے مزین فرماوین۔ نہین تو اس ملک مین بعض لوگ خرابی اور تباہی ڈالینگے +

جواب۔ بنیاد ان تینون سوالون کی ایک ہے۔ یعنی مسلمان کو کافر جاننا۔ اور اطلاق کفر کا مسلمان پر کرنا جائز نہین ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان کو کافر جانے۔ خود کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلم کو کافر کہے۔ اندروئے گالی اور بدگوئی کے۔ مگر اعتقاد ایسا نہ ہو۔ تو وہ کافر نہین ہوتا چنانچہ بعض لوگ ایکدوسرے کو سب و شتم مین حرام زادہ کہہ دیتے ہین۔ مگر ان کا مقصد صرف حیلہ گریکا سے ہوتا ہے۔ اور ولدالزنا سے مراد نہین ہوتی۔ تو اس صورت مین جبکہ اعتقاد کفر کا نہ ہو۔ تو کہنے والا کافر نہین ہوتا۔ بلکہ وہ فسق مین داخل ہے اور اگر کوئی شخص باعتقاد سے دوسرے مسلم کو کافر کہے۔ تو قایل خود کافر ہو جاتا ہے۔ هٰذه الروایات فی جامع الرموز۔ انه فیه خلاف والمختار انه لو اعتقد بهذ الخطاب سبًّا۔ لا یکفر۔ ولو اعتقد المخاطب کافرًا کفر۔ لانه ان اعتقد المخاطب کافرًا اعتقد الاسلام کفرًا۔ کما هو فی العمادی انتهی +

پس یہانسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مسلم کو اعتقاد دل کے ساتھ کافر کہے۔ تو وہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ کافر ہو چکا۔ تو نہ اُسکی امامت درست ہے اور نہ اسکا ذبیحہ درست ہے +

سوال۔ پنجتن پاک کہنا جائز ہے یا نہین۔ اور چہار دہ امام کہنا درست ہے۔ کہ نہین

جواب۔ پنجتن پاک کہنا۔ اس معنے سے کہ ایک روز سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ مین ایک کملی اپنے اُوپر تانی۔ اتفاقًا شہزادگان یعنی امام حسنؓ اور امام حسینؓ آئے۔ آنحضرت نے انکو اور خاتون جنت رضی اللہ تعالے عنہا کو اس گلیم مبارک کے نیچے متصل اپنے سینے مبارک کے بٹھایا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ فی الغور وہان پہنچے۔ انکو بھی پس پشت گلیم کے نیچے جگہ دی بعض نے کہا تانا دل فرمانا بھی لکھا ہے۔ پس اسوقت جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی مین دُعا کی۔ کہ یا الٰہی۔ اہلبیت میری کو پاک کر یہ چار میرے ہی ہین۔ اور پانچوان مین ہون۔ گویا اہلبیت میری یہ ہین۔ ان کو اور مجھکو پاک فرما۔ اسیوقت جبریل علیہ السلام آئے۔ اور یہ آیت لائے یطهرکم تطهیرا۔ اس معنی سے پنجتن پاک کہنا جائز ہے کہ آیہ کریمہ اسپر ناطق ہے اور اگرچہ

Marfat.com

یہ آیت ازواج مطہرات کے ذکر مین مرقوم ہے۔ لیکن اس خاص وقت بھی آئی۔ اور اس سے مراد پنجتن پاک کی ہے۔ پس اس آیت کے مطابق کہنا بالکل درست ہے۔ اور چہاردہ معصوم کہنا بھی اس معنی سے کہ حق تعالےٰ نے انکو جمیع صغایر وکبایر سے محفوظ رکھا ہے۔ چنانچہ اولیا، اغواث اور اقطاب کو کبایر و صغایر سے حفظ وحمایت مین رکھا ہے۔ درست ہے۔ مگر انبیا علیہم السلام کیطرح (جو بعد بعثت بالکل معصوم رہے ہے) ان کو بھی صغایر اور کبایر سے معصوم سمجھنا نادرست ہے۔ اور اس پر معصوم کا اطلاق نہین آسکتا۔ (یعنی اولیاء اللہ معصومیت مین انبیاء کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ اور صغایر وکبایر سے معصوم ہونا صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ جب سے کہ وہ مبعوث ہوئے ہون ورنہ بعثت سے پہلے بعض انبیا سے سہو ہو گیا۔ جیسے حضرت موسیٰ سے)

سوال قائلان وحدت وجود کے حق مین اور برا اور لاعنی کہنے والون کے واسطے کیا حکم ہے۔ **جواب** وحدت وجود کے قایل زمرہ مسلمین مومنین محققین موقنین مین سے ہین اپنے تمام مدعاؤن پر آیات اور احادیث صحیحہ سے دلایل قایم کرتے ہین۔ وقد صح ان للقران ظہرا وبطنا وقد قال رسول اللہ صلعم من عمل بما علم اورثہ اللہ تعالیٰ علم مالم یعلم۔ اور اکثر محدثین نے علم مالم یعلم کی علم توحید تفسیر فرمائی ہے۔

سوال۔ چودہ خانوادون مین امامت حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ہی یا نہین۔ اور مرتبہ اقامت ووصایت مین فوقیت رکھتی ہین یا نہین۔ **جواب** مشایخ اور اولیائے ذوالاحترام سے متواتر منقول ہے۔ کہ تمام سلسلے جناب مرتضی **علی** کرم اللہ وجہہ کیساتھ منتہی ہوتے ہین۔ اور یہ جو سوال مین مذکور ہے۔ کہ قرب اور وصایت مین فوقیت رکھتے ہین۔ یا نہین۔ اسکے جواب مین اکثر محدثین چنانچہ شیخ عبدالحق وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ اس معنی سے اگرچہ تمام صحابہ کرام اور خلفائے عظام استفادہ احکام شریعت غرا اور ملت بیضا مین جناب رسالت مآب صلعم سے متساوی فیضیاب ہوئی ہین۔ اور آنحضرت صلعم کوشش بہت فرماتے تھے۔ کہ ہر ایک کو احکام شرع شریف کے پہنچانے مین مشرف فرمائین۔ لیکن آنحضرت صلعم کشف اسرار حقایق سے بعض کو بعض اسرار سے مختص اور ممتاز فرماتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو علم اور امارات منافقین سے مختص فرمایا تھا۔ یہانتک کہ حضرت حذیفہ کسی پر نظر ڈالتے ہی معلوم کر لیتے تھے۔ کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے۔ چنانچہ ایکدن حضرت عمر حضرت حذیفہ کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ ھَل تَدرِیْ فی اَمَارَاتِ المُنافِقِین شَیئًا قال لَا وَاللہ۔ اور نیز منقول ہے کہ مرتضی **علی** کرم اللہ وجہ کو بعضے علوم اور اسرار سے مختص فرمایا تھا۔ اور حضرت

Marfat.com

مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے وہی احکام اور اسرار جو ان کو مخصوص تھے۔ نیام ذوالفقار کے مضبوط و فرمز محفوظ رکھے تھے اور کسی کو ان سے مطلع نہیں فرماتے تھے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ان علوم میں آنحضرت صلعم کا کا وصی حضرت مرتضیٰ علیؓ ہے واللہ اعلم۔ **سوال**۔ اہلبیت سے محبت رکھنی درست ہے یا نہیں۔ **جواب**۔ اہلبیت کی محبت آنحضرت صلعم کی محبت ہے۔ اور اُن سی دشمنی گویا رسالت پناہ سے دشمنی ہے عیاذاً باللہ۔ وقد ذھب اکثرالمفسرین الی ان المراد بالمودۃ فی القربیٰ۔ آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔۔۔۔ الخ محبت اہلبیت سے ہے۔ اور قربیٰ سے مراد قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ **سوال**۔ داخل ہونا دروازہ مشرفہ متبرکہ حضرت قطب الاقطاب درست ہے یا نہیں۔ اور منکرین اولیاء اللہ کے حق میں کیا حکم ہے۔ **جواب** داخل ہونا دروازہ میں اس مراد سے کہ مکان متبرک بموجب امید بہشت ہے۔ درست ہے۔ اور اس نیت سے کہ بمجرد داخل ہونے دروازہ مشرفہ کے تمام گناہ ساقط ہو جاوینگے۔ یا داخل ہونیوالا قطعی بہشتی ہو جاتا ہے۔ درست نہیں ہے۔ لان القطع بدخول الجنۃ لیس الا فی حق الانبیاء والعشرۃ المبشرۃ وفی حق غیرھم من الصلحاء والمومنین لیس الرجاء کما یدل علیہ ظاھر النصوص وللعرفاء فی امرھم کلام اخر ینشرح منہ قلوب المومنین وقد ثبت فی علم العقائد ان ولایۃ الاولیاء وکرامتھم حقٌ وانکارھا ضلالٌ والحادٌ + ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہٗ و ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہٗ آمین یا رب العلمین۔ **ترجمہ**۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اور عشرہ مبشرین کیواسطے بہشت کا پختہ اور یقینی وعدہ ہے۔ اور دیگر صلحا اور مومنین کیواسطے قطعی حکم نہیں صادر ہوا۔ چنانچہ نص قرآنی سے یہی ہویدا ہے۔ اور علم عقاید کی روسے اولیاء اللہ کی ولایت اور کرامت حق ہے۔ اور اسکا انکار موجب گمراہی و الحاد ہے۔ یا اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کی فتح کرے۔ کہ تو خیر الفاتحین ہے۔ یا اللہ ہمیں حق دکھاوے۔ اور اسی پر چلنے کی توفیق بخش۔ باطل کو باطل کر کے دکھا۔ اور ہمیں اس سے بچا۔ آمین ثم آمین۔

دیگر۔ ایکدفعہ اثنائے گفتگو میں یا زدہم حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کی نسبت ایک عالم نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ کسطرح ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کتاب سخاوت الانبیاء میں اسکا اجرا خود رسول صلعم سی بیان کیا گیا ہے۔ اور نیز پیر صاحب کا معمول تھا۔ کہ ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ کھانا۔ مٹھائی و شیرینی تقسیم فرماتے تھے

گویا حضرت رسول مقبول کا عرس ہے اور اگرچہ آپ کا عرس ۱۱ ربیع الاول کو مقرر ہے۔ مگر پیر صاحب عرس کی نیت سے تبرکاً ختم پڑھکر ہر ماہ کچھہ نہ کچھہ تقسیم کرتے تھے۔ پس اس صورت مین جائز ہے +

اوراد و وظائف

اس جگہ ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ آپ نے جو مختلف اوقات اپنے مریدان با اخلاص کو ورد و وظائف ارشاد فرمائے۔ انکو قلمبند کیا جاوے۔ تاکہ ناظرین خاتم سلیمانی اس فیض سلیمانی سے مستفید اور مستفیض ہو سکین۔ (نکتہ) ایک جوان جو بدقسمتی سے نابینا ہو گیا تھا۔ حضرت فخر الاولیا کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ کہ یا حضرت! مین نابینا ہون۔ دعا فرمایئے۔ کہ خداوندکریم مجھے روشنی چشم عطا کرے آپنے فرمایا۔ کہ میان! درود شریف پڑھا کرو۔ اس نے عرض کیا۔ غریب نواز مین پہلے پڑھتا رہتا ہون آپنے فرمایا۔ کہ درود شریف ایسی چیز نہین ہے۔ کہ تو پڑھے۔ اور پھر تیری آنکھین روشن نہ ہون جب اس نے نو لاکھہ پورے کئے۔ خداوندکریم نے اُسے بینائی عطا کی۔ آپنے یہ بھی فرمایا۔ کہ صاحبزادگان مہاروی کے اقربا مین سے ایک شخص نابینا ہو گیا تھا۔ اس نے درود شریف کثرت سے پڑھنا شروع کیا۔ ایک ماہ مین فائز المرام ہو کر بینا ہو گیا۔ (نکتہ) ایکدفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی کو بڑی سخت مشکل پیش آجاوے تو اُسے چاہیے۔ کہ ۳ دن مین ۱۳۲ دفعہ سلسلہ چشتیہ اپنے پیر کے نام پر پڑھے۔ اور درود شریف مستغاث ہر روز تیرہ مرتبہ پڑھے۔ تو وہ اپنے مطلب سے ضرور کامیاب ہو گا۔

نکتہ۔ ایکدفعہ آپ نے ایک درویش سے فرمایا۔ کہ تو ہر روز یہ دعا ایک سو بار پڑھا کرو۔ خداوندکریم تجھے دین و دنیا مین مسرور کریگا۔ دعا یہ ہے۔ اللّٰھم انی اسئلک برکۃً فی العمر وصحۃً فی البدن وزیادۃً فی العلم وسعۃً فی الرزق وثباتاً علی الایمان۔ ونوّر قلوبنا بنور العرفان بحرمت نبی اخر الزمان صلی اللّٰہ وعلیہ وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین ط

دیگر۔ مؤلف کے ایک دوست نے کشائش روزی کیواسطے عرض کیا۔ کہ تنگدستی سے سخت اچار ہون آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات ہر روز ۔۔۔ پڑھا کیجیو۔ خداوندکریم تجھے کسی کا محتاج نہ کریگا۔ اللّٰھم یا رب الارباب ویا مسبب الاسباب یا مقلب القلوب یا غیاث المستغیثین یا اھل ۔۔۔ نصرٌ من اللّٰہ وفتحٌ قریب وبشر المومنین فاللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ط

دیگر۔ ایک دفعہ پاک پٹن شریف مین ایک بزرگ نے مسبعات عشرہ کے وظیفہ کیواسطے سوال کیا۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا پڑھا کرو۔ اسکے بعد مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ تو بھی مسبعات عشرہ پڑھا کرتا ہی مین نے جواب نفی مین دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو یہ کلام پڑھا کر۔ کہ مسبعات عشرہ کی جابجا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم انت ربی لا الہ الا انت علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واعلم ان اللہ تعالی علی کل شئی قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیئ علما۔ اللھم انی اعوذبک من شر نفسی ومن شر کل ذی شر ومن شر کل دابۃ انت اخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم۔

مسئلہ سرود۔ ایک دفعہ آپ کے سامنے ذکر ہوا۔ کہ سماع کیواسطے لوگ ہمکو بہت تنگ کرتے ہین اور وہ دلایل پیش کرکے کہتے ہین۔ کہ یہ محض بدعت ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ آپ ان کو کوئی جواب نہ دو۔ کیونکہ یہ اختلاف آج کا نہین ہے۔ بلکہ بہت مدت سے ہے۔ اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اور آپنے فرمایا۔ کہ سماع خود نہ تو حرام ہے۔ اور نہ درست۔ بلکہ اسکی حلت وحرمت سامعین کے خیال اور تصور پر موقوف ہے۔ کیونکہ اگر خیال حرام کیطرف ہے مثلاً زن بیگانہ۔ امرد۔ شراب ظاہری۔ تو محض حرام ہے۔ اور اگر کوئی غریب اللہ تعالی اور رسول صلعم یا اپنے پیر کے خیال پر سُنے تو اس غریب پر کیا گناہ ہے۔ اور اسکو کونسی حرمت ہوتی ہے کیونکہ یہ سماع وصوت اس تصور حقیقی کو بڑھانیوالا ہے۔ جو کسی کے دل مین جاگزین ہوتا ہے۔ صاحب منتخب نے لکھتا ہے۔ کہ حضور فخر الاولیا کا یہ فرمانا۔ بالکل شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول کے مطابق ہے

بگویم سماع اے برادر کہ چیست	کہ چون مستمع را بدانم کہ کیست
اگر مرد لہو است بازی ولاغ	فزون تر شود دیوش اندر دماغ
ور از اوج معنی پرد طیر او	فرشتہ فرو ماند از سیر او

دیگر۔ جولائی ۱۹۰۷ء مین جب خاکسار مؤلف خاتم سلیمانی عرس حضرت غریب نواز پر حاضر ہوا۔ تو آپکی تعلیم اور استادون کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب ارائین نے جو حضرت خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ بلکہ کچھ عرصہ خواجہ علیہ الرحمۃ سے کافیہ۔ کنز وغیرہ پڑھتے رہے تھی بیان کیا کہ حضرت غریب نواز مجھ سے صرف دو تین سال عمر مین بڑے تھے۔ آپنے مولوی محمد امین صاحب سے تعلیم پائی تھی۔ اور نظم کو تمام کرکے عربی کی بہت سی کتابین بھی انہی سے پڑھی تھین۔ خواجہ صاحب نے جو حضرت صاحب کی تعلیم کیواسطے مولوی محمد امین کو منتخب کیا۔ اس مین ایک خانگی حکمت تھی۔ اور

Marfat.com

خواجہ صاحب چاہتے تھے۔ کہ مولوی محمد امین صاحبزادگان کی نظر مین قابل عزت و توقیر ہو جاوے منشی عنایت خان جو فن انشا پردازی مین یگانۂ روزگار تھا۔ خواجہ علیہ الرحمتہ کے زمرۂ غلامان مین داخل ہو کر تونسہ شریف مین ہی اقامت گزین تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے بنگلہ کے پاس اس نے بھی اپنے واسطے ایک کوٹھڑی رکھ چھوڑی تھی۔ حضرت الہ بخش صاحب کا معمول تھا۔ کہ آپ اپنے اوستاد سے رخصت ہو کر اکثر اوقات منشی عنایت خان کی کوٹھڑی مین رونق افروز ہوتے اور بعض اوقات فن انشا پردازی مین بھی توجہ فرماتے۔ یہ مولوی محمد امین مولوی صالح محمد کے والد اور مولوی شاہ عالم صاحب متوطن بستی لصیر کے جد امجد تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سردی کے دنون مین حضرت صاحبزادہ الہ بخش صاحب منشی عنایت خان کی کوٹھڑی مین بیٹھے تھے۔ کہ دروازے پر ایک سودائی پاگل آدمی آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ یہ شخص بالکل پاگل تھا۔ اور تمام کپڑے اُتار کر اِدھر اُدھر پھرا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات لوگون سے دست و گریبان ہو جاتا۔ لوگ اس سڑی سودائی سے از حد خائف تھے اسواسطے منشی عنایت خان اور دیگر اشخاص نے جو اسوقت حجرہ مین بیٹھے تھے۔ دروازہ کھولنے سے انکار کیا۔ مگر حضرت صاحب نے فرمایا۔ سردی کا وقت ہے۔ یہان آگ جل رہی ہے۔ یہ غریب سردی سے ٹھٹھر رہا ہے۔ اسے اندر بلا لو۔ ایک نے کہا۔ غریب نواز! وہ تو سودائی ہے۔ لوگون سے لڑتا پھرتا ہے۔ نہ خود سوئیگا۔ اور نہ ہمکو سونے دیگا۔ مگر حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو ایک رحم دل خدا ترس نوجوان تھے۔ ان کے اصرار کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور دروازہ کھولدیا۔ بمجرد کھلنے دروازہ کے وہ پاگل اندر داخل ہوا۔ اور آگ کے چولہے کے پاس دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی خراب حالت پر اور بھی رحم آیا۔ آپ نے اپنی چادر اسکے بدن پر لپیٹ دی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سودائی سو گیا۔ کہتے ہین کہ اسکو کبھی اس سے پہلے نیند نہین آئی تھی۔ اور جب کبھی کوئی شخص اُسے کپڑے پہناتا۔ تو وہ بدن سے اتار کر پھاڑ ڈالتا۔ مگر حضرت غریب نواز کی چادر مبارک کی برکت سے اس کا جنون جاتا رہا۔ اور پھر کبھی کسی نے مارنے اور دست و گریبان ہو جانے کی خبر نہ سنی گئی۔

جب خواجہ صاحب نے یہ خبر سنی۔ تو مسکرائے اور فرمایا۔ کہ بہت دفعہ سنا گیا ہے۔ کہ کبھی کبھی ایسے پاگل جو لوگون کو ستایا کرتے ہین۔ خود بخود صحتیاب ہو جاتے ہین۔ یعنی اُنہون نے اس کو حسن اتفاق جہان تک ایسا نہ ہو کہ صاحبزادہ صاحب مین رعونت پیدا ہو جائے۔ اور وہ اس وجہ اعلیٰ سے محروم رہین

Marfat.com

جنکے واسطے خواجہ علیہ الرحمۃ اخیر عمر میں دعا فرمایا کرتے تھے۔

دیگر۔ زبانی مولوی صاحب مذکور خواجہ علیہ الرحمۃ کے وقت کی یہ حکایت بھی معلوم ہوئی۔ کہ ایک شخص مل خان نامی خواجہ صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اور دریائے چناب کے کنارے اسکا وطن تھا نامبردہ کو میرزا صاحبان مشہور پنجابی عاشق معشوق کے دوہرے خوب یاد تھے۔ اور ان کو وہ نہایت خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا۔ اور تونسہ شریف مین بھی اصحاب خواجہ علیہ الرحمۃ کو یہ عشقیہ دوہرے سنایا کرتا تھا۔ نامبردہ کی سگائی اپنے وطن مین دولت نام عورت سے ہوئی تھی۔ مگر چند خانگی امور کے سبب مسمات دولہ (اسی نام سے زیادہ مشہور تھی) کے والدین نے شادی کرنیسے انکار کر دیا مل خان دیوانہ وار مسمات مذکور کے کوچہ مین پھرا کرتا۔ اور مذکورہ بالا دوہرے دن کیسا تھا ایک دو مصرعے اپنے حسب مطلب تضمین کر چھوڑے تھے۔ تونسہ شریف مین جب وہ دوہرے سناتا۔ تو اپنا عرض بھی ساتھ گوشگذار کر دیتا۔ آخر ایسا اتفاق ہوا۔ کہ دولہ کے رشتہ دار اور لواحقین اس شخص کے دیوانہ پن سے بہت تنگ آ گئے۔ جو ہر ایک جگہ اپنے عشق و ہجر کا ذکر کرتا۔ اور دولہ کا نام لے لیکر قربان اور صدقے ہوتا۔ آخر انہون نے صلاح اور مشورہ کیا۔ کہ جب مل خان حسب معمول تونسہ شریف کیطرف جاوے تو اسے واپسی پر مار ڈالنا چاہیے۔ اس مطلب کیواسطے چند بد معاش تجویز ہوئے۔ جو مل خان کی آمد کے منتظر تھے۔ اور آخر انہون نے موقع پاکر غریب مل خان کو عشق کا مزا چکھایا۔ اور اسقدر زد و کوب کی۔ کہ مل خان بیتاب ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اور وہ لوگ اُسے مردہ سمجھکر چلے گئے۔ جب مل خان ہوش آیا۔ تو قریب کے گاؤن مین پہنچا۔ مگر زخمون سے نڈھال ہو رہا تھا۔ یہ خبر اسکے وطن مین پہنچی اور چند رشتہ دار اسکے پاس پہنچ گئے۔ اور اُسے اپنے وطن مین لیگئے۔ مگر ہر چند علاج معالجہ کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ اور مل خان چند روز مین فوت ہوگیا۔ خدا کی قدرت کہ دولہ بھی اسکی بیماری کی خبر سنکر از حد غمزدہ ہوئی اور اسی غم و الم مین مبتلا رہکر ادسیدن راہگرائے عالم جاودانی ہوئی چنانچہ دونو کو ایک قبرستان مین لیگئے۔ کہتے ہین۔ کہ خدا کی قدرت سے دونو ایک ہی قبر مین دفن ہوئے اور خواجہ صاحب کی وہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ یارو آدھا کام تو ہو چکا ہے۔ مل خان راضی ہے۔ دولہ بھی راضی ہو جاوے۔ تو خوب ہو۔ عاشقان صادق اس دنیا مین نہ تو دوسری دنیا مین تو بغلگیر ہوئے۔ عشق کی داستانین کچھہ اسی قسم کی ہین۔ کہ وہ فہم و قیاس

Marfat.com

مین نہین آسکتین۔ **دیگر** ایک ایسی ہی حکایت اور بھی سُنی ہے۔ کہ ایک شخص سیہڑ والہ کا باشندہ تھا۔ اسکی بھی ایک جگہ منگنی دسگائی ہو چکی تھی۔ مگر لڑکی والے راضی نہ ہوتے تھے۔ نامبردہ نے خواجہ صاحب کی خدمت مین استغاثہ کیا۔ آپنے ایک کاغذ لکھدیا۔ کہ خانقاہ حافظ نور محمد جلالی پر لیجاوے۔ جو لیّہ کے پاس ہے۔ چنانچہ نامبردہ خانقاہ مذکور پر گیا۔ اور سو گیا۔ خواب مین حافظ نور محمد صاحب ملاقی ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اب تو اپنی منگیتر کے ورثا کے پاس جائیو۔ وہ خود بخود تجھے بلا کر تیرا نکاح کر دینگے۔ چنانچہ نامبردہ وہان گیا۔ اسکے چچا نے اُسے بلایا۔ اور کہا۔ کہ تو آج کی تاریخ سے میرا داماد ہے۔ جسوقت چاہے۔ بعد نکاح اپنی عورت کو لیجاوے۔ چنانچہ نامبردہ چند روز بعد اپنے مطلب کو پہنچا+

دیگر۔ مائی فاطمہ بنت حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کو بچپن مین ایک دیوانہ کُتّے نے کاٹ کھایا۔ آپنے فرمایا۔ کہ اسے عمر خان شاہ نامی فقیر کی خانقاہ پر لیجاؤ۔ غلامان و حاشیہ نشینان نے عرض کیا۔ کہ اس مین سراسر ہتک ہے۔ آپ خود دُعا فرماوین۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اولیائے اللہ کے دروازہ پر جانا ہتک نہین ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہر ایک کام کیواسطے جُدا جُدا موکل ہین۔ عمر خان شاہ کے متعلق یہ کام ہے۔ کہ جو کوئی اسکی خانقاہ پر دیوانہ کتے کا کاٹا ہُوا جاتا ہے۔ بفضل خدا اُسکو صحت ہو جاتی ہے۔ معزز ناظرین اسی حکایت سے کئی مفید نتائج اخذ کر سکتے ہین۔ **دیگر** جب حضرت خواجہ اللہ بخش کا انتقال ہو گیا۔ تو ظاہر بین لوگ صاحبزادہ حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت حاجی خواجہ محمود صاحب کو کسی معمولی ظاہری شکر رنجی کا خیال کر کے علیحدہ علیحدہ سمجھنے لگے۔ حالانکہ وہ ایک ہی نور سے منور اور ایک ہی گلشن کے نونہال ہین۔ مولوی چراغ الدین ارائین نے نصیحت کے طور پر یہ قطعہ لکھا ہے۔ مولویصاحب کوئی شاعر نہین ہین مین نے تھوڑی سی اصلاح کر دی ہے۔ معزز نکتہ شناس ناظرین شاعری اور نازک خیالی کا لحاظ نہ کر کے صرف مضمون کیطرف توجہ فرماوین۔ مولوی صاحب نے جوش محبت مین چند اور بھی شعر لکھے ہین جو اس کتاب مین وقتاً فوقتاً درج کیے جاوینگے۔

برقع برخ چون نمود آن شاہ عالم تونسوی	شد عیان علیین ظاہر با جمال واحدی
ہم چو حسنین مین علیین با عین دل	تا شود مکشوف آن راز سے کہ داند معنوی
شد کلیم اللہ موسیٰ ید بیضا تونسوی	دان نصیر الدین محمود می چراغ تونسوی
ہر کرا از غیرت آید نقطہ بر عین او	کور بادا۔ تا ابد اندر خیال احولی

	اے چراغی شو غلام علنین را باعین دل تا شوی منظور خدمت شہ سلیمان تونسوی	

دیگر۔ عموی خان صاحب نور محمد خان ملغانی سوکڑی سے روایت ہے کہ کوتہ اندیش لوگ جو حضرت ثانی پر اعتراض کرتے ہین۔ کہ حضرت صاحب ایک دنیا دار آدمی تھے۔ وہ محض ظاہری کارخانہ کا خیال کرتے ہین۔ حضرت عثمان غنی رض کسقدر مالدار تھے۔ حضرت شہاب الدین صاحب سہروردی جو غالباً شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے پیر طریقت تھے اسقدر غنی تھے۔ انکے بھینسون کے گلے کی سنگوٹیان سونیکی ہوا کرتی تھین۔ دولت بذات خود کوئی بُری چیز نہین۔ ہان اسکا طریق استعمال بُرا ہو۔ تو البتہ بُری بلکہ بہت بُری ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا جو مال و متاع تھا۔ وہ لنگرخانہ مین زیادہ تر خرچ ہوتا تھا۔ چنانچہ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ معمار اور راج لوگ حضرت غریب نواز کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اپنی اُجرت اور مزدوری کے طالب ہوئے آپ اسوقت مہار شریف تیار بیٹھے تھے۔ آپنے استفسار فرمایا کہ کسقدر روپیہ ہمارے ذمہ ہے۔ میر عمارت نے عرض کیا۔ کہ ۴۰۰ روپیہ سے کچھ زیادہ ہوگا آپنے مودی کو حکم دیا۔ کہ روپیہ ادا کر دیا جاوے۔ مودی نے عرض کیا۔ کہ قبلہ لنگر مین روپیہ بالکل نہین رہا۔ جو کچھ بقایا تھا۔ وہ سفر کیواسطے لے لیا گیا ہے۔ بلکہ اتنا روپیہ قرض پر منگایا گیا ہے۔ اس پر آپنے فرمایا۔ کہ اسوقت مجبوری ہے اگر ہمارے ساتھ کوئی آدمی چلے۔ تو اللہ رزاق ہے۔ نور محمد خان کا بیان ہے کہ ان مین سے ایک شخص حضرت غریب نواز کے ہمراہ چلا۔ ابھی کوٹ سلطان تک آپ گئے تھے۔ کہ اللہ نے بہت سارا روپیہ بھیجدیا۔ چنانچہ انکا روپیہ ادا کر دیا گیا۔ اگر حضرت غریب نواز کو معاذ اللہ روپیہ جمع کرنیکا خیال ہوتا۔ تو مسافرخانون اور چاہات و مساجد پر اسقدر زر کثیر خرچ نہ فرماتے۔ بلکہ بڑے شہرون مین کوٹھیان تعمیر کراتے۔ کسی کمپنی کے حصے خرید فرماتے۔ یا عالیشان مکان ملتان۔ ڈیرہ غازیخان وغیرہ شہرون مین تعمیر کرا کر کرایہ پر دیتے۔ اور اگرچہ امر خلاف شرع بھی نہ تھا۔ بلکہ ایک قسم کی تجارت تھی۔ مگر حضرت غریب نواز نے رفاہ عام کے کامون پر ہزارون روپے خرچ کر ڈالے۔ اور کبھی ان سے ایک پیسہ بھر ظاہری آمدنی کی توقع نہ رکھی۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔ ؎

نام منظور ہے۔ تو فیض کے اسباب بنا	پُل بنا حوض بنا مسجد و تالاب بنا

دیگر) مولوی چراغ الدین سوکڑی سے روایت ہے۔ کہ جب بندہ حج بیت اللہ شریف کیواسطے تیار ہوا

Marfat.com

تھا۔ تو اُسوقت میرا ایک رفیق بھی نظر آتا تھا۔ مگر حضرت غریب نواز کی دُعا کی برکت سے دو دن میں ہی گیارہ آدمی اپنے گاؤن کے تیار ہوگئے۔ اور بفضل خداوندکریم و بہ برکت دعائے حضرت غریب نواز سب کے سب خیریت و عافیت سے اپنے وطن کو واپس آئے۔ مگر ایک شخص یوسف نام موچی بوجہ نہونے کرایہ جہاز وغیرہ کے جدہ میں رہ گیا۔ حضرت غریب نواز جب کبھی حاجی چراغ الدین کو دیکھتے۔ تو استفسار فرماتے۔ کہ حاجی یوسف کی کوئی خبر آئی ہے۔ میاں چراغ الدین عرض کرتے۔ کہ غریب نواز! کوئی اطلاع نہیں ملی۔ آپ فرماتے۔ خداوندکریم فضل کریگا۔ آخر ایسا ہوا۔ کہ حاجی یوسف بھی نہایت آرام اور آسایش سے اپنے وطن میں واپس آیا۔ اور چند سال زندہ رہکر انتقال کرگیا۔

حضرت خواجہ صاحب کے خلفائے عظام

حضرت خواجہ خواجگان سرتاج چشتیان حضرت محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ والغفران من الرحمان والمنان کے یوں تو کئی خلیفے تھے۔ جنکو خواجہ صاحب کی طرف سے تاج خلافت اور اجازت بیعت عطا ہوئی تھی۔ اور سچ پوچھو۔ تو ان کا ایک ایک ادنی مرید اس زمانہ کے عابد و زاہد سے درجۂ زہد و اتقا میں کہیں بڑھا ہوا تھا۔ مگر سب سے بڑے معتبر اور مشہور خلیفے حسب ذیل ہیں چنانچہ صاحب مناقب المحبوبین بھی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت غوث زمان حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کے خلفاء کاملین بہت ہیں۔ کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ کیونکہ حضرت صاحب بائیس سال کی عمر میں سجادہ نشینت و ارشاد پر بیٹھے تھے۔ اور آپ نے چوراسی سال کی عمر تک خلق خدا کو طریقت اور شریعت کا راستہ دکھلایا۔ اور اس مدت مذکور میں اطراف اور اکناف مثل خراسان اور ہندوستان اور عرب اور ترکستان اور روم اور شام سے خلق خدا آتی تھی۔ اور راہِ خدا اور طریق سلوک حضرت صاحب سے ارشاد پاکر اپنے ملک میں جاتی تھی جب کسیکو آپ لائق ارشاد پاتے تھے۔ اجازت اور خلافت دیکر روانہ کرتے تھے۔ تو وہ اپنے ملک میں جاکر خلقت کو رہنمائی کرتے تھے۔ بعض کو آپنے خفیہ نعمت دیکر بھیجا۔ کہ اوسکے حال سے کسیکو خبر نہیں۔ لیکن جو مشہور ترین خلیفے آپکے ہیں اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اول مولانا محمد باران کلاچوی۔ دوسرے مولانا محمد علی مکھڈی۔ تیسرے محمد علی خیرآبادی۔ چوتھے مولانا احمد تونسوی یہ چار خلیفے مثل خلفاء راشدین رسول علیہ السلام کے تھے۔ ان سے سلسلہ بہت شایع ہوا۔ پانچویں صاحبزادہ گل محمد صاحب بیٹے حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ اللہ بخش صاحب رضی اللہ تعالی

Marfat.com

سجادہ نشین حضرت صاحب ساتوین صاحبزادہ نور بخش صاحب سجادہ نشین نبیرہ حضرت قبلہ عالم مہاروی آٹھوین
برادر حقیقی انکے غلام قطب الدین۔ نوین باپ انکے خواجہ محمود صاحب مرید اور خلیفہ قاضی عاقل محمد صاحب اور
ہمارے حضرت صاحب سے خلافت رکہتے تھے دسوین غلام فرید صاحب ابن خواجہ محمود صاحب مرید اور خلیفہ حافظ
محمد جمال ملتانی کے ہین۔ اور ہمارے حضرت سے بھی خلافت رکہتے تھے گیارہوین مولوی نور جہانیان بہاولپوری
بارہوین مولوی شہسوار صاحب سکنہ نواحی مہار شریف تیرھوین حاجی بختاور۔ چودہوین حاجی برخوردار۔
پندرہوین مولوی سرفراز چشتی از اولاد حضرت گنجشکر سکنہ ڈیرہ اسمعیل خان۔ سولہوین میان عبدالشکور
خیر آبادی۔ کہ قبر اونکی تونسہ شریف مین نزدیک خانقاہ گل محمد صاحب کے ہے۔ کہ ۱۲۷۔ ھ مین فوت ہوئے ستروین
سردار خان ولایتی۔ اٹھارہوین حسن شاہ قندہاری۔ اونیسوین ولی اللہ خراسانی بیسوین ولی اللہ المشہور منبر والہ
اکیسوین مولوی محمد حیات پنجابی ثم دہلوی۔ بائیسوین میان حسن عسکری صاحب دہلوی تئیسوین میر
فضل علی صاحب جہجری چوبیسوین مولوی قیام الدین صاحب دہلوی۔ پچیسوین مولوی شرف الدین صاحب
سوتری چہبیسوین شیخ احمد مدنی ستائیسوین مولوی صالح محمد تونسوی۔ اٹھائیسوین مولوی علی محمد حسن
امام حضرت اونتیسوین میان عبداللطیف چنیا پٹنی تیسوین صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب
نبیرہ مولانا فخر الدین۔ اکتیسوین مولوی نور محمد ملتانی امام مسجد حمام۔ بتیسوین حافظ نور الدین ڈہنڈی سکنہ
نواحی مہار شریف تیتیسوین مولوی امام الدین صاحب ڈنڈی مجذوب کہ لاہور مین تھے۔ چونتیسوین
نور احمد سندہی پینتیسوین غلام محمد شیرانی۔ چہتیسوین نور عالم سکنہ نواحی ملکہنڈ سینتیسوین فاضل شاہ
کشمیری اٹہتیسوین امیر الدین بن فضل شاہ کشمیری۔ اونتالیسوین سید شیر شاہ پاک پٹنی نبیرہ مولانا بدر الدین
اسحق خدیہ گنجشکر چالیسوین سید مستان شاہ خراسانی۔ اکتالیسوین ابو الحسن لانگہوی سکنہ نواحی سنگھڑ
شریف بیالیسوین نقی محمد لانگہوی تینتالیسوین مولوی قادر بخش چوالیسوین مولوی حافظ عظمت طغیروی
نواحی مہار شریف پینتالیسوین مولوی غلام رسول طغیروی۔ چہیالیسوین فیض اللہ شاہ جہجوی سینتالیسوین
مولوی نظام الدین سکنہ نواحی لاہور۔ اڑتالیسوین حافظ گوہر اونچاسوین میان دلیل خانپوری پچاسوین
مولوی محمد حسین چوہان اکاونوین مولوی محمد یار جہنادی باونوین غلام محمد اوجینی ترپنوین حافظ غلام
نواسہ مولوی نور محمد نارووالہ چونوین اسمعیل خان سکنہ پھنڈی پچپنوین غلام محمد ملتانی۔ چھپنوین غلام رسول
خان ماکو افغان کہ حضرت کے خادم ہین ستاونوین محمد اکرم نزد بردار خادم حضرت اٹھاونوین مولوی

Marfat.com

شمس الدین سکنہ ساہیوال اونسٹھویں[59] مولوی عبدالرحمان سکنہ موضع ترالواحی مہار شریف کہ مرید حضرت قبلہ عالم کا۔ اور خلافت حضرت سے رکھتا تھا ساٹھویں[60] مولوی عبدالرحمٰن موذن حضرت۔ اکسٹھویں[61] مولوی امام الدین صاحب مصنف نافع المسلمین ملفوظ حضرت باسٹھویں[62] مولوی محبوب عالم صورت بندری ترسٹھویں[63] میان نظام الدین کہ بمبئی مین رہتا تھا چوسٹھویں[64] شرفدین گردستانی پینسٹھویں[65] غلام محمد رسول پوری چھیاسٹھویں[66] غلام محمد بلاول بیٹی سڑسٹھویں[67] حاجی نجم الدین مصنف مناقب المحبوبین سکنہ جھونجھون سوائے انکے اور بہت خلیفے بھی ہر ملک مین ہین۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ط

خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات

آج اس واقعہ روح فرسا اور سانحہ ہوش رہا کے لکھنے سے قلم شق ہوا چاہتا ہے۔ اور قلم صریر صدائے الامان اور واحسرتا سناتا ہے۔ ہائے افسوس وائے افسوس یون تو ہر ایک فرد بشر کو اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا ہے۔ اور پیغام اجل ہر کہ ومہ کو آتا ہے۔ مگر ہم جیسا کوئی شخص بندہ نفس زندگی سے بیزار ہو جاوے تو کون سا پہاڑ گر جاویگا۔ یہی ہوگا۔ کہ اگر مان باپ زندہ ہین۔ تو وہ دو چار آنسو بہا کر خاموش ہو رہینگے اگر وہ پہلے گذر گئے۔ تو بیوی بچے ایک آدھ دن یاد کرکے فراموش کر جائینگے۔ مگر ایسے شاہ دوجہان سلیمان زمان ملجائے وماوائے بیکسان تکیہ وتولائے غریبان کا اس جہان سے انتقال کر جانا کوئی معمولی امر نہین ہے خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات کا جو صدمہ ان کے مبارک خاندان اور معتقد مریدون کو ہوا ہے وہ کوئی انہی کے دل سے پوچھے مگر صرف بموجب حدیث شریف اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ۔ اور خواجہ صاحب کی توجہ انکے افسردہ دل اور غمزدہ طبیعت کو بشاش کرنیوالی تھی۔ کہتے ہین۔ کہ جب حضرت صاحب کے سفر آخرت کا وقت آیا۔ تو اپنے خلف اور حاشیہ نشینون اور خالص مریدون سے الوداع کیا اور انکو اس لمبے اور بڑے سفر کی خبر دی۔ یہ عجب بہار اور قدرت پروردگار ہے۔ کہ انکی وفات کے وقت بہت سے مرید اور خلفاء عظام موجود تھے۔ مثلاً ولی کامل حاجی مولوی نجم الدین صاحب مولف مناقب المحبوبین صاحبزادہ میان نظام الدین صاحب نبیرہ زادہ مولانا فخرالدین صاحب میان صالح محمد تونسوی۔ اور حضرت غریب نواز الٰہ بخش صاحب نبیرہ حضرت سب پاس بیٹھے تھے۔ آپکے انتقال پرملال کا مختصر حال یہ ہے کہ ایام وفات سے پہلے اس بیت کو ہر وقت زبان مبارک سے بار بار پڑھتے تھے۔ سہ

آہن کہ بپارس آشنا شد	فی الحال بصورت طلا شد

Marfat.com

اور کبھی یہ شعر بھی ورد زبان ہوتا تھا ؎ اگر گیتی سراسر باد گیرد * چراغ مقبلان ہرگز نمیـ
جب ماہ صفر ۱۲۶۷ھ کا چاند دکھائی دیا۔ آپ نماز مغرب کا وضو کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں کسی نے کہا۔ کہ و
صفر کا چاند ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اچھا! سفر کا مہینہ ہے؟ خدا خیر کرے۔ اُسی دن عشا کیوقت آپکو فو
زکام ناکام کی شکایت شروع ہوئی۔ دوسرے دن حسب معمول عام کچہری ہوئی۔ مگر زکام کل سے ز
تھا۔ علی ہذا بدستور تیسرے اور چوتھے دن بھی کچہری کی۔ مگر پانچویں دن تکلیف بہت زیادہ تھی۔ ا
باوجودیکہ حکما نے روغن بادام وغیرہ ادویہ کی سر مبارک پر خوب مالش کرائی۔ مگر کچھ فایدہ نہ ہوا
صفر کی چھٹی تاریخ گذری اور ساتویں کی رات آئی۔ مرض نے غلبہ کیا۔ اور آپنے عشا کی نماز ا
حجرہ شریف میں جماعت سے پڑھی۔ بعدہ حضرت پر حالت نزع طاری ہوئی۔ بدن مبارک پر رعشہ
آخر معمولی وظایف بڑی مشکل سے کٹہرے کے نیچے پڑھے۔ مولوی حاجی نجم الدین صاحب موصوف بھی
کہ میں خود موجود تھا۔ اور حضرت صاحب سے جنوب کی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور خواجہ الہ بخش صا
اسی پلنگ پر پائنتی کیطرف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت تا دم اخیر برابر ہوشیار رہے۔ چنانچہ صاحبزادہ
صاحب نے عین اسی وقت آپ سے بیعت کی۔ ایکہزار بار درود شریف کا وظیفہ فرمایا۔ اور سا
دعائے خیر طلب کی۔ تہجد کا وقت ہو گیا۔ آپ نے اشاروں سے نماز تہجد پڑھی۔ جیب مبارک سی ت
نکالکر وظایف معمول کو پڑھا۔ اتنے میں خواجہ الہ بخش صاحب کیطرف دیکھکر پوچھا۔ کہ تو کون بیٹھا
ابھی انہوں نے جواب نہ دیا تھا۔ کہ میاں صالح محمد تونسوی بول اُٹھے۔ قبلہ یہ صاحبزادہ الہ بخش ہ
ہوتے ہیں۔ انپر توجہ کا وقت ہے۔ نظر مہر و کرم فرمائیں۔ اسپر میاں الہ بخش صاحب جو کہ اسوقت چ
ستائیس برس کے نوجوان تھے۔ بڑے ادب اور تعظیم سے بولے۔ بابو ہیں تیں کہوں بیا
تھی سنگدا۔ صرف ہیں جو تیڈے فقیراں دی جوتی جوڑ بھیواں * حضرت خواجہ صاحب نے یہ معن
اور پسند میں غرض سنکر انکی طرف توجہ کی اور زور سے فرمایا۔ **وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْ**
اور یہی آخری لفظ تھے۔ جو حضرت صاحب کی زبان مبارک سے نکلے۔ غرض دو گھڑی رات رہے
جہان ناپایدار سے کوچ فرمایا۔ گویا وفات بہ شب جمعرات ہفتم ماہ صفر ۱۲۶۷ھ ہوئی۔ اور پھر صبح
کو شمالی صحرا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اسقدر لوگوں کا اژدحام تھا۔ کہ اتنا کبھی نہ ہوا تھا۔ اکثر
میں لکھا ہے۔ کہ جب نماز جنازہ ہو چکی۔ چند خراسان کے آدمی اتفاقاً آگئے۔ اور پوچھا یہ کس کا جنـ

Marfat.com

جب انکو معلوم ہوا کہ والئے دو جہان حضرت خواجہ سلیمان صاحب اس جہان سے کوچ کر گئے ہین بہت افسوس کرنے لگے۔ اُن مین سے ایک شخص ایسا رویا۔ کہ بے ہوش ہوگیا۔ اور وہ مین ریت پر گر پڑا نیم ساعت کے بعد ہوش مین آیا۔ اور بہت خوش ہوکر کہا۔ الحمدللہ کہ مین نے حضرت صاحب کی زیارت کی۔ اور اُنہون نے مجھے سلسلہ بیعت مین داخل کیا۔ گویا مسلمان ہے۔ کہ جو خیالات دل مین ہوتے ہین۔ عموماً وہی خیالات خواب مین نظر آیا کرتے ہین۔ خواہ کچھہ ہی ہو۔ لیکن یہ حضرت صاحب کا کچھہ کم اعجاز اور کرامات نہین ہے۔ کہ اسکا سارا رنج و غم جاتا رہا۔ اور پھر وہ اپنے ساتھیون مین ہنسنے بولنے لگا۔ جمعہ کی رات کو شام کے بعد بنگلہ شریف مین حضرت کو دفن کیا گیا۔ شاید حضرت نے وہان ہی وصیت کی ہوگی۔ ورنہ آپ کے صاحبزادون اور دیگر فقرا اور عام لوگون کی قبرین تو شہر سے مغرب کیطرف ہین۔ پہلے معمولی سا مقبرہ تہا۔ نواب صاحب بہاولپور نے قریباً ۷۰ ہزار روپیہ خرچ کرکے ایک سنگ مر کا عالیشان روضہ تعمیر کرایا ہے۔ اور حضرت ثانی خواجہ الہ بخش صاحب کیوقت مین اس روضہ کے اندر نہایت عمدہ قیمتی فرش سنگ مرمر (ابلق) سے بنایا گیا ہے۔ اور مزار مبارک کے اوپر روضہ شریف کے اندر ایک چہوٹی سی بارہ دری بنائی گئی ہے۔ جو سنگ مرمر کی ہے۔ اور قیمتی پتھرون شیشون وغیرہ سے مزین ہے۔ اور اوپر سونیکا کام کیا ہوا ہے۔ راقم نے ایسا خوبصورت روضہ کہیں نہین دیکھا۔ اسمین کچھہ شک نہین۔ کہ ملتان اور لاہور وغیرہ کی عمارات مضبوطی اور فراخی مین اس سے کہین بڑھ چڑھکر ہون۔ لیکن یہ خوبصورتی اور رونق ہرگز نہین ہے۔ روضہ مبارک مین حضرت خواجہ خیر محمد صاحب برادر خورد خواجہ الہ بخش صاحب جنوب مغربی کونہ مین۔ اور خواجہ الہ بخش بن حضرت گل محمد صاحب اور انکے ایک صاحبزادہ حضرت احمد صاحب کی مزار مبارک۔ جو کہ طالب علمی کے زمانہ مین فوت ہوگئے تھے۔ یہ دونو جنوب مشرقی کونے مین ہین۔ روضہ منورہ پر مندرجہ ذیل تاریخی اشعار لکھے ہین جس سے سال اتمام وغیرہ پایا جاتا ہے +

قطعہ تاریخ روضہ مقدسہ از تصنیف مولنا محمد نغزی سکنہ اکبرپورہ ضلع پشاور

زہی روضۂ فرخ بنا نو بہار	چو خلد برین پر ز نقش و نگار
بفردوس و این روضہ فرق است این	کہ آن بر سموات این بر زمین
ز سال تمامش خرد بقصور +	تعجب کنان گفت وہ باغ نور

تاریخ وصال حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی قدس سرہٗ

Marfat.com

گفتا بسال وصل شہنشہ بری سراغ نعرے ز داغ دل شدہ جویا کہ شاہ من	وضع یکے ز خلد بکر رکنی اگر کے رفت گفت - کہ بسفر ہفتم صفر ۱۲۶۷ھ

خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات کے موقع پر شعرائے نامدار نے بڑے پر درد مراثی لکھکر اپنے دل [illegible] کے داغ ظاہر کئے ہین - افسوس ہے کہ ہم اختصار کیوجہ سے وہ سب مراثی و قطعات تاریخیہ درج نہین کر[illegible] مگر چند تاریخین تحریر کرتے ہین - مولوی محمد حسین صاحب پشاوری نے جناب تونسہ شریف مین ہی رہتے ہین - اور خاکسار نے ماہ جون ۱۹۰۳ء مین انکی تونسہ شریف مین جاکر زیارت کی ہے - عا[illegible] اور شاعر بے نظیر ہین - مندرجہ ذیل پر درد اشعار تحریر کئے :-

خواجہ ما آن امام المسلمین	شہ سلیمان رحمۃ للعالمین	ہفتم ماہ صفر روز خمیس	جان بجانان داد آن نفس نف[illegible]
رو بجہائے اولیا گرد آمدند	بہر سال نقل او رائے زدند	زان میان نالہ کنان ہوی و ہائے	روح مولانائے رومی گف[illegible]
	لے دریغا اے دریغا اے دریغ	گشت پنہان آفتاب زیر میغ ۱۲۶۷ھ	

یعنی مثنوی شریف مین زیر میغ مین تاریخ وصال حضرت مندرج ہے اس تاریخ سے مولوی صاحب کی جودت طبع ظاہر ہوتی ہے - اور ایک عجب نکتہ یہ بھی ہے - کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو مثنوی شریف سے ازبس محبت تھی [illegible] روم فرماتے ہین ؎ تا نیاید آن سلیمان بسین الخ کہ حضرت سلیمان اسکو حل کرینگے - خواجہ علیہ الرحمۃ نے نہایت عمدہ [illegible] مولوی حسین علی سکنہ فتح پور ؎ پئے سال وصالش ہاتف غیب ✤ بگفت او آفتاب چشتیان ۱۲۶۷

میان محمد یار خوجہ معروف البوالوفا نے غریب نواز - سے تاریخ انتقال نکالی ہے -

مولوی صدر الدین صاحب مفتی دہلی نے بہت تاریخین لکھی ہین مشہور یہ ہین - ع رحمۃ للعالمین قطب الور[illegible]

محبوب ذات حق ؎ بگفتند از سر کلک قضا صاف ✤ نوشتہ شد ہویدا ذات حق بود ✤ ۱۲۶۷

دیگر - از سر دانش دبیران قضا ✤ محو ذات حق نمودندش خطاب ✤ ۱۲۶۷

حاجی نجم الدین صاحب نے جن کا اسم شریف پہلے بھی کئی دفعہ آچکا ہے - کل تاریخون کو ملاحظہ فرماکر مندرجہ [illegible] اشعار مین حضرت صاحب کے کل ضروری واقعات کے سن لکھدئے ہین نظم بھی دلچسپ ہے - ناظرین کے مطالعہ کیلئے [illegible]

درد اکہ غوث اعظم راہی سوئے جنان شد	الہجر او دو عالم پر شور و پر فغان س[illegible]
از سال انتقالش ہاتف مرا بگفتہ	محبوب ذات حق بود اندر زمین نہان
سال ولادت آنرا از من اگر بپرسی	گرہائے دور سازی خورشید دو جہان
لفظ حبیب اللہ ہے ہائے عمر او دان	من کردہ ام شماری ہشتاد و چار آن
تاریخ بیعت او ہم رفتنش بد ہلے	خورشید دو جہانی میخوان درین عیان
وقت وصال مرشد بست و دو سالہ بودہ	از نجم دین عاصی در نظم این بیان

Marfat.com

حصہ دوم کتاب خاتم سلیمانی

حالات سلطان المشائخ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب قدس سرہ

ماہِ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کیا ہی مبارک مہینہ اور مبارک موسم تھا۔ آسمان حق پرستوں کے دل کیطرح صاف زمین پر ہر طرف رونق اور سرسبزی۔ باغون مین بہار ہر طرف گل وگلزار کا نقشہ تہا۔ کہ حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب کے مشکوی معلّے مین فرزند ارجمند تولد ہوا۔ کِسکو خبر تھی کہ یہ مولود اسقدر مسعود ہوگا۔ کہ روئے زمین کے اولیائے کرام وسجادہ نشینان عظام اسکی خدامی کا فخر کرینگے۔ بڑے بڑے امیر آستان بوسی کو سعادت ابدی تصور کرینگے۔ اور تونسہ شریف کا نام پہلے سی بھی زیادہ مشہور ہوگا۔ کیونکہ مکان کی شہرت مکین سے اور شہر کی شہرت ساکنین سے ہوا کرتی ہے۔ معمول کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب کے دولت خانہ مین خوشی منائی گئی۔ اور معتقدین وغلامان نے جہان کہین سُنا۔ اظہار مسرت کیا۔ مگر سچ پوچھو۔ تو اس مولود مسعود کی شان کے مطابق کوئی خوشی نہین منائی گئی۔ اور اسکے حسب ذیل اسباب ہین۔ اوّل تو یہ کہ بزرگ خاندان سرتاج خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب اسوقت تونسہ شریف مین رونق افروز نہ تھے۔ بلکہ مہار شریف تشریف فرما تھے۔ دوم خواجہ الہ بخش صاحب دو ہمشیرگان کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور مستورات کے عقیدہ کے مطابق جو لڑکا دو ہمشیرگان کے بعد پیدا ہو۔ وہ بختاور نہین ہوتا۔ اسواسطے آپکی والدہ ماجدہ کسیقدر مضطرب معلوم ہوتی تھین۔ کہ جہلا کے عقیدہ کے مطابق کہین میرا فرزند بھی ایسا نہ نکلے۔ مگر ہمارے حضرت صاحب نے پیدا ہوتے ہی اس عقیدہ وخیال کا جو علاقہ کوہ وسنگہڑ مین خصوصیت سے مشہور تھا۔ ملیامیٹ کردیا۔ گویا وہ مظہر انوار خدا تھے۔ کہ اس دُنیا مین قدم رکھتے ہی باطل عقیدون کو حرف باطل کیطرح فراموش کرادیا۔ جب حضرت خواجہ خواجگان سرتاج چشتیان حضرت محمد سلیمان کو مہار شریف مین یہ مژدہ جان بخش ونوید دلفزا پہنچا۔ تو آپ بہت ہی مسرور ہوئے۔ بارگاہ الٰہی مین شکریہ ادا کیا۔ اور وطن جانیکے از حد شائق ہوئے۔ تاکہ اپنے پوتے کے دیدار فرحت آثار سے فرحت حاصل کرین۔ اور کیون مشتاق نہ ہوتے۔ انہون نے تو آپ کا ولیعہد بننا تھا۔ اور گلہ سلیمانی کے یہی نگہبان مقرر ہونیوالے تھے۔ بھلا بادشاہ کو اپنے ولیعہد کے پیدا ہونیسے

Marfat.com

خوشی نہین ہوا کرتی؟ اور پھر ولیعہد بھی وہ کہ لخت جگر ہے۔ محبوب آلہی کا درجہ حاصل کرنیوالا ہے اور سلطان المشائخ کے نام سے مشہور ہونیوالا ہے۔ وہ طبل سلیمانی اور نقارۂ رحمانی بجائیگا۔ کہ دور دور تک اُسکا شہرہ ہوگا۔ وہ السیا ہدایت کا چراغ روشن کریگا۔ کہ گم گشتگانِ راہِ ضلالت کے واسطے ہدایت اور رہروان صراط مستقیم کیواسطے سرمایہ معرفت و توشہ آخرت ہوگا۔ الغرض حضرت خواجہ صاحب کو از بس مسرت حاصل ہوئی۔ اور آپنے وطن مالوفہ جانیکا ارادہ کیا۔ پہلے تو یہ کیفیت ہوا کرتی تھی۔ کہ آپ مہینون مہار شریف آکر ٹھیرتے۔ اور کبھی وطن کا نام نہ لیتے۔ مگر اسدفعہ آپ کو اسقدر شوق دامنگیر ہوا کہ آپ نے اپنے مرشد سے اجازت طلب کی۔ اور جب اُنھون نے کمال مہربانی سے استفسار فرمایا۔ کہ اسقدر جلدی؟ تو خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ قبلہ! کچھہ ضروری کام ہے۔ اسواسطے اجازت کا طالب ہوا اُنھون نے دریافت کیا۔ وہ کیا کام ہے۔ آپ نے گذارش کی۔ کہ کچھ یونہی سا کام ہے۔ اسپر حضرت قبلہ عالم نے پھر مسکرا کر پوچھا۔ تو آپنے فرط خوشی مین کہا۔ قبلہ! برخوردار گل محمدؐ کے گھر فرزند تولد ہوا ہے اور مجھے اس مولود مسعود کے دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اسپر حضرت قبلہ عالم بہت خوش ہوئے۔ اور شفقت سے فرمایا۔ آخر کوئی بات تھی نہ۔ خوشی سے جاؤ۔ اور بخیریت واپس آؤ۔ الغرض آپ وہان سے رخصت ہو کر بخیریت تمام تونسہ شریف مین پہنچے۔ اور حضرت کے دیدار فیض آثار سے از بس مسرور و شادان ہوئے۔ روایت ہے۔ کہ اثنائے راہ مین مولوی صالح محمدؐ صاحب آپکے ہمرکاب تھے۔ جب انھون نے یہ مژدۂ جانفزا اور نوید دلکشا سُنا۔ تو کچھہ دیر بحر معانی مین غوطہ لگایا۔ اور خندہ پیشانی سے خواجہ صاحب کی خدمت مین عرض کی۔ قبلہ! تاریخ تولد مین نے زہے بیدار بخت سے اخذ کی ہے۔ یقین ہے کہ آپ کا پوتا بہت بختاور اور نصیبہ والا ہوگا۔ خدا کی قدرت کہ مولوی صالح محمد کا فرمودہ کیا ہی سچ نکلا اور مادۂ تاریخ کیطرف نظر کیجاوے تو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت غریب نواز کے حالات کے بالکل موزون و مطابق ہے۔ کون نہین جانتا۔ کہ حضرت غریب نواز خواجہ اللہ بخش صاحب کیا دین کیا دنیا۔ دونو لحاظ سے شہنشاہ تھے۔ آپ ایکدفعہ ذکر کرتے تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہ العزیز کئی دفعہ مجلس عام مین فرمایا کرتے تھے کہ جب سے یہ بختاور لڑکا ہمارے گھر مین پیدا ہوا ہے۔ لنگر کی عسرت و تنگی رفع ہوگئی ہے۔ سبحان اللہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات سو بالکل سچ مقولہ ہے۔ آپکے تولد ہوتے ہی فوراً آثار سعادت ظاہر ہونے لگے۔ جسکا خواجہ رہستان حضرت محمد سلیمان بھی اعتراف کرتے تھے۔

Marfat.com

بچپن کے حالات ... روایت ہے کہ ایکدفعہ لڑکپن کی حالت مین آپ اسقدر بیمار ہوگئے۔ کہ زندگی کی اُمید نہ رہی حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب آپکے والد ماجد ازبس افسردہ خاطر تھے۔ اور خواجہ صاحب کے حضور بھی کچھ عرض نہ کرتے تھے۔ آخر سید جمال شاہ صاحب سے (جسکا ذکر کئی موقعوں پر آئیگا) ارشاد کیا۔ کہ وہ استخارہ کرین شاہ صاحب ایک متوالے آدمی تھے۔ اور نشۂ ایزدی مین مست رہتے تھے الغرض انہون نے بموجب فرمودہ صاحبزادہ صاحب استخارہ کیا۔ تو خواب مین یہ کیفیت دکھائی دی کہ بڑے بڑے اولیاء کرام مثلاً خواجہ **معین الدین** صاحب حضرت مولانا **فخر الدین** صاحب حضرت قبلہ عالم صاحب تشریف لائے ہین۔ اور حضرت خواجہ محمد **سلیمان** صاحب کا تاج خلافت اور کلاہِ ولایت حضرت **الٰہ بخش** صاحب کے حوالہ کر رہے ہین۔ اور انکو خواجہ صاحب کے مصلّٰے پر بٹھایا ہے۔ یہ بات سُنکر حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب نے خوشی منائی۔ مگر یہ سُنکر متعجب ہوئے۔ کہ میرے ہوتے وہ خواجہ صاحب کے مصلّٰے پر کسیطرح رونق افروز ہوسکتے ہین۔ القصہ خداوندکریم نے حضرت صاحب کو صحت بخشی ٭

دیگر۔ آپ نے اپنی تعلیم حسب فرمان خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مولوی محمد امین صاحب سے شروع کی۔ جو ایک باکمال عالم تھے۔ اور جسکے خواجہ صاحب سے کچھ خانگی تعلقات بھی تھے۔ جنکے لکھنے کی کچھ ضرورت معلوم نہین ہوتی آپنے علاوہ قرآن شریف ناظم کے عربی صرف نحو سے بھی واقفیت حاصل کی۔ اور تفسیر اور حدیث پر بھی عبور کرنیکے علاوہ انشاپردازی و خطوط نویسی مین بھی مہارت حاصل کرلی۔ مگر آپ کا زیادہ وقت علم سلوک و تصوف میں خرچ ہوا۔ جسکے معلم وہ خواجہ دوجہان تھے۔ اور جسکے واسطے کسی کتاب کی ضرورت

دیگر۔ روایت ہے۔ کہ آپ اوائل عمر میں لباس تبدیل کرنیکے زیادہ شائق تھے۔ ہر تیسرے دن پوشاک بدلتے۔ اور طرح طرح کی گھوڑیان سواری کے واسطے تجویز فرماتے۔ مگر جب خواجہ کا فیضان ہوا۔ تو ان سب سے دل بیزار ہوگیا۔ اور لاکھون آدمی اس امر کی گواہی دیتے ہین۔ کہ جب آپ عہد شباب مین آئے۔ اسوقت سے لیکر وصال تک کبھی نہ تو قیمتی لباس زیب بر کیا۔ اور نہ کسی شاندار گھوڑی پر سوار ہوئے۔ واضح رہے۔ کہ وہ شاہزادگی و کم عمری کا تقاضا تھا۔ ورنہ آپ ماشاءاللہ امورات خلاف شرع سے بالکل محترز رہے۔ اور اوائل عمر سے ہی صوم و صلوٰۃ کے پابند اور فقیر دوست تھے۔ چنانچہ مولوی حاجی نجم الدین صاحب خلیفہ حضرت خواجہ صاحب اپنی کتاب مناقب المحبوبین مین لکھتے ہین۔ کہ حضرت صاحبزادہ الٰہ بخش صاحب گھنٹون ہمارے ساتھ مولوی محمد امین کی کوٹھڑی مین بیٹھکر باتین کرتے۔ اور ارشاد

Marfat.com

فرماتے ۔ کہ حاجی صاحب ہمکو دعا کرو ۔ خلیفہ صاحب! ہمارے واسطے بھی کچھ دعا طلب کیا کرو ۔

دیگر ۔۔۔ جن بندون کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس دنیا مین ممتاز کرتا ہے ۔ انکو اپنی قدرت کاملہ سے ویسے ہی سامان عطا کرتا ہے ۔ کہ وہ بچپن مین ہی اپنے غیر معمولی اوضاع و اطوار سے لوگون کا دل تسخیر کرین ۔ چنانچہ جب حضرت رسول مقبول صلعم تولد ہوئے ۔ تو قصر کسرے (نوشیروان) مین زلزلہ آیا ۔ اور بارہ کنگرے اسکے عالیشان محل کے زمین پر آ پڑے ۔ آتش پرستون کا آتشکدہ جو زردشت کی وفات کے بعد روشن چلا آتا تھا ۔ اور جس مین تقریباً ڈیڑھ ہزار برس سے کبھی آگ نہین بجھی تھی ۔ دفعتہً سرد ہو گیا ۔ عرب کا ملک جو روزمرہ قحط سالی سے تنگ آ گیا تھا ۔ اس مین اسقدر زراعت ہوئی کہ زمیندار حیران تھے ۔ کہ اسقدر برکت کسطرح پیدا ہو گئی ہے ۔ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب گیلانی عالم شیرخوارگی مین روزہ دار تھے ۔ حتیٰ کہ جب عید کے تعین مین اختلاف ہوا ۔ تو آپکا فیصلہ ناطق سمجھا گیا ۔ اسیطرح ہمارے حضرت صاحب بھی سن شعور سے باکمال اور صاحب تاثیر مشہور ہو گئے تھے ۔ چنانچہ اس حکایت سے اس امر کی بخوبی توضیح ہو گی ۔

حضرت کا بارہ سنگا

دیگر ۔۔۔ منتخب شریف مین لکھا ہے ۔ کہ سکھون کی عملداری تھی ۔ اور ایک سکھ سردار جو قلعہ منگروٹھ مین ضلعدار تھا ۔ اور دیوان ساون مل کیطرف سے اس علاقہ کا حاکم تھا ۔ ایکدفعہ تونسہ شریف کے بازار سے گذرا حضرت صاحبزادہ اللہ بخش صاحب کا ایک گوزن (بارہ سنگا) شہر کے بازارون مین پھرتا تھا ۔ یہ بارہ سنگا چھوٹا سا بچہ تھا کہ اسے صاحبزادہ صاحب نے پالا تھا ۔ اور وہ لوگون سے اسقدر مانوس ہو گیا تھا ۔ کہ بکری کے بچے کیطرح پھرا کرتا تھا ۔ جب اس خالصہ سردار کی آنکھ اس بارہ سنگا پر پڑی ۔ تو جھٹ سے بندوق کا نشانہ بنایا ۔ بارہ سنگا تڑپ تڑپ کر مر گیا ۔ اور اسکے نوکر اٹھا کر خالصہ بہادر کے پاس لیگئے ۔ مگر چونکہ وہ مر چکا تھا ۔ اور کسی کام کا نہ تھا ۔ نوکرون نے ساتھ لے لیا ۔ جب شہر کے مغربی طرف گئے ۔ تو کسی نے کہا ۔ کہ جناب! غضب کیا ۔ یہ بارہ سنگا حضرت صاحبزادہ صاحب کا ہے اور اسکے والدے کو آپ بخوبی جانتے ہین ۔ الغرض اس سردار نے وہ گوزن (مردہ) حضرت خواجہ محمد سلیمان کیخدمت مین بھیجا ۔ آپ نے واپس سردار صاحب کے پاس بھیجا ۔ کہ یہ ہمارے کسی کام نہین آتا ۔ اتنے مین صاحبزادہ صاحب کو خبر پہونچی ۔ آپ کسقدر غمگین ہوئے ۔ مگر خاموش سے ہو گئے ۔ دوسرے تیسرے دن مجلس عالیہ مین گوزن کا ذکر چلا ۔ ایک شخص نے خواجہ صاحب کی خدمت مین عرض کی ۔ کہ غریب نوازا

Marfat.com

حضرت دین پناہ علیہ صاحب کا مرغا کسی شخص نے ذبح کرکے کہا لیا تہا۔ دین پناہ صاحب نے اسکا تلاش کرنا چہوڑ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ ہمارا مرغ خود بولیگا۔ جس شخص نے اس مرغ کا گوشت نوش کیا تہا۔ اسکی عجب کیفیت ہوئی۔ اسکے شکم مین مرغ ککڑون کون کرنے لگا۔ اور فوراً کیفر کردار کو پہنچا۔ بڑا غضب ہے۔ کہ سکھ سردار حضرت صاحبزادہ صاحب کا گوزن اس بے رحمی سے مار ڈالے۔ اور آپ چون چرا بھی نہ کرین۔ حضرت خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ دین پناہ صاحب نر تھے۔ اور ہم خصّی ہین۔ مگر خدا کی قدرت کہ تیسرے چوتھے دن بعد خبر آئی۔ کہ وہ سردار ہاتھی سے گر کر فی النّار ہو گیا ہے۔ تو دیکھنا چاہیئے۔ کہ صاحبزادہ صاحب کے بارہ سنگہ نے کسطرح اپنے سینگون سے اس خالصہ بہادر کو گرا دیا۔ فافہم وتدبر۔

دیگر…… اسی طرح کی ایک اور روائت ہے۔ کہ آپنے عالم شاہزادگی مین ایک دیوانہ شخص کو جو مالیخولیا (قطرب) مین مبتلا تھا۔ اپنی چادر اوڑہا کر بفضل خدا اچہا کر دیا۔ چنانچہ اسی روائت کا مفصل فکر کسی

مرحبا ترک مست رعنائی	دل ز ما مے بری بہ یغمائی
محو مطلق شود ہمہ عالم	چون نقاب از جمال بکشائی

دیگر…… مناقب سلیمانی مولنٰا خانصاحب غلام احمد خان رئیس جھجر مین لکہا ہے۔ کہ جب خواجۂ راستان حضرت محمّد **سلیمان** کا وصال ہؤا۔ تو مصارف لنگر شریف کی بابت بقال کا کچھ قرضہ تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے اسی وقت اپنے ذمہ لکہایا۔ اور اسوقت آپنے علماء فضلا کے بڑے مجمع مین ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دار ناپایدار ہے۔ حضرت نبیّنا و جمیع انبیاء علیہم السّلام اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ پس ہر متنفس کو یہ جہان گذاشتنی ہے۔ خواجہ صاحب کا وصال ہو گیا ہے۔ مگر آپکی برکات بدستور قایم ہینگی چاہیئے کہ ہم اس سانحہ پر صبر کرین۔ اور جو لوگ آستانہ عالیہ پر مقیم ہین۔ انشاء اللّٰہ انکی خدمت گزاری مین کوئی کوتاہی نہ کیجائیگی۔ اور ایک اور موقعہ پر لکہا ہے۔ کہ آپ نے بوقت وصال جد امجد یہ عرض کیا کہ مین فقط یہ چاہتا ہون۔ کہ آپ کے غلامونکی کفش سیدھی کرنیکی لیاقت حاصل کر لون۔ ان کلمات سے آپ کی عالی حوصلگی۔ انتہا درجہ کی مآل اندیشی۔ انکسار کا اظہار ہوتا ہے۔ فافہم وتدبر۔

غوث زمان خواجہ محمّد سلیمان کے جانشین کون ہوئے۔

جو لوگ حضرت خواجہ سلیمان صاحب سے بیعت کرکے سلسلہ مریدی مین داخل ہوئے تھے۔ اور انہون نے خوش نصیبی اور خوش قسمتی سے حضرت ثانی کو بھی دیکھا۔ چنانچہ اب بھی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق سنہ ۱۳۲۰ھ

Marfat.com

مین ایسے بہت سے لوگ ہین۔ وہ بخوبی جانتے ہین۔ کہ حضرت ثانی خواجہ الہ بخش صاحب کو سب فیض اور کرامت اپنے دادا حضرت خواجہ محمد سلیمان سے ملی ہے۔ اور فی الواقع وہ اس درجہ او عزت کے لائق تھے۔ انہون نے اپنی بزرگی و ولایت زہد اتقا سے ایک عالم کو مسخر کر لیا ہے۔ ہن سندہ خراسان۔ تاتار۔ عرب تک لوگ انکی زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کرنے کیلئے آتے ہین۔ اور انکے جمال باکمال سے فیض حاصل کرتے ہین۔ ان خوش اعتقاد مریدین اور خاص غلا تو ذرا بھر شک نہین ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے منصب ولایت وخلافت وفت ہونیکے بعد کسکو دیا۔ مگر بنظر احتیاط اس موقع پر مختلف کتابونسے نقل کرکے اس بات کا عقلی اور نقلی ثبوت دیتے ہین۔ کہ خواجہ صاحب نے یہ افسر بزرگی اور تاج فقیری اپنے پوتے حضرت ثانی کے حوالہ کیا +

نقل ہے ۔ کہ ایام طفلی مین خواجہ الہ بخش صاحب ایسے سخت بیمار ہو گئے تھے۔ کہ زندگی کی امید منق ہو گئی تھی۔ ہر چند علاج معالجے کئے گئے۔ بالکل بے سود ثابت ہوئے۔ حکما حیران تھے۔ کہ یہ عجب مرض کہ سریع التاثیر اور تیر بہدف دوائیان بھی کچھ مفید ثابت نہین ہوتین۔ اگرچہ عام طور پر سب لوگ بیماری سے مضطرب اور پریشان تھے۔ مگر والد بزرگوار خواجہ گل محمد صاحب کی بیقراری حد سے تھی۔ ایک دن انہون نے سید جمال شاہ صاحب بکیانیری کو فرمایا۔ کہ آج استخارہ کرین کہ میرے بچے کو صحت ہو جاویگی۔ سید جمال شاہ صاحب نے استخارہ کیا۔ اور جب سو گیا تو خواب کیا دیکھتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ نور محمد صاحب اور اور او کرام جمع ہوئے۔ اور انہون نے صاحبزادہ الہ بخش کا ہاتھ پکڑ کر بڑے حضرت کے مصلے پر بٹھایا ج دن کو شاہ صاحب نے یہ خواب خواجہ گل محمد کو سنایا۔ تو وہ بہت خوش ہوئے۔ مگر اس بات سے ح ہوئے۔ کہ حضرت صاحب کے مصلے پر باوجود میرے موجود ہونیکے کسطرح بیٹھینگے۔ آخر ایسا ہی ہ

مولوی نجم الدین صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین۔ کہ جب مین خواجہ علیہ الرحمۃ کی وفات کے روضہ منورہ کی زیارت کیلئے تونسہ شریف مین آیا۔ اور زیارت سے سعادت حاصل کرکے وا کو جارہا تھا۔ ایک رات میرا مقام افغان شریف مین ہوا۔ اور حافظ جمال الدین صاحب کی خانق جاکر اترا۔ خانصاحب عمر خان افغان جو کہ نواب صاحب عبد المجید خان کے رشتہ دارون مین اور ایک مرد صالح اور درویش صفت ہین۔ میرے ملنے کیلئے تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مین

Marfat.com

لیدفعہ خواب دیکھا تھا۔ کہ حضرت صاحب قبلہ غوث زمان خواجہ محمد سلیمان صاحب موجود ہین۔
نہون نے خواجہ الٰہ بخش صاحب کو سیدھا کھڑا کیا ہے۔ اور انکے قد کو دراز کیا ہے۔ اور اپنا دہن
بارک ان کے دہن مبارک پر رکھا ہے۔ اور اپنے دم کو اسیطرح صاحبزادہ صاحب کے مُنہ مین ڈال
ہے ہین۔ اور نفخ کر رہے ہین۔ مین بھی کھڑا تھا۔ بڑے حضرت صاحب میر طرف متوجہ ہوئے۔ اور
رمایا۔ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کا معنی یہی ہے۔ نیز حاجی صاحب تحریر فرماتے ہین۔ کہ [illegible]
ن ایک شخص نے جو حضرت صاحب کا مرید ہے۔ مُجھ سے پوچھا۔ کہ جب خواجہ علیہ الرحمتہ فوت ہوئے۔
انہون نے وہ نعمتِ باطنی جو انکو ملی ہوئی تھی۔ کِسکے حوالہ کی۔ مین نے کہا۔ کہ میرا تو یہی اعتقاد
ریقین ہے۔ کہ وہ سب نعمت اور دولت صاحبزادہ الٰہ بخش صاحب کو ملی ہے۔ اُنہون نے اپنی
تسلی خاطر کیلئے اعتراض کیا۔ کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ مین نے کہا۔ کہ تجھے حضرت غوث زمان
عتقاد ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ ہان۔ بہت کچھ تبھی تو مرید ہوا تھا۔ پھر مین نے کہا۔ کہ اچھا بتاؤ تو
ی کہ نفخت فیہ من روحی کے کیا معنی ہین۔ اور کیا بڑے حضرت نے وفات سے یون تھوڑے پہلے
م صاحبزادہ صاحب کے حق مین نہ فرمایا تھا۔ اس نے کہا۔ ہان فرمایا تو تھا۔ پھر حاجی صاحب فرماتے
ن۔ کہ مین نے اسے عقلاً اور نقلاً معقول جواب دیکر قایل کیا۔ کہ فی الواقع اس نعمت اور درجہ
ر ولایت کے مالک حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب ہین +

یعنی نقلاً یہ کہ یہی قصہ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ یاد کرا اور تجھے معلوم ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے اپنی حین حیات
ن دلایل الخیرات اُنکو بخشی ہوئی تھی۔ اور وہی مریدون کے شجرہ پر دستخط کرتے تھے۔ اگرچہ نام
ے حضرت کا لکھتے تھے۔ مگر تاہم دستخط تو وہی کرتے تھے۔ اسکے بعد عمر خان افغان کے خواب
سید جمال شاہ کے استخارہ کا حال بیان کیا۔ اور عقلاً اسطرح پر کہ بڑے حضرت صاحب کے
ت ہونیکے بعد لنگر شریف ویسا ہی جاری ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہزار ہا مخلوق اُن سے مرید ہوتے
ن۔ اور کبھی یہ سلسلہ ختم نہین ہوتا تیسرے یہ کہ تجھے یاد ہے۔ کہ خواجہ الٰہ بخش صاحب کی صاحبزادگی
اوایل عمر مین کیا حالت تھی۔ اور اب کیا حالت ہے۔ کہان وہ زمانہ۔ ایک دن مین تین سوٹ
بدیل کرنے اور کہان ایک سیاہ تہبند اور پُرانا میلا پیراہن۔ اور ایک معمولی ٹوپی۔ جو تجھے مین نے
ضرت ثانی کے ہندوستان کے سفر اور خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ مین انکی قبولیت دُعا

Marfat.com

وغیرہ حالات اور واقعات کا ذکر کیا۔ اس پر اُس شخص نے خجالت سے سر جھکا لیا۔ اور خاموش ہو گیا۔ غرض اس مختصر مگر مدلل گفتگو سے حضرات ناظرین نے اچھی طرح جان لیا ہوگا۔ کہ خواجہ سلیمان والے دوجہان کے پاس جو نعمت بطور ودیعت اور امانت تھی۔ انہون نے وہ اپنے پوتے خواجہ اللہ بخش صاحب کے حوالہ کی ۔

سفر ہندوستان

حضرت خواجہ محمد سلیمان کی وفات کے بعد حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش صاحب کی کرامت اور بزرگین کا دُور دور تک شہرہ ہوتا گیا۔ اور بہت سے لوگ بعد قطع مراحل و طے منازل تونسہ شریف مین آئے۔ اور حضرت کے جمال باکمال سے فیض اُٹھا کر سب کے سب سلسلہ مریدی مین داخل ہوئے۔ اور صرف یہی نہین۔ کہ ڈیرہ غازیخان ملتان سے لوگ زیارت کو آتے ہین۔ بلکہ راقم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ کبھی بہت دُور دُور کے لوگ آستانہ مبارک پر موجود ہین۔ اور حضرت خواجہ سلیمان صاحب کے عُرس شریف کے موقعہ پر جو ۵-۶-۷ صفر کو تونسہ شریف مین ہوتا ہے سیلون۔ کراچی۔ عرب۔ تاتار کے لوگ دیکھے گئے ہین۔ حضرت صاحب کا خُلق اس قسم کا تھا۔ کہ جو کوئی اُنکے دروازہ پر گیا ہے کبھی ناراض یا غمگین ہو کر نہین آیا۔ بڑے حضرت صاحب کی وفات کو ابھی ۳ سال ہی گذرے تھے۔ کہ خواجہ اللہ بخش صاحب کو شوق ہوا۔ کہ حضرت پیران خواجگان چشت کی زیارت سے مشرف ہوین لہذا سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۳ء مین ہندوستان جانیکی تیاری کی۔ اور سینکڑون سوار اور پیادہ جو کہ حضرت صاحب کے دیدار فرحت آثار سے ایکدم بھی جُدا نہ ہونا چاہتے تھے۔ اپنے مان باپ بال بچون کو چھوڑ اور وطن کو الوداع کہکر حضرت صاحب کے ہمرکاب ہوئے پہلے حضرت صاحب بلدہ تاج سرور مین گئے۔ اور حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کی مزار پر انوار کی زیارت کی۔ اور پھر مہار شریف مین جاکر حضرت قبلہ عالم کے صاحبزادون سے ملاقات کی۔ اور صاحبزادہ غلام فخر الدین کو ہمراہ لیکر بیکانیر کے رستے سے اجمیر شریف کو روانہ ہوئے۔ جب بیکانیر مین پہنچے تو شہر کے باہر ایک مسجد مین اتر پڑے۔ اور تین یوم وہان ٹھیرے رہے۔ بیکانیر کے ہر قوم اور ہر فرقہ کے بہت سے لوگ حضرت کے مرید ہوئے۔ حضرت صاحب سب کا ہاتھ پکڑتے تھے۔ اور معمولی ورد وظیفہ وغیرہ بتاتے تھے۔ اور سب سے نماز روزہ کی پابندی کی تاکید فرماتے تھے۔ جب راجہ سردار سنگھ صاحب والیٔ

Marfat.com

بیکانیر نے حضرت کے تشریف لانے کی خبر سُنی۔ تو انہنے ایک آدمی کو حضرت کی خدمت مین بھیجا۔ کہ وہ حضرت صاحب سے اجازت لیوے۔ تاکہ مین آکر زیارت حاصل کرون۔ حضرت صاحب نے بموجب اسکے کہ فقیرون کا استغنا ہے۔ اور وہ بے پروا اور بے نیاز ہوتے ہین۔ اور خداوند کریم کی ذات کے سوا کسی فرد بشر کے محتاج نہین ہوتے منظور نہ کیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میان انکو جاکر کہین بھلا ہماری ملاقات سے آپکو کونسا فائدہ ہوگا۔ مناسب یہی ہے۔ کہ تکلیف نکرین خلیفہ اعظم حاجی نجم الدین صاحب اس موقع پر یہ

اے بُردی دلم را تو باین شکل و شمایل | پروائے کست نیست و خلقے بتو مایل

لیکن ہم یہ خیال کرتے ہین۔ کہ خواجہ صاحب کے مزاج میں بعد مین بہت سی تبدیلی ہوگئی۔ اور دیکھا گیا ہے۔ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی جب اُن کے ملنے کے لئے گیا ہے۔ اُنہون نے بڑی خوشی سے ملاقات کی ہے۔ اور بہت دیر تک اُن سے گفتگو کرتے رہے ہین بیکانیر سے روانہ ہوکر ناگور سے ہوتے ہوئے میرٹھ مین پہنچے۔ اور ۲۸ جمادی الثانی کو اجمیر شریف مین رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور پورے دس یوم وہان رہے۔ اجمیر کی مخلوق انکے جمال باکمال کی اسقدر والہ و شیفتہ ہوئی کہ ہزارہا لوگون نے آکر حضرت سے بیعت کی۔ اور لوگ کہتے تھے۔ کہ آج تک جتنے فقیر اور مشایخ آئے ہین۔ ایسا کوئی شیخ نہین آیا۔ اور خادمان درگاہ اور خواجہ صاحب کی اولاد مین بہت سے حضرت کے سلسلہ مریدی مین داخل ہوئے۔ اور پھر وہان سے کشن گڈھ گئے۔ اور بعدہ جلیور پہنچے۔ اور وہان کئی یوم قیام کیا۔ یہان کا مہاراجہ رام سنگھ بہادر حضرت کیخدمت مین بڑے اعتقاد سے آیا۔ اور نذر و نیاز گذاری۔ اور بعدہ دہلی مین بالخیر و عافیت پہنچ گئے۔ اور پہلے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خانقاہ مین اُترے۔ اور وہان زیارت کی۔ اور پھر حضرت مولنا خواجہ فخر الدین صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس اثنا مین بہت سے لوگ آنحضرت کے غلامون مین داخل ہوئے۔ جب ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کو جو خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ تھے۔ خبر لگی۔ بڑے شوق سے فیل کوہ پیکر پر سوار ہوکر حضرت نصیر الدین محمود کی درگاہ کے دروازے پر آئے۔ جہان کہ خواجہ صاحب اُترے ہوئے تھے۔ جب حضرت کو خبر ہوئی۔ کہ بادشاہ آیا ہے بہانہ کرکے کسی دوسرے دروازہ سے قضائے حاجت کیلئے صحرا کو چلے گئے۔ اور یہ غریب بڑی دیر تک منتظر کھڑا رہا۔ اور آپ استغنا فقیرانہ سے صحرا مین بیٹھے رہے لوگون نے جاکر عرض کی۔ اور بہت کچھ الحاح و زاری کی حضرت صاحب نہ چاہتے تھے کہ ایک دنیادار

سے ملین۔ مگر بپاس خاطر درویشان تشریف لائے۔ بادشاہ قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ اور پھر رخصت ہوگیا۔ دوسرے دن حضرت صاحب شاہجہان آباد گئے۔ یہان بھی حضرت کی بہت شہرت ہوئی۔ بڑے بڑے امیر وزیر آکر قدمبوسی کرتے تھے۔ بادشاہ انہین اپنے محل مین لیگئے۔ اور وہان سب بیگمات مرید ہوئین اور بادشاہ نے ایک ہاتھی اور بہت سا نقد جنس وغیرہ حضرت صاحب کی خدمت مین بطور نذر و تحفہ پیش کیا۔ جو انہون نے بعد اصرار منظور کیا۔ اور پھر ہاتھی صاحبزادہ نظام الدین نبیرہ مولنا فخر الدین صاحب کو دیدیا۔ لبعدہٗ چونکہ ماہ رمضان شریف قریب آگیا تھا۔ اور اپنے والد صاحب کا عرس وطن مین کرنا ضروری تھا۔ لہذا وہان سے سنگھڑ کیطرف واپس تشریف لانیکے لیے کوچ فرمایا۔ سرسہ کے رستہ سے لوگونکو فیضیاب کرتے مہار شریف تشریف لائے۔ اور پھر سنگھڑ کو چلے گئے۔ مشہور ہے۔ کہ خواجہ الہ بخش صاحب صاحبزادگی کے دنون مین بہت عمدہ لباس پہنتے تھے۔ اور ایک عمدہ عربی گھوڑی پر جس کی زین بھی نہایت مکلف اور قیمتی ہوتی تھی سوار ہوتے تھے۔ مولوی حاجی نجم الدین صاحب لکھتے ہین۔ کہ مین ایکدن نوافل اشراق پڑھ رہا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب ان دنون علوم ظاہری کیطرف متوجہ تھے۔ اور ابھی وہ درجۂ ولایت و کرامت اپنے جد امجد سے نہ ملا تھا۔ آپ مولوی محمد حسین صاحب کی کوٹھی مین تشریف لے آئے۔ اور ان سے کسی علمی مسئلہ کی تحقیق کر رہے تھے۔ جب مین نماز سے فارغ ہوا مین بھی مولوی صاحب کے حجرہ مین حسب معمول چلا آیا۔ میرے ساتھ صاحبزادہ صاحب کی بڑی محبت تھی۔ مجھے فرمایا۔ کہ خلیفہ صاحب! ہمارے لئے بھی دعا کرو۔ مین نے عرض کی۔ قبلہ! ہم غلامونکا تو یہی کام ہے۔ کہ اپنے مرشد اور ہادی کی اولاد کیلئے ہمیشہ دعا مانگتے رہتے ہین۔ اور ہمیشہ طلب کرتے رہینگے۔ کہ جو درجہ ہمارے مرشد کو حاصل ہے حقتعالیٰ انکی اولاد کو بھی اسی رتبہ اور درجہ پر پہنچائے۔ اور ساتھ ہی انکو اپنے ذوق و شوق سے بہرہ ور کرے۔ اور اپنے جد امجد کے قدم بقدم چلائے۔ اور ہمیشہ انکی متابعت مین رکھے۔ یہ دعا کرکے مین چلا آیا۔ وہ پھر فرماتے ہین۔ کہ جب حقتعالیٰ نے انکو سعید ازلی اور مقبول ابدی روز ازل سے بنایا تھا۔ وہ برابر اسی رتبہ اور درجہ پر پہنچ گئے۔ اور ہم وہی بندۂ نفس مبتلائے ہوا و ہوس ہین۔ اس سے حاجی صاحب کی منکسر المزاجی بخوبی عیان ہے۔ ورنہ انکی بزرگی اور کمالیت مین شک نہین۔ چنانچہ نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہ سلیمان صاحب علیہ الرحمۃ والغفران نے ایکدن فرمایا۔ کہ ہندوستان جنت

Marfat.com

نشان سے آکر بہت آدمی ہمارے مرید ہوئے۔ اور اور بہت سے وہاں کے لوگ آئینگے۔ مگر جو نفع اور جو درجہ حاجی نجم الدین صاحب اور سید محمد علی شاہ خیرآبادی نے حاصل کیا تھا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ یہ دونو حضرت کے خلفائے عظام میں سے ہیں۔ اور ان پر حضرت کی بڑی توجہ تھی۔

دیگر۔ مولوی در محمد ارائین سوکڑی اوچند اور مہربان راقم کو کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کی مجلس میں جو خیال کسی کے دل میں پیدا ہو۔ حضرت صاحب فوراً اسے تاڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایکدن میرے دل میں آیا۔ کہ ہم غریب لوگ جو چار پانچ کوس گھر سے طے کر کے حضرت کی قدمبوسی کیلئے آتے ہیں۔ ہمارے حال پر یہ بے پرواہ عالی رتبہ کیا توجہ کرتے ہونگے۔ بھلا بادشاہ کو گدا سے کیا کام۔ جب آدھ گھنٹہ میں حضرت کی محفل مقدسہ میں بیٹھا رہا۔ اور پھر قدمبوسی کر کے چلنے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ میاں در محمد ہم بے پرواہ نہیں ہیں۔ سچے مریدوں کو ہم بھی دل سے عزیز رکھتے ہیں۔ اسوقت میرے دل میں حضرت صاحب کی بزرگی کا اعتقاد پہلے سے دہ چند ہو گیا۔ اور میں بہت ہی خوش ہوا۔ کہ حضرت صاحب اس فقیر کے نام سے بھی واقف ہیں۔ پھر جب کبھی مجلس عالیہ میں آنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ بس یہی دل میں خیال آتا تھا۔ کہ حضرت صاحب کی توجہ فقط میری ہی طرف ہے۔ اور ہر ایک خاص غلام کا یہی عقیدہ رہا ہے۔

دیگر۔ برادرم خان محمد خان ولد فتح محمد خان ملغانی۔ جو کہ ایک جوان صالح اور حضرت صاحب کے خاص غلام تھے۔ اور حضرت صاحب کی وفات کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ راقم کو اکثر اسی امر کے متعلق بہت سی حکایات سنایا کرتے تھے۔ جو راقم کو اکثر بھول گئیں۔

دیگر۔ خان محمد خان مرحوم مذکورہ نوجوان حضرت صاحب کے ساتھ مہار شریف اور اجمیر وغیرہ کی طرف ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ ایکدن انہوں نے کہا کہ جب رات کے وقت بٹھنڈا کے قریب پہنچے حضرت صاحب اور ایک دو خاص الخاص غلام سکنڈ کلاس میں تھے۔ اور اچھی طرح گاڑی کو بند کر دیا گیا تھا۔ مگر لوگ گاڑی پر ٹوٹ پڑے۔ سٹیشن ماسٹر اور ڈرائیور وغیرہ نے ہر چند سیٹیاں بجائیں۔ انجن کو چلایا مگر لوگ اس اندھیری رات کے وقت میں بھی ہرگز گاڑی سے نہ اترتے تھے۔ اور اسقدر ہجوم کیا ہوا تھا۔ کہ گویا بلوہ کرتے ہیں۔ آخرالغرض گھنٹہ سے زیادہ گاڑی ایک سٹیشن پر لیٹ ہو گئی۔ اور حضرت صاحب بھی تنگ آگئے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم پھر آدینگے۔ سٹیشن کے بابو اور ریلوی کے یورپین ملازم حیران تھے

Marfat.com

کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے۔ کہ اسقدر لوگون کو گھرون سے اس اندھیری رات مین کھینچ لایا ہے۔ وہ بھی چھپی نظرون سے حضرت کو جادیکھتے تھے۔ اور اُن کے لباس سادہ حالت کو دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ کہ ہائین یہ عجب بات ہے۔ ہم نے خیال کیا تھا۔ کہ امیر کابل ہے۔ یا والیٔ بہاولپور۔ مگر ۵

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر	توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

دیگر۔ لکھا ہے کہ میان حبیب صاحب ساکن یوسف زئی جو کہ ایک متقی اور پرہیزگار شب بیدار شخص ہین۔ حضرت خواجہ صاحب سے مرید ہوئے تھے۔ اور خواجہ صاحب نے حسب معمول ودستور ایک تسبیح درود شریف اور تین تسبیح اللہ الصمد وظیفہ کیلئے انہین فرمائین چونکہ انہین مراقبہ اور ذکر جہر وغیرہ کا بڑا شوق تھا دل ہی دل مین کہا کرتے تھے۔ کہ افسوس بڑے حضرت صاحب نے مجھے کوئی طریقہ مراقبہ اور اعتکاف وغیرہ کا نہین بتایا۔ خواجہ الہ بخش صاحب سے میرا دل نہ چاہتا تھا۔ کہ پوچھون۔ کیونکہ مین بڑے حضرت کا مرید ہوا تھا۔ اور میرے واسطے کسرِ شان تھی۔ کہ ان سے کچھ پوچھون۔ گویا اُن سے مین محروم رہا تھا۔ ایکدن حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی مزار مبارک پر یہی بات عرض کی۔ رات کو جب سویا۔ حضرت صاحب کو خواب مین دیکھا اور اُنہون نے فرمایا۔ کہ اے حبیب تو مجھے مُردہ جانتا ہے۔ مین زندہ ہون۔ یہ تو ایک قانون اور پردۂ شریعت ہے۔ اور اسی حالت رویا مین حضرت صاحبزادہ الہ بخش صاحب بھی موجود تھے۔ میرا ہاتھ اسوقت انکے ہاتھ مین دیکر فرمایا۔ کہ جو کچھ دریافت کرنا ہو۔ ان سے پوچھو۔ میان حبیب کہتے ہین۔ کہ اسدن سے میرا اس حضرت ثانی پر اسقدر اعتقاد ہوا۔ کہ میرا دل ہی بخوبی جانتا ہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہ سلیمان نے میان محمد کھوکھر کا نام مینہ برساوا رکھا ہوا تھا۔ سنگھڑ مین جب کبھی امساک باران ہوتا۔ اور لوگ جاکر حضرت صاحب کی خدمت مین دعا طلبی کرتے حضرت صاحب عموماً نامبردہ کیطرف مخاطب ہو کر کہتے۔ کہ یہ مینہ برساوا ہے۔ اور کبھی یہ بھی فرماتے۔ کہ ہمارے مرشد کے نام کا لِلہ ایک چھند[1] خیرات کرو۔ حضرت ثانی مینہ برساوا تو کسی کو نہ کہتے تھے۔ مگر یہ فرماتے تھے۔ کہ ہمارے مرشد کے نام پر ایک گوسفند حلال کرو۔ اور ساتھ ہی آپ خود بہت خیر کرتے۔ اور درود شریف بڑی کثرت سے پڑھواتے۔ خداوند کریم اپنا فضل کر دیتا تھا۔ اور بارش باران ہوجاتی تھی۔ اکثر لوگون کو معلوم ہو گا۔ کہ **سنگھڑ** کا سارا علاقہ بارانی ہے اور رود کوہی سے آباد ہوتا ہے

[1] گائے بیل وغیرہ کو کہتے ہین۔

Marfat.com

نقل ہے ۔ کہ خواجہ غلام فرید صاحب چشتی چاچڑان شریف والے جو ایک بڑے ولی کامل گذرے ہین۔ حضرت ثانی کے ہمعصر اور ہم عمر تھے۔ ہمیشہ عشق آلہی مین محو رہتے تھے۔ اور نشہ محبت ایزدی مین سرشار رہتے تھے۔ آپ کا حضرت ثانی خواجہ الہ بخش سے بڑا اعتقاد تھا۔ چنانچہ راقم کو یاد ہے۔ کہ بہت دفعہ خواجہ غلام فرید صاحب کے مصاحب حضرت کی خدمت مین آئے۔ اور خواجہ صاحب کیطرف سے اظہار شوق و محبت کیا۔ حضرت صاحب انکی اسقدر خاطر و مدارات کرتے تھے۔ جتنی خواجہ صاحب کی کرنی چاہیے۔ علی ہذا میرا قیاس اور گمان ہے۔ کہ **تونسہ** شریف سے کبھی حضرت کے خاص غلام جایا کرتے ہونگے ✤

نقل ہے ۔ کہ جب کوئی انگریز تونسہ شریف مین آتا۔ تو حضرت صاحب کا شہرہ سُنکر اُنکے زیارت کرنے اور بالخصوص اُن عمارات عالیہ کے دیکھنے کیلئے ضرور جاتا۔ جنپر حضرت ثانی نے زر کثیر صرف کر کے **تونسہ** مین بنوائی ہین۔ اور جنہون نے شہر کی رونق کو چند در چند بڑھا دیا ہے۔ اور قریبا نصف حصہ شہر میں پھیلی ہوئی ہین۔ تواریخ رؤسائے پنجاب مین لکھا ہے۔ کہ خواجہ الہ بخش صاحب کو مکانات تعمیر کرانے کا بڑا شوق ہے۔ اور جب اُن سے کوئی ملنے جاتا ہے۔ یا مکان دیکھنے کا شوق ظاہر کرتا ہے۔ آپ اسکو بڑی شوق سے اپنے عالیشان مکان جا کر دکھاتے ہین۔ اور بڑی محبت اور تواضع سے باتین کرتے ہین۔ اس سے خواجہ صاحب کے اخلاق حمیدہ کا پورا پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کسقدر منکسر المزاج خلیق ملنسار تھے ✤

نقل ہے ۔ کہ ایک دفعہ کسی خاص غلام نے پوچھا۔ کہ یا حضرت یہ انگریز لوگ جو کہ بے دین ہین جب آپکے ساتھ ملنے کو آتے ہین۔ آپ ان کے لئے سروقد کھڑے ہو جاتے ہین۔ اور بہت خاطر تواضع کرتے ہین۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ ایسے بے دین لوگون سے تو کلام بھی نہ کرنی چاہیے۔ جو کہ ہمارے رسول مقبول صلعم کے دشمن ہین۔ آپنے فرمایا۔ میان اس مین میری کون سی کسر شان ہو جاتی ہے۔ مین انکو دکھانا چاہتا ہون۔ کہ اسلام مین کسقدر تواضع اور خاطر داری کیجاتی ہے۔ کہین وہ یہ تو نہ کہین۔ کہ اسلام مین تکبر اور فخر ہے۔ اور مسلمان لوگ مہمان نواز نہین ہوتے۔ آہا ہا۔ کیا اخلاق ہین۔ اور دین احمدی کی کیا حمیت اور عزت دل مین ہے ✤

نقل ہے ۔ کہ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب کو عدالت مین کرسی ملی ہوئی تھی۔ مگر انکو سرکار عالیہ سے اس بات کی خاص رعایت تھی۔ کہ وہ بطور شہادت کبھی کسی عدالت مین نہ بلائے جائینگے آپ ہمیشہ اپنے کسی غلام کو جو کہ کا سدار ہوتا تھا۔ کرسی نشین کر دیتے تھے۔ اور خود بدولت کبھی جلسہ مین

Marfat.com

یا کسی میٹنگ مین شریک نہین ہوئے۔ اللہ اللہ کیا شان بلند نشان ہے۔ کہ گورنمنٹ کو بھی حضرت کی عزت منظور ہے۔ اور شہادت وغیرہ سے آزاد کردیا ہے۔ اگر یہ تائید غیبی نہین ہے۔ تو اور کیا ہے۔

نقل ہے۔ کہ لالہ لیکھو رام صاحب تحصیلدار شاہرگ بلوچستان جو روجہان ضلع ڈیرہ غازیخان کے باشندہ ہین۔ باوجود غیر مذہب ہونیکے حضرت کی ذات اقدسہ پر بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ ایکدفعہ شامت اعمال سے ایک بڑے سنگین مقدمہ مین پھنس گئے۔ اور عین مصیبت کیوقت حضرت صاحب کیخدمت مین دعا طلبی کیواسطے عریضہ لکھا۔ اور شاید تار وغیرہ بھیجے حضرت صاحب اسکے اعتقاد اور یقین کو بخوبی ملاحظہ کرچکے تھے۔ اسکی بیکسی پر ترس کھایا۔ اور اسکے لیے صدق دل سے دعا مانگی۔ خداوند کریم نے حضرت کی دعا مستجاب کی۔ اور وہ بالکل بری کیئے گئے۔ راقم کو یاد ہے۔ کہ جب ۱۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کو خواجہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ تو ۱۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کو یہ عاجز سبی ملک بلوچستان مین تھا۔ سٹیشن سبی پر تحصیلدار صاحب موصوف ملاقی ہوئے۔ کسی نے انہین حضرت صاحب کی وفات کا پہلے سے ذکر کردیا تھا۔ اسپر انہون نے مجھہ سے حال پوچھا۔ جب مین نے یہ واقعہ جانگزا اور سانحہ روح فرسا با دل پُر درد سنایا۔ نہایت غمگین ہوئے۔ اور بہت افسوس کرنے لگے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہین سخت صدمہ پہنچا ہے۔

دیگر۔ مجھے یاد ہے کہ میرے چچا نور محمد خان ملغانی مدرس سوکڑ کے گھر مین کوئی بچہ نہ ہوتا تھا۔ اور اُنہون نے پیرون فقیرون کے دروازہ پر بہت ہاتھ پاؤن مارے۔ مگر کہین سے گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا اُنہون نے باوجودیکہ تین شادیان کین مگر اولاد نہ ہوئی۔ آخر خواجہ اللہ بخش صاحب نے دُعا فرمائی خداوند کریم نے فضل کیا۔ اور اپنے کرم سے اگست ۱۸۹۲ء مین فرزند عطا فرمایا۔ میرے چچا کا اعتقاد اسی دن سے زیادہ ہوگیا۔ اور آپ جاکر بیعت کر آئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ آپ برابر باوجود سرکاری نوکری کے جمعہ کے روز حضرت کی زیارت کو جاتے۔ اور جمعہ نماز بھی وہان پڑھتے۔ اور حضرت غریب نواز بھی آپ پر کمال مہربانی فرماتے تھے۔ اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔ کہ نور محمد خان ملغانی نماز روزہ مین کیسا پابند ہے۔ اور رفاہِ عام کے کامون مین کسقدر دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔ مین وہ دن نہین بھولونگا کہ ہمارے موضع سوکڑ مین جو تونسہ شریف سے ۲ کوس جنوب مغرب کیطرف واقع ہے۔ قوم خیدار مین جو۔ وہان بوجہ مفلسی اور امساک باران سخت آنکلے تھے ہیضہ کا وبائی مرض پھیل گیا۔ ہم لوگ ڈر کے

Marfat.com

مارے اُن مریضونکے پاس نہ جاتے تھے۔ مگر میرے چچا برابر ہر وقت انکے پاس جاتے۔ اُنکو دُودھ چاول وغیرہ دیتے۔ جب ہم کہتے۔ کہ بیشک کسی کو موت وقت سے پہلے نہین آتی۔ مگر آپ نے یہ بھی سنا ہے۔

گرچہ کس بے اجل نخواہد مُرد	تو مرو در دہانِ اژدرھا

مگر ہماری وہ ذرا بھی نہین سنتے تھے۔ خواجہ صاحب کی اُن کے حال پر ہمیشہ بہت عنایت رہی اور نور محمد خان جنکو خانجی صاحب کہتے ہین۔ خداوند کریم کے فضل سے دین و دنیا دونو نعمتوں سے بہرور ہین

نقل ہے۔ کہ منشی گل محمد خانصاحب تنگوانی ساکن ہیر شرقی جو کہ پہلے ایک معمولی دیہاتی مدرسہ مین ملازم تھے۔ حضرت صاحب کے مرید ہوئے۔ اور خواجہ صاحب کی سفارش پر علاقہ کوہستان مین ملازم ہوگئے۔ آپ ایک نکتہ شناس شاعر ہیں۔ فارسی مین آپ کو خاص ملکہ ہے۔ حضرت صاحب کی توجہ سے بلوچستان مین پولیس انسپکٹر کے عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ اور اٹھارہ بیس سال وہان ملازم رہے۔ کبھی کسی سے رشوت نہ لی۔ حکام اُن سے بہت خوش تھے۔ آخر ۱۹۰۲ء کے شروع مین پنشن لے لی۔ عموماً ہر روز خواجہ صاحب کی خدمت عریضہ لکھتے تھے۔ اور خواجہ صاحب کی یہ مہربانی تھی کہ بیسیون خطوط جو روز آتے تھے۔ سب سے پہلے گل محمد خان کے عریضہ کو پڑھواتے تھے۔ جو استہزا اور ہنسی کی باتون سے لبریز ہوتا تھا۔ گل محمد خان اپنی تنخواہ کا بہت روپیہ لنگر شریف مین برابر ماہ بماہ بھیجتے رہتے تھے۔ اور ان کا حضرت پر بہت بڑا اعتقاد تھا۔ بہت دفعہ ایسا ہوا۔ کہ انہین زیارت کیلئے رخصت نہ ملتی تھی۔ لیکن جب دُعا طلبی کیلئے حضور کی خدمت مین تار دیتے تھے۔ خداوند کے فضل سے فوراً رخصت منظور ہو جاتی تھی۔ اپنی ساری تنخواہ مین سے صرف پندرہ بیس روپے اپنی ذاتی ضروری اخراجات کیلئے رکھ لینا۔ اور باقی فی سبیل اللہ خیرات کے طور پر ماہوار دیتے رہنا۔ ہر ایک آدمی کا کام نہین ہے۔ مین نے سُنا ہے کہ گل محمد خان اس درجہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے کہ کبھی خواہ سفر درپیش ہے۔ خواہ برف باری ہو رہی ہے۔ خواہ کوئی اور مشکل درپیش ہے۔ لیکن یہ نماز ضرور پڑھتے تھے۔ دورہ اور تفتیش مقدمات کے وقت مین برابر ان کے ہاتھ مین تسبیح رہا کرتی تھی۔ جاننا چاہیے۔ کہ جنپر حضرت کی توجہ ہوئی ہے۔ انکی حالت کیسی بہتر ہوگئی ہے۔ اور وہ دین احمدی پر کیسے فریفتہ ہوتے ہین۔ **دیگر**۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی۔ جنکا ذکر پچھلے صفحون مین آچکا ہے۔ وہ خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ اور حضرت ثانی کے بھی بڑے معتقد تھے چنانچہ

Marfat.com

باوجود کبرسنی کے وہ برابر آٹھوین دن حضرت صاحب کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ انکے بڑے صاحبزادہ کا نام مولوی نور احمد صاحب ہے۔ خود مولویصاحب کی عمر ۸۵ برس سے کسی طرح کم نہین ہے۔ انہون نے اپنے صاحبزادہ کی تین شادیان کرائین۔ مگر خداوند کریم نے کوئی اولاد نرینہ نہ عطا کی۔ مولوی نور احمد صاحب کی عمر بھی اب پچاس سال سے متجاوز ہے۔ سُنا گیا ہے۔ کہ ایکدن جب خواجہ الہ بخش صاحب بعد نماز ظہر حسب معمول خانقاہ شریف مین زیارت کیلیئے داخل ہوئے۔ انکے چند منٹ بعد مولوی شاہ عالم صاحب بھی اندر گئے۔ اور حضرت سلیمان کی تربت شریف کی سرہانے جاکر عرض کی۔ قبلہ امیر ایک بیٹا تہا۔ اسکے بھی اب بال برف کیطرح سفید ہوگئے ہین۔ دُعا فرمائیے کہ خداوندکریم اُسے بیٹا عنایت کرے۔ جو علم کا قائمقام ہو۔ حضرت صاحب کو رحم آگیا۔ اور وہین روضہ منورہ مین دعا طلب کی۔ خداوند کریم نے انکی دعا مستجاب کی۔ اور ۱۳۱۹ھ کے اخیر مین انہین ایک پوتا عنایت ہوا۔ دیگر۔ جو لوگ خواہ بطور زیارت۔ خواہ بغرض سیر تونسہ شریف مین آئے ہین۔ انکو بخوبی معلوم ہے۔ کہ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب کو عمارتین بنانے کا بڑا شوق ہے۔ اور انہون نے اپنی حین حیات مین نہایت عمدہ عمدہ عمارتین بنوائی ہین۔ جنہین دیکھکر خداوندکریم کی قدرت یاد آتی ہے۔ کہ اسقدر اخراجات جوان پر ہوئے۔ یہ کہان سے آئے۔ کیا حضرت صاحب کیمیاگر تھے۔ بیشک غریب نواز کیمیاگر تھے۔ انہون نے اپنے تقوی وطہارت سے سارے جہان مین سکہ بٹھا رکھا تہا۔ کیمیا پر لوگ کیا مائل ہونگے۔ جو حضرت صاحب کیطرف لوگون کا میلان خاطر تہا۔ اور جھوٹی اور وہمی کیمیا سے ان کو کیا فایدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جو فایدہ حضرت کی ذات بابرکات نے انکے تین پہنچایا۔ خود حضرت صاحب کی ذات ہی مین خاصیت کیمیا سے کچھ کم خاصیت نہ تھی۔ کیمیا تو ادنی دہات کی چیز کو اعلے بنا سکتی ہے۔ حضرت صاحب کی ذات ستودہ صفات سے کتنے گمراہون کو جو ضلالت کو نفع اور فایدہ پہنچا۔ اس سے بڑھکر اور کیا کیمیا ہو سکتی ہے۔ کہ ادنی درجہ سے انسان اعلے درجہ پر پہنچ جاوے۔ درجہ شقاوت سے درجہ سعادت حاصل کرکے اوج کرامت پر پہنچے۔ سُبحان اللہ حضرت صاحب ممدوح کا منشا تعمیر مکانات سے ہرگز ہرگز حُب جاہ کا نہ تھا۔ نہ ہی ان کا یہ منشا تہا۔ کہ بڑے عالیشان مکان بناکر ان کا فایدہ مجھے یا میری اولاد کو ہوگا۔ کیونکہ دیہات مین شاندار مکانات سے کونسا فایدہ مترتب ہو سکتا ہے البتہ شہرون مین عالیشان مکان بہت سے فایدہ اور نفع کا موجب ہین۔ یہ ہرگز

Marfat.com

قیاس مین نہین آسکتا۔ کہ حضرت صاحب طالب جب جاہ و منصب تھے۔ اور انہون نے اپنے آرام کی خاطر اچھے اچھے مکان بنوائے۔ اول تو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ زیادہ تر حضرت صاحب نے مسجد اور چاہ و سرائے بنانے مین روپیہ خرچ فرمایا ہے۔ چنانچہ مسجد ایسی بے نظیر بنی ہے۔ کہ ہندوستان بھر مین شاید ہی ایسی خوبصورت اور نفیس مسجد ہوگی۔ اخیر حصۂ کتاب مین ان عمارات کا مختصر حال لکھا جائیگا جو کنوآن بنایا گیا ہے۔ (۱۴ ہاتھ گہرا) ایسا ہی ہے اور دہ دردہ ہے۔ اور بموجب اجتہاد امام اعظم صاحب وہ ہرگز ناپاک نہین ہوسکتا۔ مریدون اور معتقدون اور زائرین اور مسافرون کے آرام کیواسطے بڑے عمدہ وسیع پختہ مسافر خانے بنے ہوئے ہین۔ جسمین فرش فروش پانی روشنی وغیرہ کا پورا پورا انتظام ہے۔ خواہ کتنے ہی مسافر آکر رہین۔ ہرگز کوئی تکلیف نہین ہوتی۔ علاوہ اسکے ایک گھنٹہ گھر بھی آپنے بنوایا ہے۔ میان فضل لانگری نے جو کہ بڑا ہی طباع اور زیرک شخص ہے یہ گھنٹہ بنا کر اپنی زیرکی اور دانائی سے ایک جہان کو حیران کر دیا ہے۔ یہ گھنٹہ گھر بہت اونچا ہے۔ چارون طرف سے اسکی سوئیان نظر آتی ہین۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد گھنٹہ بجتا ہے۔ جب چار پاؤ یعنی ۶۰ منٹ پورے ہو چکتے ہین ایک بڑا گھنٹہ بجتا ہے جسکی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ ان سب عمارات سے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے

نمرد آن کس از وے ماند بجائے	پل و مسجد و چاہ و مہمان سرائے

لیکن جہانتک دریافت کیا گیا ہے۔ اور ہم نے اس بات کی تہ دریافت کرنے مین کوشش کی ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ طریقہ یعنی تعمیر مکانات بھی ایک طرح امداد غربا ہے۔ مین دس سال کے قریب تونسہ شریف مین رہا۔ مین نے کبھی حضرت صاحب کے معمارون اور بڑھیون کو بیکار نہین دیکھا بہت دفعہ ایسا دیکھا گیا۔ کہ جب ایک مکان صرف کثیر سے تیار ہو چکا۔ تو حضرت صاحب نے حکم دیا۔ کہ یہ مکان بدوضع سا معلوم ہوتا ہے۔ اسکو گرا کر از سرِ نو بنایا جاوے۔ اسطرح مزدورون کی کئی دن کی روزی ہوگئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس عمل سے پرورش مزدوران متصور تھی۔ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ اگر حضرت صاحب کا منشائے مبارک خیرات ہی کا تھا۔ تو پھر یہ تو مکان بنانیکی مزدوری ہوئی خیرات کوئی تھوڑی ہوئی۔ اسکے جواب مین یہ گذارش ہے۔ کہ اگر حضرت صاحب ایسا ہی روپیہ خرچ کرتے۔ تو بہت سے لوگون کو گویا بیکار بیٹھنے۔ اور مفت کے ٹکڑے کھانے اور روزی حلال کما کر کھانیکا سبق دیتے۔ خیرات فی الحقیقت ایک نعمت ہے۔ مگر خیرات کے مستحق تو معدودے چند ہین

Marfat.com

پس حضرت صاحب کا یہ طریقہ اس قسم کی خیرات سے کہین بڑھکر تھا۔ خداوند کریم بیشک روزی رسان ہے۔ اور رزاق مطلق ہے۔ اور جسکا یہ اعتقاد نہین۔ وہ مردود ہے۔ مگر کوئی شخص مجھے بتا سکتا ہے کہ بیکار بیٹھے رہنے سے کسی کے ہاتھ مین زر کی تھیلی غیب سے آگئی ہو۔ نہین بندہ کوشش کرتا ہے۔ مالک روزی مقدرہ بھیج دیتا ہے۔ اسی اصول پر حضرت صاحب کا عمل تھا۔ اور حُب جاہ و منصب ہرگز ہرگز معاذاللہ مقصود نہین تھی۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ضروری تھا کہ حضرت صاحب کا لباس بھی نہایت بیش بہا اور قیمتی ہوتا۔ کون نہین جانتا۔ کہ حضرت صاحب ہمیشہ ایک فقیرانہ ٹوپی سر پر رکھتے تھے۔ ایک مولی لٹھے کا سادہ پیراہن۔ اور ایک نیلی چادر باندھا کرتے تھے۔ کبھی ہم نے نہین دیکھا کہ خود حضرت صاحب کسی نہایت عمدہ گھوڑے یا بگھی پر چڑھکر ہوا خوری کو نکلے ہون۔ ان کو دنیا سے نفرت تھی۔ اسیواسطے جو روپیہ نذر و نیاز وغیرہ کا آتا۔ وہ سب یا تو لنگر خانہ مین خرچ ہوتا۔ یا مسجد چاہ مکانات وغیرہ کی تعمیر مین۔ دیگر حضرت خواجہ الہ بخش صاحب مرحوم ایک طرف متقی اور پرہیزگار صوفی خدا پرست فقیر تھے۔ تو دوسری طرف ایک شریف خلیق مہمان نواز متواضع امیر تھے۔ جیسا کہ پچھلے صفحون مین اشارۃً تحریر کیا جا چکا ہے۔ کہ آپ کو عالیشان مکان حویلیان بالاخانے سردخانے تہ خانے بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ ہر ایک دیوان خانے مین کئی کئی قسم کے کلاک گھنٹے اور گھڑیان ہوا کرتی تھین۔ جن سے اس کمرہ کی رونق اور بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ آپنے ایک شیش محل بھی بنوایا ہے۔ جسمین قد آدم کے برابر شیشے لگے ہوئے ہین۔ اور اس مکان کے اندر جانیسے انسان پر ایک عجیب حالت طاری ہو جاتی ہے۔ جدہر دیکھتا ہے۔ اُسے اپنی صورت اور شکل دکھائی دیتی ہے۔ درمیان مین شیشے ایسے لگے ہوئے ہین۔ کہ معلوم نہین ہوتا۔ کہ آگے رستہ ہے۔ یا نہین۔ بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے۔ کہ ناواقف آدمی دروازہ خیال کرکے جانا چاہتا ہے۔ اور پھر اسکو ملازم بڑی احتیاط اور جلدی سے روک دیتے ہین۔ اگر وہ پھرتی اور احتیاط کو کام مین نہ لاوین۔ تو وہ دروازے ٹوٹ کر چکنا چور ہو جاوین۔ ضلع امرتسر کے ترکہان اور بڑہی بہت مشہور ہین۔ آپ کیوقت مین ایک درجن سے زیادہ مستری اور ترکہان کارخانہ مین دن رات کام مین لگے رہتے تھے۔ جھنڈا سنگھ نام مستری ایک شخص سفید ریش جو کہ بڑا ہی خلیق اور خندہ رو شخص تھا۔ اُن سب کا جمعدار تھا۔ ہم نے کبھی نہین دیکھا۔ کہ کارخانہ بند کیا گیا ہو۔ آپ صبح شام اپنے نئی تعمیر ہونیوالون کو دیکھنے جاتے تھے۔ اور کرسی بچھا کر گھنٹون بیٹھے رہتے۔ اور کام کو جلد جلد ختم کرنیکے لئے راج

Marfat.com

مزدوروں کو بڑے محبت کے الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔ اور اُن کا دل بڑھانیکے لئے اکثر شاباش بھائی شاباش۔ ہمت کرو۔ ہمت کرو۔ جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ فرمایا کرتے۔ اکثر ایسا ہوتا۔ کہ صرف ایک یا دو درویش نیچے فرش پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھا کرتے۔ آپ اس درجہ کے خلیق اور متواضع تھے۔ کہ فی زمانا اسقدر اقبال و شہرت کے ساتھ اس نیک خصلت کا ہونا۔ ایک امر محال سا ہے۔ آپ کی زیارت اور ملاقات کے لئے یوں تو دُور دُور سے لوگ ہمیشہ آیا ہی کرتے تھے۔ اور عُرس شریف کے موقع پر تو ہندوستان کے ہر ایک حصہ اور سیلون اور عرب فارس تاتار کے لوگ آتے تھے۔ مگر بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بہت سے انگریز صاحبان بھی جو کہ نئی بات دیکھنے اور ایسے مشہور و معروف بزرگوں کی ضرور ملاقات کرتے ہیں۔ آپ کا سلام کرنیکے لئے آیا کرتے۔ آپ اُن سے بڑی خندہ پیشانی اور مروّت سے پیش آیا کرتے۔ بلکہ بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے۔ کہ آپ اپنے کام کاج چھوڑ کر اپنے مہمان کی خاطر تکلیف فرما کر ملازمین کنجی برداروں اور محافظین مکانات کو حکم دیتے۔ کہ فوراً چلکر فلاں فلاں جگہ کے دروازے کھولیں اور آپ کمال تواضع اور فروتنی کے ساتھ انہیں خود اپنے مکانات جاکر دکھاتے۔ بلکہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض انگریز صاحبان کی تعظیم کے لئے بھی کھڑے ہوتے۔ مشہور ہے۔ کہ ایک دفعہ کسی حاشیہ نشین نے خلوت میں پوچھا۔ یا حضرت خداوند کریم نے آپ کو اسقدر اقبال اور جاہ و جلال دیا ہے۔ پھر آپ ان لوگوں کی جو کہ مذہب اسلام کے دشمن ہیں۔ کیوں اسقدر خاطر و مدارات کرتے ہیں آپنے بڑی حلیمی سے جواب دیا۔ کہ بابا اس میں میری کونسی چیز کم ہو جاتی ہے۔ وہ بیچارے اسقدر شوق سے آتے ہیں۔ اگر میں ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو بھی نہ کروں۔ تو کسقدر بیمروتی اور بے التفاتی کی بات ہے مکان پر آئے کی ہر ایک آدمی عزت کرتا ہے۔ خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ میری ہتک اسوقت ہوگی۔ اگر میں بذات خود کسی طمع دنیاوی کیخاطر کسی انگریز کے بنگلہ پر ملنے جاؤں۔ وہ شخص شرمندہ ہوکر خاموش ہو گیا۔ اور پھر کبھی اس قسم کی کوئی بات نہ کی۔

آپ کے معززمرید ہمیشہ آپکی خدمت میں مختلف میوے اور تحفے بھیجا کرتے کبھی آپ اس قسم کے اشیا کو دولت سرا میں نہیں لیجاتے۔ بلکہ عموماً خود اپنے ہاتھوں سے سب تقسیم فرما دیا کرتے۔ حضرت کے غلام اسقدر ہوتے۔ کہ خواہ کتنی ہی مقدار کی چیز کیوں نہ ہو۔ مشکل سے ایک ایک دانہ میسر ہوتا۔ بلکہ آپ اس درجہ کے فیاض تھے۔ کہ فرماتے۔ کہ بھائی میرے فلاں فلاں مرید کا حصہ جو کہ فلاں موضع کے رہنے

سخاوت اور مہمان نوازی

والے ہین۔ فوراً نکال رکھو۔ اور بھیجدو۔ عموماً دیکھا گیا ہے۔ کہ خربوزون اور تربوزون کی بھری کشتیان پہنچی ہین۔ اور آپنے انکو تقسیم فرمایا ہے۔ تو حصہ رسدی مین ہر شخص کو مشکل سے ایک ایک پھانک خربوزہ یا تربوز کی آئی ہے۔ اسی سے آپکی فیاضی اور مہربانی صاف طور پر عیان ہوتی ہے۔ مہمان نوازاس درجے کے تھے۔ کہ لنگر شریف مین تو عام لوگون کو کھانا مل جاتا تھا۔ اور خاص ڈیوڑھی سے بھی معززمریدون کا کھانا آتا۔ آپ اندر حرم سرا مین تشریف رکھتے۔ ڈیوڑھی مین لونڈیان آتین۔ اور مہمانون کو کھانا دیتی جاتین۔ اور آپ ہرگز اس سے پہلے طعام نہ کھاتے۔ جب تک سب مہمان اچھیطرح نہ بھگت جاوین۔ جب مہمانون سے فراغ خاطر ہوتی۔ پھر تشریف لیجاتے۔ اور سب صاحبزادون کے ساتھ ملکر دسترخوان پر بیٹھتے۔ آپنے کھانا اکیلا اور تنہا کبھی نہ کھایا ہوگا۔ جب تک ایک صاحبزادہ بھی موجود نہ ہوتا۔ برابر بیٹھکر اُسکا انتظار کرتے۔ اور جسوقت وہ تشریف لاتے۔ تو سب ملکر تناول فرماتے سفر مین بھی آپ کا یہی اصول رہا ہے۔ کہ پہلے اپنے ساتھیون اور غلامون کی خبر گیری فرماتے۔ اور پھر آپ کھاتے۔ آپ کے ساتھ ہمیشہ ایک جم غفیر غلامون اور مریدونکا ساتھ جاتا۔ اور جس جگہ سے روانہ ہوتے۔ ایسا معلوم ہوتا۔ کہ کوئی بادشاہ چلا آرہا ہے۔ آپ کے لنگرخانہ مین یہ خصوصیت دیکھی گئی ہے۔ اور ہر ایک شخص کو اس امر مین تعجب ہے۔ کہ خرم سرائے کے دروازہ سے جسوقت خواہ دن ہو یا رات۔ جسقدر مہمانون کی روٹی طلب کیجاوے۔ ہر وقت تیار بغیر انتظار ملتی ہے۔ خدا جانے کوئی ہزار آدمیونکا ہر روز سامان کیا جاتا ہے۔

دیگر۔ لالہ رام رکھا مل جو کہ ایک بڑے فقیر دوست آدمی ہین سنہ ۱۹۰۲ء مین سبی واقع بلوچستان کے ہیڈ آفس مین پوسٹماسٹر تھے۔ فرماتے تھے۔ کہ فی الواقع اس چودہوین صدی مین خواجہ **اللہ بخش** صاحب ایک کامل فقیر ہین۔ اور بیان کیا۔ کہ گیارہ سال ہوئے پہلے مجھے **تونسہ** شریف مین جانے کا اتفاق ہوا۔ اور بڑے شوق سے آستانہ مبارک پر جاکر شرف زیارت حاصل کیا۔ ساتھ ہی گذارش کی کہ بندہ کے حق مین دعائے خیر کیجائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا اللہ پردہ کرے۔ چنانچہ لالہ صاحب موصوف بارہا کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے آپکے حضرت صاحب کے الفاظ ہرگز کبھی نہین بھولینگے اور تختہ دل پر لکھے جاچکے ہین۔ فی الواقع اس سے اچھی دعا کونسی ہوسکتی ہے۔ اب مین کچھ اپنی حالت اور کیفیت عرض کرنا چاہتا ہون۔ کہ کن وجوہات اور اسباب نے مجھے حضرت ثانی کی خدمت

Marfat.com

مین بھیجا۔ اور کیونکر اور کسطرح مین نے شرف بعیت اور سعادت غلامی حاصل کی ۱۸۹۶ء کا ذکر ہے
کہ مین ڈیرہ غازیخان مین ملازم تہا۔ مارچ کا مہینہ تہا۔ کہ میری طبیعت مین ایک عجیب تبدیلی واقع
ہوگیئ۔ ہر وقت پریشانی ہردم اضطراب ہر لحظہ بیقراری سے میری طبیعت اکتا گیئ۔ رات کی
نیند جاتی رہی۔ آرام اور صبر رخصت ہوا بے صبری بے آرامی بے کلی اور بیقراری سے طبیعت مین ایک
طرح کا جنون ہوگیا۔ کوئی شخص ذرا اپنے دل مین توسوچے۔ کہ بھلا جس شخص کو متواتر ایک دو ہفتہ
نیند نہ آئے۔ اسکی طبیعت کا کیا حال ہوگا۔ ہر چند ڈاکٹرون۔ دیسی حکیمونکا علاج معالجہ کیا۔ مگر
طبیعت درست نہ ہوئی۔ آخر نوکری سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور سفر سے کنارہ کرکے اپنے گھر سدہار
غریب خانہ موضع سوکڑ مین تونسہ شریف سے صرف دو ڈہائی کوس کے فاصلہ پر ہے۔ گھر آکر بہت سے
یونانی علاج کئے۔ چالیس یوم سے زیادہ مارالجبن کا عمل جاری رکھا۔ کئی شربتین بنوائین۔ کئی خمیرے
اور کئی سفوف تیار کرائے۔ روغن بادام روغن خشخاش کا استعمال کیا۔ مگر مولانا روم کے شعر کا حال ہو

	روغنِ بادام خشکی مے نمود آب و آتش را مدد شد ہم چو نفت	از قضا سرکنگبین صفرا فزود از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت	۵

غرضیکہ میری حالت بہت کچھہ قابل رحم تھی۔ انہی دنون مین میرے والد صاحب اور چچا صاحب نے
حضرت صاحب کی خدمت مین جاکر عرض کیا۔ اور دعا کے طالب ہوئے۔ آپنے دُعائے خیر فرمائی۔
کہ اچہا علاج معالجہ کرو۔ خدا نے چاہا۔ تو تندرستی ہوجاویگی۔ اُسدن کے بعد میری طبیعت کچھہ کچھہ
سنبھلنے لگی۔ ایک رات شب جمعہ مین نے حضرت غریب نواز کو خواب مین دیکھا۔ کہ عصا ہاتھہ مین
لئے ہوئے مجھے بیدار کررہے ہین۔ مین جاگ اُٹھا۔ اور کہا کہ آج مین تونسہ شریف جاکر ضرور شرف
زیارت اور عز قدمبوسی حاصل کرونگا۔ چنانچہ دن کو تو مین نے ایک اُردو قصیدہ تیار کیا۔
دوپہر کو نہانے دہونے مین مصروف رہا۔ سہ پہر کے بعد کاغذ ہاتھہ مین لے روانہ ہوا جمعہ کا دن
تہا۔ تونسہ شریف مین ہمیشہ جمعہ نماز صرف حضرت صاحب والی جامع مسجد مین ہوا کرتی ہے
اور چونکہ تحصیل سنگھڑ مین غالباً اور کسی شہر مین نہین ہوتی۔ اسلیے بہت سے لوگ جمعہ کے روز تونسہ
شریف چلے آتے ہین۔ اور حضرت صاحب کی زیارت سے بھی سعادت حاصل کرتے ہین۔ اور
ساتھہ ہی نماز جمعہ مین شریک ہوکر ایک پنتھہ دو کاج کے مصداق ہوتے ہین۔ مجھے راستہ مین

Marfat.com

بہت سے آدمی اپنے گاؤن کے ملے۔ جو نماز فریضہ ادا کرکے واپس گھرونکو جارہے تھے۔ انہون نے
مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کہان جارہے ہو۔ اور بعضون نے بوجہ شام ہوجانے کے واپس گاؤن
کو چلنے کا مشورہ دیا۔ مگر میرے دل مین جو شوق اور ولولہ تہا۔ وہ بھلا مجھے کب اجازت دیتا تہا۔ کہ مین
واپس اپنے گاؤن کو جاؤن۔ الغرض مین سورج غروب ہونیسے کچھہ دیر پہلے **تونسہ شریف** مین پہنچا۔
صاحبزادہ محمد محمود صاحب شہر کے جنوبی طرف رود سنگھڑ مین چند غلامون کے ساتھ شکار مین مصروف
تھے یعنی مردہ کوے (ولبہ) کے ذریعہ باز اور شکرے کو تعلیم دیجاتی تھی۔ مین سیدہا اُن کی خدمت
مین حاضر ہوا۔ اور وہ اشعار کا گلدستہ انکی خدمت مین پیش کیا۔ آپنے بڑی مہربانی فرمائی۔ اسکے
بعد وُہ شہر کو تشریف لے چلے۔ مین بھی ہمرکاب تھا۔ شام کی نماز جامع مسجد مین جماعت کے ساتھ
جاکر پڑہی۔ میرے دل مین جو پہلے بیقراری اور بےچینی ہوا کرتی تھی۔ یک قلم موقوف ہوگئی۔ چونکہ
سردی کے دن تھے۔ حضرت صاحب بعد نماز بنگلہ مین جاکر رونق افروز ہوئے۔ اور چارونطرف
فقرا اور حاشیہ نشین مؤدب بیٹھے تھے۔ اس شاندار بارعب مجمع میں قدمبوسی کرکے مین بھی ایک
کونہ مین جا بیٹھا۔ نصف گھنٹہ کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت صاحب محل کو تشریف لے
لگے۔ ابھی آپ دروازہ بنگلہ کے قریب ہی پہنچے تھے۔ کہ مین نے زور سے عرض کی۔ غریب نواز
طالب دعا ہون۔ لِلّٰہ میرے حال پر توجہ فرمایئے۔ جونہی حضرت صاحب نے یہ گذارش سُنی۔ آپ
وہین ٹھیر گئے۔ دُعائے خیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ مین نے اور تمام حاضرین مجلس نے تقلید کی۔ سب
میری طرف بڑے غور سے دیکھہ رہے تھے۔ مین نے عرض کی۔ یا الٰہی عزت صحت سلامتی ایمان یہ
تین سوال ہین۔ حضرت صاحب ان تین لفظون کو سُنکر حیران سے ہوئے۔ اور استفسار فرمایا
میان! کہان سے آیا۔ مین نے عرض کی۔ غلام قریب کے گاؤن سوکڑ کا رہنے والا ہے۔ پھر فرمایا
کہ رات کو کہان رہوگے۔ عرض کی صاحبزادہ حافظ محمود صاحب کے ہان۔ پھر فرمایا۔ کہ اچھا
شاباش۔ تمہاری دعا طلبی سے ہم خوش ہوئے۔ آج جلدی سوجانا۔ مین قدمبوسی کرکے واپس
صاحبزادہ حافظ محمد موسیٰ صاحب کی زیارت کی۔ اور اُن سے بھی اُسی دُعا کیواسطے التجا کی۔ رات
کو صاحبزادہ صاحب ممدوح کی کچہری مین حاضر ہوا۔ بڑے آرام سے سویا۔ اور صبح کی نماز جماعت
کے ساتھ ادا کی۔ پھر خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور سلسلہ بیعت مین داخل ہوا۔

Marfat.com

بفتے وقت عرض کی۔ یا حضرت میں آپ کا دلی مرید ہوتا ہوں۔ آپ دلی دعا کریں"۔ آپ نے مال استغنا سے پوچھا۔ کہ کیا کہتا ہے۔ مین نے مکرر اپنے عرض کو دہرایا۔ اور دلی کے لفظ کو ذرا زیادہ زور سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ دلی کیسی ہیں نے جواب مین گذارش کی۔ جو خدا کو پسند ائے۔ اس جواب سے آپ بہت مسرور ہوئے۔ اور نماز روزہ اور ورد وظائف تلاوت کلام اللہ کی تاکید فرمائی۔ پھر مین علیحدہ ہو کر انگلیو نپر ورد پڑھنے لگا۔ لیکن اسوقت میرا جوڑ جوڑ کانپ رہا تہا۔ اور واضح رہے کہ اُس رات سے پہلے جبکہ مین نے حضرت صاحب کو خواب مین دیکھا تہا۔ میرا حضرت پر ذرا بھی اعتقاد نہ تہا۔ اسکے بعد مین جب تک وطن مین رہا۔ بلا ناغہ ہر جمعہ کو زیارت کیلئے جاتا تہا۔ اور حضرت صاحب موصوف بہت توجہ فرماتے تھے۔ جب سے حضرت صاحب کا مرید ہوا۔ پھر کبھی مجھکو وہ مرض سودا یا خفقان نہ ہوئی جسپر مین خداوند کریم کا ہر وقت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے کرم سے دوبارہ زندگی بخشی ہے۔

نیز۔ میان کرم حسین سکنہ سوکڑ جو موضع لنڈان سوری مین مدرس تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ وہ کسی تعطیل کے دن شہر سے باہر ایک کنوئین پر نہانے کیواسطے گیا۔ اتفاق سے ایک شخص غریب جو کہ سوکڑ کے رہنے والا تھا۔ لوگونسے پوچھتے پوچھتے اسی کوئین پر آنکلا۔ اور آکر کہنے لگا۔ کہ میرے پاس خرچ نہین رہا۔ آپ کے پاس یہاںتک پوچھتا پوچھتا آیا ہوں۔ کچھ ملے۔ تاکہ نشہ پانی کرون واضح رہے۔ کہ ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے بلوچ لوگ بڑے مہمان نواز ہین۔ کسی مسافر کو روٹی وغیرہ کی تکلیف نہین ہوتی۔ مگر اسوقت منشی کرم حسین مذکور کے پاس کوئی پیسہ نہ تہا۔ جو اُس آدمی کو دیتا مجبور ہو کر اپنے ساتھی سے جو کہ اسکے ساتھ نہانے آیا تھا۔ سوال کیا۔ کہ اگر تمہارے پاس کچھ نقدی ہے۔ تو دیوین۔ شہر جاکر واپس کر دونگا۔ اُس دوسرے جوان کیپاس صرف ایک آنہ تھا۔ منشی کرم حسین نے اُس سے لیکر اسکے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ جا تیرا افہنگ کا گذارہ تو ہو جاویگا۔ فقیر نے اُسی کو غنیمت جانا۔ اور راہی ہوا۔ جب جمعہ کا دن آیا۔ تو میان کرم حسین مدرس تحصیل سنگھڑ سے تنخواہ ماہوار کے لینے اور زیارت کرنے کیلئے تونسہ شریف میں گیا۔ میان عالم شیر جو کہ نامبردہ کا چھوٹا بہائی اور حضرت صاحب کا غلام اور ایک نیکبخت آدمی ہے۔ اتفاق سے وہ بھی تونسہ شریف آیا۔ دو نو مسجد کے مشرقی دروازہ سے نماز کیوقت اندر داخل ہوئے۔ اسوقت حضرت

Marfat.com

خواجہ الٰہ بخش صاحب خلوت سرا سے مسجد مین تشریف لارہے تھے۔ مغربی دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور دونو کو ہاتھ کے اشارہ سے بلایا جسوقت دونو جاکر حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک فقیر مسٹنڈہ سا موجود ہے۔ حضرت صاحب نے اُس منگتے کو زبان دُرفشان سے فرمایا۔ کہ میان اُن سے سوال کرو بلوچ ہین۔ زمیندار ہین۔ سرکاری اہلکار ہین۔ تنخواہ خوار ہین۔ اُس گداگر نے اُنکی طرف کاسہ گدائی دراز کیا۔ مگر اس کارروائی سے دونو بھائی بڑی حیرانی مین تھے۔ آخر حضرت صاحب نے پھر فرمایا۔ کہ میان کیا بات ہے۔ بچارے کو ایک آنہ بھنگ کے گذارہ کیواسطے تو دیدو۔ یا کسی دوسرے ساتھی سے لیکر دیدو۔ اب میان کرم حسین کو کچھ معلوم ہوا۔ پھر حضرت صاحب نے اپنے غلامون کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ دیکھیئے عیال دار ہین۔ محض نادار ہین۔ زمین تو زمین گھر کے کوٹھے تک گروی ہین۔ اور آپ نشہ بازون کو چار چار پیسے اورون سے اُودھار لیکر دیتے ہین۔ پھر اسکے بعد مسجد مین تشریف لیگئے۔ تو سوچنا اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب نے خیرات بیجا سے کیسا منع فرمایا ہے +

دیگر۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی نے جو کہ ایک بڑے عالم باعمل اور متقی اور پرہیزگار اور خواجہ سلیمان علیہ الرحمتہ والغفران کے مریدان باصفا مین سے ہین۔ ایک دفعہ بیان کیا۔ کہ جب حضرت صاحب حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اور ان کے واپس آنیکی خبر سنگھڑ مین مشہور ہوئی۔ تو مین موضع ہیرو مین استقبال کیواسطے گیا حضرت صاحب قبلہ تونسہ شریف کو تشریف لیگئے۔ راستہ مین میرے دل مین خیال آیا۔ کہ جب جاکر حضرت صاحب کی قدمبوسی کرونگا۔ تو یہ شعر پڑھونگا۔ ۵

این بہ بیداریست یارب یا بخواب است	کہ جان من زجانان کامگار است

مین بعد نماز ظہر زیارت پر سعادت سے مشرف ہوا۔ حضرت صاحب روضہ شریف کے پاس مع مریدان و خواص نشینان و خادمان نشست فرمائے تھے۔ مین جاکر سیدھا قدمون مین جا پڑا۔ آپنے میرے ہاتھ پکڑ لیئے۔ اور مروقد تعظیم کے لیئے اُٹھے۔ مگر عین اُسوقت بوجہ رعب و جلال حضرت صاحب کے مجھے وہ شعر بھول گیا۔ اور حضرت صاحب کے بائین پہلو مین بیٹھ گیا۔ دو منٹ خیر و عافیت

Marfat.com

پوچھنے کے بعد حضرت صاحب کی زبان مبارک سے وہی شعر جاری ہوا۔ اور برابر ۳ دفعہ میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ تو سوچنا اور خیال کرنا چاہیئے۔ کہ کسقدر صفائی قلب حاصل تھی۔ سچ کہا ہے ؎

خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند

دیگر۔ یہ بھی مولوی صاحب مذکور کی زبانی سنا ہے۔ کہ جب میرے بیٹے میاں نور احمد کی ۳ شادیاں بھی ہو چکیں۔ اور اولاد نرینہ کی کوئی امید نہ تھی۔ کیونکہ صاحبزادہ نور احمد کے بال بھی سفید ہوگئے تھے۔ تو ایکدن میں جمعہ کے دن حضرت صاحب کی زیارت پر سعادت کا شرف حاصل کرنے کیلئے **تونسہ شریف** گیا۔ مجھکو رات کیوقت دل میں خیال آیا تھا۔ کہ جب حضرت صاحب روضہ منورہ کے اندر بعد نماز بیٹھیں جائینگے میں بھی اندر جاکر عرض کرونگا۔ اور خواجہ **سلیمان** صاحب اور حضرت صاحب دونوں سے التجا کرونگا۔ کہ نواسہ کیلئے دعا فرماویں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ موسم سرما تھا۔ حضرت صاحب بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ وہاں جاکر قدمبوسی کی۔ یہاں دل میں خیال آیا کہ چونکہ حضرت صاحب جسوقت روضہ متبرکہ میں جایا کرتے ہیں۔ کسی کو اجازت نہیں ہوتی۔ کہ اُسوقت اندر جاسکے۔ غرض میں نے اُسی وقت عرض کرنا مناسب سمجھا۔ آپنے سہ بار دعا کیواسطے ہاتھ اُٹھائے پھر میں رخصت ہوا۔ بعد نماز جب عصر کیوقت قدمبوسی اور اجازت مانگنے کیلئے گیا۔ تو آپنے خود بخود فرمایا۔ میاں صاحب آپ خاطر جمع رکھیں۔ میں نے آپ کے حسب منشا روضہ شریف میں خواجہ صاحب سے بھی دعا طلبی کی ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہی مہینہ تھا۔ کہ خداوند کریم کے فضل سے حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور فرزند تولد ہوا۔

دیگر۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ کہ ایکدفعہ میں حضرت صاحب کے ہمرکاب پاکپٹن شریف زیارت کیواسطے گیا۔ تغیر و تبدل آب وہوا سے مجھے اسہال شروع ہوگئے۔ اور چونکہ میں خود حکیم تھا۔ میں نے خورد و نوش میں اس سے پہلے بہت احتیاط اور اعتدال رکھا تھا۔ اسہال کیوجہ سوائے آب وہوا مخالف کے اور کوئی معلوم نہ ہوئی۔ صبح کو حضور کیخدمت میں حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ کو اسہال کی تکلیف ہے۔ ساتھ ہی فرمایا۔ کہ تباسوں کی شربت لیکر پی لو۔ اگر چاہو تو تھوڑا سا داسبغول یا تخم بالنگو ڈال لو۔ میں نے حضرت کے فرمودہ کے بموجب یہی عمل کیا۔ اس سے پہلے میں خود سوچ رہا تھا۔ کہ فلاں دوائی لوں۔ اور فلاں شربت

Marfat.com

پیون۔ اس سہل علاج سے فوراً میرے اسہال بند ہوگئے۔ اور اسی تاریخ سے آج ۱۳۲۱ھ تک برابر میرا یہی عمل رہا ہے۔ کہ جب کبھی خدانخواستہ مجھے عارضہ اسہال کا ہوتا ہے۔ مین شربت (مصری یا کھانڈ) وغیرہ کی بنا کر پی لیتا ہون خداوند کریم کے فضل و کرم سے شفا ہوجاتی ہے۔

واضح رہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب کے مناقب بہت بیان فرمائے۔ اور بہت سے قلمبند بھی کئے ہوئے ہین۔ مگر بوجہ طوالت یہان نہین لکھے جاتے۔ خواجہ صاحب کے مناقب مین تھوڑا بہت درج ہوچکا ہے۔

دیگر۔ صاحبزادہ محمد محمود صاحب ایام جوانی مین جیسا کہ بادشاہزادون اور امیرون کا دستور ہے زیادہ تر سیر و شکار سے رغبت رکھتے تھے۔ اور زہد اور اتقا کیطرف جیسا کہ انکا موروثی حصہ ہے۔ کم توجہ دیتے تھے۔ شاید ایک دو دفعہ حضرت صاحب نے سمجھایا بھی ہوگا۔ کہ شکار شکار بیکاران است۔ بسیار شغل او نباید داشت۔ مگر صاحبزادہ صاحب اسی طرح مصروف رہتے۔ یہ نہین کہ نماز روزہ کے تارک تھے۔ نہین۔ مگر عام طور پر زیادہ تر اُن کا شغل اور وقت شکار وغیرہ مین خرچ ہوتا تھا۔ آخر ایکدفعہ انکو اپنے ساتھ لیگئے۔ اور ہندوستان کا سفر کیا۔ پاک پٹن۔ مہاران شریف۔ دہلی۔ اجمیر وغیرہ مقامات مین جا کر زیارتین کین۔ اور وہان دعا مانگی۔ معاودت پر صاحبزادہ محمود صاحب ایسے مسعود اور مسجود ہوئے۔ کہ انکے وجود با وجود کو اپنے معبود کی اطاعت سے ایک دم بھی چین نہین آتی اور اپنے بھائیون اور دیگر صوفیون سے سبقت لیگئے ہین۔ سچ ہے۔ ؎

یک نظر کردن بروئے اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

دیگر۔۔۔۔ ایک معتبر اور ثقہ آدمی سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت صاحب حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اور بعد زیارت بیت اللہ شریف مدینہ منورہ مین زیارت رسول صلعم سے مشرف ہوئے۔ تو ایکدن آستانہ شریف مین نشست فرمائے تھے۔ کہ اس اثنا مین ایک اعرابی گلے مین چادر ڈالے حضرت صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور ہاتھ باندھکر اپنی زبان مین عرض کی کہ یا حضرت میرا قصور معاف کیجئے۔ للہ میرے حال پر مہربانی فرماوین۔ اور عفو تقصیرات فرماوین مین نے بڑی بے ادبی کی ہے۔ اصحاب نےجو اس سے دریافت کیا۔ کہ تو نے کون سی بے ادبی کی ہے۔ تو اُسنے کہا۔ کہ جب سے یہ بزرگ مدینہ منورہ مین آئے ہین۔ مین انکو علانیہ طور پر بطال اور

Marfat.com

کاذب اور دکھاوے کا فقیر کہتا تہا۔ اور دل مین بھی یہی خیال تہا۔ کہ ہرگز یہ شخص خدارسیدہ نہین ہے۔ بلکہ محض دنیادوست آدمی ہے۔ رات مجھے روضہ منورہ کے قریب غنودگی سی آگئی۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ یہ بزرگ روضہ شریف مین ایک گھوڑے پر سوار ہین۔ لتنے مین مجھے پیغمبر صاحب کا جمال نظر آیا۔ زیارت سے مشرف ہوا۔ اور پہلے تو مین نے سوار کو بہت چشم حقارت سے دیکھا۔ اور کی اس بے ادبی سے مین نے اُسے صلواتین سُنائین۔ کہ کیسا گستاخ اور بے باک ہے۔ کہ پیغمبر صاحب کے سامنے کروفر سے اسپ پر سوار ہے۔ اُسکے بعد مین نے اسکی اس گستاخی اور شوخی کا حضرت رسول مقبول صلعم کیخدمت مین عرض کیا۔ کہ یا حضرت! یہ شخص کیسا گستاخ اور بے ادب ہے۔ کہ حضور کے آستانہ پاک مین یہ بیباک گھوڑے پر سوار ہے۔ اتنے مین پیغمبر صاحب نے میری طرف نظر عتاب سے دیکھا۔ اور بڑے رعب اور جلال سے فرمایا۔ کہ تیرا کیا ہے۔ اس نیک آدمی کو گھوڑا ہم نے دیا ہے۔ جا دُور ہو۔ تو اب میرے دل مین خیال آیا۔ کہ یہ بزرگ کیسا متبرک اور خدارسیدہ انسان ہے۔ کہ اسی کی طفیل مجھے آنحضرت صلعم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اور بے ادبی کیوجہ سے مجھ پر عتاب ہوا ہے۔ اب مین طلب معافی کے لئے آیا ہون۔ جب حضرت صاحب کو اس شخص کی بابت عرض کیا گیا۔ کہ یہ شخص معافی قصور کیلئے آیا ہے۔ تو حضرت صاحب نے کمال استغنا سے فرمایا۔ کہ سوال کی خاطر اسقدر مضمون گانٹھ کر لایا ہے۔ مگر تحقیق سے دریافت ہوا۔ کہ وہ شخص اچھا متمول آدمی تہا۔ اور ہرگز وہ گداگر یا سوال کنندہ نہ تہا۔ پس سوچنا چاہیئے۔ کہ خداوندکریم نے حضرت صاحب کو کسقدر درجہ عطا فرمایا تھا۔

دیگر۔ مشہور ہے۔ کہ ایکسال ساون بہادون کے مہینے مین تحصیل سنگھڑ مین بارش باران نہ ہوئی۔ اور بالخصوص موضع بنڈی کے باشندے بہت لاچار اور تنگ تھے۔ اور چونکہ سارا علاقہ محض بارانی ہے۔ اور وہان کی زمین رودکوہی سے سیراب ہوتی ہے۔ اور پہاڑ سے ہرگز پانی کی ندی نہین آتی۔ جب تک بارش نہ ہو۔ لوگون نے خیرات وغیرہ شروع کی۔ اور درود شریف پڑہنا شروع کیا۔ مگر ع نماند آب جز آب چشم یتیم + ایک دو دفعہ حضرت صاحب کیخدمت مین بھی حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب نے خیرات اور درود شریف کی تاکید کی۔ مگر مہینہ ختم ہونے کو آیا۔ اور بارش کی ایک بوند بھی نہ پڑی۔

Marfat.com

چنان آسمان بر زمین شد بخیل	کہ لب تر نکردند زرع و نخیل

آخر کار ایک آدمی باشندہ بنڈی جو ہمیشہ سے حضرت کا غلام تہا۔ حضرت صاحب کی خدمت اقدسیہ مین حاضر ہوا۔ اور حضرت کی متبرک کچہری مین آکر بیٹہا۔ موقع پر یہ شعر زبان حال سے عرض کیا۔ ؎

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات	لطف فرمائے کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

حضرت صاحب کو جوش آگیا۔ اور فرمایا۔ کہ جاؤ۔ ابھی جاکر اپنے کھیتون کا انتظام کرو صبح کو اسقدر رود کوہی آئی۔ کہ سارا سنگھڑ سیراب ہوا۔ اور موضع بنڈی تو بخوبی آباد ہو گیا۔ اس روایت کے متعلق آئیندہ زیادہ تفصیل سے لکھا جاویگا۔

دیگر۔ مولوی نور محمد صاحب ملکہڈی کی زبانی ایک معتبر شخص سے روایت ہے۔ کہ ایک مُلا آدمی نے جو کہ حضرت صاحب کے سلسلہ غلامی مین ابھی داخل نہ ہوا تھا۔ ایکدفعہ کسی دوسرے آدمی کے سامنے اظہار کیا۔ کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ عنقریب تونسہ شریف جاکر حضرت صاحب کی زیارت کرونگا دوسرے شخص نے بھی ارادہ ظاہر کیا۔ مگر خدا کی قدرت۔ انہی دنون مین وہ مُلا ایسا بیمار ہو گیا۔ کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اور نزع کیحالت طاری ہو گئی۔ اور جان کنی کی ازحد تکلیف ہو رہی تھی۔ ہرچند اسکے خویشون نے چاہا۔ کہ کسطرح اسکی زبان سے کلمہ طیب جاری ہو مگر اسکی زبان ایسی بند تھی۔ کہ وہ خود بھی اگرچہ بہت کوشش کرتا تہا۔ کہ کلمہ شریف بالجہر پڑہے۔ اور نزع کی تکلیف سے رہائی پاوے۔ مگر ہرگز اسکے امکان مین نہ تہا۔ اتنے مین حسن اتفاق سے وہ دوسرا شخص جو کہ تونسہ شریف جانے کو تیار ہوا تھا۔ اسکی عیادت کو آیا۔ اور بیمار کی قابل رحم حالت دیکھکر اُسے کہا۔ کہ تو نے وعدہ وفا نہ کیا۔ اب بھی تجھے چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب کی طرف متوجہ ہو۔ خداوند کریم تیری مشکل آسان کرے گا۔ جونہی وہ بیمار حضرت صاحب کا اسم مبارک اپنی زبان پر لایا۔ فوراً وہ تکلیف رفع ہوئی۔ جہر سے کلمہ شریف کا ورد کرنے لگا۔ اور تھوڑی سی دیر مین اُس نے آنکھین بند کرلین۔ ؎

خوشا عاشق کہ یار او را نوازد	بوقت نزع او را سرفرازد
زحسنش بنماید و دل شاد سازد	زغمہائی مرگ آزاد سازد
ناصیہ پیر نہ تنہا ضیا است	بلکہ یکے از صفت کبریا است

Marfat.com

دیگر- میان چراغ دین صاحب ارائین متوطن سوکڑ تحصیل سنگھڑ سے روائیت ہے۔ کہ جب مین دائرہ دین پناہ مین مدرس تہا- تو میری تبدیلی قصبہ چوٹی مین جو کہ میرے گھر سے بہت دور ہے- ہو گئی- مگر چونکہ معاملہ ملازمت اور روزگار کا تہا- مجھے مجبوراً وہان جانا پڑا- اور حضرت صاحب کیخدمت مین اجازت کیواسطے گیا- آپ نے فرمایا- کہ تو نے خود وہان جانیکی خواہش کی ہے- یا حکام نے برضی خود تجھے وہان تبدیل کر دیا ہے- مین نے عرض کی- غلام آپ کا دروازہ بھلا خود اپنی مرضی سے چھوڑ دیتا- بندہ ماتحت ہے- حاکمون کی مرضی- دعا فرماوین- حضرت صاحب نے فرمایا- کہ اچھا خدا حافظ- بعدہٗ مین قدمبوسی کر کے چوٹی کو روانہ ہوا- اور کچھ مدت کے بعد مجھ پر دشمنون نے مقدمات متعلق ڈاکخانہ بنانے شروع کئے- اور خود آفیسر بھی برخلاف تھے- اس موقع پر مین نے حضور مین عرضی بھیجی- تو آپ نے تحریر فرمایا- کہ تو خدا حافظ کے لفظ کو بھول گیا- الغرض مجھ پر جسقدر مقدمات تھے- سب رفع دفع ہو گئے- اور مجھے کوئی بھی نقصان نہ ہوا- پھر چند سال کے بعد چند اور مصیبتین مجھ پر واقع ہوئین- اور مین نے حضرت صاحب کی خدمت مین استغاثہ کیا- آپ نے پھر وہی الفاظ تحریر فرمائے- غرض کہ مین ۸ سال کے قریب چوٹی مین رہا- اور بیسیون دفعہ دشمنون نے میری بدنامی اور ہتک اور نقصان پہنچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا- لیکن چونکہ حضور نے جو الفاظ فرمائے تھے- ہمیشہ شامل حال رہے- اور مجھے ذرا بھی نقصان نہ ہوا- حضرت صاحب کی وفات کے بعد جب مین نے حافظ محمد موسٰے صاحب سجادہ نشین کیخدمت مین گذارشنامہ ارسال کیا- تو بھی یہی جواب آیا- کہ تو حضرت صاحب کے الفاظ خدا حافظ فراموش کر گیا- معلوم نہین- کہ میراکوئی سابقہ عریضہ صاحبزادہ صاحب کی نظر سے گذرا- یا کہ حضور کے منشی کو حضرت صاحب کا فرمان یاد رہ گیا- اور اس نے خود یہی الفاظ لکھدیئے- واللہ اعلم-

دیگر- عبد اللہ خان سنجرانی نمبردار بوہڑ- جو کہ خواجہ صاحب سے بعیت ہوا تہا- اور ایک تہجد خوان متزہد آدمی تہا- جب کبھی سفر کو جاتا- فرقان مجید بغل مین ہوتا- اور کبھی نوافل کا ناغہ نہ کرتا تہا- اس نے مولوی محمد شاہ عالم سکنہ سوکڑ کے سامنے بیان کیا- اور مجھے مولوی صاحب کی زبانی معلوم ہوا جو کہ ثقہ اور معتبر آدمی ہین- کہ ایکدن عبد اللہ خان مذکور کو تحصیل منگروٹھہ مین کوئی سرکاری کام تہا- وہان سے ہو کر آستانہ متبرکہ پر حاضر ہوا- تا کہ اس عارف باللہ

Marfat.com

اور محبوب الٰہی کی زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کرے۔ اور اُسکے بعد اپنے گھر موضع
بوہڑ مین چلا جاوے۔ حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب اسوقت اپنے والد بزرگوار صاحبزادہ گل محمد
صاحب کے بنگلہ مین تشریف رکھتے تھے۔ جبوقت عبداللہ خان مذکور بنگلہ شریف کے دروازہ پر پہنچا
تو دیکھا۔ کہ باہر کا دروازہ خلاف معمول بند ہے۔ مگر کنڈہ نہین دیا گیا۔ یہ دروازہ پر کھڑا ہو گیا
اور آہستہ آہستہ دیکھنے لگا۔ جونہی اس کی نظر حضرت صاحب پر پڑی۔ آپ طعام تناول فرما
رہے تھے۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک کٹورہ مین کچھ سرکہ سا معلوم ہوتا ہے۔ عبداللہ خان کہتا ہے
کہ میرے دل مین شک ہوا۔ کہ انگور سے تو کوئی اور چیز بھی بنتی ہے۔ اور سرکہ بھی انگور سے
ہوتا ہے۔ دروازہ کا بند ہونا اور کٹورہ مین اسکا ہونا اور پانی کی طرح پینا کچھ اور ظاہر کرتا ہے
غرضیکہ تھوڑی دیر ٹھیرا رہا۔ مگر حضرت صاحب کو بوجہ دروازہ کے بند ہونے اور پاؤن کی آہٹ
نہ ہونیکے بالکل معلوم نہ ہوا۔ کہ کوئی شخص دروازہ پر کھڑا ہے۔ جب آپ کھانا تناول فرما چکے
عبداللہ خان دروازہ کھولکر اندر داخل ہوا۔ اور قدمبوسی کرکے ایکطرف بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے
دل مین یہ خیال تھا۔ کہ کسی طرح اس پیالہ کو دیکھون کہ اسمین وہ کیا چیز تھی جسکو حضرت صاحب
نوش جان فرما رہے تھے۔ اتنے مین حضرت صاحب نے وہ کٹورہ یا پیالہ جو کہ کپڑے سے بند تھا
لیکر عبداللہ خان کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ لو اسکو پی لیجئے۔ یہ آپ کا حصہ ہے۔ اور مین بھی پی رہا ہون
عبداللہ خان کہتا ہے۔ کہ مین نے بڑے ادب سے وہ پیالہ لے لیا۔ اور مجھکو پینے سے معلوم ہوا
کہ سرکہ مین الایچی۔ زیرہ۔ اور چند اور اسی قسم کی چیزین ہاضم ملی ہوئی ہین۔ اسی طرح عبداللہ خان
کا شک رفع دفع ہوا۔ اتنے مین حضرت صاحب اُٹھے۔ اور دروازہ کھولا۔ عبداللہ خان۔
دل مین کہا۔ کہ افسوس میر[ے] نے جانے کی اجازت بھی نہین مانگی۔ خدا جانے حضرت صاحب
کتنی دیر کے بعد تشریف لاوین۔ کہ اتنے مین حضرت صاحب نے فرمایا عبداللہ اچھا تیری جانیکی مرضی ہے تو اب بیشک جاؤ۔ عبداللہ خان
رخصت کرکے گھر کو چلا گیا۔ گو عوام کے نزدیک یہ دونون باتین معمولی ہون۔ مگر واضح رہے۔ کہ کسی شخص کے شکوک رفع کرنا
اسکے اظہار کے معمولی امر نہین ہے۔ لیکن فی زمانہ ایسے خوارق بھی کم دیکھنے مین نہین پائی جاتین +

دیگر۔ سوندی خان افغان نے روبرو سید محمد بخش شاہ متوطن گھابی بیان کیا۔ اور ان سے مولوی شاہ عالم صاحب سوکڑ
اور بندہ کو مولوی صاحب کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ ایکدفعہ روز سے خان حج کو روانہ ہوا۔ بعد حج و زیارت مع سوائے قبول حج بیان

Marfat.com

ہوا۔ تو اتفاق سے اسکا مال و متاع تو دوسرے جہاز مین رہ گیا۔ اور خود اور جہاز پر سوار ہوا
اسی انتظار مین تہا۔ کہ ایک نوخیز لڑکا دیکہا۔ جو کہ ہندوستان کا معلوم ہوتا تہا۔ اور وہ بھی حج
سے واپس آرہا تہا۔ روزی خان نے اسکو روٹی دی جس سے وہ لڑکا اسکے پاس آبیٹہا۔ روزیخان
نے اس پر مہربانی فرمائی۔ اور اپنا حال سنایا۔ کہ مین اسباب کیواسطے بڑا متفکر ہون۔ لڑکے نے
بھی اپنا حال سنایا۔ کہ مین ایک بزرگ نقشبند کا مرید ہون۔ مجھے مرشد نے ہم سال ملک مین
سفر کرنیکا کہا ہے۔ اس پر مین نے ارادہ کیا۔ کہ سفر کرنے کا تو ارشاد ہے۔ اس لئے اگر حج کو چلا
جاؤن۔ تو کیا اچہا ہوگا۔ اب مین واپس آرہا ہون۔ اسکے بعد کہا۔ کہ اے میان تو فکر نہ کر۔ کل
شام کو تجھے جہاز پر سے چٹھی پہنچ جائیگی۔ اور عنقریب تجھے اسباب بھی ملجائیگا۔ الغرض ایسا ہی
ہوا۔ اسکے دوسرے دن مجھے خط ملا۔ اور پانچوین چھٹے دن مجھے اپنا اسباب بھی مل گیا۔ اس سے
مجھے اس لڑکے سے اور بھی ارادت بڑھگئی۔ اور اسکو مین نے اپنے ساتھ لے لیا۔ اور کہانا بھی
ساتھ کہلاتا تہا۔ الغرض سمندر سے ہم خشکی پر آئے۔ اور روانہ ہوئے۔ جہان ہم جلتے۔ وہ نوجوان
لڑکا ضرور وہان کی خانقاہون مین جاتا۔ اور آکے بتاتا۔ کہ فلان فقیر اتنے درجہ والا ہے علیٰ ہذالقیاس
ہم ہر روز سفر کرتے تھے۔ اور جہان کہین اُترتے۔ تو وہ لڑکا ضرور شہر کی سیر کرتا۔ اور تازہ
حالات آکر سُناتا۔ آخرکار بعد قطع منازل کچھہ دنون کے بعد ہم تونسہ شریف مین پہنچے۔
وہ لڑکا صبح کو بعد نماز روضہ شریف کی زیارت کو گیا اور واپس نہ آیا۔ مین نے دوپہر تک انتظار کی
بعد کہانا نہ کہایا۔ لیکن وہ لڑکا واپس نہ آیا۔ مین حیران تھا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ واپس نہین
آیا۔ الغرض مین نے بہت انتظار کے بعد کہانا کہالیا۔ عصر کی نماز کیوقت وہ واپس آیا۔
اور کہا کہ مین روضہ شریف مین زیارت کیواسطے گیا۔ اور وہان بڑا لطف آیا۔ سارا دن اسجگہ
بیٹھا رہا۔ مین نے حسب معمول دریافت کیا۔ کہ کیا کیفیت دیکھی کہا۔ کہ سُبحان اللہ
ان کا درجہ قیاس بیان اور فہم وادراک سے زیادہ ہے۔ خداوند کریم نے ان کا درجہ بہت
اعلےٰ بنایا ہے۔ اور جو اُن کے پوتے یعنی خواجہ اللہ بخش صاحب ہین۔ ان کا درجہ بھی اسقدر
ہے۔ کہ فہم وادراک وہان تک نہین پہنچتا۔ اور بالخصوص ابھی تک تو انکی ابتدا ہے۔ جون
جون عمر انکی بڑہتی جاویگی۔ اسیطرح ان کا درجہ اسد بھی اعلے اور بلند ہوتا جائیگا۔ اور ان

Marfat.com

مین کیا شک ہے۔ سجادہ نشین پاک پتن شریف۔ مہاران شریف۔ دہلی۔ اجمیر۔ ناگور سب
آنحضرت کی غلامی اور بعیت مین داخل ہوئے۔ یہ تو ظاہری مدارج ہین۔ خدا جانے عقبے
اور آخرت مین کیا پایہ اور کیا درجہ ہوگا۔

دیگر۔ گاموں ترکھان ولد گوہر درکھان سکنہ بوہڑ سے روائیت ہے۔ کہ میرے باپ کی
آنکھوں مین بہت تکلیف تھی۔ ایکدن گاموں مذکور تونسہ شریف مین آیا۔ اور اگرچہ حضرت
صاحب کا مرید نہ تھا۔ اور سلسلہ بعیت مین منسلک نہ ہوا تھا۔ بموجب اسکے کہ زیارت بزرگان
کفائیت غم گناہان۔ روضہ شریف مین جاکر خواجہ محمد سلیمان کی مزار پرانوار کی زیارت سے
مشرف ہوا۔ اسکے بعد عام لوگ تو حضرت الہ بخش صاحب کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ مگر نامبردہ
نے اس خیال پر کہ ہم غریبونکو وہ کیا جانین۔ اُن کی خدمت مین جانیکا ارادہ نہ کیا۔ اور سیدھا
گھر کو چلا گیا۔ اسی رات خواب مین دیکھا۔ کہ ایک بہت وسیع اور بسیط میدان ہے۔ اور
اُسکے بیچ ایک بزرگ نورانی چہرہ بیٹھا ہوا ہے۔ جب مین انکی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو وہ خواجہ
الہ بخش صاحب تھے۔ چونکہ گاموں مذکور کو اپنے باپ کی آنکھونکے واسطے بہت بڑا فکر تھا
عرض کی۔ یا حضرت کوئی علاج فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سرمہ بھی ڈالو۔ اور ہر روز درود شریف
بھی پڑھا کرو۔ گوہر مذکور کا بیان ہے۔ کہ مین اسیوقت تونسہ شریف کو روانہ ہوا۔ اور جاکر حضرت ثانی
کی زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کی۔ اور جاکر عرض کی۔ کہ قبلہ میرے باپ کی آنکھون
مین بڑی تکلیف ہے۔ کوئی علاج فرمائیے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہمنے پہلے جو بتایا ہے۔ کہ سرمہ اور درود شریف
کا استعمال کیا کرو۔ خداوند کریم صحت عنائیت کرے گا۔ غرض اس عمل سے خداوند کریم نے انکی تقصیر معاف

دیگر۔ تحصیل سنگھڑ کا ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ کہ ابتدا مین قادر بخش نام قریشی سکنہ جھنگ جو
سنگھڑ میں ایک چھوٹا سا گاؤن ہے۔ اول درجہ کا شورہ پشت مقدمہ باز فتنہ انگیز آدمی
آخر ایک مقدمہ مین ماخوذ ہوا۔ حضرت صاحب نے کچہری مین فرمایا۔ کہ اسکو اگرچہ چھ سال قید آجا
تو اچھا ہو۔ لوگ اسکی مصیبت اور شرارت سے تو بچ جاوینگے۔ الغرض ایک معمولی مقدمہ مین اسے
چھ سال قید کی سزا آگئی۔ پھر کچھ دنون کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ چھ سال بڑی بھاری
میعاد ہے۔ اگر دو سال معاف ہوجاوین۔ تو درست ہے۔ غرض اپیل پر ۲ سال معاف ہو

Marfat.com

اسپر قادر بخش جو پہلے حضرت صاحب کا سخت مخالف تہا۔ قدمبوس ہوکر سلسلۂ بعیت مین داخل ہوا۔ اور اپنی شرارتون اور بد عادتو نکو چھوڑ دیا۔ سُبحَانَ اللّٰہ جسپر ذرا بھی حضرت کی توجہ ہوئی۔ اگر شقی بھا۔ تو وُہ بھی نیک بخت ہوگیا۔ ؎

	اولیا را ہست قدرت از الٰہ	تیر جستہ باز گردانند ز راہ	

دیگر۔ صاحبزادہ محمد محمود صاحب کی زبانی ایک معتبر آدمی سے روائیت ہے۔ کہ کوٹلہ افغانان متصل لیّہ مین حضرت صاحب کا ایک مرید تہا۔ جسکا نام صاحبزادہ صاحب نے تو فرمایا تھا۔ مگر مجھے بھول گیا ہے۔ اسے بڑی عمر تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اسکی بیوی توم قصاب مین سے تھی مگر بڑی ہی نیک سیرت۔ اور شریف مزاج عورت تھی جو صفات حسنہ کسی عورت مین ہونی ضروری ہین وہ سب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ اس نیک بی بی مین موجود تھین۔ اور اسوجہسے وہ افغان نہ چاہتا تہا۔ کہ ازدواج ثانی کرے۔ آخر ایکدن حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور بعد نماز ظہر جبکہ حضرت صاحب زیارت کیلئے روضہ شریف مین اندر داخل ہوئے۔ وہ بھی جرات کرکے اندر داخل ہوگیا۔ اور عرض کی۔ کہ یہ عمر ہوگئی ہے۔ اور کوئی آپکا غلام پیدا نہین ہوا آپنے فرمایا۔ کہ یا آلٰہی اس شخص کے پیٹ سے سال بسال بیٹا پیدا کر۔ اُس نے کہا یا حضرت یہ کیسی دُعا کرتے ہو آپنے جوش مین فرمایا۔ کہ میان تیری بیوی مین نقص جسمانی ہے۔ بہلا کہان سے تجھے بیٹا ہووے۔ جا دوسری شادی کر۔ الغرض اُسنے جاکر دوسری شادی کی۔ جب دوسرے سال زیارت کو آیا۔ تو ایک لڑکا پیدا ہو چکا تہا۔ ابھی وہ دایہ کے پاس تہا۔ دوسرے سال دوسرا بھی پیدا ہوگیا۔ اور تیسرے سال اسکے ہان اور بھی لڑکا پیدا ہوا۔ اور اسکے بعد اس شخص کا انتقال ہوگیا۔ کہتے ہین۔ کہ اسدن حضرت صاحب نے روضہ شریف ہی مین بڑی بے نقط سُنائین۔ اسکے بعد خیال آیا۔ کہ ہائین۔ کیا بات ہے۔ روضہ شریف کے اندر ایسا کلام مورخہ ۲۶ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو مذکورہ بالا حکایت راقم نے خود ملتان شریف مین بھی خانصاحب نواب احمد یار خان کے مکان پر صاحبزادہ صاحب کی زبان مبارک سے سنی۔ آپنے فرمایا کہ اس شخص کا نام فتح محمد ابن منصور پولی ہی تہا اور اسکی بیوی کا نام مائی بختاور تھا۔ اور بڑے بیٹے کا نام عبد اللہ۔

دیگر۔۔۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑان شریف جن کے نام نامی سے ایک

Marfat.com

سے زیادہ دفعہ اس کتاب کو زینت ہو چکی ہے۔ حضرت ثانی پر بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ ایکدفعہ فرمایا کہ فی زماننا اگر بعیت صحیح کوئی بزرگ کرتا ہے۔ تو وہ حضرت **الٰہ بخش** صاحب ہین۔ بلکہ ہم لوگون کو اجازت بعیت کئی درجون سے ملی ہے۔ اور حضرت صاحب کا تو پہلا ہی نمبر ہے۔ سچ ہے ؎ قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری ٭ **دیگر**۔ گل محمد خان تنگوانی سابق انسپکٹر پولیس بلوچستان سے روایت ہے۔ کہ ایکدن مین نماز صبح کیوقت حوض پر وضو کر رہا تہا۔ اور حضرت صاحب ابھی مسجد مین تشریف نہین لائے تھے۔ آپ سنت تو مکان سے پڑھکر آتے۔ اور فرض جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔ میرے دل مین خیال آیا۔ کہ ضرور سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اور تعجب ہے۔ کہ حضرت صاحب ابھی تک نہین آئے۔ اب سب لوگون کی نماز درست نہ ہوئی پس ان سب کا دین اور کفارہ حضرت پر ہوا۔ جب مین وضو کر چکا۔ اور حضرت صاحب تشریف لائے نماز پڑھی گئی۔ اور آپ زیارت کیلئے تشریف لیگئے۔ جب واپس بنگلہ شریف مین آکر بیٹھے۔ تو حافظ محمد کو فرمایا۔ کہ گھنٹہ والی جگہ یا شاید (ماذنہ مسجد) پر چڑھکر دیکھے۔ کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ یا نہین۔ اُس نے دیکھکر فرمایا۔ کہ یا حضرت ابھی تک تو سورج طلوع نہین ہوا۔ اتنے مین گل محمد خان بھی آگیا۔ اور اوسکو اس واقعہ کی ہرگز خبر نہ تھی۔ جب آکر مجلس مین بیٹھا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا گل محمد خان رام۔ رام۔ رام۔ نماز پڑھنے زیارت کرنے اور یہان آکر بیٹھنے کے بعد حافظ محمد دیکھ آیا۔ کہ ابھی تک سورج طلوع نہین ہوا۔ بس یہی اعتقاد ہین۔ گل محمد خان کا بیان ہے۔ کہ مین حیران ہو گیا۔ اور مین تو حضرت صاحب کا پہلے بھی صدق دل سے معتقد تھا۔ اس خاص امر سے میرے دل مین اور بھی تصدیق اور تسکین ہوگئی۔ عموماً بہت سے لوگ حضرت صاحب پر زیادہ دیر سے نماز پڑھنے کا کہتے ہین۔ واضح رہے۔ کہ حنفیہ کے نزدیک بالکل صحیح وقت ہوتا ہے۔ اور برابر انضباط ایسا ہے۔ کہ پانچون نمازین ٹھیک وقت مقررہ اور معمولہ پر ہوتی ہین۔ اور حضرت صاحب کے ہر مکان مین کلاک موجود ہین۔ پھر دیری وقت کا کیونکر گمان ہو سکتا ہے۔

دیگر۔ ایک معتبر آدمی کی زبانی سنا گیا ہے۔ کہ ایک شخص سکنہ دہلی آیا۔ اور آکر دعا مانگی یا حضرت مین بہت مقروض ہون۔ کوئی ورد یا کلام فرمایئے۔ تاکہ کسی طرح مین اس مصیبت سے رہائی پاؤن۔ حضرت صاحب نے دعا فرمائی۔ اور کہا۔ کہ یا کریم یا کریم کا ورد کیا کرو۔ خداوند کریم

Marfat.com

تیری مشکل آسان کردیگا۔ اُس شخص نے اسکا ورد کیا۔ لیکن کچھہ مدت کے بعد واپس آیا۔ کہ صاحب یا کریم یا کریم سے تو کچھہ بھی فایدہ نہین ہوا۔ کوئی اور ورد فرمایئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا رام رام رام رام پڑہا کر۔ وہ آدمی رخصت ہو گیا۔ کچھہ مدت کے بعد حضرت صاحب نے اسکا حال دریافت کیا۔ لوگون نے کہا۔ کہ یا حضرت وہ تو رام رام جپ رہا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اسکو جاکر منع کرو۔ لوگون نے جاکر کہا۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ اور کہا۔ کہ مین حضرت صاحب کا کہا مانون۔ یا تمہارا۔ تھوڑے دنون مین خدا کے فضل سے اس کا قرض ادا ہو گیا۔ اور اُس نے وہ ورد چھوڑ دیا۔ اسی طرح ایک مجذوب کا ذکر مین نے مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی کی زبانی سُنا ہے کہ مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی اسکی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور کسی خاص مطلب برآری کیواسطے عرض کی۔ کہ کوئی کلام فرمایئے۔ آپنے فرمایا۔ کہ یا تجو یا کجوم کا ورد کر۔ مولویصاحب نے الفاظ کو صحیح کرکے ایک لاکھہ دفعہ یاحیُ یاقیومُ کا ورد کیا۔ مگر مطلب برآری نہ ہوئی۔ واپس مجذوب صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو نے کس کا ورد کیا تہا۔ اس نے کہا۔ کہ یا حیُ یاقیومُ کا آپ نے فرمایا۔ کہ مین نے تو یا تجو یا کجوم کہا تہا۔ تو اپنی مرضی پر چلنے لگا۔ جا اگر یہی ورد کریگا۔ تو خدا تیرا مطلب پورا کریگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوئے۔ اور حسب فرمودہ یہی ورد کیا۔ خداوندکریم نے اسکی مراد پوری کر دی۔

دیگر۔ نواب صاحب ممدوٹ ہمیشہ سے حضرت صاحب تونسوی کے مریدان باخلاص مین سے ہین ایکدن ایک نواب صاحب باغ مین تشریف فرمائے تھے۔ اور دسترخوان بچھایا گیا۔ یا شاید گھر ہی مین دسترخوان پر بیٹھے۔ اور وہ پائین باغ تھا۔ لیکن زیادہ تر یہی قیاس ہے۔ کہ باغ ہوگا۔ ابھی ہاتھہ دہو کر کھانا کھانیکے لئے ہاتھہ نہ بڑہائے تھے۔ کہ پاس کے ایک گلاب کے پودے مین سرسراہٹ سی ہوئی۔ اور ایک بندوق کے چلنے کی آواز آئی۔ نوکر چاکر متحیر ہو گئے۔ اور حیران ہوئے۔ کہ یہ بندوق کدہر سے چلی۔ اتنے مین دوسری بندوق چلی۔ اور چھرے کچھہ نواب صاحب کے سامنے آپڑے اور کچھہ پاس کی دیوار پر لگے۔ اب تو باڈی گارڈ کے سپاہیون نے فوراً ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ جو باغ کی دیوار کے پاس چھپا ہوا تہا۔ اسکے بہائی نے کہا۔ کہ او احمق اپنے آپ کو بدنام بھی کیا۔ اور کچھہ کر بھی نہ سکا اس نے نہیت سوز سے جواب دیا۔ کہ مین کیا کرتا۔ مین نے دونون شانے اپنے تاک کر لگائے تھے۔

Marfat.com

کہ کیا کہنا ہے۔ لیکن جب بندوق کا دہوآن نکلا۔ تو دونو دفعہ مین نے دیکھا۔ کہ ایک بزرگ بندوق کے سر کو پکڑ کر دوسری طرف کئے ہوئے تھے۔ مین مجبور تہا۔ بھلا تم ہی بتاؤ۔ کہ کیا کہتا کہتے ہین۔ کہ وہ شخص ایسا قادر انداز تہا۔ کہ اگر کوئی پرندہ کسی جانور گائے بھینس پر آکر بیٹھتا تو اپنے قادر اندازی سے اسی پرندہ کو گرا دیتا۔ اسمین کوئی شک نہین۔ کہ وہ بزرگ جو بندوق کو پھیر دیتے تھے۔ نواب صاحب کے مرشد خواجہ الہ بخش صاحب تونسوی تھے۔

دیگر۔ مین نے میان نور احمد صاحب سوکڑی کی زبانی سُنا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص جو لکھا پڑھا تھا۔ زیارت کیلئے آیا۔ آستانہ شریف مین مولوی مرید غوث صاحب بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب نے اُسے کہا۔ کہ اے میان دوزخ کا کتا۔ تو کہان آیا۔ وہ آدمی خاموش ہو رہا۔ مولوی مرید غوث مرحوم نے دفعہ یہی لفظ کہے۔ تو اُس شخص کو تحمل نہ رہا۔ اور کہا۔ کہ اگر مین دوزخ کا کتا ہون۔ تو لاریب فیہ آپ دوزخ کے دنبہ یعنی گوسفند ہین۔ دونو مین بحث ہو پڑی۔ آخر اس بات پر راضی ہوئے۔ کہ دونو ابھی حضرت ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت مین جاکر بیٹھین۔ اور کوئی بھی زبان سے کچھ نہ بولے۔ الغرض دونو سیدھے اس متبرک دربار مین جاکر بیٹھے۔ حضرت صاحب نے یہ شعر پڑہا۔ ۵

آہوی دشتِ معاصی راد ور روز سر دہید	تا بجے خواہد رسید آخر شکارِ رحمت است

دونو آبدیدہ ہوکر چلے آئے۔ اور اپنی بحث سے کمال نادم ہوئے۔

دیگر۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی نے ایکدن بیان فرمایا۔ کہ عبداللہ خان سنجرانی نمبردار موضع بوہڑ۔ جو آنحضرت کا خاص غلام اور بڑا نیکو کار شخص تھا۔ ایکدفعہ بعارضہ بخار سخت بیمار تھا اور مین اُن ایام مین موضع بوہڑ مین مقیم تہا۔ صبح شام انکو دیکھتا۔ اور علاج معالجہ کرتا۔ ایک رات مجھے خواب مین حضرت خواجہ الہ بخش صاحب نظر آئے۔ اور پوچھا۔ کہ عبداللہ خان کا کیا حال ہے مین نے عرض کی۔ یا حضرت بخار شدت کا ہے۔ علاج معالجہ جاری ہے۔ دُعا فرماوین۔ آپ نے استفسار فرمایا۔ کہ اسہال تو نہین ہین۔ مین نے عرض کی۔ یا حضرت نہین۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اسکا پورا پورا حال بیان کرو۔ اور خیال رکھو۔ اس سے مین نے یہ تعبیر نکالی۔ کہ بخار امید ہے۔ کہ رفع دفع ہو جائیگا۔ اور دستونکی تکلیف ضرور ہوگی۔ مگر جان جوکھون نہین ہے۔ الغرض مین نے عبداللہ خان مذکور کو بتانا مناسب نہ سمجہا۔ دوسرے دن جو انکی عیادت کو گیا۔ اُن سے حقیقت

Marfat.com

پوچھنے کیوقت دریافت کیا۔ کہ دست تو نہین ہین۔ عبداللہ خان نے جواب دیا۔ کہ نہین صرف بخار ہے۔ مگر میرے دل مین جو خیال رہا ہے۔ کہ ضرور حضرت کا فرمودہ ہے۔ اُسکو دست تو ضرور جاری ہونگی الغرض آہستہ آہستہ عبداللہ خان کو صحت ہوگئی۔ بخار جاتا رہا۔ مگر دوسری رات کو ایک آدمی میرے پاس دوڑتا آیا۔ اور کہا۔ کہ انکو بڑی تکلیف ہے۔ اور پیچش کے ساتھ دست جاری ہین۔ اب مجھکو خیال آیا۔ کہ وہ حضرت صاحب کا فرمودہ اور اشارہ پورا ہوگیا۔ لیکن واضح رہے۔ کہ جب مین بحالت بخار مین ہر روز پوچھتا کہ دست تو نہیں ہین۔ تو اُس سے عبداللہ خان کے دل مین شک ہوا۔ اور اُس نے پوچھا۔ کہ روزمرّہ اس بات کے پوچھنے کا کیا سبب ہے؟ آخر اُس نے بڑا اصرار کیا۔ تو مین نے بیان کر دیا۔ کہ ایسا خواب دیکھا ہے۔ الغرض کثرتِ اسہال نے اُسے بہت تکلیف تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اجابت ہوتی تھی۔ اور حالت بہت ہی قابل رحم ہو رہی تھی۔ میرے دل مین خیال آیا۔ کہ انہین تونسہ شریف حضرت صاحب کیخدمت مین لے چلون۔ الغرض دونو گھوڑیون پر سوار ہوکر **تونسہ** شریف پہنچے۔ اور اصطبل مین جاکر گھوڑی باندھی۔ مین تو آنحضرت کی قدمبوسی اور زیارت کو چلا گیا۔ مگر عبداللہ خان نے کہا۔ کہ مجھے چونکہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد حاجت ہوتی ہے۔ میرا جانا وہان ٹھیک نہین۔ کیونکہ وہان مین کہان اجابت کیواسطے جاؤنگا۔ الغرض وہ اسی جگہ اصطبل مین بیٹھ رہے۔ اور حضرت صاحب کی ایک خادمہ کو عرض کی۔ کہ آج مجھے ضرور حضرت صاحب کا پس خوردہ بھیجا جاوے۔ وہ مائی ایک موٹی روٹی اور دہی کا کٹورہ لے آئی۔ جب مین واپس آیا۔ تو مین نے کہا۔ کہ اگرچہ پیچش کے مریض کیواسطے ترش چیز انحد مضر ہے۔ مگر یہ تو تبرک ہے۔ بیشک نوش جان کرو۔ عبداللہ خان نے وہ دہی اور روٹی کہائی۔ اور خداوند کریم کے فضل وکرم سے اسکی ساری بیماری کافور ہوگئی۔ **سبحان اللہ** کیا شان ہے۔ دہی سے پیچش کا بیمار تندرست ہوگیا۔ **دیگر**۔ مین نے ایک معتبر اور ثقہ آدمی کی زبانی سنا ہے۔ کہ بعد وفات حضرت خواجہ **اللہ بخش** صاحب مین مجلس میلاد کی شمولیت کیلئے **تونسہ** شریف گیا وہان صاحبزادہ محمد محمود صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ ایک مختصر قصہ سناتا ہون۔ کہ ایکدفعہ حضرت صاحب پاک پٹن شریف تشریف لیگئے صاحبزادہ کریم بخش صاحب سلمہ ربہ بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور زائرین کا اسقدر ہجوم تہا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ اور چونکہ جگہ بہت تنگ تھی۔ اور حضرت صاحب

Marfat.com

برجِ نظامی کے پاس بیٹھے تھے۔ مجمع مین ایک شخص دھلے کہا تا۔ لڑھکتا پھڑکتا حضرت کیخدمت مین حاضر ہوا۔ یہ شخص مرض استسقے مین مبتلا تھا۔ اور آکر بعد دُعا و قدمبوسی عارض ہوا۔ کہ تعویذ عنایت کیجئے۔ حضرت صاحب نے تعویذ لکھہ دیا۔ اتنے مین آدمیون کی بھیڑ بھاڑ سے وہ بچارا ایک طرف ہوگیا۔ اور یہ بات پوچھنی رہ گئی۔ کہ تعویذ کو کہان باندہے۔ اسکے بعد جب خیال آیا۔ تو پوچھا۔ کہ یا حضرت! اسکو کہان باندہون۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ...... مین باندہ صاحبزادہ میان کریم بخش صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا۔ کہ میان تجھکو اب یاد آیا۔ جاکر گلے مین ڈال۔ لیکن بر وقت وہ آدمی گھبرگیا۔ تو اس نے کہا کہ کس کا کہا مانون۔ آخر دل مین یہی فیصلہ کیا۔ کہ جسنے تعویذ لکھدیا ہے۔ اُسی کا کہنا ماننا چاہیئے۔ الغرض اُس ابلہ نے ویسا کیا۔ اور اُسکو دست جاری ہوئے اور خداوند کریم کے فضل سے اس مرض کا نام و نشان نہ رہا۔ دوسرے سال وہ شخص موٹا تازہ صاحبزادہ کریم بخش صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور کہا کہ آپنے مجھے پہچانا۔ صاحبزادہ کریم بخش صاحب حیران ہوگئے۔ جب اُس نے بیان کیا۔ کہ یہ غلام وہی مرض استسقے والا ہے۔ جسکو حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب نے تعویذ لکھہ دیا تہا۔ اور اسکے باندہنے کا فرمایا تہا۔ مین نے انکے فرمودہ کے بموجب عمل کیا۔ اور خداوند کریم نے اپنا فضل کردیا۔ اعتقاد اسکا نام ہے۔ اس موقع پر مجھکو ایک حکایت یاد آگئی ہے۔ جو مین نے ایک فارسی کتاب مین بہی دیکھی۔ اُمید ہے کہ معزز ناظرین کے واسطے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

وھو ھذا۔ جب احمد شاہ دُرانی کابل سے ہندوستان مین آیا۔ اور متہرا کو غارت کیا۔ تو اسکے لشکر کے چند سپاہی ایک بتخانہ مین داخل ہوئے۔ تاکہ اُسکو مسمار کرکے زمین کا پیوند بنائین۔ اور سعادت دارین حاصل کرین۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک بت پرست اُس بُت کے مراقبہ مین بیٹہا ہوا ہے۔ اُنہون نے اُسپر تلوارین لگائین۔ مگر اسکا بال تک بیکا نہ ہوا۔ اور پتھر کیطرح تلوارون کی آواز آتی تھی۔ اور اس شخص کو تلوار کی ضربوں سے کچھہ بھی معلوم نہ ہو۔ آخر لاچار ہوکر ایکطرف بیٹھ رہے۔ جب اسکی مشغولی کا وقت تمام ہوا۔ تو سر اُوٹہایا۔ یہ سب اُسکے پاس گئے۔ اور پوچھا کہ اے جوان ہمنے تجھے کتنی تلوارین لگائین۔ اور تجھکو ذرا بھی نقصان نہین ہوا۔ اسکا کیا سبب ہے۔ نہ ہی تو قتل ہوا۔ اور نہ ہی تو نے سر اُٹھایا۔ اُس شخص نے جواب دیا

کہ اسوقت مین کہان تھا۔ جو کچھہ تہا۔ یہی بُت تہا۔ مجھکو ہرگز تمہاری تلوارون کی ضرب معلوم نہین ہوئی
تو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ جو لوگ خدا کی طرف پورے متوجہ ہوتے ہین۔ اُنکا کیا درجہ ہوتا ہوگا۔ جبکہ وہ کافر
بُت کے عشق مین بُت کیطرح سنگ ہوگیا تہا۔ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد کا مطلب یہی ہے
کہ جو چیز جسمین فنا کا درجہ حاصل کرے۔ وہی ہو جاتی ہے۔ بعض اہل اللہ جب وجد مین آتے ہین تو انکے
روکنے کے لیئے چادر پھیلائی جاتی ہے۔ مگر وہ چادر ان کے بدن سے نکل آتی ہے۔ اور وہ نہیں رک سکتے

دیگر۔ مولوی موسیٰ مقیم تونسہ سے روایت ہے۔ کہ ایکدن مین حضرت صاحب کیخدمت مین بیٹھا ہوا
تہا۔ اور بہت سے غلام اور حاشیہ نشین بھی نشست فرمائے تھے۔ میرے دلمین دفعتہً یہ خیال
آیا۔ کہ عذاب حشر و نشر سے کیونکر رہائی ہوگی۔ اور مین نہایت سخت افسردہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو رہا
تہا۔ کہ حضرت صاحب نے یہ شعر فرمایا۔ ؎

ہر کہ باشد در پس شیر حراب	کم نباشد مر ورا سیخ و کباب

اس شعر سے میری تسکین ہوگئی۔ اور میرے دل مین جو بیقراری تھی۔ یک قلم موقوف ہوگئی۔

دیگر۔ ایکدن جب مین نے قلمی مسودہ اس کتاب کا مولوی محمد یار خان ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تونسہ
شریف کو جو کہ نکتہ شناس اور حضرت صاحب کے خاص مریدون مین سے ہین۔ جاکر دکھایا۔ تو انہون نے
مجھے ہر ایک روایت کی تنقید اور تصدیق کیلیئے از حد تاکید کی۔ اور کہا۔ کہ فلان روایت جسمین یہ شعر ہے ؎

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات	لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

کسی قدر راست نہین معلوم ہوتی۔ کیونکہ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب کا اس قسم کا ہرگز مذاق نہ تہا
کہ علانیہ کہہ دیوین۔ کہ جاکر اپنے کھیتون کی تیاری کرو۔ اگر آپ کوئی بات اس قسم کی فرماتے بھی
تو ہمیشہ رمز و کنایہ مین۔ نہ کہ اسطرح علانیہ۔ اور صاف طور پر۔ چنانچہ بیان فرمایا۔ کہ ایک دفعہ
مسمی غلام حیدر خان تمندار لنڈ حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یا حضرت
آپ برگزیدہ خدا ہین۔ مین اور میری رعیت ساری تباہ اور برباد ہوگئی ہے۔ دعا فرماوین۔ کہ بارش
ہووے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کیا بارش ہمارے اختیار ہے؟ غلام حیدر خان نے کہا
کہ اگر آپ مین اور عام لوگون مین کوئی فرق نہین ہے۔ تو اتنے بڑے پیر کیون کہلاتے ہین۔ اور لوگونکو
کیون مرید بناتے ہین۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا تو چالیس نمازین میرے ساتھ جماعت

Marfat.com

کے ساتھ ادا کر۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے ضرور بارش بھی ہوگی۔ اور رودکوہی بھی آئیگی غلام حیدر خان نے کھڑے ہوکر منظور کرلیا۔ اور حضرت صاحب نے بھی اقرار کیا۔ غلام حیدر خان نماز ظہر سے اپنے قول کو پورا کرنے کے لئے آیا۔ اور کہا۔ کہ یا حضرت میں وعدہ کے پورا کرنیکے لئے حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا میں بھی حاضر ہوں۔ غلام حیدر خان برابر عصر اور شام کی نماز میں حاضر ہوا۔ اور برابر یہی کہا۔ کہ صاحب! آپ اپنے قول اور عہد پر مستقل رہیئے۔ میں حاضر ہوں۔ حضرت صاحب نے مجلس میں فرمایا کہ یہ عجب ہمارا اقرار ہوا۔ اگر وہ چالیس نمازیں برابر ادا کرے۔ تو پھر میں کیا کرونگا۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ مجھے بلوچوں کے قول پر بھروسہ نہیں ہے۔ اور خصوصاً یہ عیش پرست بھلا ۴۰ نمازوں تک کیا پورا اتر سکتا ہے۔ آخر عشاء کی نماز کیوقت جب حضرت صاحب مسجد میں گئے۔ تو خانصاحب موجود نہ تھے۔ انکو آدمی بھیجا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خانصاحب پر نیند نے غلبہ کردیا ہے۔ اور آپ خواب راحت میں غلطاں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسکو کہدو۔ کہ اب تم اقرار پر نہیں رہے۔ اسواسطے بارش وغیرہ کا میرا اقرار نہیں رہا۔ اسکے بعد آپ نے شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں انکے قول اور فعل اور عادت پر یہی یقین رکھتا تھا۔ ورنہ ہرگز ایسا اقرار نہ کرتا۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ خداوند کریم نے بڑا کرم کیا۔ کہ وہ اپنے اقرار میں جھوٹا ہوا۔ اور میری مخلصی ہوئی۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے بڑی زبردستی کی تھی۔ کہ ایسا اقرار کرنے کی جرات کی تھی۔ مگر میں اسکی عادت پر اعتبار کرتا تھا۔ میں نے اسی طور روایت شعر کی تصدیق کرنیکے لئے مولوی عبدالرزاق سکنہ منڈی سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے روبروئے گل محمد خان منگوانی اور میاں حامد سوکڑی مسجد میں بیان فرمایا۔ کہ یہ خوردار نمبردار موضع منڈی جو پہلے حضرت صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اکثر حضرت [؟] کی خدمت میں آکر مولود شریف پڑھا کرتا۔ فن موسیقی سے بھی خاصی واقفیت رکھتا تھا۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی والے مولود میں یہ شعر بھی ہے۔ ۵ ہا ہمہ تشنہ لبانیم الخ۔ لیکن یہ کبھی نہیں سنا۔ کہ حضرت صاحب نے ایسا صریح کہا ہو کہ جاؤ تم کہارہ کرو۔ اور کھیتوں کی خبر گیری کرو۔ رودکوہی آتی ہے۔ ایکدفعہ نامبردہ نے جو بڑا متقی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ آکر استغاثہ کیا۔ کہ یا حضرت دعا فرمائیے۔ خدا تقصیر معاف کرے۔ لوگ خراب ہوگئے ہیں۔ اور قحط اور خشک سالی سے جان بلب ہیں۔ حضرت صاحب نے ۸۰ لاکھ درود شریف پڑھنے کا فرمایا۔ دوسرے جمعہ کو جو نامبردہ حاضر ہوا۔ تو ایک کروڑ پورا کرکے لایا تھا۔ اسپر حضرت

Marfat.com

صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا اب خدا سے لینے والے ہیں۔ غرض اسطرح سے آیت وار کو رود کوہی آئی۔ اور سارا علاقہ سیراب ہوا۔ اسیطرح مولوی عبدالرزاق مذکور نے بیان کیا۔ کہ برخوردار نمبردار ایک بڑا جری اور دلیر آدمی تھا۔ اور حضرت ثانی کیخدمت مین ہمیشہ لوگون کی طرف سے جا کر عرض کیا کرتا تہا۔ اور حضرت صاحب کا خاص غلام تہا۔ اسواسطے وہ علانیہ ہر ایک بات بے باکی سے کہدیا کرتا۔ اور وہ تو وہ اسکی بیوی اس درجہ کی نیک بخت تھی۔ کہ ایکدفعہ حضرت صاحب کی خدمت مین عرض کیا۔ کہ یا حضرت کوئی اور ورد بھی فرماوین۔ کیونکہ آپ کا پہلا فرمودہ ورد مین پورا کرلیتی ہون۔ اور بہت سی رات ابھی باقی ہوتی ہے۔ کچھہ اور بھی کلام فرمائیے۔ حضرت صاحب نے اور بھی فرمایا۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ یا حضرت کچھہ اور بھی فرمائیے۔ کہ یہ تو تہوڑا ہے۔ اور رات بہت باقی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے . . . . . سوتی بھی ہے۔ یا ساری رات جاگتی رہتی ہے۔ اور برخوردار مذکور کا یہ حال تہا کہ ۱۱ ہزار درود شریف روز پڑھتا تہا۔ اور اخیر عمر مین ۳ کروڑ کے قریب درود شریف پڑھا تہا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور موضع بندی ہیر و غربی۔ ہیر و شرقی۔ وغیرہ کے بہت سے کسانون کو ساتھ لے آیا۔ وہ اپنے ساتھ اپنے ہلون اور بیلون کو بھی لے آئے۔ آ کر حضرت صاحب کیخدمت مین فریاد کی۔ کہ یا حضرت دعا فرمائیے۔ کہ ونڈہ کی سد جو ہم باندھتے ہین۔ رود کوہی آ کر اسے شکست ریخت کر دیتی ہے۔ اور ساری رود کوہی دریا برد ہو جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا خدا رحم کریگا۔ اسکے بعد آپ استابہ پکڑ وضو کرنے بیٹھے۔ تو وہ برخوردار مذکور گرد ہو گیا۔ کہ یا حضرت آستابہ کا پانی جنوب کیطرف گرائیے۔ تاکہ پانی رود کوہی کا جنوب کا رُخ کرے۔ اور دریا جو کہ مشرق کی طرف ہے۔ اُدہر نہ جاوے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ برخوردار! مجھہ سے کفر نہ کرا۔ الغرض برخوردار نے حضرت کا آستابہ پکڑ لیا۔ اور جبرًا آپ سے جنوب کیطرف پانی بہانے کی کوشش کی۔ پھر حضرت صاحب نے وہی الفاظ مکرر فرمائے اسکے بعد خود استابہ کا رُخ ادھر کو کرنے لگا۔ حضرت صاحب نے بھی تنگ ہو کر اپنا ہاتھ اُدہر کر دیا اور فرمایا۔ کہ بس۔ جب پانی اچھیطرح جنوب کی رخ کو بہا۔ تو برخوردار نے ہاتھہ چھوڑ دیا۔ اور سبکو لیکر چلا گیا۔ خدا کے فضل سے رود کوہی آئی۔ اور اُس نے دریا کے رُخ جانا چھوڑ دیا۔ اور مدت تک ونڈہ والی سد کے باندھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ گل محمد خان تنگوانی نے بیان فرمایا۔ کہ آپ نے

Marfat.com

میرے لئے پیشگوئی کی تھی۔ شاید کسی تھانیدار کو موقوف کر دینگے۔ اور ساتھ ہی نام فرمایا تھا کہ دو کان نکال دینگے۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ کان سنگھ کو موقوف کیا گیا۔ اور مین اسکی جگہ تعینات ہوا۔ گل محمد خان تنگوانی انسپکٹر پولیس ژوب بلوچستان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اسلئے یہان مجملاً بیان کیا گیا۔

دیگر۔ مین نے زبانی عموی نور محمد خان ملغانی سوکڑی اور حسن خان ملغانی سُنا ہے۔ کہ سال ۱۸۹۹ء مین ہم حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب کے ہمرکاب پاک پٹن شریف گئے۔ سنگھڑ اور قرب وجوار کے بہت سے غلام حسب دستور سابقہ آنحضرت کے ساتھ تھے۔ پاک پٹن شریف چند یوم قیام رہا۔ اتفاقاً ایک شخص سکنہ بوہڑ نہایت سخت بیمار ہوگیا۔ اسکا اسہال اور قے سے بہت بُرا حال تھا۔ ہمین بہت فکر ہوا۔ کہ پردیس کا معاملہ ہے۔ بیچارا اچھی زیارت کرنیکے لئے آیا۔ کہ لاش بھی غیر مُلک مین دفن ہووے۔ اور وطن سے بیوطن ہوا۔ الغرض ہمنے ملکر حضرت صاحب کیخدمت مین جاکر عرض کی۔ کہ غریب نواز دُعا فرماوین۔ اُس بیچارے کا تو بُرا حال ہے۔ اور اسہال اور قے سے اُسے سخت تکلیف ہے۔ آپنے فرمایا۔ یہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ محرم کا مہینہ ہے۔ اور ہم سب پردیس مین ہین بابا صاحب کی خانقاہ ہے بھلا یہ مرنے لگا ہے۔ تم جاکر اُسکے کہانے وغیرہ کا بندوبست کرو۔ اُسے بھوک لگی ہوگی۔ اور وہ بفضلہٖ جلد اچھا ہو جاویگا۔ دوسرے ہی دن خداوند کریم نے اُسکے مرض مین افاقہ بخشا اور وہ صحت کے ساتھ وطن مین آیا۔ چنانچہ غالباً ابتک زندہ سلامت موجود ہے۔

دیگر۔ شیخ غلام رسول حاجی جو حضرت صاحب کا ایک خاص غلام ہے۔ ابتدا مین ہندو تھا۔ جب حضرت صاحب کی توجہ ہوئی۔ تو مشرف باسلام ہوا۔ اور زہد و اتقا مین صوفیانِ وقت سے سبقت لیگیا مسلمان ہونیکے بعد اُس نے دینیات کی تعلیم مین بڑی کوشش کی اور فقہ اور بالخصوص حدیث و تفسیر مین بہت واقفیت پیدا کرلی۔ سنہ ۱۹۰۲ء مین زیارت روضہ رسول مقبول اور حج بیت اللہ شریف کی امنگ مین متوکل علی اللہ ہو کر چل کھڑا ہوا۔ اور بخیریت تمام حج کرکے واپس آیا۔ آجکل آپکا شغل درس و تدریس کا ہے۔ بہت سے طلبہ آپسے تفسیر اور حدیث پڑھتے رہتے ہین۔ آپ آستانہ شریف مین رہتے ہین۔ اور روٹی وغیرہ خرچ لنگر سے ملتا ہے۔ مجھے زبانی احمد خان تنگوانی معلوم ہوا ہے کہ جب شیخ غلام رسول مذکور عنایت ایزدی سے مشرف باسلام ہوا۔ تو سدھو رام سکنہ ہیرو بھی آستانہ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور جاکر عرض کی۔ کہ مجھے بھی دین اسلام کی از حد تمنا ہے۔ آپ نے ایک زمیندار

Marfat.com

کو فرمایا۔ جو غالباً اُسکو ساتھ لے آیا تھا۔ کہ یہ منافق ہے۔ ہرگز مسلمان نہین ہوگا۔ اسکو میرے پاس کیون لے آیا ہے۔ اور فی الواقع وہ منافق تھا۔ آخر کار دایرہ اسلام مین نہ آیا۔ اور اپنے آپ کو دوزخ جہان مین آگ کی نذر کیا۔ اللّٰھم احفظنی من النار بطفیل سید الابرار محمدِ المختار۔

دیگر۔ مولوی چراغ الدین صاحب ارائین اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے حج تو مرشدی حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب جی نے کرایا ہے۔ مین نے منت مانی تھی۔ کہ اگر خداوند کریم مجھے ایک فرزند عنایت کرے۔ اور اسکو مجھے بخش دیوے۔ یعنی عمر دراز کرے۔ تو انشاء اللہ ضرور کعبۃ اللہ کی زیارت کو جاؤنگا خداوند کریم کے فضل سے میری مراد پوری ہوئی۔ اور ۱۸۸۹ء مین مین نے ارادہ کیا۔ کہ بعد عید الفطر (مؤلف کو شک ہے) یا غالباً شب برات کے بعد اس لمبے سفر کی تیاری کرنی چاہیے۔ غرض مین اندر ہی اندر تیاری کرتا رہا۔ اور آخر جب تھوڑا بہت زاد راہ اور سامان سفر درست کر چکا۔ تو جا نیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور جمعہ کے دن تونسہ شریف جا کر حضرت صاحب سے اجازت طلب کی۔ اور دعائے خیر مانگی آپ جبنی مسجد مین تشریف رکھتے تھے۔ مجھکو ۲ دفعہ فرمایا۔ کہ میان چراغ الدین حج کو جاتا ہے۔ مین نے عرض کی جی ہان قبلہ! دُعا فرماوین۔ پھر اسکے بعد آپ نے تیسری دفعہ فرمایا۔ کہ کوئی رفیق بھی ہے؟ مین نے جواب مین عرض کیا۔ غریب نواز اکوئی بھی نہین ہے۔ فقط خدا پر بھروسہ اور توکل ہے اور حضور کی دُعا شامل حال ہووے۔ یہی میری رفیق اور شفیق ہیگی۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ جب بیت اللہ شریف مین جاوے۔ ہمارے واسطے ضرور دعائے خیر طلب کرنا۔ اور یہ بات ہرگز فراموش نکرنا مولویصاحب فرماتے ہین۔ کہ اس امر سے مجھے پورا یقین ہوگیا۔ کہ حج تو ضرور کرتا ہی ہون۔ کیونکہ بیت اللہ کا جانا تو ضرور مقرر ہوگیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو خیریت سے بھی واپس آجاؤنگا! الغرض مین سوکڑ مین آیا۔ رات کو مسجد تحتہ مین جہان مولویصاحب اتبک امام ہین۔ معرکہ نمازیان سے کہا۔ کہ بھائی اللہ حافظ مین تونسہ شریف سے بھی اجازت لے آیا ہون۔ اور کل حج کو جانے کا ارادہ ہے۔ مولوی محمد احسن اور مولوی نور اللہ (انکا بیٹا) بھی موجود تھے۔ جو محبت کیوجہ سے آبدیدہ ہوگئے سارے معرکہ نے انکو تسلی دی۔ کہ اتنے مین عموی فضل خان نے نورن خان سے کہا۔ کہ یا نصف خرچ مجھے دے۔ مین حج کو جاؤن۔ یا نصف خرچ مین دیتا ہون۔ تو حج کو چلا جا۔ یہ مولوی چراغ الدین ہمارا ۲۵ سال سے امام ہے۔ اکیلا نہ جائے۔ اسپر نورن خان نے کہا۔ کہ تو مفلس ہے۔ یا مین؟ اگر

Marfat.com

جانیکا شوق ہے۔ تو چل تو بھی تیار ہو۔ مین بھی تیار ہون۔ کہ اتنے مین فضلخان نے کہا کہ اچھا یہی بات ٹھیری۔ تو اللہ حافظ۔ سب نے فاتحہ کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اور دونو اسی وقت سے تیاری مین مصروف ہوگئے۔ صبح کو نورن خان معروف نور شاہ نے اپنے برادر بلیہ خان کو آدمی بھیجا۔ جو کہ موضع ملکول خورد مین باہر گیا ہوا تہا۔ کہ آکر ملجاوے۔ مین حج کو تیار ہون۔ اور اسکے بعد فضلخان اور نورن خان شمرانی حضرت کرم شاہ قبول شاہ بخاری کی خانقاہ کی زیارت کیلئے چلے گئے جو کہ موضع بغلانی مین ہے۔ اور شہر سوکڑ سے صرف ایک میل مغرب کو ہے۔ اور وہانسے آکر پھر منگروٹھ مین مبالغ لینے کیلئے روانہ ہوئے۔ اتنے مین یہ خبر شہر مین مشہور ہوگئی۔ اور بہت سے آدمی تیار ہوگئے۔ غلام حیدر خان ولد احمد یار خان سوکڑی جو کہ ایک متمول آدمی ہے۔ اسکو بھی شوق ہوا۔ اور فوراً تیاری کرلی۔ اسکے بعد میرو ریام اور ایک دو آدمی اور بھی اسکے ہمراہ مستعد ہوگئے۔ کہ اتنے مین شام کو بلیہ خان بھی آگیا۔ وہ پہلے ہی سننے کیوقت تیار ہوکر آیا تہا۔ فوراً اپنے مودی کے پاس زادراہ کیواسطے مبالغ لے آیا۔ غرض تیسرے ہی دن دس گیارہ آدمی سوکڑ کے تیار ہوکر چل کھڑے ہوئے۔ جب دریائے سندھ مین کشتی پر سوار ہوئے۔ ایک آدمی وہان اور آملا۔ سید پیر بخش صاحب نے ایک آدمی ملتان تک پہنچانے کیلئے غلام حیدر خان کے ساتھ دیا تہا۔ ملتان جاکر وہ بھی واپس جانے سے انکاری ہوا۔ غلام حیدر خان نے اسکے خرچ کا ذمہ اٹھایا۔ الغرض یہ جم غفیر پاک پٹن دہلی اجمیر ہوتا ہوا بمبئی پہنچا۔ اور وہان سے جہاز مین روانہ ہوکر عازم عرب ہوا۔ انکو مقام کامران دس یوم کیواسطے قرنطیہ مین رہنا پڑا جب آٹھ یوم گذر گئے۔ اتفاقاً مولوی چراغ الدین کو ہیضہ ہوگیا اور ایک رات اور ایک دن کے عرصہ مین ایسا لاغر ہوگیا۔ کہ ساتھی سب متفکر ہوگئے۔ لیکن مولوی صاحب مجھے بیان کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت صاحب کے قول پر ایسا اعتماد تہا۔ کہ ہرگز کوئی مایوسی کا خیال نہ ہوا۔ مین ابھی ویسا ہی کمزور تہا۔ کہ دسوین دن نہا دہو کپڑے بدل کر لیس ہوگیا۔ ڈاکٹر ملاحظہ کیلئے آیا۔ میری طرف غور سے دیکھا۔ مگر چلا گیا۔ سب کو یقین تہا۔ کہ اسکو ہرگز نہ چھوڑیگا کیونکہ اسکے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے۔ غرض مولوی صاحب فرماتے ہین۔ کہ ہم بخیر وخوبی اس قرنطیہ سے روانہ ہوکر جدہ پہنچ گئے۔ اور پھر وہان سے مکہ شریف کا رستہ لیا۔ مکہ شریف سے بعد فراغت حج جب مدینہ منورہ کو جارہے تھے۔ تو ساربان کی غفلت اور کچھ بیماری کی وجہ سے

Marfat.com

ن اور نوزن خان جو ایک کجاوہ مین سوار تھے۔ گر پڑے۔ ساربان کو کچھ معلوم نہ ہوا۔ اور وہ چلا گیا۔ لیکن بلیہ خان اور فضلخان پیچھے پیدل آرہے تھے۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچے۔ تو بلیہ خان دوڑ کر اونٹ والے کو ملا۔ اور اس سے جبراً اونٹ چھین کر لے آیا۔ اور ہر دو کو سوار کر کے قافلہ مین جا ملایا۔ یہی حضرت صاحب کی دُعا کا نتیجہ تہا۔ کہ اس حالت مین بھی خداوندکریم نے کرم کیا۔ غرض مولوی صاحب اور سب آدمی بخیریت وعافیت سب کے سب واپس آئے۔ اور پونے دو سو روپے سے حج ادا کر کے اپنے گھر دن مین پہنچ گئے۔

بیکر زبانی حسن خان ملغانی خاکسار مولف نے مسجد مین بیٹھے ہوئے سنا ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ الہ بخش صاحب اخیر عارضہ مین بیمار تھے۔ تو ۲۸ جمادی الاول جمعہ کے روز مین آخری زیارت کیلئے تونسہ شریف گیا۔ لوگون کا اسقدر ہجوم تہا۔ کہ روضہ شریف آستانہ شریف اور لنگر خانہ باہر جا بجا حوض والا وغیرہ سب جگہ آدمیون سے پُر تھی۔ اور چونکہ حضرت کو ضعف کمال تہا درمیان لوگون کا بہت ہجوم ہونے نہ دیتے تھے۔ مین شیخ غلام رسول کی کوٹھی مین جا کر بیٹھا۔ جو کہ مسجد کے مین جنوبی طرف ہے۔ وہان چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ مین نے بیان کیا۔ یار و امین سوکڑے سے منزل طے کر کے دہوپ مین آیا۔ رستہ مین بڑی کیچڑ اور رود کوہی تھی۔ اب حضرت کی آخری زیارت سے بھی محروم بیٹہا ہون۔ لوگ اندر جانے نہین دیتے۔ مجمع مین سے ایک آدمی بول اُٹھا۔ اگر آنحضرت کی زیارت کا شوق ہے۔ تو سیدہا اصطبل مین چلا جا۔ وہان کو حضرت صاحب کے کلمہ شریف بالجہر پڑھنے کی آواز سُنائی دیگی۔ مین نے اُسے غلط سمجہا کہا کہ اے میان استہزا کا بھی آج دن ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا۔ کہ تو یقین نہین کرتا۔ اسپر اور آدمیون نے بھی تصدیق کی۔ مین سیدہا لوگون کے ہجوم کو چیرتا ہوا اصطبل مین گیا۔ ایک دروازہ ہے جو کہ بنگلہ صاحبزادہ محمود صاحب کے عین مقابل ہے۔ اور حوض سُرخ ماہی کنارہ پر ہے۔ جا کھڑا ہوا۔ حضرت صاحب کے کلمہ شریف پڑہنے کی آواز بخوبی سنائی دیتی بلکہ لنگر شریف تک بھی لوگون کو سنائی دے رہی تھی۔ الغرض وہان ہی سے زیارت دوسرے دن علی الصباح حضرت کا انتقال ہوا۔

حضرت صاحب کی وفات کے متعلق مفصل واقعات کتاب کی اخیر فصل مین ذکر کیے

Marfat.com

جاوینگے۔ انکی کرامات کوئی ایک آدھ نہین۔ جو عام لوگون کو معلوم نہ ہون۔ بلکہ سینکڑون ہزارون کراماتیں زبان زدِ خلایق ہین۔ میرا تو یہ خیال اور عقیدہ ہے۔ کہ ہر ایک عقیدت مند مریدنے خود کوئی نہ کوئی خاص بات حضرت کی ضرور مشاہدہ کی ہوگی۔ چنانچہ فخر الشعرا منشی عنایت اللہ خانصاحب مرحوم ساکن میرٹھ ایکدن فرماتے تھے۔ کہ ابتدائی عمر مین مجھکو سودا اور خفقان کا خلل ہوگیا۔ ہرچند والدین نے علاج معالجہ کرایا۔ کچھہ فائیدہ حاصل نہ ہوا۔ اسوقت اُنکے والد کی ملا[زمت] ڈیرہ غازیخان مین تھی۔ آخر کار جب علاج سے مایوس ہوگئے۔ تو حضرت صاحب کی خد[مت] مین رجوع کیا۔ اور بعد دُعائے خیر تعویذ کے طالب ہوئے۔ آپنے تعویذ عطا کیا۔ منشی عنایت اللہ [صاحب] کہتے ہین۔ کہ اسدن کے بعد پھر کبھی اس مرض کی کوئی شکایت نہ ہوئی۔

دیگر خانصاحب نواب احمد یار خان رئیس ملتان سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ مین سخت بیمار ہوگیا ا[ور] اگرچہ حتی الامکان علاج معالجہ مین سعی کیا گیا۔ مگر کسی دوا سے افاقہ نہ ہوا۔ سوء ہضمی کی [...] اسقدر تھی۔ کہ بالکل کوی چیز ہضم نہ ہوتی تھی۔ اور مین بہت لاغر اور کمزور ہوگیا تھا۔ [...] مین حضرت صاحب ملتان شریف مین تشریف لائے۔ اور باوجودیکہ مین بہت بیمار اور کمز[ور] مگر آپ مجھکو ریل پر سوار کراکر ساتھ لیگئے۔ اور اثنائے راہ مین اپنے دست مبارک سے مجھے کھانا کھلایا [...] کا مقام ہے۔ کہ یا تو مجھے خالی پانی بھی ہضم ہونا دشوار تھا۔ یا ان مبارک ہاتھونکی برکت سے مین گوشت [...] بھی کھانے لگا۔ سب مجھے تھوڑا تھوڑا کھلاتے تھے۔ اور پھر مین اور خواہش کرتا تھا۔ چند روز کے بعد جو میر[...] واپس آیا۔ تو مین پورا تندرست تھا۔ اور کمزوری ناطاقتی وغیرہ کی کوئی شکایت باقی نہ تھی۔

دیگر۔ کہتے ہین۔ کہ جام کا بیٹا جسکا نام مجھے فراموش ہوگیا ہے۔ ایکدفعہ نہایت سنگین مقدمہ مین [...] پیشی کے دن حضرت صاحب نے روضہ منورہ مین جاکر دُعا طلب کی جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جوان مذ[کور] رہا ہوگیا۔ کچھہ مدت کے بعد ایک شخص مسمی ریا۔ مین کی بیجا کارروائی سے پھر نامبردہ پھنس [...] مگر دوسری دفعہ بھی حضرت صاحب کی توجہ سے اُسکی مخلصی ہوگئی۔ سبحان اللہ اولیا[ء] کیا طاقت ہوتی ہے۔ مگر حضرت صاحب کی ہمیشہ سے یہ نیک عادت رہی۔ کہ کبھی کسی کام [...] طرف منسوب نہ فرمایا۔ بموجب کتمان الکرامۃ فرض۔ بلکہ ہمیشہ فرمایا کرتے۔ کہ خداوند [...] مہربانی ہے۔ اور حضرت خواجگان کی توجہ کا نتیجہ ہے +

Marfat.com

دیگر۔۔۔ مولوی محمد شاہ عالم سوکڑی سے روائیت ہے۔ کہ ملک مٹھا ملانہ سکنہ موضع ملانہ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان حضرت صاحب کا مرید تہا۔ مگر باوجود اسکے کہ دو تین نکاح کیئے تھے۔ کوئی اولاد نہ تھی۔ اور وہ بڑی عمر کا ہوگیا تہا۔ آخر ایکدفعہ سارا کنبہ تونسہ شریف لے آیا۔ اور بعد قدمبوسی طالب دُعا ہوا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ میان اور شادی کر۔ اُس نے عرض کی۔ غریب نواز! پہلے بہت ہین مگر حضرت صاحب نے مکرر یہی فرمایا۔ کہ تو اور نکاح کر۔ خداوند کریم فضل کریگا۔ نامبردہ جوکہ اچہا زمیندار تھا۔ وطن جاکر بموجب فرمودہ وارشاد حضرت غریب نواز ایک بیوہ کو حبالہ نکاح مین لایا۔ خداوند کریم نے اسکی آرزو پوری کردی۔ کہتے ہین۔ کہ وہ عرس پر آیا ہوا تہا۔ کہ اسکو گھر سے مبارکبادی آئی۔ راقم الحروف۔ ر۔ ب بلوچ نے اُسکے بڑے بیٹے عبداللہ ملانہ کو ڈیرہ غازیخان کے سکول مین پڑہتے دیکہا۔ جوکہ بڑا ذکی اور ذہین تھا*

دیگر۔ منشی چراغ الدین ارائین سابق معلم چوٹی سے روائیت ہے۔ کہ ایک دفعہ جبکہ مین مدرسہ چوٹی مین معلم تہا۔ تعطیلات کے موقعہ پر زیارت کیواسطے تونسہ شریف کو آرہا تھا۔ اثنائے راہ مین جب وقت سٹیشن کوٹ سلطان پر ریل سے اُترا۔ تو ایک مسافر مجھے ملاقی ہوا۔ اور مجہہ سے یہ دریافت کرکے کہ مین زیارتِ حضرت غریب نواز کیواسطے تونسہ شریف جارہا ہون۔ جیب سے چہہ روپے نکال دیئے کہ یہ حضور مین میریطرف سے نذر کرنا۔ میان چراغ الدین کا بیان ہے۔ کہ نہ ہی اُس شخص نے (جسکی شکل پٹھانون کی معلوم ہوتی تھی) مجہہ سے میرا نام مقام پوچہا۔ اور نہ ہی مجھکو خیال آیا۔ کہ مین اُس سے نام مقام قیام وغیرہ دریافت کرون۔ غرض وہ شخص تو مجھکو روپے حوالہ کرکے چلا گیا۔ اور مین اپنا باقی سفر طے کرکے تونسہ شریف مین آستانہ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور آکر قدمبوسی کی۔ اور وہ امانت بھی حضور پر نور کی خدمت مین پیش کی۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کہ اسکا کیا نام تہا۔ چونکہ مین اُسکے نام مقام سے نابلد تہا۔ مین نے ادب سے گذارش کی۔ غریب نواز! اُس نے اپنا نام نہین بتایا تہا۔ کوٹ سلطان کے سٹیشن پر اس نے یہ روپے میرے ہاتھ پر رکھے۔ اور کہا کہ لنگر شریف مین جاکر دینا۔ آپ نے وہ روپے عبداللہ منشی کے حوالہ کرکے فرمایا۔ کہ میان نوٹ کرلے۔ کہ مبلغ ۶ مرسلہ پوندہ میان چراغ الدین کی معرفت وصول ہوگئے ہین۔ میان چراغ الدین کہتے ہین۔ کہ آپ نے اسکا نام بھی لیا تہا۔ مگر مجھکو فراموش ہوگیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ الفاظ

Marfat.com

مبارک بھی یاد ہین۔ کہ آپ نے عبداللہ کو فرمایا۔ امانت بسلامت رسید لکھہ دیے ۔
دیگر۔ یکم رمضان ۱۳۲۱ھ فدوی کو صاحبزادہ محمد محمود صاحب جی کے دربار فیض آثار مین باریاب
ہونیکا فخر حاصل ہوا۔ اسوقت مولوی علی گوہر صاحب ماسٹر محمد یار خان۔ منشی گل محمد خان انسپکٹر
پولیس وغیرہ بھی بیٹھے ہوئے۔ اور مختلف امورات پر گفتگو ہو رہی تھی۔ باتون باتون مین ماہ رمضان
المبارک کا ذکر شروع ہوا۔ اور نسوار کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ آپنے بیان فرمایا۔ کہ حضرت غریب نواز
فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم کبھی نسوار کے پاس نہ جاتے۔ مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو استعمال کرتے
دیکھا ہوتا۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ نسوار خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک چندان قابل نفرت
نہ تھی۔ سو ہم نے بھی طبیعت پر زیادہ جبر نہ کیا۔ اگر خواجہ صاحب اسکا استعمال نکرتے۔ تو ہم بھولکر
بھی اسکا نام نہ لیتے۔ اسی طرح آپ نے بیان فرمایا۔ کہ حضرت غریب نواز ایک دن فرماتے تھے۔ کہ
مولوی احمد صاحب خلیفہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مین خداوندکریم نے وہ سخاوت اور تواضع کی صفت
عطا کی۔ کہ اگرچہ وہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ادنے غلام تھے۔ مگر خداوندکریم نے ان مین وہ طاقت
دی تھی۔ کہ جسقدر خواص کو بھی نہین ہے۔ اسی طرح خلیفہ محمد باران صاحب کی بابت صاحبزادہ صاحب
موصوف نے فرمایا۔ کہ ایک دن حضرت غریب نواز فرماتے تھے۔ کہ دو اولیا دیکھے۔ ایک خواجہ صاحب
قدس سرہ دوم خلیفہ صاحب + آپ نے ان دو خلفائے کا ذکر فرمایا تھا۔ کہ اتنے مین گل محمد خان
نے بیان کیا۔ کہ ایکدفعہ جبکہ مین رخصت پر گہر مین آیا ہوا تھا۔ تو رات کو خواب مین دیکھا۔ کہ میرے
والد صاحب جو بہت دنون سے فوت ہو گئے تھے۔ بہت تکلیف مین ہین۔ اس سے میرا دل بھر آیا
اور مین نے صبح کو ایک گذارشنامہ حضرت غریب نواز کی خدمت مین لکھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ خود
جاکر حضور پرنور کی خدمت مین پیش کرونگا۔ الغرض مین سیدھا آستانہ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور
بعد قدمبوسی وہ عریضہ خدمت بابرکت مین پیش کیا۔ میرا خیال ہے۔ کہ ایک اور بھی کاغذ تھا۔
مگر یہ امر فراموش ہو گیا ہے۔ کہ وہ کیسا کاغذ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ بالاخانہ پر تشریف لیگئے
اور مین نے دیکھا۔ کہ خود بدولت۔ بذات خود ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور مجھے آتا دیکھہ کر فرمایا۔ کہ گل محمد
تسلی کر ہم نے تمہاری عرضی حضور مین دیدی ہے خداوندکریم اپنا رحم کریگا۔ جب گل محمد خان
نے اپنی حکایت ختم کی۔ تو خواجہ صاحب قدس سرہ کی ملفوظات کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔ اور

Marfat.com

صاحبزادہ صاحب سلمہ ربہ نے بیان فرمایا۔ کہ حضرت غریب نواز فرمایا کرتے تھے کہ منتخب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ملفوظ ہے۔ میرا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ یعنی دوسرے لفظون مین میری تالیف ہے۔ کیونکہ مولوی یار محمد سکنہ بنڈی نے بڑی احتیاط سے انتخاب کیا ہے۔ اور مین نے ایک ایک لفظ پڑھکر اسکی تصحیح اور تصدیق کی ہے۔ اور ضعیف روایات بالکل اڑا دی گئی ہین۔ کاتب الحروف نے اور بھی چند بزرگون سے سنا ہے۔ کہ حضرت غریب نواز فرمایا کرتے تھے۔ کہ منتخب خواجہ صاحب کی جملہ ملفوظات سے زیادہ صحیح اور معتبر ہے +

دیگر۔ منشی احمد حسین خان خلف امام بخش خان سکنہ منگروٹھ جو میرے ایک بے تکلف دوست ہین میرے سامنے ذکر کرتے تھے۔ کہ مین ہمیشہ سے وہابی تھا۔ اور جسقدر لوگ حضرت ثانی کی تعریف کرتے تھے۔ مجھکو نفرت آتی تھی۔ کیونکہ مین نے اپنی آنکھون آپ کی کوئی کرامات نہ دیکھی تھی۔ مگر ایک چھوڑ۔ بلکہ دو تین دفعہ خداوند کریم نے مجھکو اُن کی بزرگی دکھادی۔ اسپر مین مرید بھی ہوگیا۔ اور جہان تک ممکن ہوتا ہے جمعہ کے جمعہ زیارت کو حاضر ہوا کرتا ہون۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ہمارے شہر موضع منگروٹھ مین اس شدت سے تپ محرقہ آپڑا۔ کہ آجتک لوگ اسکو نہین بھولے۔ سینکڑون آدمی ضایع ہوگئے جسکو ہوا پھر جیتا نہ اُٹھا۔ بدقسمتی سے مجھکو بھی تپ محرقہ نے آگھیرا۔ میرا والد چونکہ حکیم ہے۔ اُسنے میرے معالجہ مین کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مگر کوئی دوا کیا یونانی کیا ڈاکٹری کیا ویدک ہرگز ہرگز مفید نہ ہوئی۔ اور جو جو آثار اس موذی مرض کے غلبہ کے ہوتے ہین۔ آناً فاناً یکے بعد دیگرے نظر آنے لگے۔ میرے والد صاحب بہت غمگین ہوئے۔ اور ظاہری طور پر میری زندگی سے ناامید ہوگئے کیونکہ سینکڑون بیمار وہ اپنی آنکھون سے اس مرض والے دیکھہ چکے تھے۔ آخر ارادہ کیا۔ کہ حضرت غریب نواز کیخدمت مین دعا طلبی کیلئے تونسہ شریف جاوین۔ اُدہر وہ گئے۔ اور ادہر میری آنکھ لگ گئی خواب مین دیکھتا ہون۔ کہ حضرت صاحب کی مسجد مین تونسہ شریف مین بیٹھا ہون۔ اور حضرت غریب نواز مجھپر دم کر رہے ہین۔ خواب سے بیدار ہوا۔ تو میری حالت بہت اچھی تھی۔ اور جب والد صاحب تشریف لائے۔ تو بخار بھی رخصت ہوچکا تھا۔ ایک دوسرا واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ ایکدفعہ میری ران پر ایسا خراب پھوڑا نکلا۔ کہ مین چلنے پھرنے سے رہگیا۔ سینکڑون دوا کیئے۔ اور عمل جراحی کرایا۔ مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ ۱۸۰ جونک ران اور پنڈلیون پر لگائی تھین۔ مگر کچھہ آفاقہ

Marfat.com

نہ ہُوا۔ ایکدن جمعہ کا دن تھا۔ کہ میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ حضرت غریب نواز تشریف لائے ہین۔ اور گُڑ دم کر کے دیا ہے۔ اور مین نے اُس گُڑ کو کھا لیا۔ اسکے بعد جو مین خواب سے بیدار ہُوا۔ نہ وہ پہلی سی سوجن تھی۔ نہ سوزش تھی۔ درد رفع ہو گیا تھا۔ اور بہت افاقہ معلوم ہوتا تھا۔ دو چار یوم کے بعد بالکل صحت ہو گئی۔ اُسکے بعد مین نے جا کر حضرت غریب نواز کی غلامی اختیار کی اور مرید ہو گیا

دیگر۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب ارائین باشندہ سوکڑ ابتدا سے مجھ پر مہربان تھے۔ اور زیادہ محبت اور تعلق کی کئی وجوہات تھین۔ ایک تو حاجی چراغ الدین صاحب خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت ہو چکے تھے۔ دوم خاکسار کا غریب خانہ بھی اسی شہر مین تھا جس مین مولوی صاحب رہتے تھے۔ اور اتفاق سے آپ ہمارے محلہ کی مسجد کے پیش امام تھے۔ سوم اکثر اوقات وہ خواجہ صاحب کا ذکر خیر بیان کیا کرتے اور چونکہ انہون نے کچھ مدت خواجہ صاحب سے تعلیم بھی پائی تھی۔ اسواسطے انکے طرز تعلیم اور اسوقت کے لوگون کے حال سُنکر مین از بس مسرور ہوتا تھا۔ اور بالخصوص مولویصاحب موصوف نے جب یہ خبر سنی۔ کہ مین کچھ عرصہ سے حضرت غریب نواز کی ملفوظ لکھنے مین مصروف ہون۔ تو پہلے سے بھی زیادہ مہربانی فرماتے تھے۔ اب جو اپریل ۱۹۳۷ء کو فدوی اپنے گھر گیا۔ تو مولویصاحب بوجہ ضعف پیری و عارضہ اسہال گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ مگر جب آپ نے میرے اشتیاق ملاقات کیطرف دھیان فرمایا۔ تو مدرسہ سوکڑ مین خود تشریف لائے۔ اور مندرجہ ذیل دلچسپ حکایات زبان مبارک سے بیان کین۔ صاحبزادگان تونسوی مین جو ظاہراً شکر رنجی موجود تھی۔ آپ نے اسے برادران یوسف علیہ السلام والا معاملہ تصور کیا۔ اور عقلی دلائل سے واضح کیا۔ کہ یہ بھی ایک اسرار الٰہی ہے۔ آپنے بیان فرمایا کہ دیکھیے۔ لنگر علیحدہ علیحدہ دو جاری ہین۔ گویا خیرات دوگنی ہو رہی ہے۔ اور بندگان خدا خصوصاً مساکین۔ فقرا۔ غربا۔ طلبا پہلے سے دو چند مستفید ہوتے ہین۔ اور پھر چونکہ دونو صاحب دریا دلی سے لنگر کیطرف توجہ فرماتے ہین۔ اسواسطے ضمناً بندگان خدا کا بہت بڑا فایدہ ہے علاوہ اسکے دونو صاحب صراط مستقیم پر کس ہمت اور مستعدی سے چلے جا رہے ہین۔ آپسمین کوئی دلی شکر رنجی نہین ہے۔ بلکہ یہ کوتاہ اندیش خادمان کی کارروائی ہے۔ اس موقع پر مولوی صاحب مذکور نے چند شعر بھی سُنائے۔ کہ ارادہ ہے۔ یہ عرضی حضور مین گذاری جاوے۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ ان اشعار کو درج کر دیتا۔ مگر اسوقت قلم دوات میسر نہ ہو سکی۔ اور نیز اس وجہ سے بھی زیادہ

Marfat.com

شوق نہ ہوا۔ کہ ایک آدھ شعر فن عروض کی رو سے بے جوڑ تہا۔ بہرحال انکو جو محبت ابتدا سے اس عالی خاندان سے ہے۔ اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ (زاید دو یہ شعر لکھ دیئے گئے ا۔ ب)

این سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حکایت۔ مولوی چراغ الدین مذکور سے روایت ہے۔ کہ موضع سوکڑ مین بلکہ تمام تحصیل سنگھڑ مین جو شخص اول دفعہ خواجہ خواجگان حضرت محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ بعیت مین داخل ہوا۔ وہ میرا جد امجد مولوی یار محمد ارائین تہا۔ یہ مشہور و معروف حاجی کریمداد بزرگ ساکن سوکڑ کا پوتا اور اپنے وقت کا ایک نیک آدمی تہا۔ اُن کا پیشہ کتابت کا تہا۔ اور وہ حسب ضرورت چھے مہینے یا سال مین دو دفعہ ڈیرہ غازیخان جاکر کاغذ سیاہی۔ وغیرہ ضروریات کتابت خرید کر لاتے۔ ایکدفعہ حسب معمول ڈیرہ غازیخان گئے۔ اور وہان ایک مجذوب کی ملاقات سے مشرف ہوئے مولوی یار محمد نے اس فقیر صاحب تاثیر کی تھوڑی بہت خدمت کی۔ اور اُس نے دُعا کی۔ کہ اے مولوی! خداوند کریم ہمیشہ تیری دوات کی سیاہی کو تازہ رکھیگا۔ مطلب یہ کہ علم تیرے خاندان مین ہمیشہ کیواسطے رہیگا۔ دوم تو ایک مرد روہیلہ (مراد از حضرت خواجہ سلیمانؒ) کا مرید ہوگا۔ خبردار اسکے سوا کسی کی بعیت نہ کرنا۔ کیونکہ اس مرد پٹھان سے تجھے بہت فیض حاصل ہوگا۔ حاصلکلام مولوی مذکور اپنے گھر (موضع سوکڑ) واپس آیا۔ اور ایک عرصہ دراز تک کسی کی بعیت نہ ہوا۔ اسکے تین بیٹون مین سے دو حضرت مولانا صاحب کی بعیت ہوئے۔ اور اُنہون نے اپنے والد کو ہرچند کہا۔ کہ سنت نبوی ہے۔ آپ کو کسی بزرگ کا دست بعیت ہونا چاہیئے۔ مگر مولوی مذکور کسی اور کی غلامی کا طوق گلے مین ڈال رکہا تہا۔ اور وہ منتظر تہا۔ کہ کب خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران خلافت حاصل کرکے سنگھڑ مین رونق افروز ہوتے ہین۔ واضح رہے۔ کہ اسوقت تک کسی شخص کو علم نہ تہا۔ کہ کوئی روہیلہ نوجوان تحصیل علوم ظاہری و باطنی کیواسطے دہلی یا مہار شریف کیطرف گیا ہوا ہے۔ اور وہ عنقریب سنگھڑ جیسے گمنام علاقہ مین آکر چراغ ہدایت روشن کرکے تمام دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرلیگا۔ اور اسکے نور کی چمک صرف پنجاب مین محدود نہ رہیگی۔ بلکہ راجپوتانہ صوبجات متحدہ۔ آگرہ و اودھ۔ بنگالہ۔ بمبئی۔ مدراس دکن سے گذر کر جزیرہ نمائے سراندیپ۔ ایران تاتار۔ بلوچستان۔ افغانستان کو بھی منور کردیگی۔ اور یہ کہ عرب شریف مین بہت لوگ

Marfat.com

اسکے سلسلۂ بیعت مین داخل ہونگے۔ جو اپنے زمانہ کا مجدد و قطب دوران۔ اولیائے کامل شہنشاہ
دین و دنیا کہلائیگا۔ الغرض مولوی یار محمد اسی انتظار مین تھے۔ کہ موجب کُلُّ آتٍ قَرِیْبٌ حضرت
خواجہ محمد سلیمان آن سفر ہندوستان سے واپس آئے۔ اور حضرت خواجہ نور محمد صاحب سے لباس
خلافت زیب بر کرکے اپنے وطن مالوف کوہ ورگ واقع کوہ سلیمان مین مراجعت فرمائے ہوئی۔ اور
موضع سوکڑ مین حسب معمول سجن خان ملغانی کے گھر آکر شب باش ہوئے۔ مولوی یار محمد کے سینے
مین جو آتش عشق سلگ رہی تھی۔ اب وُہ بھڑک اُٹھی۔ اور وہ پروانہ وار اُسی شمع حُسن اور
آفتاب ہدایت کیطرف متوجہ ہوا۔ اور اس آفتاب بُرج سعادت۔ ماہتاب اوج ولایت کو اپنے
گھر لے آیا۔ اور آپ معہ اہلیہ و پسر و دختر (مائی غلام فاطمہ) خواجہ صاحب کے سلسلۂ بیعت مین داخل
ہوا۔ اور یہ امر متفق علیہ ہے۔ کہ موضع سوکڑ مین خواجہ علیہ الرحمۃ کا جو شخص پہلے پہل غلام ہوا ہے۔ وہ
یہی نیکبخت مولوی تہا۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب ارائین کا بیان ہے۔ کہ میرے جد امجد
جسوقت خواجہ علیہ الرحمۃ کی غلامی مین داخل ہوئے۔ تو آپنے وہی معمولی ورد وظیفہ ایک تسبیح درود
شریف۔ ایک تسبیح یا کریم یا اللہ الصمد بعد نماز تلقین فرمائی۔ اثنائے تقریر مین مولوی چراغ الدین نے
یہ بھی فرمایا۔ میرا والد اور میری پھوپھی بھی اسیوقت بیعت ہوئی۔ میری پھوپھی اسوقت تیرہ چودہ
سال کی دوشیزہ لڑکی تھی اور حیا و شرم سے ایکطرف منہ چھپائے خواجہ صاحب سے بلند تر جگہ پر
مکان کے اندر بیٹھی تھی۔ میرے جد امجد سے نہ رہا گیا۔ اور کہا۔ کہ تو اپنے پیر و مرشد سے بھی بالا نشین
ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کوئی حرج نہین۔ اسکے بعد خواجہ علیہ الرحمۃ اپنے وطن مین تشریف لیگئے
اور مولوی یار محمد نے تو سلسلۂ غلامی مین داخل ہوکر کچھہ اور لطف حاصل کیا۔ جو اُسے اپنی تمام
عمر مین نصیب نہ ہوا تہا۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کے دیدار فیض آثار کی اُسقدر تمنا تھی۔ کہ کئی دفعہ کوہ درگ
مین یا پیادہ حاضر ہوا۔ اور جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے اپنا اہل وعیال تونسہ مین منگالیا۔ اور
اسی جگہ ایک حجرہ اور مسجد بنا کر صلائے عام کا آوازہ دیا۔ تو پھر مولوی یار محمد کا معمول ہوگیا
کہ اگر دو یوم اپنے گھر رہتا۔ تو ۳ یوم تونسہ شریف مین حضرت خواجہ خواجگان کی صحبت بابرکت
سے لطف اُٹھاتا۔ خواجہ صاحب نے چونکہ تحصیل علم مین ازحد کوشش کی تھی۔ اسواسطے درجۂ فضلیت
تک پہنچ چکے تھے اب آپنے تونسہ شریف مین درس شروع کردیا۔ اور ایک مختصر لنگر خانہ طلبا

Marfat.com

کیواسطے قایم کرکے تعلیم ظاہری وباطنی کیطرف توجہ فرمائی۔ مولوی چراغ الدین فرمایا کرتے تھے۔ کہ مین نے کافیہ خود خواجہ علیہ الرحمۃ سے پڑہا۔ اور جب مین پیدا ہوا تہا۔ تو میرا نام بھی خود خواجہ صاحب نے تجویز فرمایا تہا۔

اقتباس۔ چند حکایتین مولوی نور محمد صاحب مکھڈی کی کتاب غذائے المحبین سی نقل کرکے یہان درج کیجاتی ہین۔ انہون نے جو باتین حضرت غریب نواز کی زبان مبارک سے خود سنی ہین۔ فقط وہی اس کتاب مین لکھی ہین۔ جہانتک خیال کیا جاتا ہے۔ میانصاحب نے یہ باتین نہائت احتیاط اور کوشش سے قلمبند کی ہین۔ اسواسطے ان مین کذب کا ہرگز احتمال نہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مین نے فقط انکے فارسی الفاظ کا ترجمہ کردیا ہے۔ اور بس۔ ہان غیر ضروری واقعات اور لمبی چوڑی عبارت کو ترک کرکے اختصار کو مدِنظر رکہا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہین۔ ماہ صفر ۱۳۱۴ھ نماز عصر کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ پیر بہائی جو میری نسبت نفخت فیہ من روحی وغیرہ امور کہتے ہین۔ مین تو یہ باتین نہین سمجھتا ہون۔ ہان مجھے فقط اتنا معلوم ہے۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ بہت دفعہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مین فلانے سے راضی ہون۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا۔ کہ مین کون نازیہو سخن تار گیا ہے۔ (یعنی مجھکو تو یہی الفاظ کام دیگئے ہین) کیونکہ جب بیٹے سے والد راضی ہو۔ اور خصوصاً اس حالت مین کہ پیرومرشد بھی وہی ہو۔ تو بیٹے کی بڑہکر اور کیا سعادت ہوگی ٭

دیگر۔ ماہ صفر سنہ مذکور کو پہر ایکدن نماز عصر کے بعد دربار عالیہ مین بیٹھنے کا فخر حاصل ہوا۔ آپنے زبان مبارک سے بیان فرمایا۔ کہ اگلے دن حبیب اللہ شاہ حیدرآبادی نے جو محمد علیشاہ صاحب کا خلیفہ ہے۔ مجھے ایک حدیث سنائی تھی۔ متن تو یاد نہین۔ مگر مضمون یہ ہے۔ کہ ایکدفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت رسالت پناہ صلعم کیخدمت بابرکت مین عرض کیا۔ کہ حضور کوئی نہائت لطیف عبادت ارشاد فرماوین۔ آپنے جواب مین فرمایا۔ کہ میری منہ کو دیکھنا۔ حضرت غریب نوازؒ نے اتنا فرماکر خاموش ہوگئے ٭

دیگر۔ ماہ صفر سنہ مذکور پہر ایکدن نماز ظہر کے بعد دربار عالیہ مین بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ صاحبان مہاراں شریف بھی تشریف رکھتے تھے۔ اور ایک شخص مسمّی عالم شاہ چکھڑانوالہ جو راگ مین اچھی مہارت رکھتا تہا۔ نیز حاضر تہا۔ حضرت غریب نواز نے شاہ جی کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غزل تو کہئے۔ جسکا ایک شعر یہ ہے ؎

Marfat.com

بفراغ دل زمانے نظرے بماہرُوئے	بہ ازان کہ چترِ شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

الغرض شاہ مذکور نے نہائت عجیب طرز سے اس غزل کو گانا شروع کیا۔ حضرت غریب نواز نے اس بیت کو کئی دفعہ زبان مبارک سے فرمایا۔ اور صاحبان مہاران شریف کو مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ کہ کیسا عمدہ شعر ہے۔ شاہ جی نے چند غلطیان بھی پڑھنے مین کی تھین جنکی آپنے اصلاح فرمائی اور کئی دفعہ اس غزل کا تکرار کرایا۔ اور بعدہ آپنے شاہ جی کو فرمایا۔ کہ اب یہ شعر سنائیے۔ ۵

صحت یہ ناز رکھتا ہے آزار آپ کا	عیسے کی نبض دیکھے ہے بیمار آپ کا

آپنے اس شعر کو بھی مکرر سہ کرر کہنے کا ارشاد فرمایا۔ اور حاضرین (صاحبان مہاران شریف کیطرف مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ واہ وا کیا اچھا شعر ہے۔ دوسرے دن جبکہ آپ اپنے بنگلہ میں نشست فرمائے تھے۔ اور حبیب اللہ شاہ بھی حاضر خدمت تہا۔ اور عالم شاہ مذکور بھی موجود تھا حضرت غریب نواز نے پھر اس غزل کے کہنے کا شاہ جی کو ارشاد فرمایا۔ اور آپ حبیب اللہ شاہ فرماتے تھے۔ کیا اچھا شعر ہے۔ ۵

بفراغ دل زمانے نظرے بماہرُوئے	بہ ازانکہ چترِ شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

ایسا ہی آپنے چند روز اور بھی کئی دفعہ اس غزل کو سنا۔ (اس شعر کا مطلب اصلی صوفی لوگ جانتے ہین ہم بندہ نفس کیا سمجھ سکتے ہین مؤلف)

دیگر۔ ماہ صفر سنہ مذکور ایکدن دربار عالی مین بیٹھنے کی عزت حاصل ہوئی۔ گرمی سخت تھی پنکھا ہلا رہا تہا۔ اور حبیب علیشاہ بھی حاضر خدمت تھے۔ حضور غریب نواز نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ آپکی عمر کتنی گذری ہوگی۔ شاہ صاحب نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ۷۰ سے زیادہ اور ۸۰ سے کم آپنے دریافت فرمایا۔ کہ معین معلوم نہین ہے۔ شاہ جی نے جواب دیا۔ کہ غریب نواز! ٹھیک نہین۔ اسکے بعد آپنے کہا۔ کہ میری عمر بھی ۸۴ سال سے متجاوز ہے۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ میرے ہونے سے پہلے ۳ ہمشیرگان پیدا ہو چکی تھین۔ اور جب مین شکم مادر مین تہا۔ تو شہر کی عورتون نے کہا۔ کہ اب اگر فرزند بھی پیدا ہو۔ تو بھی وہ کم نصیب ہوگا۔ کیونکہ وہ ۳ لڑکیون کے بعد پیدا ہوگا اس بات کے سننے سے میری والدہ صاحبہ بہت پریشان ہوئین۔ اور انکے دل مین طرح طرح کے برے خیالات پیدا ہوئے۔ غرض والدہ صاحبہ نے جاکر خواجہ صاحب کیخدمت مین جا کر

Marfat.com

جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ خبر سنی۔ تو آپ نے میری والدہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مائی جنت تسلی کرین
بھی تو کتنی بہنوں کے بعد پیدا ہوا تہا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو لڑکا تیرے پیٹ مین ہے۔ بچتا و رہوگا۔ سب
بُرے خیالات دل سے ترک کر دے۔ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسطرح تسلی دی۔ تو پھر اُنکی تشفی
ہوئی۔ اس کے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ جب مین پیدا ہوا۔ تو اسوقت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ
مہاران شریف مین تھے۔ اور ابھی ۴ دن اُنکی تیاری وطن مین باقی تھے۔ کہ میرے پیدا ہونیکی خبر سُنی
اور اُسی دن روانہ ہونیکا ارادہ کرلیا۔ اور جب صاحبزادہ صاحب مہاران شریف نے اس غیر معمولی جلدی
کا سبب پوچھا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ غریب نواز! برخوردار گل محمد کے گھر فرزند نرینہ تولد ہوا ہے۔ اسکے دیکھنے
کا شوق ہے۔ غرض خواجہ صاحب اُسی دن اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے۔ اور اُنکی رکاب مین میان
صالح محمد اور مولوی علی محمد دونو بہائی بھی موجود تھے۔ آپنے تاریخ نکالنے کا ارشاد فرمایا۔ جب میان صالح محمد
نے یہ خبر سُنی۔ تو اُنہون نے اپنے بھائی مولوی علی محمد مذکور سے کہا۔ اور مولوی موصوف نے تھوڑی دیر
سوچکر اظہار کیا۔ کہ مین نے انکی تاریخ تولد زہے بیدار بخت مین پائی ہے۔ جب خواجہ صاحب نے یہہ
مادہ تاریخ استماع فرمایا۔ تو مسرت ظاہر فرمائی۔ اور بہت پسند فرما کر اظہار کیا۔ کہ تاریخ موافق کودک کے ہے
اور خواجہ صاحب اکثر یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارا یہ لڑکا بختاور ہے۔ جب سے پیدا ہوا ہے۔ اسی تاریخ سے
فقیرون کا فاقہ چلا گیا ہے۔ اور لنگر شریف مین بہت فراخی ہوئی ہے۔ خود حضرت غریب نواز نے بھی اسوقت
بیان فرمایا۔ کہ مین نے اپنے کانون سے بھی یہ بات بہت دفعہ سُنی ہے۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ
جب سے یہ بچہ ہمارے گھر مین پیدا ہوا ہے۔ لنگر شریف کی تنگی چلی گئی ہے ❊

دیگر۔ ایکدن بعد نماز عشا دربار منعقد ہوا۔ عالم شاہ جکھڑ الوالہ بھی بیٹھا تھا۔ آپنے اسوقت پہلے سید
جمال شاہ مجذوب سکنہ قصبہ جلالسر علاقہ بیکانیر کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ اکثر تونسہ شریف مین آتا تہا۔ اور
کبھی کبھی نماز پڑھتا تھا۔ اور اکثر دن رات توبہ توبہ کرتا تھا۔ اور ہائے وہوئی کی آواز نکلتی تھی۔ اسکے بعد
آپنے اپنے سخت بیمار ہونے اور والد صاحب کی بیچینی اور جمال شاہ صاحب کا خواب وغیرہ کا ذکر فرمایا
(کتاب کے شروع مین یہ ذکر ہو چکا ہے۔ مؤلف) اسکے بعد حضرت غریب نواز نے بیان فرمایا۔ کہ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ
کا انتقال ہوا۔ صاحبزادہ غلام نظام الدین صاحب فرزند کلان صاحب رضی اللہ عنہ تونسہ شریف آئے۔ اور
مجھے دستار باندہی۔ اُسوقت معلوم ہوا۔ کہ دستار بندی اسے کہتے ہین۔ جمال شاہ مذکور کے ذکر مین آپنے

Marfat.com

یہ حکایت بھی فرمائی تھی - کہ ایکدفعہ اجمیر شریف کو جاتے ہوئے علاقہ بیکانیر مین ایک قصبہ مین اُترے - اور دریافت کیا - کہ جلالسر کتنی دور ہے - لوگون نے کہا - کہ فقط ۲ میل ہے - اسپر ہم بہت خوش ہوئے اور جمال شاہ کے دیکھنے کا بہت شوق تہا - ایک مُطرب کو راستہ دکہانے کیواسطے ساتھ لیا - اور جلالسر مین پہنچ گئے - دریافت سے معلوم ہوا - کہ جمال شاہ کا انتقال ہوگیا ہے - یہ بات اسکے گھر سے معلوم ہوئی تھی - اور جواب دینے والی سب عورتین تھین - اور مرد کہین کام کاج کیلئے باہر گئے ہوئے تھے الغرض ہماری ان نیک عورتون نے بڑی تواضع کی - اور انہون نے کہا - کہ افسوس ہمارے گھر والے آج یہان نہین ہے - ورنہ وہ پوری پوری خدمت کرتے - آخر ارادہ گورستان مین جانیکا کیا - اتفاق سے یہ بھی ایک راہ پر ہوا جب قبرستان مین پہنچے - تو مین نے اس مطرب سے کہا - کہ تو مجھکو جمال شاہ کی قبر تو نہ دکھلا - مگر وہ صف دکھادے - اُس نے ایسا ہی کیا - اور مجھکو وہ صف دکھادی جسمین نو دس قبرون کے علاوہ سید جمال شاہ مرحوم کی قبر بھی تھی - مین ایک قبر پہ کھڑا ہوا - اور اُس سے کہا - کہ آیا یہی جمال شاہ کی قبر ہے - ؟ اسپر وہ مطرب پاؤن پر گر پڑا - اور پوچھنے لگا - کہ آپنے اسکی قبر کیونکر شناخت کر لی ہے ؟ مین نے جواب دیا - کہ قیافہ سے دریافت کر لیا ہے - کیونکہ آدمی کی قبر اُسکی صورت کی مثل ہے - اسکے بعد ہم واپس جلالسر مین آئے - جب نماز پیشین کا وقت ہوا - تو جمال شاہ کی رشتہ دار عورتین آئین - اور ایک بڑا ڈھاکوا من ۷ - ۸ سیر روٹی اور گھی کو مالیدہ کرکے لائین - اور مٹھائی بھی بہت سی لے آئین - اور بہت سی خاطر تواضع کی - اور پھر بھی یہی کہا - کہ اگر ہم گھر والے ہوتے - تو خدمت کا پورا پورا حق ادا کرتے - افسوس کہ وہ آج گھر مین نہین ہین - الغرض ہم نے وہ کہانا ہمراہیون کو بانٹ دیا اور وہ نیک عورتین گھر کو چلی گئین - یہ ذکر ختم کرکے آپنے اسدخان حاکم بسنگڈھ کا ذکر فرمایا - کہ بعض وقت وہ خلاف مرضی خواجہ صاحب کام کرتا تھا - اور ایک ایسے موقع پر نقصان اُٹھاتا تہا - چنانچہ اسدخان کی ایک قحبہ (منکوحہ) تھی - ایکدن وہ ایک اونٹ پر سوار ہوئی - اور اس اونٹ کی رفتار اسکو بہت پسند آئی - پس خان مذکور کے پاس اس اونٹ کی تعریف کرکے وہ اونٹ لے لیا - یعنی خان مذکور نے جبرًا وہ اونٹ چہین لیا - بچارا اونٹ والا روتا پیٹتا - خواجہ صاحب کیخدمت مین آیا - اور آکر فریاد کی - کہ اسدخان نے میرا اشتر غصب کر لیا ہے آپ نے اسکی تسلی کی - اور خان کے پاس کہلا بھیجا - کہ وہ اسکا اونٹ واپس کردیوے خلاف

Marfat.com

اسد خان اور اونٹ کا واقعہ

نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ یا تو مجھے گھر سے نکال دے۔ یا قتل کر ڈال پھر میں اونٹ دونگی۔ اور چونکہ اس وقت اونٹ ارزان تھے۔ اُسکی اصلی قیمت سے ۵۰ روپے زیادہ دیکے خان مذکور نے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجے۔ اور گذارش کی۔ کہ مین اصل قیمت سے ۵۰ زیادہ حضور کی خوشنودی خاطر کیواسطے بھیجتا ہون۔ یہ سب روپیہ صاحب شتر کے حوالہ فرمایا جاوے۔ جب اونٹ والے سے پوچھا گیا۔ تو اُسنے آٹھ آٹھ آنسو رو کر فریاد کی۔ کہ مین ہرگز ہرگز اپنے اونٹ (بگڑی نام) کو فروخت نہین کرتا۔ بگڑی واپس دلایا جاوے۔ غرض خواجہ صاحب نے کہلا بھیجا۔ کہ صاحب شتر مبالغ نہین لیتا۔ اسکا اونٹ واپس دیا جاوے۔ ورنہ بگڑی کے چار پاؤن ہین۔ ہر ایک پاؤن کی لکد ماریگا۔ اس پر خان مذکور نے اونٹ واپس کرنا چاہا۔ مگر اس عورت نے وہی جواب دیا۔ اور خان مذکور نے عورت کی دلشکنی گوارا نہ کی اور شومی طالع کے سبب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حکم سے اعراض کیا۔ مگر بہت مدت نہ گذری تھی۔ کہ اسکے خیمہ اسباب مین (خان کے دو خیمہ تھے سفر اور حضر کی حالت مین اپنے پاس رکھتا تھا۔) آگ لگ گئی اور اسکا سارا اسباب حتی کہ بدن کے کپڑے بھی جل گئے اور اسکا تمام کنبہ ننگا اور برہنہ تھا۔ گرد و نواح کے لوگ خبر پا کر کپڑے لے آئے۔ اسپر خواجہ صاحب نے لکھ بھیجا۔ اب بھی ہوش کر۔ یہ بگڑی کے ایک پاؤن کی لکد ہے۔ مگر اس نے پھر بھی کوئی خیال نہ کیا غرض ابھی اس واقعہ کو بہت مدت نہ گذری تھی۔ کہ لیہ مین ایک سکھ سردار تھا۔ جو رنجیت سنگھ کیطرف سے وہان حاکم تھا۔ اُس نے اسد خان کو خط لکھا۔ کہ تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ مین رنجیت سنگھ کے پاس تیری سفارش کرون۔ تاکہ وہ اس سے زیادہ آپ کو ملک دیوے۔ اسد خان طمع کر کے بمقام لیہ پہنچا۔ اسکا پہنچنا تھا۔ کہ فوراً اس سکھ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اور سیدھا لاہور بھیجدیا۔ جہان کہ وہ سال کے قریب مقید رہا۔ اور پھر ملتان مین ایک مدت دراز تک قید رہا۔ خواجہ صاحب نے اس عورت کو کہلا بھیجا۔ کہ یہہ خان کو بگڑی کے دوسرے پاؤن کی لکد لگی ہے۔ مگر اسکے بعد خواجہ صاحب کبھی فرماتے۔ کہ معرکہ دعا کرو کہ خداوند کریم خان دیان تقصیران معاف کرے۔ اور کبھی فرماتے۔ کہ اسد خان کو اسواسطے قید سے رہائی نہین ملتی سکہ اس نے مولوی صاحب ملہٹد والہ کی کشتی غارت کی تھی۔ اور مولوی صاحب بڑا غیور ہے۔ غرض جب خان کی رہائی ہوئی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تیری شامت اعمال نے تجھے یہ بُرے دن دکھائے۔ ورنہ ہم تو دُعا بھی بہت کرتے تھے۔ حضرت غریب نواز نے یہ حکایت ختم کی۔ اور اسکے بعد

Marfat.com

آپ خواب استراحت مین جو رشکِ بیداری عالم ہے۔ سو گئے ✤

دیگر۔ ایکدن تاخیر نمازِ عشا کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب مغفور رہ عشا کی نماز دیر سے پڑھتے تھے۔ اور غالباً ۱۱ بجے رات کا وقت ہوتا ہوگا۔ گو اسوقت گھڑی گھنٹے یہان نہ تھے۔ مگر قیاس اور اندازہ یہی ظاہر کرتا ہے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کی طرح استراحت و آرام کیوجہ سے (کسرنفسی۔ مؤلف) نماز مین تاخیر نہ فرماتے تھے۔ بلکہ مغرب اور عشا کے درمیان اسقدر اوراد و وظائف کا معمول رکہا ہوا تہا۔ کہ ۱۱ بجے جاکر مشکل سے فراغت ہوتی تھی۔ اور اس عرصہ مین ایک منٹ بہی فرصت نہ ہوتی تھی۔ اُسکے بعد حضرت غریب نواز نے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے اوراد بین العشائین کی تشریح فرمائی۔ کہ خواجہ صاحب نماز شام کے بعد دیر تک نوافل مین مصروف رہتے تھے۔ اور اسکے بعد کچھ دیر جہر کرتے تھے۔ بعدہٗ حضرت قبلۂ عالم کے روضہ پاک (مشرق) کیطرف متوجہ ہوکر کچھ پڑہتے تھے۔ بعدہ کچھ دعا مانگتے تھے۔ اسکے بعد ارباب حوائج کیا مرد کیا عورتین آکر قدمبوسی کا شرف حاصل کرکے اپنے عرض و معروض خواجہ صاحبؒ کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتی تہین اسکے بعد آپ خاصہ نوشجان فرماتے تھے۔ اور تازہ وضو کرکے عشا کی نماز کیواسطے تیاری فرماتے ✤

دیگر۔ ایکدن ماہ صفر سنہ مذکور مین نماز عصر کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی۔ اسوقت مولوی خدابخش جراح۔ حاجی حافظ غلام نبی نابینا حاضر خدمت تھے۔ حضرت غریب نواز نے مولویصاحب سے استفسار فرمایا۔ کہ نماز کی صف بندی کے وقت جو حافظ دو حدیثیں صف کی برابری کیواسطے پڑہتے ہین۔ آیا کتب احادیث مین آئی ہین۔ یا نہ۔ اسکے بعد آپ نے حافظ جی سے پوچہا۔ کہ وہ دو حدیثین کون سی ہین۔ حافظ جی نے دونو پڑھ دین (۱) سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔ (۲) اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔ اس پر مولویصاحب نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ الی آخرہٖ۔ کتب احادیث مین دیکہا گیا ہے۔ مگر ثانی نظر سے نہین گذری۔ اسپر حافظ جی بول اُٹھے۔ کہ غریب نواز عرب شریف مین دونو پڑہتے ہین۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ اقامۃ الصلٰوۃ اور حسن الصلٰوۃ مین فرق ظاہر ہے۔ کہ مرحسن الصلٰوۃ کا اطلاق مستحبات پر ہے اور من اقامۃ الصلٰوۃ کا اطلاق مؤکدات و ضروریات پر ہے۔ اسکے بعد آپ نے مولوی صاحب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ مولٰنا کیونکر ہے۔ مولوی خدابخش

Marfat.com

نے عرض کی۔ غریب نواز! بجا اور درست ہے۔ اور ساتھ ہی مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز کتب احادیث میں آیا ہے۔ کہ ایک نمازی درحالیکہ امام کے پیچھے اقتدا کر کے نیت کر چکا ہو۔ اور دیکھے کہ صف اول مین فرجہ ہے۔ پس اس فاصلہ کو بند کرے۔ اسپر حضرت غریب نواز نے حضرت صاحبزادہ حافظ محمد موسیٰ صاحب فرزند اکبر کیطرف دیکھکر فرمایا۔ کہ دیکھیئے سائین نماز کیواسطے کیسی تاکید شدید ہے کہ نماز مین روانہ ہوکر فرجہ بند کرے ✤

دیگر... ماہ صفر سنہ مذکور مین نماز شام کے بعد دربار حضور پرنور مین اجلاس کی عزت حاصل ہوئی حضرت غریب نواز چینی مسجد مین رونق افروز تھے۔ کوئی اجنبی کہین سے آیا۔ اور عفو تقصیرات کے لئے ہائے وہوئی کرتا تھا۔ اور زار زار روتا تھا۔ شاید حضرت غریب نواز کی خاطر مبارک اس سے آشفتہ تھی پس آپنے چند باتین سرزنش کے طریق پر فرمائین۔ مگر وہ روتا تھا اور رونا بند نہ کرتا تھا۔ اپنے یہ قطعہ پڑھا

۵	نہ کشتی و نہ نوح اے گریہ شوخ طبیب ماجزاک اللہ خیرا		چنین بیگاہ چہ طوفان تازہ کردی کہن دردے ز درمان تازہ کردی

الغرض آپنے اس کو مکرر پڑھا۔ ۵

ز دردت راحتے وارم کہ در گفتن نمے آید		خدا این درد را از آفت درمان نگہدارد

شاید اشعار بالا واقف نامی شاعر کے تھے۔ منشی عبداللہ نے عرض کی۔ غریب نواز واقف کا اصلی نام کیا ہے۔ حضرت غریب نواز نے سر جھکا کر تھوڑی دیر سوچا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ واقف کا نام نور العین (نور چشم) ہے۔ اسکے بعد حضرت غریب نواز نے قصہ فرمایا۔ کہ ڈیرہ اسمٰعیلخان مین نواب عبدالجبار خان کے پاس ایک شاعر تھا۔ مسکین تخلص کرتا تھا۔ اور نور العین واقف کے ساتھ بڑی مدت مقابلہ رہتا تھا ایک دوسرے کے۔ جیسا کہ شاعرون کا دستور ہے۔ دونو ہجو لکھتے تھے۔ چنانچہ ایکدفعہ واقف نے مسکین کی ہجو لکھی۔ اور وہ نظم اسکے پاس بھیجدی۔ مگر نظم مین واقف مسکین سے فوقیت رکھتا تھا لیکن نثر مین ماہر تھا۔ اُس نے یہ الفاظ با اعراب لکھ کر واقف کے پاس بھیجے (نُور العَین خُوب گفتی) پس اُسدن کے بعد مقابلہ ہمیشہ کیواسطے بند ہوگیا۔ اور واقف نے کہا۔ کہ اگر مین ہجو مین آسمان تک ارتقا کر جاؤن۔ اس ہجو سے عمدہ بُرا ہونے کا نہین ✤

دیگر۔ ایکدن آپ نماز ظہر کیواسطے مسجد مین تشریف لارہے تھے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا۔ اور اسکو مکرر

سہ کر فرمایا۔ کہ مجھے یاد ہوگیا۔ ؎

گمان برند کہ این بندہ بی خداوند است	مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

ایک رات آپ اس شعر کا تکرار فرماتے تھے۔ ؎

ہمچو در حب نبی حال اویس قرنی	قرب روحی بشما دارم و بعد بدنی

دیگر۔ ایکدن تارک الصلوٰۃ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت غریب نواز نے مولوی خدابخش صاحب کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ مجھکو وہ حدیث بہت پسند آئی ہے۔ کہ خوک شکر کرتا ہے۔ کہ مجھکو رب تعالےٰ نے خوک بنایا ہے۔ بے نماز تو نہین بنایا۔ اپ نے اسطرح بیان فرمایا تھا۔ کہ خوک نے بدرگاہ رب الارباب آہ و نالہ کیا۔ کہ بارتعالیٰ لوگ مجھکو خوک خوک کہتے ہین۔ رب تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اگر تو اس نام سے راضی نہین ہے۔ تو تیرا نام بے نماز رکھتا ہون۔ تب اُس نے عرض کی۔ کہ یاالٰہی مجھے یہ نام منظور ہے بے نماز میرا نام نہ ہو۔

دیگر۔ آپ ایک رات بڑے بنگلہ مین تشریف رکھتے تھے۔ دُعاگو کو بھی دربار عالیہ مین باریابی حاصل ہوئی جبیب علیشاہ بھی موجود تھا۔ آپنے روئے مبارک شاہ جی کیطرف کرکے فرمایا۔ کہ جب خواجہ صاحب بزرگوار علیہ الرحمۃ والغفران من رب المنان کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو معہ کہ ہم پیران پیر بھائیون نے خواجہ صاحب کیخدمت بابرکت مین میری دُعا طلبی کیواسطے گذارش کی۔ اور میری والدہ صاحبہ نے بھی آکر دُعا کا تقاضائے کیا۔ آپ اسوقت چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مین پس پشت بیٹھا تھا۔ آپنے سرک کر اپنی پیٹھ میرے سینہ سے لگالی۔ اور میری والدہ صاحبہ نور اللہ مرقدہا کو فرمایا مائی جیتی تسلی کر۔ کہ ہم دونو ایسے ہین جیساکہ اسوقت ❊

دیگر...... صاحب مذکور بروز جمعہ مبارک نماز عصر کے بعد حضرت غریب نواز روضہ شریف کے مقابل بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ جبیب علیشاہ حیدرآبادی بھی حاضر خدمت تھا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کہ کوئی خبر وطن سے آئی ہے یا نہ۔ شاہ مذکور نے عرض کی۔ غریب نواز چٹھی تو کوئی نہین آئی ہان ایک تار حضور بیگم صاحبہ کا آیا ہے۔ آپنے پوچھا۔ کیسا تار دیا ہے۔ اسپر شاہ جی نے جیب سے پرچہ تار نکال کر حضرت اقدس کے دست مبارک مین دیا۔ لکھا ہوا تھا۔ "تم کو مبارک ہو جلدی گھر آؤ" حضور نے فرمایا۔ کہ خیر خیرانیون ہی۔ اسکے بعد آپنے چند لمحے سکوت فرماکر یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا۔ ؎

پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند سے	صحبتِ زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

آپنے اس شعر کو مکرر فرمایا۔ اور اسکے بعد مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا۔ ۵

جامی از عشق مگو نکتہ بزاہد کہ بود	ہر محل را سخنے و ہر سخن را محلے

اس شعر کو بھی آپ نے کئی دفعہ پڑھا۔ اسکے بعد عشق کے متعلق خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے وقت کی یہ بات استفادہ فرمائی۔ کہ ایک دفعہ کوئی شخص خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ غریب نوازا حبہ عشق عطا کیجئے۔ آپنے فرمایا۔ اشکے وے کا کا اشکے۔ برسون گذر گئے ہین۔ کہ ہم چاہتے ہین۔ کہ عشق دی گڈا اگڈا ہین اساکوں لت یارے ہا۔ اور تو ہم سے حبہ عشق طلب کرتا ہے۔ حضور غریب نواز نے اسکے بعد خواجہ صاحب مرحوم کا یہ ذکر خیر فرمایا۔ کہ قاضی حسن علی نام ایک شخص گذرا ہے۔ جسنے قصہ لیلان کوران۔ جام جنیسر۔ جو کہ عاشق و معشوق گذرے ہین دونو کو نظم کیا ہے۔ اور خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اسکے قصہ منظومہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اور انکا معمول تھا۔ کہ بعد نماز ظہر آستابہ لیکر قضائے حاجت کیواسطے شہر سے دور تشریف لیجاتے تھے۔ ایکدن جو خواجہ صاحب عادت مستمرہ کے بموجب آستابہ ہاتھ مین لئے ہوئے جا رہے تھے۔ ایک شخص عمر نام جو قاضی مذکور کی اولاد مین سے تہا۔ آکر قدمبوس ہوا۔ اور بہت عجز و انکسار ظاہر کیا۔ آپنے فرمایا۔ کہ آج تمہارے گورستان چلین۔ غرض وہ جوان خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ چلا۔ اور آپ موضع ٹب میں جو کہ تونسہ شریف سے دو میل شمال ہے۔ اور قاضی صاحب کے خاندان کا قبرستان وہان ہی ہے۔ تھوڑی سی دیر مین پہنچ گئے۔ اور اس ساتھی عمر کو ارشاد فرمایا۔ کہ تو قاضی صاحب کی ہم کو قبر تو نہ دکھا۔ مگر وہ صف دکھادے جسمین قاضی کی قبر ہے۔ نامبردہ نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت خواجہ صاحب ایک قبر پر آکھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہی قبر ہے۔ مستی مذکور نے عرض کی۔ کہ ہان حضور! یہی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ مین نے اسکی قبر کو پہچان اسواسطے لیا ہے۔ کہ اس سے عشق کی بو آتی ہے۔

دیگر۔ ایکدن پھر دربار منعقد ہوا۔ حبیب علی شاہ حاضر خدمت تہا۔ اس نے عرض کی۔ کہ غریب نواز پہلے سالون مین حیدر آباد مین ایسی قحط سالی ہوئی۔ کہ لوگ اپنے بچونکو پانچ چھ آنے کے عوض فروخت کرتے تھے۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ ہمارے ملک مین بھی قحط سالی ہوتی ہے۔

Marfat.com

مگر ایسی تو کبھی نہیں ہوئی۔ کہ لوگ اولاد کو بیچین۔ اور مولوی خدا بخش صاحب کیطرف توجہ فرماکر ارشاد فرمایا۔ کہ کیون مولوی جی۔ اگر یہان قحط سخت پڑے۔ تو بھی یہان کے لوگ اولاد کو پانچ سَو روپیہ کے عوض بھی نہ بیچینگے۔ اسکے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ بھلا آپکے وطن کے لوگ کیون نہ بچون کو بیچین۔ کہ تم ساری عمر حلوا۔ پلاؤ۔ زردہ اور نعمتین کہاتے رہتے ہین۔ اور ہم لوگ تمام عمر جوار۔ باجرہ کہاتے ہین۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت فرمائی۔ کہ ہم ایکدفعہ اجمیر شریف سے واپس آرہے تھے اور قصبہ ریواڑی مین اُترے۔ اور کئی آدمی اس شہر کے ہمارے پاس آئے۔ اور چند سکھ بھی آکر بیٹھے۔ پس شہر کے آدمیون نے ذکر کیا۔ کہ یہان بہت دفعہ ایسی قحط سالی ہوتی ہے کہ لوگ اولاد کو بیچ دیتے ہین۔ اور آدمی آدمیون کو کہا جاتے ہین۔ پس حضرت غریب نواز نے اُن سے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہمارے ملک مین تو ایسا قحط کبھی نہین ہوتا۔ اور تعجب ہے۔ کہ تم لوگ اس بلا مین مبتلا ہو۔ پس وہ سب خاموش ہوگئے۔ مگر ایک سکھ بول اُٹھا۔ کہ اگر اجازت ہو۔ اسکا سبب مین ظاہر کرتا ہون۔ جب اجازت دیگئی۔ تو اس نے کہا۔ کہ آپنے مجھے نہین پہچانا مین آپکے ملک مین بہت دفعہ گیا۔ اور بہت مدت وہان رہا ہون۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آپکے ملک کے لوگ بڑے جفاکش اور محنتی ہین۔ تو بھی آدھ سیر سے زیادہ ہرگز نہین کہاتے اور یہان کے لوگ کچھ مزدوری نہین کرتے۔ اور اکثر قلم ہاتھ مین لئے بیٹھے رہتے ہین۔ مگر دو سیر کے قریب کہا جاتے ہین۔ اور انکے چھوٹے لڑکے بھی سیر آدھ سیر کے قریب کہا جاتے ہین۔ پس اگر آدھ سیر کہانے کو آدھ پاؤ ملجائے۔ تو ہرگز نہین مریگا۔ ہان اگر دو سیر کہانیوالے کو آدھ پاؤ ملے۔ تو وہ البتہ مر جاویگا۔

دیگر۔ ۲۹ ماہ صفر سنہ مذکور آپ مجلسخانہ مین رونق بخش تھے۔ شیخ غلام رسول صاحب بھی بیٹھے تھے۔ آپنے انکو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ مگس کے مارنے مین کیا حکم (شرع) ہے۔ آیا مارنا گناہ ہے۔ یا نہ۔ پس شیخ مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز۔ اگر ایذا پہنچائے۔ تو اسکے مارنے مین گناہ نہین۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ یہ بیچاری کیا ایذا دیتی ہے۔ یونہی اُڑتی اور بدن پر آبیٹھتی ہے۔ گویا آپنے جواب کو حقیر تصور فرمایا۔ اتنے مین ایک شخص پنکھا ملانے لگا۔ آپنے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا۔ کہ تو وہی شخص نہین ہے۔ جو لنگر کیواسطے لکڑیان لایا کر

Marfat.com

اس نے عرض کی۔ کہ ہاں غریب نواز۔ مین وہی غلام ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ مین نے تجھے نہین پہچانا۔ اگلے سال تو تیری بگی (سفید) ڈاڑھی تھی۔ اور اب رتی (حنا شدہ) ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضور! ایک شخص نے مہندی لگائی تھی۔ مجھے کہا۔ کہ تو بھی لگالے۔ مین نے لگالی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کوئی جو مکالہ ملی بیٹھا ہووے۔ اتھین تیکون آکھیے۔ تون بھی مل تان ملیسین چا تان + اُس نے شرمندہ ہوکر عرض کی۔ کہ غریب نواز مین نے بُرا کیا۔ اُسپر آپنے مطائبہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ آیا نال بھی ہی (عورت رکھتا ہے) اس نے عرض کی۔ ہان حضور! آپنے فرمایا۔ آکھیا ہو شانال ورتا تھی ڈکھال۔ آپ تھوڑی دیر خاموش ہوگئے۔ اور پھر حبیب علیشاہ کی طرف خطاب فرمایا۔ شاہ جی حج کو بھی گئے تھے۔ اُسنے عرض کی ہان قبلہ! حج کو بھی گیا۔ اور بغداد شریف بھی گیا تھا۔ مگر سجادہ نشین حضرت محبوب سبحانی رضہ کی زیارت سے مشرف نہ ہوا۔ کیونکہ انکی دہلیز پہ ترک نگی تلوارین لئے بیٹھے رہتے ہین۔ اور کسی کو اندر جانیکی اجازت نہین ہے۔ امیرونکا طریقہ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آیا امیر آدمی لوگون کو تلوارین مارتے ہین۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ امیر کیا ہین گدایان روزگار شاہ جی نے عرض کی۔ کہ قبلہ لوگ غلط کہتے ہین۔ آپنے ذرا تیزی سے فرمایا۔ کہ لوگ کون سا دروغ کہتے ہین۔ کہ پنج روپے لیکر خلافت دیتے ہین۔ شاہ مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ایسی عادت وہان ہرگز نہین ہے۔ کہ ہر ایک شخص آتا ہے۔ اور قدمبوسی حاصل کرتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہان ایسا ہوگا۔ یکم ربیع الاول سنہ مذکور بروز شنبہ پھر دربار منعقد ہوا۔ اور حوادث کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت غریب نواز نے مولوی خدابخش جرّاح کیطرف توجہ فرماکر ارشاد کیا۔ کہ مولوی جی آج ہمے سنج ہن خدا امان ڈیوے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ مولوی جی وہ بارش آپ کو یاد ہے جب کہ مسجد گر پڑی تھی۔ مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ ہان غریب نواز یاد ہے۔ بہت سخت بارش تھی۔ نو دن پے در پے بارش ہوئی تھی۔ اور آجتک پھر ویسی بارش کبھی نہین ہوئی۔ پھر آپنے پوچھا کہ کتنی مدت ہوئی ہوگی۔ پس مولوی مذکور نے جواب دیا کہ چالیس سال ہوگئے ہونگے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ غالباً ایسے حادثے چالیس چالیس سال کے بعد ہوا کرتے ہین۔ چنانچہ ایک سال ستارہ ٹوٹے اور لوگ کہتے تھے۔ کہ چالیس سال کے بعد یہ واقعہ ہوا ہے۔ اسکے بعد ایک شعلہ کا ذکر ہوا جو دریا ...

[illegible]

گھاٹ کے کنارے پر حضور نے دیکھا تھا۔ مگر مولوی خدا بخش اور حضور کے درمیان تعین وقت مین اختلاف تھا۔ اور اسکے بعد منشی عبداللہ نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ایک دفعہ دریائے گھارا کا پانی سیاہ ہوگیا تھا آپ نے فرمایا۔ ہم کو بھی یاد ہے۔ اسوقت ہم کرمپور مین تھے۔ کہ لوگون نے آکر بیان کیا۔ کہ دریا کا پانی بہت سیاہ ہو گیا ہے۔ اس پر ایک آدمی کو بھیجا گیا۔ کہ وہ دریا سے ڈلو بھر کر لاوے۔ پس وہ آدمی ڈلو دریا سے بھر کر لے آیا۔ اور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا۔ کہ پانی اُسکا نیل کیطرح سیاہ ہو گیا ہے۔ مگر اسکا ذائقہ تبدیل نہ ہوا تھا۔ اسکے بعد اور بھی چند ذکر اذکار حوادثات اور تغیرات کے متعلق ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ کہ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم ان مصائب سے بفضل الٰہی محفوظ ہین۔ حبیب علیشاہ کہتا ہے۔ کہ چین کیطرف ایسا قحط پڑا۔ کہ لوگون نے اپنی اولاد کو چار پانچ آنہ کو بیچا ہے۔ اگلے دن ایک اخبار مین لکھا تھا۔ کہ کشمیر اور لدھیانہ مین زلزلہ آیا۔ اور اس سے پہلے کشمیر مین ۴۰ زلزلے پے درپے آئے ہین اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ ایکدفعہ کلاچی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان چند گڑھے زمین مین پڑے تھے لوگونسے سبب دریافت کیا۔ تو انہون نے کہا۔ کہ یہان ایک بڑا سخت زلزلہ آیا تھا۔ جس سے زمین شق ہو گئی ہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ عثمان ماچھی ذکر کرتا تھا۔ کہ ایکدفعہ اسکا باپ کہین جا رہا تھا اچانک نہایت سخت زلزلہ آیا۔ اور اس سے زمین شق ہو گئی۔ اور اسکا باپ اس گڑھے مین گر پڑا اور ہمراہیون نے ہرچند زمین کو کھودا۔ کہ اسکی لاش نکالین۔ مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ اَللّٰھُمَّ

اِحفَظنَا مِن کُلِّ بَلَاءِ الدُّنیَا وَالاٰفَات ✢ ✢ ✢ ✢

دیگر۔ بروز چہارشنبہ دوئم ربیع الاول سنہ مذکور پھر دربار منعقد ہوا۔ کمترین گرمی کیوجہ سے حضرت غریب نواز کے اوپر دستی پنکھا ہلا رہا تھا۔ اتنے مین ایک شخص مسمّی احمد علی سکنہ میانوالی نے پنکھا میرے ہاتھ سے لے لیا۔ اور وہ ہلانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد احمد علی مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز مین موجودہ ملازمت معلمی سے تنگ آیا ہون۔ دعا فرماوین۔ کہ خدا نوکری سے جان چھڑائے۔ اور کوئی اور ذریعہ معاش ہوئے۔ اور نامبردہ اس گذارش کیوقت آبدیدہ تھا۔ پس آپنے اسکو تسلی دی اور فاتحہ خیر کیلیئے دونو ہاتھ اُٹھائے۔ اور بعدہ فرمایا۔ کہ نماز عشا کے بعد سو بار سورہ الم نشرح ورد کیا کرو۔ اگر خداوند کریم نے چاہا۔ تو تقصیر معاف ہوجاویگی۔ کچھہ دیر کے بعد احمد علی نے جرأت پاکر عرض کی۔ کہ غریب نواز! میانوالی مین ایک وہابی ہے۔ جو کہ کہتا ہے۔ کہ شیطان تو کوئی بھی نہین آپ

Marfat.com

استفسار فرمایا۔ کہ اسکا نام کیا ہے۔ احمد علی نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! اسکا نام فیروز الدین ہے حضور نے فرمایا۔ کہ وہ سچ کہتا ہے۔ کیونکہ شیطان کو جب یقین ہو جاتا ہے۔ کہ فلان شخص تو میری مانند ہے۔ تو اسکے پاس ایکدفعہ بھی پھر انہین بہندا۔ پس اسکو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شیطان ہے۔ ہان جسمین صلاحیت ہے۔ تو ابلیس اسکی اغواءمین کوشش کرتا ہے۔ اسواسطے وہ شخص ضرور ابلیس کا وجود تسلیم کرتا ہے۔

دیگر۔ بروز شنبہ پنجم ربیع الاول نماز ظہر کے بعد سعادت صحبت حاصل ہوئی۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اور حبیب علی شاہ رخصت لینے کیلئے حاضر خدمت تہا۔ جب آپ تلاوت سے فارغ ہوئے۔ تو شاہ مذکور سے پوچھا۔ کہ شاہ جی! البس جاتے ہو۔ انہون نے عرض کی۔ ہان غریب نواز رخصت فرماؤ۔ اسکے بعد آپنے یہ حکائیت (بظاہر بے تقریب) بیان فرمائی۔ کہ حضرت مولٰنا فخر الحق والدین کی عادت مبارک تھی۔ کہ زیارت مشائخ کیواسطے انہون نے روز مقرر کر رکھے تھے چنانچہ شنبہ خواجہ قطب صاحبؒ کی زیارت کو اور چہارشنبہ زیارت حضرت سلطان المشائخ۔ اور پنجشنبہ حضرت چراغ دہلوی رضؓ کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے۔ ایکدفعہ بادشاہ حضرت مولٰنا صاحب کو نہیں ہمراہ لیگیا۔ اسکے بعد کسی شخص نے دیکھا۔ کہ حضرت مولٰنا صاحب اپنے معمول کے برخلاف زیارت مشائخ کیلئے جاتے تھے۔ پس اس نے سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ایکدفعہ بادشاہ مجھکو اپنے ساتھ کسی جگہ لے گیا تھا۔ اب جبر نقصان یعنی تلافی مافات کے لئے ایسا کرتا ہون۔ اسکے بعد آپ نے یہ حکائیت بھی بظاہر بے تقریب استفادہ فرمائی۔ کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیکون اولیا خدا دے تان ڈھو۔ پس خواجہ حسن بصری نے جواب مین فرمایا۔ کہ اولیا در کوہ ہستند ودین در کتب است ✤ آپنے جب یہ دو حکائتین فرمائین۔ تو حبیب علی شاہ مرخص ہوا۔ اور آپ بنگلہ شریف سے باہر تشریف لیگئے ✤

دیگر۔ اسی روز نماز عصر کے بعد پھر دربار منعقد ہوا۔ ایک شخص آکر قدمبوس ہوا۔ اور اسکی عادت تھی۔ کہ ہر بار جو حضرت غریب نواز کی خدمت مین آتا تہا۔ قدمبوس ہوتا تہا۔ الغرض جب وہ قدمبوس ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ بابا ہر وقت ٹھیک نہین ہے۔ بلکہ بروز قدوم و بروز روانگی فقط۔ اسکے بعد حضرت رسول مقبول صلعم (روحی فداہ) کے انتقال پر ملال کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ آپنے مولوی

Marfat.com

خدا بخش جی سے پوچھا۔ کہ اکثر روایات متعلق وفات کون سی تاریخ کے متعلق ہین۔ پس مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ اکثر روایات گیارہوین اور بارہوین تاریخ (ماہ ربیع الاول) کے متعلق ہین۔ اسکے بعد مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔ **حضرت غریب نواز**..... کیا کوئی روایت حضرت ابی بکر صدیق یا حضرت عمر فاروق یا حضرت علی المرتضےٰ سے بھی ہے۔

مولوی..... یہ ایک بڑا بھاری صدمہ تھا اس سبب سے تاریخ انتقال کی تعین نہین ہوئی۔

حضرت..... جو واقعہ عظیم ہوتا ہے۔ تو وہ بوجہ احسن یاد رہتا ہے۔ چنانچہ تاریخ صدمہ امام حسینؑ ہر ایک کو معلوم ہے۔ کہ تاریخ نہم شربت شہادت پی۔ اور تاریخ دہم کو مدفون ہوئے۔ اور لوگ ہر سال محرم مین قیامت قایم کرتے ہین۔ آخر کونسی وجہ ہے۔ کہ تاریخ عُرس مبارک مقرر نہین۔

مولوی۔ اسوقت مین رسم کتابت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے تاریخ عُرس مبارک حضرت صلعم مین اختلاف ہوا۔ **حضرت غریب نواز**۔ اگر کتابت کی رسم نہ تھی۔ تو قرآن شریف کیونکر لکھا جاتا تھا۔ **مولوی**۔ تاریخ لکھنے کی رسم نہ تھی۔ نہ کہ بالکل لکھنے کی۔ **حضرت غریب نواز**۔ اگر تاریخ لکھنے کی رسم نہ تھی۔ تو تاریخ ہجرت تاریخ شق صدر و تطہیر قلب کسطرح لکھی گئی ہے۔ **مولوی**۔ ہجرت مین خوشی تھی۔ اسواسطے یہ خبر خوشی کی تحریر ہوئی۔ اور وفات صدمہ عظیم تھا۔ اسواسطے واقعہ نہ لکھا گیا۔ **حضرت غریب نواز**۔ اگر ہجرت مین خوشی تھی۔ تو اہل مدینہ کی نہ کہ مکہ معظمہ کیواسطے **مولوی**۔ غریب نواز ہجرت کے وقت کوئی مسلمان مکہ معظمہ مین نہ تھا۔ سب ہجرت کر گئے تھے۔ فقط ایک حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ رہ گئے تھے۔ پس ہجرت کیوقت حضرت صدیق کو تو ہمراہ گئے۔ اور حضرت علیؓ وہین رہے۔ اور جسوقت رسولؐ شہر مکہ سے باہر نکلے۔ تو آپ آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے شہر تو مجھ کو نہایت عزیز تھا۔ اگر میری قوم مجھے یہان سے باہر نہ کرتی مین ہرگز نہ جاتا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا۔ کہ آپ نے کیون نہ دعا مانگی کہ یا الٰہی مجھکو اس شہر سے نہ نکال۔ اور اس قوم کو غرق کر دے۔ اسپر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ پھر آپنے خود فرمایا۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ مین نے سنا ہے۔ کہ تاریخ وفات آنحضرت صلعم بموجب روایات معتبرہ دوم ربیع الاول ہے۔ اسکے بعد اور بھی کچھ گفتگو ہوئی تھی۔ اتنے مین محمود خان تنگوانی قدمبوس ہوا۔ اور آپ اسکے ساتھ گفتگو فرمانے لگے۔

دیگر ۔ ماہ ربیع الاول بروز دوشنبہ نماز عصر کے بعد دربار منعقد ہوا۔ آپ بنگلہ مقابل خانقاہ شریف میں نشست فرماتے تھے۔ کہ دریا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضور غریب نواز نے فرمایا۔ کہ جو ہوتا ہے۔ حکم الٰہی سے ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ حکایت استفادہ فرمائی۔ کہ حاجی خان ذکر کرتا تھا کہ ایکدفعہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ دریائے چناب میں کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور دریا بڑے زور سے کنارہ کو گرا رہا تھا۔ خواجہ صاحب کشتی میں کئی دفعہ اٹھے۔ اور پھر بیٹھ گئے۔ ہم نے عرض کی۔ کہ دریا زمین ڈہا (گرا) رہا ہے۔ اور آپ کسواسطے چند بار اُٹھے۔ اور بیٹھ گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ خدا کا حکم یہی ہے۔ کہ آگے آگے فرشتہ چلتا ہے۔ اور زمین پر لکیر لگا دیتا ہے۔ اور اس کے پیچھے بلدار ہیں۔ کہ برابر زمین کو گراتے چلے جاتے ہیں۔

دیگر ۸ ربیع الاول بروز شنبہ دولت صحبت حاصل ہوئی۔ مولوی خدا بخش صاحب بھی حاضر خدمت تھے۔ اور چند اور آدمی بھی بیٹھے تھے۔ حضرت غریب نواز نے مولویصاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ موضع بوہڑ کے باشندوں کا مقدمہ آپنے سنا ہے۔ مولویصاحب نے عرض کی۔ جی ہاں حضور! سُنا ہے۔ آپنے فرمایا۔ افسوس ہے۔ کہ اس سے پہلے شرع میں اختلاف نہ تھا۔ اب شرع میں بھی لوگوں نے اختلاف ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ کہ ایک شخص مُلّا سے فتوے لکہاتا ہے۔ اور دوسرا ملّا اسکی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ ایک جُلاہے نے مولوی عبد الرزاق سے فتویٰ لکہایا ہے۔ اور ایک دوسرے جُلاہے نے اسکے برخلاف بغلانی کے کسی خبیث ملّا سے فتوے لکہایا ہے۔ اور یہ بھی سُنا گیا ہے۔ کہ مولوی علی گوہر بھی یہی کہتا ہے۔ جیسا کہ بغلانی والا ملّا نے کہا ہے۔ اتفاق سے مولوی علی گوہر صاحب بھی بیٹھے تھے۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کہ کیوں صاحب کسطرح ہے۔ مولوی علی گوہر صاحب نے عرض کی۔ کہ ہاں حضور وہ ایسا ہی کہتا تہا۔ آپنے پوچہا۔ کہ شرع میں اسکا قول (فتوی لکھوانیوالیکا) مقبول ہے؟ مولوی علی گوہر خاموش ہوگئے۔ اور آپنے اسکے بعد فرمایا۔ کہ عجب زمانہ ہے۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میں بڑا مولوی بن جاؤں۔ خواہ ایمان ہی رخصت ہوجائے۔ اور آپنے ان الفاظ کو کئی دفعہ دہرایا۔ مجمع میں سے کسی نے کچھ عرض کی۔ کہ حضرت غریب نواز نے تیز ہو کر اس واقعہ کی تشریح فرمائی کہ محمد یار سکنہ بوہڑ نے بیان کیا ہے۔ کہ موضع بوہڑ میں دو جلاہوں میں امامت مسجد کے متعلق نزاع ہوا ہے۔ اور یہ نزاع حُکام تک پہنچا ہے کسی بھلے آدمی نے انکو کہا۔ کہ ایسا مقدمہ

Marfat.com

حکام تک کیون لیگئے۔ شرع محمدی کے بموجب قاضی کے پاس کیون نہ فیصلہ کرایا۔ ایک جولاہے نے جواب دیا۔ شریعت تان کہوتی ہے لتّاں مریدی ہے۔ (جولاہون کی عقل مشہور ہے۔ مولف) پس اسکے مخالف نے یہی الفاظ جاکر مولوی عبدالرزّاق سکنہ بنڈی کو جاکر سُنائے۔ اور اس کہنے والے جولاہے کی تکفیر کا فتوے لکہا لایا۔ اور کہنے والا شخص یعنی اوّل الذکر جولاہا موضع بغلانی مین گیا۔ اور ایک مُلّا سے لکہواکر لایا۔ کہ یہ شخص ان کلمات کے کہنے سے کافر نہین ہوا۔ بلکہ اسکا مکفر خود کافر ہے۔ حضرت غریب نواز نے اس حکایت کو یہان تک ختم کیا۔ اور بعدہ یہ فقرہ پھر فرمایا کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ کہ مین بڑا مولوی ہوجاؤن۔ خواہ ایمان سے مبرّا اور معرّے بھی ہوجاوے۔ اسکے بعد یہ حکایت استفادہ فرمائی۔ کہ موضع بنڈی مین ایک جلاہا تہا۔ اور وہ فال ڈالتا تہا۔ اور کسیکی کوئی چیز گم ہوجاتی۔ تو جاکر اُس سے پوچہتے۔ اور وہ بتادیا کرتا تہا۔ عثمان موچی کا ایک دفعہ قرآن مجید کسی نے اُٹہا لیا۔ اور نامبردہ اسکے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ فال ڈال کر مجہے ٹھیک بتاؤ کہ میرا قرآن مجید کہان ہے۔ جُلاہے نے بتایا۔ کہ فلان کے گھر فلان جگہ فلان فلان اشیا کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ جلدی جا۔ ایسا نہ ہو وہان سے کوئی اُٹھا لیوے۔ اور اتفاق سے جب عثمان موچی اس کے کہنے کے بموجب اسجگہ گیا۔ تو جیسا کہ اس نے کہا تہا۔ ویسا ہی دیکہا۔ مگر وہان قرآن مجید موجود نہ تہا۔ اور موچی مذکور نے جناب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کیخدمت مین گذارش کی۔ کہ غریب نواز فلان شخص نے میرا قرآن مجید اُٹہا لیا ہے۔ اور وہ نہین دیتا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میان تجھکو کسطرح معلوم ہوا کہ تیرا قرآن مجید فلان شخص نے اُٹھا لیا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ قبلہ! بنڈی مین ایک جُلاہا ہے۔ وہ ہرگز دروغ نہین بولتا۔ اُس سے مین نے قرآن مجید کی فال کرائی ہے۔ اور اُس نے فلان شخص کا پتہ دیا ہے اور بتایا ہے۔ کہ فلان جگہ فلان اشیا کے اوپر رکہا ہوا ہے۔ اب مین فلان شخص کے گھر گیا ہوا ہون۔ اور تو سب چیزین وہان موجود ہین۔ مگر میرا قرآن مجید وہان سے اُٹھا لیا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یار و اگتین تان ایہو جہین شخص کون حاکم ڈھک سکتیندی ہن (یعنی پہلے تو ایسے آدمیون کو حکام قید کردیتے تھے۔) اسکے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ دو تین دن نہ ہوئے تھے۔ کہ وہ بافندہ قید ہوگیا۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ اُس نے ایک گروہ کو کہا تہا۔ کہ فلان قبرستان مین ایک خزانہ گڑا ہے۔ پس اُن لوگون نے اُسکی بات پر اعتبار کرلیا۔ اور لگے

Marfat.com

قبرستان کو کھودنے۔ مگر وہان کچھہ بھی نہ ملا۔ اہل گورستان نے عدالت مین جاکر عرضی دی۔ کہ فلان جماعت نے ہمارے قبرستان کو کھودا ہے۔ اور قبرون کی ہتک کے علاوہ خزانہ بھی نکال لیا ہے۔ حُکام نے تحقیقات شروع کی۔ اول اول تو مدعا علیہم نے انکار کیا۔ مگر آخر انہون نے اس امر کا اعتراف کیا کہ فی الواقع قبرستان تو انہون نے کھودا ہے۔ مگر خزانہ وغیرہ تو کوئی نہین ملا۔ حاکم نے پوچھا۔ کہ تم کو کس نے کہا تھا۔ اس پر انہون نے ظاہر کیا۔ کہ فلان بافندہ نے جو بڑا رمّال ہے۔ کہا تھا۔ اور ہم نے اسکی بات پر باور کر کے یہ ناجائز اور ناپسندیدہ فعل کیا ہے۔ اسیطرح سے اس نجومی کو حاکم نے گرفتار کیا۔

آپ نے اس حکایت کے اختتام کے بعد یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔ کہ جن دنون یہان پنڈت حاکم تھا۔ [نام تو معلوم نہین ہے مگر دہاقین سنگھہ اُسے پنڈس کے نام سے ابتک یاد کرتے ہین ملخص] تو اُس نے حکم جاری کیا۔ کہ ہر ایک قوم مین ایک ایک شخص منصف مقرر ہووے۔ اور اس قوم کے جو معمولی مقدمات ہون وہ فیصلہ کیا کرے۔ ایکدفعہ قوم ہوتانی کا ایک مقدمہ پیش ہوا۔ اور پنڈت نے احمد یار ہوتانی کو بلا کر کہا۔ کہ تو منصف مقرر کیا جاتا ہے۔ اور اس مقدمہ کا فیصلہ بھی تجھے کرنا ہوگا۔ احمد یار خان نے کہا۔ کہ مین تو ہرگز منصف نہین ہونگا۔ اور ہرگز فیصلہ مقدمات نکرونگا۔ پنڈت نے کہا۔ کہ فقط یہ مقدمہ فیصلہ کرنا ہوگا۔ احمد یار نے پھر وہی کہا۔ کہ مین تو ہرگز مقدمہ فیصلہ نہ کرونگا۔ پنڈت جھنجھلایا اور کہا کہ مین تجھسے ہی فیصلہ کراؤنگا۔ شاید تو مجھکو اپنی کلاہ قادری سے ڈراتا ہے۔ مین تیری اس ٹوپی پر جوتی مارونگا اور جبراً فیصلہ کراؤنگا۔ احمد یار خان نے اپنی ٹوپی اُتار کر آگے رکھدی اور کہا۔ کہ خواہ تو جوتی اس پر مارے۔ اور خواہ سر پر مارے۔ تو سر بھی حاضر ہے۔ مگر مین منصف تو ہرگز نہین ہونگا۔ پنڈت اس پر ہنس پڑا۔ اور کہا کہ شاباش۔ تجھہ مین ضرور حبۂ ایمان ہے۔ اور ساتھہ ہی محررون کو حکم دیا۔ کہ نوٹ کر لو۔ کہ احمد یار خان کو ہرگز منصف بنانیکی تکلیف نہ دیجاوے۔ حضرت غریب نواز نے یہ حکایت تمام فرمائی۔ اور نماز شام کے واسطے مجلس برخاست ہوئی۔

دیگر۔ نہم ماہ مذکور بعد نماز عصر مجلس عالیہ مین بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے یہ حکایت ظاہرا بے تقریب بیان فرمائی۔ کہ ایکدفعہ یہان بازیگر آئے تھے۔ اور یہ کھیل کیا تھا۔ کہ لمبی لمبی لکڑیان اپنے پاؤن مین باندھ لی تھین۔ اور ایک اور بڑی لکڑی ہاتھ مین لیکر اُن لکڑیونکے پاؤنپر چلتے تھے۔ اور اُن کی ٹانگین بہت بڑی معلوم ہوتی تھین۔ غرضیکہ جب وہ بازی وغیرہ کر کے واپس گئے۔ تو سُنا گیا

Marfat.com

کہ فلان شخص جو ہمارا مزارعہ ہے۔ اسکی دونو ٹانگین ٹوٹ گئی ہین۔ اس بات کے سُننے سے بڑا رنج ہوا۔ کیونکہ وہ شخص بڑا کارکُن اور غریب تھا۔ اور جوان تنومند تھا۔ جب اسکو چارپائی پر اُٹھا کر علاج معالجہ کیواسطے یہان لے آئے۔ تو حال دریافت کیا گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ اس نے بھی بازیگرون کی نقل کرنی شروع کی تھی۔ اور ارادہ کیا تھا۔ کہ روزمرہ کی پریکٹس سے بازیگرون کیطرح وہ اس فن مین ماہر ہو جاوے چنانچہ پہلے چھوٹی لکڑیان استعمال کین۔ اور دیوار کے سہارے سے اُن پر چڑھتا۔ اور دو چار قدم دیوار کو پکڑ کر چلتا۔ آخر دو بڑی لکڑیان لین۔ اور اس خیال پر کہ اس طرح چلنے سے بہت جلدی فاصلہ طے ہوتا ہے۔ اور علاوہ اسکے ایک خوش کرنیوالا ہنر ہے۔ وہ بڑے شوق سے اُن لکڑیون پر عجیب کھیل کرنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور دیوار کے سہارے دونو لکڑیونکو کھڑا کیا۔ اور ایک شخص کو ابتداءً مدد کیواسطے بلایا۔ کہ فقط وُہ ان لکڑیون پر چڑھنے مین استمداد کرے۔ مگر جونہی کہ وہ غریب ان لکڑیون پر چڑھا۔ اور چاہا کہ قدم اُٹھائے۔ دہم سے نیچے گرا۔ اور بمجرد اسکے گرنے کے دونو ٹانگون کو ضرب شدید لگی۔ اسکے بعد آپ نے بیان فرمایا۔ کہ بہت دیر تک اسکا علاج معالجہ ہوتا رہا۔ تب کہین اسکو تندرستی حاصل ہوئی اسکے بعد مولوی خدابخش صاحب سے آپنے استفسار فرمایا۔ کہ کیون مولوی جی وہ پائے چوبین والا بیت کسطرح ہے۔ مولوی مذکور نے کہا۔ ع

پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود	

آپنے ان الفاظ کو مکرر فرمایا۔ سخت بے تمکین بود۔ یعنی اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ پس مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! یہ شعر مولانا روم قدس اللہ سرّہٗ نے مولٰنا فخرالدّین رازی کے نسبت فرمایا ہے۔ اسکے بعد مولٰنا فخرالدّین رازی کے اوصاف کا بیان شروع ہوا۔ مولوی خدابخش نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! مولٰنا فخرالدّین اہلسنت مین سے ہے۔ اور سب فرقون کی اُس نے تردید کی ہے تھوڑی سے ذکر کے بعد مولوی خدابخش نے مندرجہ ذیل حکایت بیان کی۔ کہ ابتدا مین مولٰنا فخرالدّین رازی شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ کیخدمت والا مین حاضر ہوئے۔ اور انکی استدعا پر شیخ صاحب نے چند ورد فرمائے۔ فخرالدین صاحب نے انکا معمول کیا۔ چند روز کے بعد پھر شیخصاحب کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آکر پوچھا۔ کہ جناب شیخصاحب میرے سینہ مین جو آواز آتی ہے۔ یہ کیسی ہے۔ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میان تو اپنا کام کرتا رہ۔ تیرا اس سے کیا؟ یعنی تو اپنے ورد کو نہ چھوڑ۔ مولٰنا فخرالدین نے عرض کی۔ کہ

Marfat.com

میرے دل مین طرح طرح کے شکوک ہین - کہ یہ آواز کیسی ہے - مہربانی کرکے اصلی وجہ بیان فرمائیے - تاکہ اطمینان خاطر ہو - شیخ نجم الدین صاحب کبری نے فرمایا - کہ تیرے سینہ مین نقوش علم ہین - اور فرشتے انکو مٹاتے ہین - تاکہ یہ علم محو ہوجاوے - اور پھر خداوند کریم تمکو ایک ایسا علم بخشیگا - جو اس علم سے بہتر اور برتر ہوگا - اور یہ علم بھی پھر عطا ہوگا - امام فخر الدین نے عرض کی - کہ شیخ صاحب یہ علم یقینی ہے - اور اس دوسرے علم کا حصول احتمالی ہے - یقین کو احتمال کیواسطے چھوڑنا اچھا نہین معلوم ہوتا پس اس ورد کو چھوڑدیا - **القصہ** ایکدن شیخصاحب مذکور یعنی شیخ نجم الدین کبری وضو کررہے تھے - اور وضو کرانیوالا امام فخر الدین صاحب رازی کا شاگرد تھا - شیخصاحب نے اس شاگرد سے کہا - کہ آج تمہارے اوستاد اور شیطان کے درمیان لڑائی ہے - امام صاحب کے شاگرد نے فوراً کہا - کہ ضرور میرے اوستاد کو فتح حاصل ہوگی - اور شیطان شکست یاب ہوگا - جب شیخ صاحب نے سبب پوچھا - تو اس لڑکے نے کہا - کہ چونکہ میرے اوستاد مکرم اس دروازہ پر صدق دل سے ایکدفعہ آئے ہین - اسواسطے انکو ضرور فتح ہوگی (فقط آپکے توسل سے) جب مولوی خدابخش نے یہ حکایت اسقدر بیان فرمائی - تو حضرت غریب نواز آبدیدہ ہوگئے - اور زبان مبارک سے فرمایا - مولنا فخر الدین رازی کے شاگرد نے کیا عمدہ جواب دیا ہے - مولوی خدابخش نے اس بات پر اپنی حکایت ختم فرمائی - کہ مولنا فخر الدین رازی شیخ نجم الدین صاحب کبری کی مدد سے ایمان سلامت لیگئے - تھوڑی دیر کے بعد مجلس برخاست ہوئی - مولانا فخر الدین رازی نے جو احسان اسلام پر کئے ہین - وہ محتاج تشریح نہین - آپنے ہی فلسفہ سے اسلام کو ثابت کیا - اور غیر مذاہب کے جو فضول اعتراضات اسلام پر ہوئے ہین - ان کا اس عمدگی سے رد لکھا ہے - کہ آجتک کسی نے نہین لکھا - آپ کا اور مولنا امام محمد غزالی کا نام قیامت تک بوجہ علمی تصنیفات کے مشہور رہیگا -

دیگر - ۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور بروز آدینہ غلام کو دربار عالیہ مین بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا - حضرت غریب نواز روضہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے - اور کمترین روئے مبارک کے مقابل بیٹھا تھا آپنے مولوی خدابخش سے پوچھا - کہ پنج روزے ہزار سالی جو مشہور مین - انکی نسبت حدیث شریف مین روایت ہے یا نہین - (حدیث مین آیا ہے یا نہین) مولوی مذکور نے عرض کی - کہ ہان غریب نواز آپ نے استفسار فرمایا - کہ حدیث صحیح مین ہے - یا مختلف فیہ مین - اسکے جواب مین مولوی مذکور نے

Marfat.com

عرض کی کہ غریب نواز تفسیر مدارک مین ان روزون کا ذکر ہے۔ اور جب صاحب مدارک نے لکھا ہے توضرور صحیح ہین۔ آپنے پوچھا۔ کہ تفسیر مدارک کس کی تصنیف ہے۔ مولوی نے عرض کی مفتی الثقلین صاحب کنز الدقایق کی تصنیف ہے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب رزقہ اللہ رضا شیخہ فی الدارین نے گذارش کی کہ اہل تفاسیر مین سے فقط یہی صاحب مدارک حنفی ہین۔ باقی جملہ مفسر شافعی المذہب تھے حضرت غریب نواز نے مولوی سے دریافت فرمایا۔ کہ کون کون سے روزے ہزارسالی ہین۔ مگر لوگون کو یاد نہ تھے۔ انہون نے عرض کی۔ کہ ہمکو یاد نہین ہین۔ کہ اتنے مین حافظ نکا (حافظ محمد ٹھیکروالہ) نے عرض کی۔ کہ غریب نواز یہ چند ابیات ہین۔ جن مین ان روزون کا نام ہے۔ حضرت غریب نواز نے نامبردہ کیطرف توجہ فرمائی اور حافظ نکا نے یہ شعر پڑھکر سنائے۔ حافظ مذکور کی آواز اونچی نہ تھی۔ مولوی خدا بخش صاحب اونچا پڑھکر سُناتے جاتے تھے۔ س ۵

زنقل مدارک عیانست گنج	کہ روزہ ہزار ایست درسال پنج
یکم بست و دوم محرم شمر	امامت دران حضرت نامور
ربیع اولین دو بدہ شد تمام	وفات پیمبر علیہ السلام
دگر بست و ہفتم زماہ رجب	دران بود معراج شاہ عرب
دگر بست و پنجم بذی القعد ماہ	بنا کعبہ شد دران سازگاہ
دگر ہشتدہم ماہ ذالحجہ دان	مرتب شدہ کعبۂ مومنان

ہزاری روزہ

گویا۔ ۲۲ محرم ۱۲ ربیع الاول ۲۷ رجب ۲۵ ذی العقد ۱۸ ذالحجہ۔

اسکے بعد آپنے دریافت فرمایا۔ کہ آیا تفسیر میں بھی احادیث ہوتی ہین۔ مولوی خدا بخش نے عرض کی۔ کہ ہان غریب نواز۔ تفسیر معتبر زیادہ اور افضل وہ ہے۔ جسمین بہت احادیث ہون اسپر حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ قرآن شریف کو پیغمبر علیہ السلام کے سوا کسی نے پورا پورا نہین سمجھا ہے اور احادیث آئمہ علیہم السلام کے ماسوا کسی کی سمجھہ مین بخوبی نہین آتین۔ پس ہمکو تو آئمہ علیہم السلام کی پیروی ضروری ہے اور انکی متابعت فرض ہے۔ اسی سلسلہ مین مولوی خدا بخش نے امام بخاری اور امام ابو حفص کبیر کے متعلق گفتگو کا سلسلہ آغاز کیا۔ کہ امام ابو حفص علیہ الرحمۃ امام بخاری کو ہمیشہ فتوائے دینے سے منع کرتے تھے۔ اور فرماتے۔ کہ یہ تمہارا کام نہین ہے۔ آپ روایت حدیث

Marfat.com

سمجھیے۔ مگر امام بخاری صاحب اپنے آپ کو مجتہد تصور کر کے برابر فتوے دیا کرتے۔ اور باز نہ آتے ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کسی نے آکر پوچھا۔ کہ دو لڑکے جو کہ ایک بز کے پستان سے دودھ پئیں۔ ایکدوسرے پر حرام ہوتے ہین یا نہ۔ امام بخاری نے تو حدیث پڑھ دی کہ جب دو لڑکے ایک پستان سے دودھ پئین۔ وہ ایک دوسرے پر حرام ہوجاتے ہین۔ اسوجہ سے فتوے دیا۔ کہ ہان حرام ہین۔ رفتہ رفتہ یہ خبر امام ابو حفص اور بادشاہ کے کانون مین پہنچی۔ امام ابو حفص نے فرمایا۔ کہ امام بخاری نے غلطی کی۔ ایک ہی پستان سے مراد پستان انسان تھے۔ نہ کہ پستان حیوان۔ بادشاہ نے انکو ایذا دی۔ اور شہر سے باہر کئے گئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ امام بخاری صاحب نے رجوع نہ فرمایا ہوگا۔ مولوی خدا بخش نے بھی عرض کی۔ کہ ہان حضور رجوع نہین فرمایا۔ اسواسطے غلطی ہوگئی۔

دیگر۔ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول سنہ مذکور پھر دربار منعقد ہوا۔ حضرت غریب نواز مولوی خدا بخش صاحب سے اصحاب رسول صلعم کے عرس کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔ اور ساتھ ہی مدت خلافت کے متعلق سوال و جواب ہوتے کہ اتنے مین حضرت غریب نواز نے پوچھا۔ کہ آپنے جو حدیث پڑھی ہے۔ کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ مولوی خدا بخش نے عرض کی۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ اس مدت مین ظلم کم ہوگا۔ اور بعد تیس سال کے ظلم شروع ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ کہ کیا حضرت عثمان غنی رض اور حضرت علی مرتضے کی شہادت کوئی تھوڑا ظلم ہے۔ کہ انکو بگناہ شہید کیا گیا۔ مولویصاحب نے عرض کی۔ کہ غریب نواز میری مراد یہ ہے۔ کہ خلیفہ ظالم نہ ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ کہ نہین اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ تیس سال تک خلفائے اعلائے کلمۃ الحق کیواسطے خلافت کا بوجھ اُٹھائینگے۔ نہ کہ دُنیا کی رغبت اور حکومت کی اُمنگ کیواسطے۔ اور اسکے بعد رغبت دُنیا کیواسطے طالب خلافت ہونگے۔ اور اصلی خلافت نہ رہیگی۔ اسکے بعد مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ حضرت رسولکریم صلعم کی وفات حسرت آیات پر حضرت ابو بکر صدیق نے بہت اظہار رنج کیا۔ اور جب تک زندہ رہے۔ انکے اندر فراق کی آگ لگی رہی۔ اور اس سے پگھلا گئے۔ شاید دل کا غم اور سوز اگر باہر نکالا جاوے۔ تو کچھ تسکین ہوجاتی ہے۔ آپنے بھی اس امر کی تصدیق فرمائی۔ کہ فی الواقع تسلی پیدا ہوتی ہے۔ اور آپنے یہ دو شعر اس موقع پر زبان مبارک سے فرمائے۔ ۵

Marfat.com

حافظا در عشقبازی کم ز زن ہندو مباش	او برائے مردہ سوزد زندہ جانِ خویش را
آشکارا سوختن این شیوۂ ہندو زن است	مرد عاشق آن بود پنہان بسوزد خویش را

راقم الحروف کی التماس ہے۔ کہ اگرچہ بیت اول مین بجائے کلمۂ آو کلمہ گو اور ثانی بیت مین بجائے پنہان بسوزد۔ سوزد پنہان ہے۔ مگر چونکہ حضرت غریب نواز نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اسواسطے انہی کے فرمانے کے موجب ویسا ہی لکھا گیا۔ الغرض آپنے اِن شعرونکو دوبارہ پڑہا۔ اور پھر یہہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اخبار مین لکھا ہے۔ کہ ایک ہندو (میرٹھ مین) نزع کیحالت مین تہا اسکی عورت نے تسلی کے طور پر اسکو کہا۔ کہ خبردار غمگین نہ ہو۔ مین فوراً تیرے پاس پہنچونگی۔ الغرض یہ بات کہکر اسکے پاس سے چلی آئی۔ اور ایک کوٹھڑی مین جاکر غسل کرکے مٹی کا تیل لینے اوپر ملا۔ اور ایک تختہ پر لمبی پڑ رہی۔ اور خود بدن مین آگ لگادی۔ انکا ایک متبنّٰی تھا جب وہ تلاش کرتا ہوا وہان آیا۔ تو دیکھا۔ کہ وہ تو جلکر کوئلہ ہوگئی ہے۔ اور جب اُسکے شوہر کے پاس پہنچا۔ تو وہ بھی مرچکا تہا۔ قیاس ہے۔ کہ دونو کی روح ایک ہی دفعہ نکلی۔ آپنے صرف اتنا بیان فرمایا۔ اور بعدہ نماز شام کے واسطے دربار برخاست ہوا +

دیگر۔ دوسرے روز پھر غلام کو دربار عالیہ مین بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے یہ دو حکایتین ارشاد فرمائین (۱) کہتے ہین۔ کہ ایک عورت مرگئی جب اسکو دفن کیا گیا۔ تو منکر نکیر آئے۔ اور حسب معمول سوال کیا مَنْ رَّبُّكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ۔ تو اُس بڑھیا نے جواب دیا۔ کہ اے فرشتگان خدا مجھ عاجزہ کیطرف سے بجناب رب العزت عرض کرو۔ کہ اے قادر مطلق رحیم وکریم تو سارے جہان کا مالک ہے۔ اور مجھ جیسی غریب جیسے لاکھون بلکہ کروڑون بندگان رکھتا ہے۔ آپنے باوجود اس سلطنت کبریٰ کے اس بڑھیا ناکارہ کو فراموش نہین فرمایا۔ بلکہ پُرسندگان کو مقرر فرمایا ہے۔ بھلا مین ضعیفہ جو اسوا آپ کی ذات عالیہ کے کوئی خدا نہین رکھتی۔ آپ کو فراموش کرونگی۔ کہ آپ نے فرشتگان کو میرے اوپر مامور کرکے جواب طلب فرمایا ہے + (۲) ایک اور عورت کا ذکر ہے۔ کہ بعد مرنیکے جب اُس سے سوال کیا گیا۔ کہ تو دُنیا سے کیا لائی۔ تو وہ زار زار رونے لگی۔ فرشتون نے دریافت کیا۔ کہ رونیکا کیا سبب ہے۔ تو اُس نے جواب مین یہ گذارش کی۔ کہ مین دُنیا مین گداگری کرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ خداوند تجھکو سیر کریگا۔ اب یہان سے بھی مجھے سے

سوال کیا جاتا ہے۔ کہ تو دنیا سے کیا لائی ہے۔

دیگر۔ شام کو پھر دربار منعقد ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مولوی دیدار بخش صاحب ذکر کرتے تھے۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی عملداری تھی۔ اور مین اتفاق سے اِن دنون لاہور گیا ہوا تھا۔ ایک مسافر نے کسی مسجد کے مینار پر کھڑے ہوکر اذان دی۔ جب سکھون نے اذان کی آواز سُنی تو مسجد کیطرف دوڑے آئے۔ اور مؤذن اِن الفاظ پر پہنچا تھا۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ وہ سکھون نے (جو اکالی تھے) کارد نکالکر اُس بیچارے کی ناک اُڑا دی۔ اور صرف اُسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اچھی طرح سے اُسکو مار اپیٹا۔ اور گرفتار کرکے رنجیت سنگھ کے پاس لیگئے۔ مگر اُس نے کوئی سزا نہ دی۔ اور کہا۔ کہ اگر تم نے سزا نہ دی ہوتی۔ تو مین سزا دیتا۔ مگر یہ سزا اُسکے واسطے کافی ہو چکی ہے۔ جب یہ ذکر مولوی دیدار بخش نے سُنا۔ تو انکو شوق پیدا ہوا۔ کہ وہ بدنصیب کون ہے۔ جسکو ایسی وحشیانہ سزا دی گئی ہے۔ غرض جمعہ کے روز جب جامع مسجد مین مولوی مذکور گئے۔ تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑے سے اپنی ناک کو باندھے ہوئے ہے۔ مین نے السلام علیکم کہا۔ اور کپڑا باندھنے کی وجہ پوچھی۔ تو اُسنے جواب دیا۔ کہ میان آپنے سُنا نہین ہے۔ مین نے کہا۔ کہ کیا تو وہی شخص ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ ہان۔ اسپر مولوی دیدار بخش نے مطائبہ کیطور پر کہا۔ تو پھر اب نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب تجھسے منکر نکیر پوچھین۔ تو کہنا۔ کہ مین اذان مین یہ کہتا تھا۔ اور یہ ناک بھی گواہی ہے۔

دیگر۔ آپنے فرمایا۔ کہ مجھکو مہاران شریف کے مطربون اور قوالون کی یہ بات بہت پسند آتی ہے۔ کہ جب کوئی اُن سے ملاقی ہوتا ہے۔ تو کہتے ہین۔ دیدار خدا و شفاعت محمدی اور ادہر یہ رواج ہے۔ کہ کہتے ہین۔ حقہ تماکو چلمی و بچہ۔

دیگر۔ شب جمعہ ماہ مذکور زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ظاہرا بے تقریب یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ہوشم بہ نگاہے بُرد جانانہ چنین باشد　　یکجرعہ حرام کرد پیمانہ چنین باشد

دیگر۔ اتفاق سے پیر بھائیون کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ آپنے فرمایا۔ کہ پیر بھائی کم ہوگئے ہین۔ اور ساتھ ہی یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔ ؎

گزشت آن کز لب ہر صاحب ہوش	ز جانان یافتی قوت از رہِ گوش

اور اس بات کو آپنے کئی بار زبان مبارک سے اعادہ فرمایا۔ اور اسکے بعد نگاہ شریف دکھلانے

Marfat.com

کیواسطے آپ تشریف لیگئے۔ اور دست مبارک اُٹھا کر آواز بلند سے فرمایا۔ کہ اے حاضرین فاتحہ خیر کہو۔ کہ خداوند کریم ہمکو اس روضہ والی کی غلامی کا افتخار بخشے۔ ہمکو نہ بہشت کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی اور چیز کی فقط اس دروازہ کی غلامی مطلوب ہے۔ سب نے ہاتھ اُٹھائے اور دعائے خیر طلب کیگئی

دیگر۔ مورخہ ۸ شوال بروز جمعہ دربار عالیہ مین بیٹھنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ کہ اتنے مین ایک شخص جو بہت دنون کا بیمار معلوم ہوتا تھا۔ آکر قدمبوس ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ غریب نواز کوئی وظیفہ یاورد فرمایئے۔ کہ خداوند کریم مجھے بیماری سے شفائے کاملہ بخشے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہر نماز کے بعد سات بار سورہ فاتحہ پڑھکر اپنے سینہ پر دم کر دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ شفا دیگا۔

جناب میان محمد الدین صاحب سیالوی مرخص ہونیکے واسطے آئے۔ آپنے مولوی غلام محی الدین ملکھڈی سے استفسار فرمایا۔ کیا آپ بھی تیار ہین؟۔ انہون نے جواب مین عرض کیا۔ کہ نہین بندہ چند روز اور خدمت اقدسہ مین رہنا چاہتا ہے۔ اس پر آپنے فرمایا۔ کہ میان محمد الدین بھلا کیون ٹھیرے جنسیت نہ پاتا ہوگا۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت استفادہ فرمائی۔ کہ ایک دفعہ حکیم جالینوس چلا آرہا تھا۔ کہ دفعتہً ایک دیوانہ اُس سے دوچار ہوا۔ اور لگا عجیب عجیب باتین کرنے۔ جالینوس حیران ہوا۔ کہ ہائین اس دیوانہ کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے۔ کہ اسطرح آکر میرے گرد ہو گیا ہے۔ خیال آیا کہ ہو نہ ہو۔ اس نے ضرور کچھ جنسیت مجھہ مین دیکھی ہے۔ جبھی تو وہ آکر اسطرح لپٹا ہے۔ سیدھا مکان پر آیا۔ اور شاگردون سے کہا۔ کہ جلدی میری فصد لو۔ کہ سودا نے غلبہ کرلیا ہے۔ کہ راہ مین مجھکو ایک دیوانہ لپٹ گیا ہے۔ اس حکایت کے بعد حضرت غریب نواز نے تقریر کو دوسرے پیرایے مین ادا فرمایا اور چند شعر بھی زبان مبارک سے بیان فرمائے۔ جو راقم کو یاد نہین رہے ہے۔ مگر یہ مصرعہ یاد رہ گیا ہے

ع لیک اپنے فخر دین کی کفش بردارون مین ہون۔

دیگر۔ ۹ شوال بروز شنبہ پھر دربار دُربار مین بیٹھنے کا افتخار حاصل ہوا۔ خانصاحب بہاول خان والی بہاولپور کے مشیر و وزیر کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ ع یہ نوبت چند روزہ ہی بجا جسکا جی چاہے اور اس مصرعہ کو آپنے کئی دفعہ مقرر فرمایا۔ جب عصر قریب ہوئی۔ تو ایک شخص عبداللہ نام سے آپنے دریافت فرمایا۔ کہ کوئی بیٹا تیرا حافظ بھی ہے۔ اس نے عرض کی۔ غریب نواز! میرا بڑا بیٹا حافظ ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ماہ رمضان المبارک مین مصلّی سنایا کرتا ہے۔ اُس نے عرض کی۔ کہ حضور!

Marfat.com

پہلے تو سُنایا کرتا تھا - اب کام کلج مین پڑ گیا ہے - اور کچھ فراموش ہی - آپنے یہ شعر پڑہا - ۵

بادہ نوشیدن وست نگردیدن سہل است ۔۔۔ چون بدولت برسی مست نگردی مردی

اور ساتھ ہی یہ حکایت استفادہ فرمائی - کہ نواب مظفر خان کے زمانہ مین ایک کاردار افغان تھا - بڑا نیک اور خوش طینت آدمی تہا - کیا ہندو کیا مسلمان سب اُسکی خوش معاملگی اور نیک سیرتی کے مدّاح تھے - اور اس سے بہت خوش تھے - ایکدن نواب صاحب نے حکم دیا - کہ تو چونکہ بڑا لائق اور ایک قابل آدمی ہے - اسواسطے ایک ضروری کام کی تکمیل کیواسطے کابل جا - اُس نے انکار تو نہ کیا مگر گھر آکر سب خویشون اور رشتہ دارون اور عوام الناس کو کہا - کہ کل مین نے نابینا ہوجانا ہے جس شخص نے مجھ سے کچھ لینا ہے - یا کچھ کہنا ہے - وہ آکر تصفیہ کرے - لوگ حیران ہوگئے - کہ یہ کیا کہتا ہے آخر اسنے اظہار کیا - کہ اسی طرح سے مجھے نواب صاحب کابل بھیجتے ہین - حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ اگرچہ وہ نابینا نہ تہا - مگر اُسنے حصولِ دولت کو نابینا ہونے کی دلیل دی +

دیگر مورخہ ۱۲ شوال بروز سہ شنبہ دربار عالیہ منعقد ہوا - میان محمد یار سکنہ بوسٹر حاضر خدمت تھا - اُس نے عرض کی - کہ احمد شاہ تحصیلدار سنگھڑ نے کنوآن کھدوانا شروع کردیا ہے - اور اسکا منشا یہ ہے - کہ جہان پہلا کنوآن تھا - اور وہ رودکوہی سے برد ہوگیا ہے - اسی کو درست کرایا جاوے - مگر اب اسکا ٹھیک موقع نہین ملتا - کوئی کہین بتاتا ہے - اور کوئی کہین - آپنے فرمایا - کہ بکریان کیون نہین بٹھائین کہ لوگ کہا کرتے ہین - جہان کنوآن ہوتا ہے - وہان بکری ہرگز نہین بیٹھتی محمد یار مذکور نے بیان کیا - کہ ایک بڑی لمبی چوڑی نالی کھود رہے ہین - تاکہ موقعہ معلوم ہو - اور پھر اُسے مرمت کیا جاوے انتہی

دیگر - اسکے بعد آپنے مولوی غلام محی الدین تکھڈی سے پوچھا - کہ آج کا تازہ واقع اور عجیب قصہ آپ نے نہین سُنا ہمارے پاس ایک خط آیا ہے - جسکا مضمون یہ ہے - "مین مولوی شمس الدین کا مرید ہون - بلکہ اُن کا ایک خلیفہ ہون - مگر اپنا نام ظاہر نہین کیا - بعدہ لکھتا ہے - کہ میان محمد الدین صاحب سیالوی جو مولوی شمس الدین صاحب کا جانشین ہے - اور تونسہ شریف مین ہمیشہ آتا ہے - اسمین چند ایسے عیوب پائے جاتے ہین - جو لائق سجادہ نشینون کے نہین ہین - آپ کو چاہیے کہ اُن کو فہمائش کرین - پھر اسکے بعد حسب ذیل عیوب کی تفصیل دی ہے (۱) گاؤن مین یا علاقہ مین جب کوئی شخص انتقال کرجاتا ہے - تو وہ خود تعزیت کیلیئے یا فاتحہ کیواسطے چلے

Marfat.com

جاتے ہین۔اس مین ایک طرح کی ہتک ہے۔اگر جانا ضروری ہو تو کسی اپنے درویش یا غلام خاص کو بھیجنا چاہیئے۔(۲) اکثر مرید جو زیارت کے لیئے آتے ہین۔باوجودیکہ انکے والد ماجد کیوقت مین بڑے عقیدتمند تھے۔مرتد ہو کر چلے آتے ہین۔اور پھر سیال شریف آنیکا نام نہین لیتے۔نہ کبھی اُنکی خاطر کیجاتی ہے۔نہ اچھی طرح اُن سے حال احوال دریافت کیا جاتا ہے۔انتہی۔حضرت غریب نواز نے فرمایا۔کہ مجھکو اس شخص کی تحریر سے بہت تعجب ہوا۔کہ ایسا بےباک کونسا آدمی ہے۔کہ اپنے آپ کو مولوی شمس الدین کا خلیفہ اور مرید ظاہر کرتا ہے۔اور پھر اُن کے فرزند پر اسطرح کے کلمات واہیات اور اتہامات لگاتا ہے مین نے عبداللہ منشی کو کہا۔کہ تو یہ خط بجنسہ میان محمد الدین صاحب کے پاس بھیجدے۔اور ساتھ ہی یہ جواب لکھدے۔اے کم نصیب یہ جو تو نے معیوب شمار کیے ہین۔یہ عیب نہین ہین۔بلکہ وصف ہین۔جو کام جائز اور بموجب سُنّت نبوی روا ہین۔تو ان مین برائی دیکھتا ہے۔فاتحہ کیلئے جانا امور مسنونہ مین سے ہے رسول صلعم بنفس نفیس تشریف لیجاتے تھے۔حیرانی ہے۔کہ تو اسکو برا بتلاتا ہے۔بھلا حضرت رسول عربی سے کس کی شان زیادہ ہوگی۔

(۳) مولوی شمس الدین کا جب انتقال ہوا ہے۔ترکہ بھی نہ تھا۔انکو چار ہزار روپے ملگئے۔جو انہون نے نصف تو اپنے والد ماجد مرحوم کی خانقاہ پر خرچ کیے۔اور حسب حیثیت مہمان نوازی اور لنگر خانہ جاری ہے۔اسکے بھائی کو جو چار ہزار روپیہ ہاتھ لگا ہے۔ابھی تک اُس نے اسے دبا رکھا ہے۔نہ وہ کبھی مسجد مین آتا ہے۔کہ نماز پڑھے۔یہ میان محمد الدین صاحب موجودہ سجادہ نشینون سے ہزار درجہ اچھا ہے کوئی خلاف شرع کام نہین کرتا۔نماز جماعت کیساتھ ادا کرتا ہے۔خیرات وغیرہ بھی بہت کرتا ہے۔اور اسکا بھائی ایک پیسہ بھی کسی کو نہین دیتا (۴) اُس نے یہ بھی لکھا تھا۔کہ میان محمد الدین جو اپنے والد کے خلیفہ کی قبر کو بوسہ دیتا ہے۔اسکا جواب یہ لکھا گیا۔کہ میان مغرور آدمی! اسمین کیا کسی کی شان کم ہوتا ہے۔بلکہ عجز و انکسار کی نشانی ہے۔اور یقین ہے۔کہ شاید میان محمد الدین ان خلفاء کا درجہ اپنے سے بڑا سمجھتا ہو۔اور اپنے سے بزرگ کی قبر کو بوسہ دینا اہل طریقت کے نزدیک ناجائز نہین ہے۔پھر اسکے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔کہ مین مکھڈ شریف گیا تھا۔تو برابر مین نے مولوی (مولوی محمد یاران صاحب) کی مزار پرانوار پر بوسہ دیا تھا۔اور ملتان شریف مین حافظ محمد جمال الدین صاحب کی خانقاہ کو بوسہ دیتا ہون۔مجھکو کونسا عیب لاحق ہو جاتا ہے۔آجکل کون سا سجادہ نشین

Marfat.com

جو آسمان کی خبرین لاتا ہے۔ اور بزرگی کے زور سے اُڑتا ہے۔ جو میان محمد الدین کے پاس نہین ہے اسکے بعد اسے تحریر کیا۔ کہ تو اپنے پیرزادہ کا گلہ کرتا ہے۔ اہل طریقت و اہل سلوک کے نزدیک منکر ٹھیرتا ہے اسکے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ یہ خط کا جواب لکھکر میان محمد الدین صاحب کے پاس بھیجا ہے کہ مہربانی کرکے کاتب خط کو تلاش فرماکر یہ جواب اسکے حوالہ کیا جاوے۔

دیگر۔ ایکدن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ انکا ایک خط ہمارے پاس آیا ہے جسمین درج ہے۔ کہ مین نے آپ کے زہد و تقویٰ کی بڑی تعریف سُنی ہے۔ اور آپ پر میرا بڑا اعتقاد اور یقین ہے۔ مہربانی فرماکر آپ کوئی دن مقرر کرکے لاہور تشریف لاوین۔ اور میری شکل صورت ملاحظہ فرماوین۔ تو اصل حقیقت آپ پر واضح ہو جاویگی۔ اگر مجھے باطل تصور فرماوین۔ تو میرے کذب و افترا کا اعلان اسوقت فرما دیوین۔ ممکن ہے۔ کہ مین تائب ہو جاؤن اور اگر مجھکو راست گو دیکھین۔ تو بھی لوگون مین الم نشرح کر دیوین کہ یہ برحق ہے۔ اسے ذلیل خوار نہ کیا جائے۔ اور اگر آپنے کوئی دن مقرر نہ فرمایا۔ اور لاہور تشریف نہ لائے۔ تو مین سمجھونگا۔ کہ آپکو راہِ حق سے انکار ہے۔ اور مین لوگون کو منع کرونگا۔ کہ کوئی شخص آپکا مرید نہ بنے۔ اور **تونسہ شریف** کوئی نہ جاوے۔ **آپنے** فرمایا۔ کہ ہمنے اسکا جواب یہ لکھا ہے۔ کہ تو بیشک لوگون کو منع کردے نہ کوئی میرے پاس آوے۔ نہ کوئی میرا مرید بنے۔ مین خدا کا دیا ہوا رزق کھاتا ہون نہ کہ مریدون کے بھروسے پر

دیگر۔ ایکدن متعدی بیماری کے متعلق ذکر شروع ہوا۔ آپنے مولوی خدا بخش صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب آپکو یاد ہے۔ کہ جب ہم جدہ شریف تھے۔ تو لوگون مین کیسی مہلک بیماری پڑی تھی۔ اور غلام حسین اُن کی برابر خدمت کرتا تھا۔ غلاظت کو دھوتا تھا۔ مگر اسکو تو کوئی بیماری نہ لگی تھی۔ اُس نے عرض کی کہ ہان حضور! اسکو تو کچھ بھی نہین ہوا تھا۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے یہ بیت ارشاد فرمایا۔

نہ شبم نہ شب پرستم چہ حدیث خواب گویم	من بندہ آفتابم از آفتاب گویم

دیگر۔ ایکدفعہ عبدالمجید خان کا ذکر شروع ہوا۔ آپنے فرمایا۔ کہ ایکبار عبدالمجید کو بڑی شدت کا بخار چڑھا۔ اور حضور مین نہ آیا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی علی محمد صاحب کو معالجہ کیواسطے بھیجا مگر خان عبدالمجید نے انکار کیا۔ کہ مین پٹھان آدمی ہون۔ ہرگز ہرگز دوا نہ پیونگا۔ کیونکہ تیری دی ہوئی

Marfat.com

دوا بہت تلخ ہے۔ تو مجھ زندہ کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔ ایسی تلخ دوائی تو مین ہرگز ہی نہ پیونگا۔ اسکے بعد عبد المجید خان نے ایک روپیہ مولوی صاحب کو دیا۔ کہ براہِ خدا خواجہ صاحب کی خدمت مین یہ نہ کہنا۔ کہ وہ دوائی نہین پیتا۔ اور انکار کرتا ہے۔ خیر مولوی علی محمد چلا گیا۔ اور گذارش کی۔ کہ ہان غریب نواز مین نے اسے دارو بتا دیا ہے۔ پی لیگا۔ مگر عبد المجید خان نے بھلا کہان پینا تھا۔ دو تین روز متواتر خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ مولویصاحب کو بھیجتے رہے۔ کہ جاکر علاج معالجہ کرین۔ مگر وہ پٹھان دوائی پینے سے انکار کرتا رہا۔ آخر حضور نے تین چار آدمی بھیجکر خانصاحب کو اپنے ڈیرہ پر بلایا۔ اور فرمایا کہ خان! بہت لاغر ہو گیا ہے۔ دوائی کیون نہین پی لیتا۔ اُس نے عرض کی۔ غریب نواز! دعا نہین کرتا۔ اور کہتا ہے کہ زہر پی لے۔ مین بھلا زہر کیون پی لون۔ آپ ہنس پڑے۔ اور دُعا فرمائی۔ وہی دن تھا۔ کہ شام تک خانصاحب کو صحت ہو گئی۔ مگر اُس نے دوائی کا ہرگز استعمال نہ کیا۔ اسکے بعد جب اچھا ہو گیا۔ تو آکر عرض کی۔ قبلہ! کیسا سہل علاج تھا۔ خواہ مخواہ آپ فرماتے تھے۔ کہ زہر پی لے۔ ایسی کڑوی اور تلخ دوائی زہر سے بھی بُری ہے ؛

دیگر۔ ایکدفعہ عرس شریف کے موقع پر خانصاحب محمود خان تنگوانی حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپنے دریافت فرمایا کہ کشتیون کا انتظام خاطر خواہ ہو چکا ہے؟ محمود خان نے عرض کیا۔ قبلہ! فلان جگہ سے اتنی کشتیان آچکی ہین۔ فلان فلان مقام پر کارندے بھیجے گئے ہین۔ جو کام ہمارے ذمّہ ہے۔ وہ انشاء اللہ بخوبی سرانجام ہو چکا ہے۔ باقی حضور کی امداد باقی ہے۔ کہ ایام عرس شریف مین دکھن کی ہوا چلے۔ آپنے فرمایا کہ اللہ غریب نواز ہے۔ اسی توکل پر سب کام کئے جاتے ہین۔ احمد خان تنگوانی کا بیان ہے۔ کہ خلافِ معمول عرس شریف کے موقع پر برابر دکھن کی ہوا چلتی رہی۔ اور باہر سے آنیوالے اشخاص کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ جسکو مین بڑا عالم شاعر فصیح اور بلیغ سمجھتا ہون اور میرا عوام النّاس کیطرح یہ خیال کبھی نہین ہے۔ کہ مرزا صاحب کافر اور دجّال ہین۔ لیکن تاہم میرا یہ خیال ہے۔ کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود بھی نہین ہین۔ آپکی علمیّت کی فضیلت تو فی الواقع قابل قدر پنجاب کے اور مسلمانون کیواسطے قابل عزّت اور قابل فخر ہے۔ مگر آپکی پیشگوئیان بعض بلکہ عموماً ایسی ہوتی ہین۔ کہ فلانہ کو لڑکی پیدا ہو گی۔ اور مجھے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ کبھی ایسی پیشگوئی بھی ہٹ پڑتی ہے۔ مین کہتا ہون۔ کہ دُنیا مین ایسے بہت سے اشخاص موجود ہین۔ جو مرزا صاحب سے بھی

Marfat.com

بڑھکر پیشینگوئی کرتے ہین - جو اکثر صادق آتی ہین - مگر مین پبلک کے سامنے اس امر کا اظہار کرتا ہون - کہ تاحال آپ سے کوئی ایسی خاص کرامات ظاہر نہین ہوئی - جو کہ آپ کے دعوی کو تقویت دیوے مین اس موقعہ پر اپنے اصل مضمون سے تجاوز کرکے ایک ایسے بزرگ کی مشہور کرامات کا ذکر کرتا ہون جو کہ تحصیل سنگھڑ مین عموماً اور موضع سوکڑ مین بالخصوص مشہور عوام ہے - جناب مرزا صاحب اور اُنکے باخلاص مرید ذرا چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائین - اور مقابلہ کے طور پر اپنے مین کوئی ایسی کرامات

وھوھذا - لیہ ضلع میانوالی کے شمال کیطرف سیدونکی ایک بستی ہے - وہان حضرت شاہ حسین صاحب قادری علیہ الرحمتہ کی خانقاہ ہے - آپ کی اولاد مین ایک بزرگ سید فضلشاہ صاحب تھے - جو چند سال ہوئے - انتقال فرماگئے ہین - آپکے مرید علاقہ سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان مین عام تھے - آپ حسب معمول ایکدفعہ موضع سوکڑ مین رونق افروز تھے - آپ ہمیشہ صرف ایکدفعہ کھانا کھاتے تھے - فقیرون اور مجذوبون کا ایک انبوہ آپ کے ساتھ ہوا کرتا تھا - اتفاق سے موضع سوکڑ مین ایک حجام ناکام مسمی سونہارا نام کی شادی تھی - آپ فتح محمد خان نمبردار کی بساکھ (ڈیرہ) پر اُترے ہوئے تھے - ڈھول کی آواز پر دریافت فرمایا - کہ کسکا بیاہ ہے؟ عرض کیا گیا - کہ ایک نائی مسمی سونہارا کی شادی خانہ آبادی ہے - آپنے ایک نوکر کو بھیجا - کہ جاکر وہان سے گوشت لے آوے لیکن خدا جانے کس وجہ سے وہ خالی واپس آیا - آپ نے دوسرے شخص کو اور بقول بعض اُسی شخص کو واپس بھیجا - کہ جاکر ہمارا نام لیکر گوشت لے آ - مگر دوسری دفعہ بھی واپس آیا - تیسری بار آپنے بھیجا کہ جاکر خود دُولہا سے جو کہ خود انتظام اور انصرام مین مصروف تھا - گوشت طلب کرے کم نصیب نائی نے اسکو سخت سست بھی کہا - اور خالی واپس بھیجا - آپ نے برافروختہ ہوکر کہا - کہ اے معرکہ مجلس! معلوم ہوتا ہے - کہ اگر وہ حجام مرد ہوتا - تو گوشت دینے سے ہرگز انکار نہ کرتا - معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد نہین ہے - خدا جانے سید فضلشاہ کے کلام مین کیا تاثیر تھی - کہ تھوڑے دنون مین ثابت ہوگیا - کہ وہ محض مخنث ہے - پھر چار یا پانچ سال کے بعد اس نے کہا کہ مین اچھا ہوگیا ہون - اُسکے چچیرے بھائیون نے اپنی بہن کی شادی اس سے کردی - مگر چوتھے ہی روز معلوم ہوگیا کہ اسکا محض افترا تھا - اسکے بعد سونہارا حجام حج بیت اللہ کو چلا گیا - اور حج کرکے واپس آگیا - مگر اسکو وہ تندرستی حاصل نہ ہوئی - ابتک حاجی سونہارا سوکڑ مین زندہ سلامت ہے - اور اسکا

Marfat.com

واقعہ ہر ایک خورد و کلان کو معلوم ہے۔ مین نے خود تاریخ یکم جولائی سنہ ۳ء کو اس سے استفسا کیا۔ اور اس سے پہلے دو اور شخصون کے ذریعہ بھی دریافت کرایا۔ نامبردہ نے اظہار کیا۔ کہ وہ تاریخ شادی سے پہلے بالکل صحیح سلامت اور تندرست تھا۔ اور کوئی اسکو بیماری وغیرہ خراب عادت نہین ہوئی۔ جس سے وہ ناکارہ ہو گیا ہو۔ اور آپ ہی خیال کر سکتے ہین کہ اس نے اپنی صحت اور تندرستی کیلئے کیا کیا نہ کیا ہوگا۔ مُردہ پر کوئی شخص کتنے ہی جھوٹ اور بہتان لگائے۔ مگر وہ تو زندہ موجود ہے۔ اور اس امر کی تصدیق کے لئے سینکڑون آدمی موجود ہین۔

جناب مرزا صاحب بالقابہ کی پیشگوئی متعلق جلسہ دھرم مہوتسو روز روشن کیطرح پوری ہوئی مگر اس سے اسکے دعوے کی کوئی صداقت نہین ہو سکتی۔ اسی طرح اگر اُن کے عربی قصیدہ کا کوئی جواب نہ لکھا گیا ہو۔ تو بھی اس سے یہ امر لازم نہین آتا۔ کہ وہ بالضرور مہدی موعود ہین۔ کیکر سنگھ بھی جو کہ انڈیا کا مشہور پہلوان ہے۔ دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ کوئی مجھ سے کشتی نہین لڑ سکتا۔ تو اس صورت مین کوئی اس کی کرامات نہین پائی جاتی۔ بازیگر بھی کہ سکتا ہے۔ کہ جسقدر اونچا مین چڑھ جاتا ہون۔ یا بغیر سہارے کسی لمبی رسی پر جو زمین سے بیس تیس گز اونچی ہے۔ اسطرح چل سکتا ہون۔ جیسے کوئی زمین پر چلے تو اس سے اسکی کرامت نہین پائی جائیگی۔ ایک تیراک بھی دعوٰے کر سکتا ہے۔ کہ عالیجناب مرزا صاحب دریا مین بغیر کشتی کے میرے ساتھ پار چلین۔ اور یہ تو اولیا اللہ کیواسطے معمولی بات ہے۔ کہ اولیائے کرام بغیر کشتی کے بھی دریا سے عبور کر لیا کرتے ہین چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے اپنے یار طریقت شیخ ...... الخ سہروردی کی چشم دید کرامت کا بوستان مین ذکر فرمایا ہے۔ جہان وہ بزرگ فرماتے ہین ع تراکشتی آورد و مارا خدا۔ ایسا ہی اس کتاب مین خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمتہ والغفران کی مشہور کرامت دریائے سندھ سے بغیر کشتی کے عبور کرنا قابل غور ہے۔ مرزا صاحب اگر فقط اولیا اور نرے مجدد ہی ہوتے تو اس سے کئی گنا زیادہ مخلوق آپ پر جھک پڑتی کیونکہ کون نہین جانتا۔ کہ مرزا صاحب بڑے متقی اور پرہیزگار شب بیدار گوشہ نشین خداترس نیک بخت مالدار آدمی ہین۔ کون ہے جو آجکل علم کلام و معانی مین آپ سے بحث کر سکتا ہے۔ خدا کرے۔ کہ آپکے جو نورانی چہرہ پر جو ایک پردہ سا آ گیا ہے۔ وہ اُتر جاوے۔ اور آپ اسلام کے سچے شیدا ہو کر مسلمانونکو

پھر اصلی مسلمان بنا کر انہیں عروج کے درجہ پر پہنچا ویں۔ ہمیں سر سید احمد خان سے بہت زیادہ فائدہ کی امید جناب مرزا صاحب سے ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ کہ ہمارے دوست جو آجکل اپنے آپ کو علیحدہ مشن میں سمجھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بغلگیر ہوویں۔ اور جناب مرزا صاحب تبلیغ اسلام اور صداقت دین پر کمر ہمت چست باندھیں۔ آمین۔ جو لوگ مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہین۔ وہ بھی زبردستی کرتے ہیں۔ خدا ان کو صبر اور تحمل کی توفیق دیوے ٭

دیگر۔ شیر شاہ مرحوم سکنہ لعلوا اپنے گاؤن کے ایک لعلوانی بلوچ کیساتھ حضرت صاحب کی زیارت کو آیا۔ اسی دن کسی جگہ سے ایک غلام حضرت کیواسطے ایک خوبصورت کوزہ لایا تھا۔ اس لعلوانی بلوچ نے شیر شاہ سے کہا۔ کہ میں حضرت صاحب پر اُسوقت پورا پورا یقین لاؤنگا۔ کہ اگر آج بغیر مانگے حضرت صاحب آپ کو یہ کوزہ یعنی (آستابہ) عنایت کریں۔ دونو بیٹھ گئے۔ جسوقت شیر شاہ بعد قدمبوسی حضرت صاحب سے مرخص ہوا۔ اور چند قدم چلا۔ حضرت صاحب نے بلا کر وہ کوزہ گلی اسکے حوالہ کیا سبحان اللہ کیا صفائی دل تھی۔ کہ آئینہ کیطرح سب کچھ نظر آتا تھا ٭ ؎

خاصان خدا خدا نباشند	لیکن زخدا جدا نباشند

دیگر۔ آپ کا معمول تھا۔ کہ چہار شنبہ کے روز کبھی سفر کو روانہ نہ ہوتے۔ اور ہمیشہ ان تمام امور کی نگہداشت کرتے۔ جو آپنے خواجہ صاحب میں ملاحظہ فرمائے تھے۔ اسوقت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایام اسبوع کے متعلق کچھہ خامہ فرسائی کیجائے۔ جمعہ کا دن سب دنوں سے مبارک ہی۔ جسکا اشارہ قرآن شریف میں ہے۔ اور حدیث صحیح میں مفصل مذکور ہے۔ اسکے علاوہ دیگر ایام بھی تاثیر سے خالی نہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایام اسبوع کے متعلق چند شعر لکھے ہین۔ ؎

لَنِعْمَ الْیَوْمُ یَوْمُ السَّبْتِ حَقًّا	لِصَیْدٍ اِنْ اَرَدْتَ بِلَا امْتِرَاءٍ
وَفِی الْاَحَدِ الْبِنَاءُ لِاَنَّ فِیْہِ	تَبَدَّی اللّٰہُ فِیْ خَلْقِ السَّمَاءِ
وَفِی الْاِثْنَیْنِ اِنْ سَافَرْتَ فِیْہِ	سَتَظْفَرُ بِالنَّجَاحِ وَبِالثَّرَاءِ
وَمَنْ یُرِدِ الْحِجَامَۃَ فَالثُّلَاثَا	فَفِیْ سَاعَاتِھَا ھَرْقُ الدِّمَاءِ
وَاِنْ شَرِبَ امْرُءٌ یَوْمًا دَوَاءً	فَنِعْمَ الْیَوْمُ یَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ
وَفِیْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ قَضَاءُ حَاجٍ	فَفِیْہِ اللّٰہُ یَاْذَنُ بِالدُّعَاءِ

Marfat.com

وفی الجمعات تزویج وعرس	ولذات الرجال من النساء
علہ وھذا العلم لم یعلمہ الا	نبی او وصی الانبیاء

ان اشعار کا مطلب نیاز مند مؤلف ا.ب بلوچ نے نظم مین ادا کیا ہی۔ اردو خوان ناظرین کی واقفیت کیواسطے لکھتا ہون

مبارک روز شنبہ ہی بلا شک	ارادہ صید کا گر تو کرے گا	جو یکشنبہ کو تو بنیاد ڈالے	قیامت تک مکان تیرا رہیگا
سفر مین ہر کے تجھکو ظفر ہو	ترا مطلب تجھے جلدی ملیگا	حجامت چاہیے سہ شنبہ کر لی	کہ اسمین خون کا دورہ رہیگا
مثل مشہور ہے کہ بدھ مین سدھ ہے	دوا کی ابتدا گر تو کرے گا	دعا مانگے تو ہے اچھی جمعرات	تری حاجت خدا جلدی سنیگا
نکاح شادی مبارک روز جمعہ	ثمر اسکا تجھے اچھا ملے گا	توقع ہے مجھے اُن سے دعا کی	مری یہ شعر جو صاحب پڑھیگا

حضرت غریب نواز کی تقسیم اوقات

جسطرح بڑے بڑے فاسفر اور حکیم اپنے قیمتی وقت کو انضباط مقررہ کے مطابق صرف کرتے ہین حضرت غریب نواز نے بھی کچھہ ایسا معمول رکھا ہوا تھا۔ کہ اس انضباط مین ذرا بھی فرق نہ پڑتا۔ آپ علی الصباح اُٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوکر وضو فرماتے۔ اور کچھہ دیر نماز سنت مین توقف فرماتے۔ اور بعدہ ٹھیک وقت پر جامع مسجد مین تشریف لاکر فرض پڑہتے۔ اور فارغ ہوکر زیارت روضہ منورہ کیواسطے تشریف لیجاتے پہلے آپ تنہا اندر تشریف لیجاتے۔ اور کچھہ دیر فاتحہ وغیرہ پڑہتے۔ دیگر زائرین ومعتقدین حتی کہ صاحبزادہ صاحبان بھی باہر آستانہ مبارکہ مین صف بستہ استادہ ہوتے۔ جب حضرت غریب نواز زیارت سے فارغ ہوتے۔ تو صاحبزادہ صاحبان بھی معہ دیگر حاضرین کے زیارت سے مشرف ہوتے۔ اسکے بعد آپ اپنے بنگلہ شریف مین رونق افروز ہوتے۔ اور زیادہ تر ورد وظیفہ مین مشغول رہتے بعدہ مکانات کا ملاحظہ فرماتے اور راج مزدورون کو اپنے دیدار فیض آثار سے مشرف فرماتے۔ اور ساتھ ہی اُنکی روزمرہ کارروائی اور کارگذاری ملاحظہ فرماتے۔ ضروری ہدایات اور تعمیری نکات اُسیوقت ہی ارشاد فرماتے۔ جو بڑے بڑے انجنیرون اور سیرون کو معلوم نہ ہون۔ ہر ایک مکان مین روشنی اور ہوا کا خاص انتظام فرماتے۔ بعدہ دولت سرائے مین تشریف لیجاتے۔ اور مہمانون کو کھانا تعتیم فرماتے۔ جب سبکو کھانا ملجاتا۔ توسب صاحبزادگان کے ساتھہ موافق سنت نبوی خاصہ تناول فرماتے۔ اور کوئی صاحب حاضر نہ ہوتے۔ تو بہت دیر تک انکا انتظار فرماتے۔ دوپہر کو کچھہ دیر قیلولہ فرماتے۔ اور بعدہ وضو کرکے مسجد مین تشریف لاتے۔ بعد فراغت نماز پھر زیارت روضہ منورہ سے منور ہوکر بنگلہ شریف مین تشریف لیجاتے۔ اور حسب معمول جناب

علہ یہ شعر الحاقی تسلیم کیا گیا ہے۔ ا۔ ب

خواجہ علیہ الرحمۃ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے۔ اسکے بعد مختلف امور پر اصحاب مجلس سے گفتگو فرماتے۔ اور کبھی نماز عصر تک برابر مجلس قایم رہتی۔ آپ کی گفتگو عجیب قسم کی تھی۔ اہل علم کو وہ پورے عالم اہل صناع کو ہوشیار صناع۔ شاعر کو وہ نکتہ شناس ایک نئی روشنی کے نوجوان کو وہ مہذب جنٹلمین معلوم ہوتے تھے۔ آپکا طریق گفتگو بہت سادہ تھا۔ پیچیدہ اور دقیق طرز گفتگو سے ہمیشہ احتراز فرماتے آپ اکثر کہا کرتے۔ کہ تھلہ الاونڑ آہین تھلہ کھاونڑ یعنی ہم موٹی بات کرتے ہین۔ اور سادہ غذا۔ مگر بعض اوقات اثنائے حکایات مین ایسے نکتے بیان فرماتے۔ کہ لوگ حیران ہو جاتے۔ عشا کی نماز بہت دیر سے پڑھتے تھے۔ اسوقت روضہ شریف مین ختم وغیرہ پڑھتے۔ اور بعدہ حرم سرا مین تشریف لیجاتے۔ کبھی کبھی آپ سنیاسیون اور جوگیون سے گفتگو فرماتے۔ اور کئی دفعہ اس خاکسار نے سانپون کا تماشہ ملاحظہ فرماتے دیکھا ہے۔ مگر یہ ان لوگون کی دلجوئی گوارا کرنے کے سبب شوق فرماتے ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ چینی مسجد کے صحن مین رونق افروز تھے۔ آپ کے پوتے صاحبزادہ میان حامد صاحب سلمہ رب صاحبزادہ احمد صاحب جو اسوقت بھی بچے تھے آپکے پاس بیٹھے تھے مداری نے بانسری بجانی شروع کی۔ اور مسجد کے جنوبی طرف ایک ستون والے طاقچہ سے ایک سانپ نکالا۔ چھوٹے صاحبزادے رونے لگے کہ بابا ہم گھر جاتے ہین۔ دادا یہ تماشہ ہم نہین دیکھتے۔ آپ ان جوگیون کو استہزا کے طور پر فرماتے تھے کہ دنون سے یہ سانپ مسجد مین چلا آیا۔ بھلا ہم فقیرون سے اسکا کیا کام؟ اور بظاہر ان کو خوش فرماتے تھے۔ ایکدفعہ ایک تماشہ والے نے حوض مین سے سانپ نکالا آپنے فرمایا۔ کہ ایک اور بھی اسکے اندر ہے سانپ والا بڑا نادم ہوا۔ اس موقع پر یہ لکھ دینا ضروری ہے۔ کہ یہ لوگ دراصل کوئی نیا سانپ نہین پکڑتے۔ بلکہ تماشہ سے پہلے چھوڑ دیتے ہین۔ یا کہ عین حالت تماشہ مین کچھ ایسی ہوشیاری کرتے ہین۔ کہ سانپ کو تھیلے سے یا آستین سے باہر نکال دیتے ہین۔ سب سے اچھی تجویز ان لوگون کے فریب اور چالاکی معلوم کرنیکی یہ ہے۔ کہ ان سے کہا جاوے کہ ہم اس سانپ کو مارتے ہین۔ مگر وہ کبھی مارنے نہ دینگے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ وہ سانپ دو دستی پکڑ کر پالنے ہل جاتے ہین۔ انکے زہریلے دانت پہلے سے ہی اکھاڑ دئیے گئے ہین۔ اور وہ بانسری کی آواز پر جھٹ آ جاتے ہین۔ اسواسطے انکو اپنی معاش کا ذریعہ بنا کر جنگل سے سانپ باہر نکالنے کا تماشہ دکھاتے پھرتے ہین۔ آپکا معمول تھا۔ کہ اپنے پیر پیران حضرت قبلہ عالم صاحب کے عرس شریف پر عموماً ہر سال تشریف

Marfat.com

لے جاتے۔ اور پاک پٹن شریف میں بھی ایک سال کا وقفہ دیکر تشریف لیجاتے۔ آپ کا معمول تھا۔ کہ چہار شنبہ کے روز سفر فرماتے۔ اور اکثر جمعہ کے دن واپس تشریف لاتے ؛

حکایت منظوم

یہ حکایت بھی سنو اے ناظرین　　نظم میں لکھتا ہے جسکو کمترین
ہو چکی جبکہ مرتب یہ کتاب　　مہتمم صاحب کو بھیجی پھر شتا

تاکہ ہو جلدی سے اسکا اہتمام　　ہو رہے بہتر ہیں ہر خاص عام
مہتمم نے بھی بہت ہی سعی کی　　جبکہ یہ کاپی انہیں بھیجی

ایک کاتب کو منگا پنجاب سے　　اسکی کاپی کو لکھایا سامنے
پھر لکھا مجھکو کہ جلدی آئیے　　جو ہدایت ہو ہمیں فرمائیے

تا کتابت میں رکھیں اسکا خیال　　بعد میں اصلاح ہوتی ہے محال
انکے فرمانے پہ میں ملتان گیا　　جو کہ کہنا تھا وہ کاتب سے ک

دل ہری میں آگیا پھر وہ وہاں　　جو کہ ہیں نواب احمد یار خاں
تکیہ سیت ہیں بڑے ہیں خوشخصال　　زہد میں تقوی میں ہیں یکتا

حال پر بندہ کے ہیں مہرباں　　خوش مزاج و خوش طبیعت نوجواں
ہے تعلق جنکا میرے پیر سے　　جانتے ہیں جنکو سب چھوٹے بڑے

انکو یہ کاپی دکھائی میں ضرور　　گر کوئی غلطی ہو تو وہ ہو دور
الغرض خدمت میں جب حاضر ہوا　　تذکرہ حضرت کا وان ہو

آپ نے فرمایا کیا تم سے کہوں　　خوبیاں حضرت کی جو کیا انکو
فیض کا دریا کہوں ان کو اگر　　فیض ہے ان کا بھی

گر کہوں انکو کہ تھے مشکل کشا　　پھر بھی وہ حاصل نہیں ہے مدعا
رحمت رحمان کے وہ تھے ظہور　　نور احمد سے منور ان کا

بحر عرفان کا شناور جانیو　　دوست مولا کا انہیں پہچانیو
رحمت رحمان کے ابر مطیر　　انکا تھا دنیا میں اک فیض

کردیا روشن ہدایت کا دیا　　انکی خدمت جو گیا مطلب لیا
انکے در پر بادشاہ مثل گدا　　آیا کرتے تھے زیارت

اور سچ پوچھو تو سارا خاندان　　نام و مشہور ہے سبکا خاکیان
ہے قسم خاک سلیمان کی بہار　　خاک ہو انکی ملا یہ افتخا

کیا بتاؤں تم سے وہ کیا خاک ہے　　پاک ہے وہ پاک ہے وہ پاک ہے

اجرا تم کو سناؤں دوستو　　غور سے تم دیکھنا اس فیض کو
کسقدر فیضان خواجہ کا ہوا　　کسطرح مقصود یہ پور

جد امجد جبکہ میرے چل بسے　　اس سرا سے داخل جنت ہوئے
تو ہوئے وارث میرے والد تمام　　خوب تر ہونے لگا سب ا

ایک پھوپی بھی تھی مری فرخندہ خو　　میرے والد سے ہوئی یہ خواہش جو
جو کہ حصہ شرع میں تھا سب دیا　　والدم نے اسکو راضی

ثلث کی وارث ہوئی تھی نیکنام　　میرے والد نے دیا حصہ تمام
بعد کچھ عرصہ کے جو ایسا ہوا　　نالہ حاجی واہ جب

تو ہوئی اس امر کی وہ دادخواہ　　اسکو بھی حصہ ملے اس واہ کا
عبد رحمن خان کی تحریک سے　　خوب ہی اس بات پر

خانگی تصفیہ پہ راضی نہ تھی　　اسلئے نوبت عدالت تک گئی
جب اسیسر بھی مقرر ہو گئے　　علما سے فتوی وہ

حصہ سے خارج ہوئی وہ بد نہاد　　اسکی محرومی کی تھی یہ ایک بات
نالہ جبکہ یہ ملا سرکار سے　　جد امجد نے تو نون

اسلئے میراث مین نالہ نہ تھا
اسکا حصہ اسکو مل سکتا نہ تھا
پھر بھی ممبر خاندان یکجا ہوئے
گھر ہی گھر مین فیصلہ کرنے لگے

آئے حضرت خواجہ اللہ بخش
مہر بخش و نور بخش و فیض بخش
تصفیہ حضرت نے اسدم کیا
نالہ کا بھی بانٹ اسکو دیدیا

یعنی دو کسیا علیحدہ کین ان
باقی کی تقسیم کی وان بیگمان
ایک لنگر کی تھی وہ کسی ہان
دوسری سرکاری کی کہی نشان

ہوگئی راضی مری پھوپھی مگر
عبدرحمان نے کہا روز دگر
کس لئے تو راضی ہوتی ہے بتا
باقی بھی اصرار پہ بیٹھے شتاب

تب یہ قاصد نے وہان آ کر کہا
سب کی سب تقسیم ہو دین جو حصہ تا
آپ نے پاسخ دیا باصد خوشی
بانٹ لو وہ بھی کہ جو لنگر کی تھی

اسطرح جھگڑے نہین اچھے کبھی
صلح خیر ہا حق نے فرمایا یہی
عبدرحمان خان پر راضی نہ تھا
صلح سے اسکو مگر انکار تھا

کل کو ہین تیار جب اسنے سُنا
وہ سویرے ہی کہین چلتا بنا
منتظر تھے خواجہ صاحب بشتر
پر نہ آیا عبدرحمان وان نظر

آپ کو اسکی وہاں حیرت ہوئی
ایسے آنے کی مگر غیرت ہوئی

سر جھکایا دیر تک وان آپ نے
عاقبت کو ان کی بیٹھے دیکھنے
ایک رنگ آتا تھا وہ اڑ جاتا تھا
دوسرا آتا تھا وہ گم ہوتا تھا

سر اٹھایا آپ نے اور یہ کہا
قدرت ایزد کا کیا ہے ماجرا
ہم تو حصے سے رہے تھے بار بار
پر نہین دیتا انہین پروردگار

یہ کہا اور عازم تونسہ ہوئے
شام کو ملتان سے گھر کو چلے

جب عدالت مین مقدمہ آگیا
زور صاحب طرفین سے ہونے لگا
راٹیگن صاحب کو وان جھنا کر
جو کہ تھا پنجاب مین لیس نامور

ساتھ ہی اک اور بھی انگریز تھا
خان صاحب نے کہا کہ پیش ہو
الغرض صاحب کمشنر کے حضور
اس مقدمہ کا ہوا جبکہ ظہور

پانچ گھنٹہ ایک نے تقریر کی
کچھ نہ صاحب نے مگر دل سے سنی
دوسرا بھی تین گھنٹے اسطرح
خوب ہی جب صاحب وان لٹا رہا

پر اثر انکی نہ کچھ تقریر کا
فیصلہ صاحب ہین لکھنے لگا
ہاتھ اسکا رک گیا جلدی اٹھا
کمرے مین تفریح کو پھرنے لگا

پھر وہ آیا فیصلہ لکھنے لگا
ایک آنکھ سے نظر آتا نہ تھا
گر پڑا آرام کرسی پر وہان
سب وکیلون کو ہوا اچنبھا یہان

عارضہ سکتہ کا صاحب کو ہوا
ڈاکٹر کو وان لیا جلدی منگا
ایک گھنٹہ مین وہ صاحب چل بسا
دار فانی کیطرف راہی ہوا

فیصلہ اسکا وہان لکھا رہا
فیصلہ آخر کو اسکا ہو گیا
بات یہ مرشد کی تب ظاہر ہوئی
ہم تو دیتے تھے مگر قسمت نہ تھی

جب یہ صاحب نے خادم سچ کہا
جو کہ ہے موزون اسکا بر ملا
اولیا را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حضرت غریب نواز کی وفات حسرت آیات

وقت میرا قلم قبضہ اختیار مین نہین ہے۔ اسکا جگر پہلے سے شگافتہ ہے۔ اب اس درد ناک خبر کے سننے سے خدا جانے اسکی کیا حالت ہوگی۔ صاحبان! وہ آفتاب برج سعادت و ہیرا درج ولایت یا ... کرامت اسطرح زیر تیغ پنہان ہوکر ہم لوگون سے رخصت ہوچکا۔ ہائے افسوس ابھی تو مین آپ سے

عرف عام کی زبان میں راجا ہے کو کہتے ہیں جو کسی بڑے علاقہ کا مالک ہو (ا ز - ب)

پیدائش کا ذکر کرتا تہا۔ ابھی آپکے مناقب بیان کر رہا تھا۔ اور آپکی مجلس بابرکت کے متعلق کیا کیا دلچسپ حکایات لکھہ رہا تہا۔ اب مین آپکی اس دنیائے ناپایدار سے رحلت کا ذکر لکھتا ہون۔ آہ۔ وہ مجمع عنایات صوری مخزن کمالات معنوی آج ہم سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔ وہ خضر صورت۔ فرشتہ خصلت ولی بندہ اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔ وہ مست محبت ایزدی دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کر کے اپنے خالق کے پاس مین چلا گیا ہے۔ وہ جو ہمارے درد کا درمان ہمارے حال زار کا نگران تھا۔ وہ جو ہماری ان روحانی بیماریون کا ڈاکٹر تہا۔ آج ہم سے ناراض ہو کر ہمیشہ کیلئے عالم بقا ہوا ہے۔ ہائے کل تک تو ہم اسکے دیدار فرحت آثار کی انتظار مین مسجد عالیہ مین کھڑے ہو کر زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوتے تھے۔ آج وہ اپنے دادا کے پاس سو گیا ہے۔ وہ بیکسون کا ملجا ہائے و ماوا۔ وہ یتیمون اور غریبون کا پشت و پناہ۔ وہ فیض بخش ہر شاہ و گدا ابدی نیند مین سو گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

اس دنیائے ناپایدار مین جو آیا۔ آخر کوچ کر گیا۔ کل نفس ذائقۃ الموت کا جام نوش کرنا ہی پڑا۔ ع

ہر انکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

صاحبان! غور کرنے کا مقام ہے۔ کیا ہمیں ابھی شک ہے۔ کہ یہ سرائے فانی ہے۔ سب مخلوق مرجانے والی ہے۔ یہ زندگی نہ تو جاودانی ہے۔ یہ ایک چہوٹی کہانی ہے۔ اس سرائے مین مسافر چند روز کیلئے آٹھیرتے ہین۔ اور پھر منزل دوسرے کے حوالہ کر کے کوچ کی تیاری کرتے ہین۔ مگر صاحبان بھلا ہم بندۂ نفس اس بات سے گذرتے تو کیا بگڑا بچا ہی مشکل ہے۔ لکھہ مرے لکھپال نہ مرے ۔ حضرت غریب نواز پر یہ مقولہ بالکل صادق آتا ہے۔ اس چودھوین صدی مین ایسے بزرگ ولی اور کامل بلکہ اکمل نہان ہین۔ انہی کی برکت سے رحمت کے دروازے کھلے ہین۔ ورنہ فوراً دنیا مین حشر کا نمونہ ظاہر ہونے لگے۔ حضرت غریب نواز کی وفات کو کوئی بہت زمانہ نہین گذرا۔ ابھی یہ حادثہ مخلص کے دل پر تازہ ہے۔ ہم نہین چاہتے۔ کہ پرسوز الفاظ لکھکر انکے تازہ زخم پر نمک ریزی کرین اسواسطے مختصر طور پر وفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہتے ہین۔ کہ جب حضرت غریب نواز کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو آپ کچھ ایسی تقریر پر تاثیر فرماتے تھے۔ کہ جس سے دنیا کی بیزاری اور کسی بڑے سفر کی تیاری کی بو آتی تھی۔ استادی مولوی محمد رضا صاحب ہیڈ ماسٹر سکول تونسہ شریف روایت ہے۔ کہ حضرت غریب نواز پر جب مرض الموت طاری ہوا۔ تو آپنے صاحبزادگان کو حکم دیا

Marfat.com

وہ ہر وقت پاس رہا کرین۔ اور آپنے اپنے مریدان با اخلاص کو یاد فرمانا شروع کیا۔ خدا کی قدرت جس کسی کو یاد فرماتے صبح کو وہ شخص آن موجود ہوتا۔ کہتے ہین۔ کہ حضرت کی وفات حسرت آیات کے وقت دنیا مین کچھ ایسی منادی ہوگئی۔ کہ لوگ خود بخود بغیر اطلاع تونسہ شریف مین چل کھڑے ہوئے اور حضرت غریب نواز کی ملاقات وقت معہودی کا اسقدر اشتیاق پیدا ہوا کہ دور دور سے لوگون کی آمد شروع ہوئی۔ صاحبزادگان مہاروی انتقال پرملال سے غالباً دو یوم پیشتر تشریف لے آئے انکے علاوہ اور بہت سے بزرگ تشریف لائے۔ میان غلام حسن صاحب ٹوہانی کو تار دیا گیا۔ "ضعف کمال ہے جلدی آؤ" گل محمد خان گنگوانی انسپکٹر پولیس صوبہ بلوچستان جو خاص غلام تھا۔ تار پر تار بھیجنے لگا۔ آخری تار کے الفاظ یہ تھے "رخصت نہین ملتی توجہ فرماؤ" سنگھڑ کے تمام مواضعات سے لوگ آنے شروع ہوئے۔ اور بلا مبالغہ عرس شریف کے موافق مجمع ہوگیا۔ آپ ہر ایک سے الوداع فرماتے۔ مولوی صاحب موصوف کا بیان ہے۔ کہ حضرت غریب نواز اخیر دم تک لوگونکو سلسلہ بیعت مین داخل کرتے رہے۔ اور تحصیل سنگھڑ کے بہت سے متمرد اشخاص جو امروز فردا پر حضرت کی بیعت کا ارادہ کر رہے تھے۔ اب یکے بعد دیگرے سب حاضر ہوئے۔ اور عذر تقصیرات کے واسطے بعد معہودی سلسلہ غلامی مین داخل ہوگئے۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ جمادی الاول حضرت غریب نواز برابر کلمہ شریف اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے رہے۔ چنانچہ ۲۸ جمادی الاول بروز جمعہ ایک شخص ساکن سوکڑ امن امید حاضر ہوا۔ کہ حضرت غریب نواز کی آخری زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہ شیخ غلام رسول کی کوٹھی مین غمزدہ ہوکر بیٹھ رہا۔ کیونکہ زائرین قریب و بعید کا اسقدر ہجوم تھا۔ کہ آستانہ متبرکہ صحن مسجد وغیرہ مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ ایک شخص نے اسے کہا۔ کہ میان تو اصطبل کیطرف جا۔ کہ حضرت غریب نواز کی کلمہ بالجہر کی آواز آرہی ہے۔ نامبردہ وہان گیا۔ تو اسکی دلی مراد برآئی۔ جب لوگ پے در پے بیعت کیواسطے حاضر ہورہے تھے۔ تو اسوقت آپمین بولنے کی سکت نہ تھی۔ آپ دایان ہاتھ دراز کر دیتے تھے۔ اور ایک انگلی اوپر کو دراز فرماتے۔ صاحبزادہ حاجی محمد محمود صاحب مدظلہ العالی پاس بیٹھے ہوئے لوگون سے تشریح کرتے جاتے۔ کہ ایک تسبیح درود شریف۔ اور دوسری تسبیح یا کریم کی ہے۔ میان کامن قریشی اور میان پیر بخش قریشی حاضر ہوئے اور انہون نے عرض کیا۔ کہ قبلہ صاحبزادگان کیطرف توجہ فرمائیے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اگر آپس مین اتفاق رکھینگے۔

Marfat.com

توجسطرح مرغی اپنے بچون کو دشمن سے بچاتی ہے اور پرون مین چھپالیتی ہے - بعد وفات بھی اُن کو اسی طرح اپنے پرون مین لونگا - ورنہ یہ جانئین اور انکا کام ۔

سُبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت کر گئے - ہم اسجگہ صاف طور پر ظاہر کرتے ہین - کہ صاحبزادگا نئین کوئی بڑی رنجش و کدورت نہین ہے - بلکہ یہ بھی ایک رازِ الٰہی ہے - ایک شخص کا بیان ہی جب حضرت غریب نوازنے اتفاق کے متعلق مندرجہ بالا الفاظ بیان فرمائے - تو اُسوقت اپنے بازوؤن کو پھیلایا - اور فرمایا - کہ اسیطرح انکی نگہداشت کرونگا - مولوی صاحب کا بیان ہے - کہ حضرت غریب نوازنے نماز عشا برابر پڑہی - اور تہجد کیواسطے بھی اُٹھے اور اشارون سے ادا کی - نماز صبح کیواسطے وضو فرمایا - اور بعد نماز جب دُعا طلبی کے واسطے ہاتھ اُٹھائے - تو آپ نے پیامِ اجل کو لبیک کہا - اور مہ نکلئے عالم بالا ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون

خاتمۃ الکتاب

غریب نواز کی وفات حسرت آیات کی خبر وقت اثر تار برقی کیطرح تمام عالم مین پھیل گئی آبزرور پیسہ اخبار وکیل اخبار - رفیق ہند - اخبار عام - اتفاق ساڈہورہ کے علاوہ بہت سے اخبارون اور رسالون مین نوٹ لکھے گئے - مولوی محرم علی چشتی نے اپنے اخبار رفیق ہند مین ایک پورا صفحہ لکھا - اور اس واقعہ جانگزا کو ایک قومی ماتم قرار دیا - اور یہ کہ خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑان کے وصال کے بعد یہ دوسرا صدمہ خاندان چشت اہل بہشت کو پہنچا ہے - بہت سے اخبارون نے وفات کی متعلق اشعار اور تاریخین بھی لکہین میرے دوست منشی محمد گلزار خان ملغانی سوکڑی نے مندرجہ ذیل تواریخ سے سالِ وفات نکالا ہے -

ع بست ونہ جمادی الاول صبح سہ شنبہ روز - ۱۳۱۹ھ - دیگر - گفتا ہفت بر اجل آفتاب دین - ۱۳۱۹ھ - دیگر خواجہ جنت و مظہر قدسی ۱۳۱۹ھ

قطعات تواریخ وفات حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب تونسوی از مولف کتاب ہذا

چراغِ جہان بجھہ گیا ہے - ۱۳۱۹ھ - دیگر بجھہ گیا ہے چراغِ ہند - ۱۳۱۹ھ - دیگر چراغِ پنجاب بجھہ گیا ہے - ۱۳۱۹ھ[عل]

ایضاً	از خرد جستم چو سالِ این الم	از سر کلفت بگفتا - رنج و غم ۱۳۱۹	ایضاً
ایضاً	اولیا نے کیا تصدق سے	بولے فی الصدق رنج و غم ہے آج ۱۳۱۹ھ	ایضاً

خلد کو خواجہ چلے ۱۳۱۹ھ دیگر - داخلِ خلد ہو گئے آج آپ ۱۳۱۸ھ

علہ - اولاً میں نے چراغ پنجاب بجھہ گیا ہے سے تاریخ اخذ کی - بعد ازاں وسیع کر کے پنجاب کی بجائے ہند کر دیا - اور پھر اور بھی وسیع کر دیا - جو حضرت کے کمال پر شاہد ہے

Marfat.com

اور خاکسار نے یہ مرثیہ لکھا تھا۔ جو مختلف اخبارات مین شایع ہوا۔

نالۂ بلوچ

فلک ویران شوی بنگر چہ ظلمے در جہان کردی ۔ سر ایسے ماتمی اکنون زمین کردی زمان کردی

مگر کین کہن پیدا شتی تو اے کہن پیرے ۔ مدان کین ور کمین بودی کین زہ در کمان کردی

جناب خواجہ حضرت زما بُردی غضب کردی ۔ پیام مرگ آوردی بماتم انس و جان کردی

چرا ظلمت نباشد در سرائے ماتم دنیا ۔ کہ مہر فیض رحمت را نشتان بردی نہان کردی

جُدا کردی زما سرتاج و سردار بزرگان را ۔ بخود اندیشہ کن اے مرگ تو با ما چسان کردی

چنان پنداشتہ مخلوق اینک حشر پیدا شد ۔ چہ این طور قیامت بر زمین تا آسمان کردی

بخود اندیشہ کن اے مرگ این ظلمے بپا کردی ۔ وفات مرشد کامل سوئے لا مکان کردی

فرید وقت را بُردی غضب کردی غضب کردی ۔ ہنوز آن سوز باقی بود کین غم در جہان کردی

بُبردی تو از این دنیا اگر سلطان باہو را ۔ قیامت آمدہ فرزند کہ زان خالی مکان کردی

چرا بُردی تو از بُستان ہمہ گلہائے تازہ را ۔ بیک ہیر جمی وفات خزان گلستان کردی

مگر کافی نداستی تو رنج و سوز عالم را ۔ کہ نیز این حادثہ جانگزا او جانستان کردی

جناب خواجہ حضرت بہر ہمرہ مریدان را ۔ سوئے فردوس مرکب چرا تنہا روان کردی

یکے ظلمت دگر طوفان و گرداب بلا حائل ۔ چرا ز یاران خطا دیدی سوئے جنت عنان کردی

اگرچہ چشتیان بودند بس مشہور در دنیا ۔ قسم از نور خود روشن چراغ چشتیان کردی

امیدے ہست از اخلاق تو جملہ مریدان را ۔ بظاہر ذات اقدس را اگرچہ نہان کردی

بکنج باش اے خادم خدا با صابرین بودؒ ۔ وفات خواجہ اللہ بخش اکنون گمان کردی

مگر این را نمیدانی کہ ان اولیاء اللہ ۔ فما مات وما فات عشق شور و فغان کردی

واضح رہے۔ کہ آپ کا وصال ۱۳ استمبر ۱۹۰۱ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ بروز شنبہ بوقت نماز صبح ہوا۔ اور آپ اسوقت نماز مین مصروف تھے۔

حضرت غریب نواز کی اولاد

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہ کے مشکوی معلی مین تین فرزند پیدا ہوئے۔ اول حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب جو آپکے بعد سجادہ نشین ہوئے آپ اپنے والد کیطرح سر بر آوردہ اولیاء مین سے تھے۔ نہایت کم گو شیرین زبان کمتی و دردمند مین

Marfat.com

ے کئی ختم فرماتے۔ اور اسقدر سرعت سے پڑہتے کہ سامعین کو استعجاب ہوتا۔ افسوس ہے کہ آپکا سنہ ۱۳۴۳ھ میں وصال ہو گیا [illegible]
پیسہ اخبار وغیرہ میں اظہار افسوس کیواسطے متعدد آرٹیکل لکھے گئے۔ ضیا بدایونی نے مندرجہ ذیل فقرات و اشعار سے تاریخ [illegible]
نالہ ماتم وفات پر اندوہ + حضور یگانہ اولیا قطب دین + زبدۃ العارفین وزیر السالکین + صدر بزم شریعت + رکن [illegible]
مسند طریقت + نور افزائے چشمہ حقیقت + شمس مجلس معرفت + ہادی دین شاہ محمد موسا صاحب تونسوی

قطعہ تاریخ وصال حافظ محمد موسے صاحب تونسوی

ہادی دین قطب عالم شاہ موسے تونسوی — مست صہبائے حقیقت فانی عز و جل
وا دریغا او بسوئے جنت الفردوس رفت — قلب مشتاقان ز فرط غم حزین و مضمحل
بے سر و پا گشتہ از دست اجل ہر یک ضیا — ذکر و شغل و وجد و کیف و شیخ دین ایمان عمل

میر کرامت اللہ صاحب امرتسری نے بھی بہت سی تاریخیں لکھی ہیں۔ خاکسار مولف کا ارادہ تہا کہ حضرت وصی صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات و کمالات بھی خاتم سلیمانی میں لکھے جاویں۔ جیساکہ زبدۃ العارفین میاں محمد الدین صاحب سجادہ نشین حال شریف نے ارشاد فرمایا تہا مگر اس خیال سے کہ کتاب کی ضخامت (جو پہلے ہی اندازہ سے بہت بڑھ گئی ہے) بہت بڑھ جاویگی۔ اور قیمت کی گرانی کے سبب بہت سے اصحاب محروم رہینگے۔ اسواسطے انکے حالات انشاء اللہ جلد ثانی میں لکھے جاوینگے۔ اب صرف اپنے چند شعروں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ۵

کروں زیب قلم کچھ تو بیان خواجہ موسے — رہی ہے ہر گھڑی حال میں دہیان خواجہ موسے
انبیوں میں کلیم اللہ کو رتبہ ملا جیسے — ولیوں میں ہوا ایسا ہی شان خواجہ موسے
بلاشک ہو گیا اسکو یقین ان کی ولایت کا — سنا رمضان میں جس نے قرآن خواجہ موسے
درخشاں خوب تھا انکا رخ پر نور سے ہر دم — مگر افسوس تھا تھوڑا زمان خواجہ موسے
بوقت گفتگو ان کی زبان سے پھول جھڑتے تھے — [illegible] والسند بان خواجہ موسے
وہ حضرت خواجہ اللہ بخش کا زندہ نمونہ تھے — نہ تھا کچھ فرق اے صاحب میان خواجہ موسے
غلامی کا جو دعوے ہے تو بس یہ خستہ خاطر کو — رہیگا عمر بھر یہ مدح خوان خواجہ موسے

دوسرے فرزند حضرت احمد دین صاحب تھے۔ جو آنحضرت غریب نواز کی عین حیات میں وصال کر گئے۔ آپ نہایت حسین و باکمال تھے۔ مولوی حامد صاحب موکری سے روایت ہے کہ حضرت احمد صاحب میرے ہم سبق تھے۔ نہایت ذکی اور ذہین تھے۔ جب آپکا انتقال ہوا۔ تو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب بدبدیدہ تھے۔ اور شہر میں کہرام مچا ہوا تہا۔ سوم فرزند حاجی حرمین شریفین خواجہ محمد محمود صاحب ہیں۔ آپ ایک شاہانہ طبیعت رکھتے ہیں۔ اخلاق حسنہ سے موصوف ہیں۔ انکی مجالس میں بیٹھکر جو لطف آتا ہے۔ جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ مختلف علوم سے واقفیت رکھتے ہیں۔ عربی۔ فارسی۔ پشتو۔ بلوچی اردو وغیرہ میں کمال رکھتے ہیں۔ ابتدائی عمر میں شکار وغیرہ میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ مگر اب ان امور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ سفر و حضر میں اکثر حضرت غریب نواز کے ہمراہ رہے حتی کہ سفر حج میں بھی ہمرکاب تھے۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ عرب میں آپ اس صفائی سے عربی بولتے تھے۔ کہ لوگ حیران ہو جاتے تھے۔ آپ اس دریا دلی سے لنگر کا انتظام کرتے ہیں۔ کہ خوان الیغما کا نمونہ ہے۔ انکا لنگر خانہ غربا مساکین مسافروں کے واسطے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ نہایت درجہ کے نکتہ شناس ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جس وقت آپکی مجلس گرم تھی۔ مولوی علی گوہر صاحب۔ مولوی احمد دین صاحب مولوی محمد یار خان ہیڈ ماسٹر اور بہت سے اہل علم موجود تھے حسب معمول مثنوی شریف مولانا روم پڑھی جا رہی تھی۔ آپ جس خوبی سے اشعار کو حل فرماتے تھے۔ اور جو نکات استنباط فرماتے۔ وہ انہی کا حصہ تہا۔ میں انکے ذہن رسا اور سخن فہمی کو دیکھکر حیران رہ گیا۔ آپ اعلے درجہ کے شاعر ہیں۔ اور انکی گفتگو خاصیت اعجاز رکھتی ہے۔ خداوند کریم انکو دیرگاہ سلامت رکھے آمین + +

تونسہ شریف کی جامع مسجد

جن لوگون کو تونسہ شریف مین آنیکا اتفاق ہوا ہو وہ بخوبی جانتے ہین کہ حضرت غریب نواز نے جامع مسجد تونسہ شریف مین تعمیر کرائی ہے۔ یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان کے وقت مین یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی اور خواجہ صاحب کی حین حیات مین نواب بہاول خان کے کاردار نے نواب صاحب کے کہنے سے اس مسجد کا از سر نو تعمیر کیا اور اسکو صحن مین بھی از ان بعد ایک حوض بھی جو آستانہ مبارکہ کے دروازہ پر موجود ہے۔ اسوقت تعمیر کیا گیا۔ جسمین ابتدا سے تو پانی جنوبی کنوئین سے آتا تھا۔ جو بڑے لنگر کے پاس واقع ہے۔ اور جسکا پانی ایک عجیب حکمت سے چھپی ہوئی نالیون مین سے گذرتا ہے۔ مگر بعدہ جب مسجد کے مشرقی دروازہ کے پاس بڑا کنوآن جو ١٠×١٠ تیار ہوا ہے۔ اس سے پانی آتا ہے۔ اسوقت مسجد شریف کی سقف اور درودیوار اور صحن اور گرد کے حجرے سب قابل دید ہین۔ مسجد کی سقف دوازدہ ستونون پر قایم ہے۔ اور اسطرح سے جگمگ کر رہی ہے کہ اسکی لطافت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکے جانب مشرق ایک اور برامدہ شامل ہے جسمین بیل بوٹون اور نقش نگار سے فردوس برین کا خیال آتا ہے۔ دیوارون پر نہایت خوش خط قرآن مجید کی آخری سورتین اور قطعات تاریخیہ لکھی ہوئی ہین۔ جن سے زیب و زینت مین چند در چند زیادتی ہوگئی ہے۔ اس فی الحال مسجد کا ماذنہ ہے۔ جو سفید سنگ مرمر کے ستونون سے سر بفلک ہے۔ ٹھیک وقت پر اذان دیجاتی ہے۔ اور اس کام کیواسطے خاص موذن مقرر ہے۔ ماذنہ کے عین نیچے مولوی محمد حسین کی مصنفہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ سنگ مرمر کے ستونون سے اوپر سنگین دیوار پر مینا کاری کا کام ہو رہا ہے۔ باہر صحن مسجد مین سفید اور سیاہ قیمتی پتھرون سے قد آدم مصلے بنے ہین۔ کہ ہر ایک مصلی ایک مصلے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ ایسا عجیب و غریب فرش میری نظر مین کہین نہیں گذرا نہ صف سیدھی کرنیکی ضرورت ہے اور نہ فرش وغیرہ بچھانیکی ضرورت ہے۔ مسجد کے شمالی طرف بھی ایک حوض حضرت غریب نواز کیوقت مین تعمیر ہوا ہے۔ جو جنوبی حوض کے برابر عمیق نہین ہے۔ مگر نفاست اور خوبصورتی مین بڑھ چڑھکر ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ عرس شریف کے موقع پر اس مسجد مین آٹھ نو ہزار آدمی نماز باجماعت ادا کرسکتے ہین۔ باوجودیکہ دو حوض موجود ہین۔ مگر وضو کرنیکی جگہ نہین ملا کرتی۔ اس مسجد پر جو خرچ ہوا ہے اسکا اندازہ کرنا آسان نہین ہے۔ لیکن کم سے کم تین چالیس ہزار روپیے سے کم لاگت نہ آئی ہوگی۔ اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ مسجد کی دیوارون پر جو تاریخیہ قطعات کندہ ہین سلسلہ وار قلم بند کردون۔ تاکہ معزز ناظرین کو معلوم ہوسکے کہ نکتہ شناسون نے اس مسجد کے متعلق کیسی عمدہ تاریخین لکھی ہین۔ اور فی الحقیقت یہ مسجد اسی شان کی ہے۔ کہ جسقدر اسکی تعریف کیجائے۔ بجا اور زیبا ہے ۔۔

قطعات تاریخ مسجد اوّلین

بنا کرد این مسجد محترم — محمد بہاول بصدق تمام
پئے قطب اقطاب فخر انام — سلیمان حشمت دوام بجام

ایضاً — بسال اساسش خرد گفت زود
فطوبیٰ لبیتٍ کبیتِ الحرام
۱۲۶۱ھ

مسجدی از پئے امام برحق — کہ محمد بہاول زصدق آنمود
سال تاریخ او بگوش دلم — ہاتفے - خانۂ خدا فرمود
۱۲۶۱ھ

قطعات تاریخ مسجد از تصنیفات مولوی عزیز الدین صاحب بہاولپوری

منقش چو شد مسجد دلپذیر — آرایند و نقش دطلائے کثیر
عزیز از پئے سال اتمام گفت — بتاریخ او مقبلۂ بے نظیر
۱۳۰۹ھ

ایضاً
مرتب چون شده با زیب و زینت
ندائے کرد ہاتف بہر سالش
مبارک مسجد از شیخ طریقت
بہر جانب نمونہ ہشت جنت
۱۳۰۹

ایضاً
یمین عمر تجدید اللہ بخش
غیث الغمام غیاث العالم
مثله فی المسجد کالشجرة
ثم زخرفه بانواع الطلا
فقلت من راس الادب ذا الحبیب
مرشد الآفاق مدّ ظلّه
انّ تائید الشریعة فعلهٗ
حیث تاتی کل حین اُکلهٗ
والنصوص والنقوش کلهٗ
لیس فی الآفاق واللہ مثلهٗ
۱۳۰۹ھ

شاہ اللہ بخش شیخ فقر و دین — شاہ سلیمان است کو سند نشین
صرف کرده مال از زیب اد — چون ہمہ ہا نقش آیات مبین
بہر رضائے خدا حُبّ رسول — مسجد آراست سنگین و حسین
از سر انصاف گفته چرخ پیر — من ندیدم مسجدے فرخ جبین
۱۳۰۹ھ

مرشد ما کہ ہست مظہر حق — فیض او ہست در جہان مطلق
از نقوش و طلا و آیاتش — زینت طرفه داد و ہم رونق
مثل او نیست در ہمہ عالم — ہاتفم گفت سال او الیق
مسجد عمری بنا فرمود — نیز عجب پیش مسجد اسبق
حوض ثانی و چاه ده در ده — فرش سنگین بصحن او الحق
مفسد از برون نما و نگو — مثلها فی البلاد لم یخلق

سیّد الخلق مظہر المولے — شیخ ما ذوالعلی الاعلے
عمر مسجداً عدیل قبا — چون بنا کرد مسجد زیبا
ملتف الغیب قال لی سنہ — آمد خوش ندا ز سطح فلک
المذین اسّس علی التقوی — موضع قدسی و قبول دعا
مسجد مری کی دیکھ فضا — سید سائین نے ایک عجیب بنا
باغ جنت عدن میں بھولا — حجرہ موہنی بنائی ہے جا
بولا رضوان بھی دیکھا اسکی جو بک — چھوٹے وڈے دو منبر ہیں
ہے یہ گل بہشت کا نقشہ — شاہ الآخر احد رہے اگاس سدا

نوٹ - مولوی عزیز الدین صاحب نے اشعار میں خاص جدت رکھی ہے جو کہ مستند اصحاب سے مخفی نہ رہیگی -

Marfat.com

بنام خدا شاہ الٰہ بخش — خوش ستیان قبلۂ مومنین
جہان یکسر از فیض او پر نوا — نہادہ بر آن آستانہ جبین
بنا مسجد از سنگ مرمر نمود — عجب پیش آن مسجد اولین
اگر چہ ز انجم فرا کردہ چشم — ہمہ عمر گردید چرخ برین
چو دید اینچنین مسجد بے نظیر — فلک گفت احسنت ملک آفرین
بسال تمامش ندائے نمود — سروش ز بالائے عرش برین

بہ تخت سلیمان شہ ملک چشت — بصد عز و شان است مسند نشین
برائے رضائے خدائے کریم — پئے نصرت دین رسول امین
بآیات و آب طلا و نقوش — شدہ ہر در و نگین بطرز حسین
ندیدہ بگیتی ہمہ عمر خود — چنین مسجد دلکش و دل نشین
ہر آنکس کہ دیدہ شدہ در نظر — چو تصویر دیوار حیرت قرین
او اساز در وے نماز نیاز — کہ عفو کند ارحم الراحمین

بحمد اللہ رواق و مسجد پاک — منقش گشت مثل طاق افلاک
اگر نقاش چین آید درین طاق — بحیرت جفت گردد و ز خود طاق
مزین گشت این طاق زر اندود — کہ از وے ناظرین را فرحت افزود

ز بس خوبی کہ از وے نگین است — تو گوئی روضۂ خلد برین است
بسعی دستگیر قطب عالم — کہ الٰہ بخش دارد اسم اعظم
بتاریخ تمامش عقل فرمود — ہزار و سیصد و نہ بر دو افزود ۱۳۰۹

ہر کہ مسجد بنا نمود بجود — انما گفت حق در الستود
خوش ز آیات نقشہائے طلا — ہر در او را کمال حسن افزود

خواجہ الٰہ بخش مسجد خوب — پیش آن مسجد قدیم فزود
سال اتمام نقش ہاتف غیب — بے بدل جا نہ خدا فرمود ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از صاحبزادہ کریم بخش صاحب تونسوی

بنا کرد مسجد شہ دین متین — خداوند فرمود صد آفرین
چو پرسیدم از سال ہاتف بگفت — چنین مسجدے نیست بر سر زمین ۱۳۰۹

از [illegible]

ہر سجدہ ایست معراج در صحن مسجد شیخ — ہر گوشہ ایست جنت الحق بہ معبد شیخ
ند سال او بگفتا ہاتف ز غیب تاریخ — باللہ ندیدہ ام چون زیب المساجد شیخ

[illegible]

قطعہ تاریخ از مولوی محمد حسین صاحب تونسوی

نبی بانی مسجد را جزا گفت — تعمیرش خدا خود انما گفت
بنام ایزد عجب زیبا بنائے — کہ ہر بیندہ اش خوش واہ واہ گفت
بسعی شیخ الٰہ بخش پیرے — مکمل شد منار لہائی کثیرے
بہ چو تاریخش بپرسیدم ز ہاتف — بگفتا مسجد دو بے نظیرے

بامر حق ز حضرت گشتہ تعمیر — تعمیل ہم آنچہ مصطفیٰ گفت
ز ہاتف کردم استفسار تاریخ — مبارک مسجد و فرخ بنا گفت ۱۳۰۹
خصوصاً این عمارت گاہ عالم — کہ شد جلوہ آنہا منیرے

مسجد شریف کے مانند کے نیچے سنگ مرمر پر جو تاریخ کندہ ہے یہ بھی مولوی محمد حسین کی تصنیف ہے اور سب تاریخوں پر سبقت لے گئی ہے

بنام ایزد ہے مسجد پر ز نور — ز نور حق ہمیشہ باد معمور
چو جستم سال تاریخش خرد گفت — مبارک بیت اول نور علیٰ نور ۱۳۰۰ھ

یہ تاریخ اسوقت کی ہے جب حضرت ثانی نے مسجد کو نئے دالان سے رونق دی

[illegible]

قصائد مدحیہ

خاکسار مؤلف خاتم سلیمانی جناب سید مشتاق احمد صاحب حنفی خلیفہ حضرت مرشدی خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہٗ کا مشکور ہے جنہوں نے مولوی توحید الحق صاحب المتخلص محو ساکن اسلام آباد متھرا کے نہایت دلچسپ قصائد جو انہوں نے خواجگان تونسہ شریف کی شان میں لکھے ہیں۔ میرے پاس بغرض اندراج ارسال فرمائے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بوجہ دیری وہ سب قصائد درج نہیں ہو سکے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو وہ سب رسالہ کی صورت میں بشرطیکہ شائقین استدعا کریں۔ شایع کر دیئے جائینگے۔

در مدح حضرت فخر الاولیا خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ از نتیجہ فکر مولوی توحید الحق صاحب محوؔ ساکنہ اسلام آباد۔ (متھرا)

محبوب محبوب خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی / نامِ خدا شانِ خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

آثار اللہ احد انوار اللہ الصمد / پیدا بروئے پُرضیا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

تو نورِ ذاتِ کبریا تو شانِ شانِ مصطفےٰ / در برزخِ شیرِ خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

تجرید و تفریدت شہا ہم در خلا و در ملا / خورشید نورِ پُرصفا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

منظورِ نظر الاولیا ہان نورِ عین الاصفیا / لاریب فخر الاولیا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

در عبدیت نور الہدےٰ در صمدیت بدر الدجےٰ / صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ خواجہ سلیمانؒ تونسوی

در دورِ چشمِ مستِ تو عالم ہمہ بدستِ تو / جن و بشر ارض و سما خواجہ سلیمانؒ تونسوی

اے رہبرِ راہِ خدا ہم قبلہ و قبلہ نما / نامِ خدا راہِ خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

گرد و مکین لامکان در آن و احد بیگمان / ادنےٰ غلامِ تو شہا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

در خاندانِ خواجگان از نامِ تو نام و نشان / ابرِ کرم بحرِ سخا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

جوشِ ازل شورِ ابد شانِ قدم زیبِ ارم / محوؔ نفاسی خوش ادا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

انظر نظیر الاولیا خواجہ سلیمانؒ سنگھڑی / انددلبشیر الاصفیا خواجہ سلیمانؒ سنگھڑی

تو نورِ چشم نورِ دین نورِ محمدؐ فخرِ دین / نور الہدےٰ سرتا بپا خواجہ سلیمانؒ سنگھڑی

اے دستگیرِ بیکسان وے ہادیِ گم گشتگان / من گمرہم تو رہنما خواجہ سلیمانؒ سنگھڑی

اِنَّا ظَلَمْنَا رَبَّنَا اِغْفِرْ لَنَا اِغْفِرْ لَنَا / دردا دریغا حسرتا خواجہ سلیمانؒ سنگھڑی

Marfat.com

...سِ من گم کرده راهِ حق مرا	خضر رهبر راهم نما خواجه سلیمان سنگهڑی
...امروز سیاه گشتم ز بد اعمالِ خود	تو دستگیری کن مرا خواجه سلیمان سنگهڑی
بهرِ خدا و مصطفےٰ نورِ محمد پُر صفا	محوِ تماشا کن مرا خواجه سلیمان سنگهڑی

تری ادا پہ مٹے بیٹھے ہیں ادا والی	خدا کو دیکھتی ہیں آپ میں خدا والی
تری جمال کے شیدا تری ادا پہ فدا	مٹائے ہستیِ فانی کو ہیں فنا والی
عجب ہی چیز محبت میں ہے سرورِ ادب	اسی نشہ میں رہا کرتی ہیں رضا والی
تڑپ رہا ہے دلِ بیقرار پہلو میں	چلو مدد کو مری دشتِ کربلا والی
جفا و جور و ستم ہو کہ کج ادائی ہو	وفا ہی جانتے ہیں آپکے وفا والی
شہیدِ ناز ہیں جو خواجہ سلیمانؒ کے	یہی تو عالمِ ہستی میں ہیں صفا والی
یہ ہے سرور یہی فیضِ نسبتِ فخری	گدا بھی آپکے ہیں شانِ کبریا والی
تمہاری ساغرِ وحدت سے ہم بھی ہوں مخمور	دُعائیں مانگ رہی ہیں یہی دُعا والی
وہ نورِ چشمِ یقین یعنی حامد و محمود	رہیں خدا کی خدائی میں خوش خدا والی
وہ محوِ ناز ہوں فخرِ جہان کا میں بخدا	پڑھیں ہیں صلِّ علیٰ مجتبیٰ مرحبا والی

اے ذاتِ تو عکسِ فخرِ خدا اے نورِ تو نورِ حبیبِ خدا	مرآتِ ظهورِ صفاتِ خدا مخمورِ خمارِ انی انا
تو نورِ محیطِ زمین و زمان تو ظهورِ عجیب مکین و مکان	اے نورِ محمد خواجهٔ ما لولاک لما لولاک لما
تو نورِ حضورِ ذاتِ اله تو شانِ غریب صفاتِ الله	ممتاز نفی در عینِ فنا اثباتِ خدا در عینِ بقا
تو متنِ متینِ کتابِ هدیٰ تو نقدِ نقود حصولِ رضا	لیس کمثلی صلّ علےٰ بےمثلِ مثالِ جمالِ صفا
مسجودِ ملایک و جن و بشر معبودِ معابد جمله عصر	هر شان بشان تو شان جدا هر ذره بنورِ تو جوشِ انا
معلول بعلتِ اولیٰ تو ئی در نقشِ نفیس هیولیٰ تو ئی	در بسطِ بساطِ بسیطِ جهان تو خمیرِ عناصرِ خلقِ خدا
محبوبِ مجالبِ هر دو جهان مکشوفِ حقایقِ کون و مکان	مخلوق بخالقِ خلقِ خدا معروف بزورِ شیرِ خدا
محبوبِ خدا و محبِ نبی مقبولِ جنابِ نبی و علی	منظورِ نظر محبوبِ خدا سرخیلِ گروهِ اهلِ صفا
معصوم بعلمِ اهلِ یقین مخدوم بخدمتِ فخر الدین	مامور بامرِ جزاک الله منصور بنصرتِ اهلِ رضا
مسعودِ فنا فی الله مخمورِ شرابِ بقا بالله	هر رنگ برنگِ شهیدِ ادا معلوم بعلمِ تو قدر و قضا

Marfat.com

اے کہ تجلی ذات بحت اعجاز مسیحی بار گہت	مشہود شو اہل نظر موجود جواہر گل اشیا
بالاتر از کون و مکان شان سلیمان دیدہ ام	شور علن ستر نہان شان سلیمان دیدہ ام
مغرور حسن خویشتن معمور نور غیب تن	زیب مکان و لامکان شان سلیمان دیدہ ام
تصویر سر احدیت تنویر نور صمدیت	نام و نشان ہر نشان شان سلیمان دیدہ ام
تاج شریعت زیب سر نور ہو اللہ سر بسر	ابر بہار جاودان شان سلیمان دیدہ ام
گلدستۂ انوار ہو نور محمد ہو بہو	زیب گروہ خواجگان شان سلیمان دیدہ ام
لاہوت را رکن رکین ہاہوت را امن متین	قطب زمین و آسمان شان سلیمان دیدہ ام
زیبائش ملکوتیان آرائش جبروتیان	زینت دہ ناسوتیان شان سلیمان دیدہ ام
اندر شیون ہر عیان آئینۂ رحمانیان	زیب گلستان جنان شان سلیمان دیدہ ام
در جسم و جان نیم جان اندر حریم بیدلان	شمع شبستان جہان شان سلیمان دیدہ ام
محو جمال کبریا مستغرق ذات خدا	انوار چشم عارفان شان سلیمان دیدہ ام
ولا خاک رہ کوئے سلیمان شو سلیمان شو	اسیر دام گیسوئے سلیمان شو سلیمان شو
شہادت گر ہوس داری بیاید تو نشۂ اقدس	شہید تیغ ابروئے سلیمان شو سلیمان شو
اگر خواہی کہ مخمور مے وحدت شوی اے دل	حریص جام خوشبوئے سلیمان شو سلیمان شو
اگر ہستی فانی بقائے جاودان خواہی	مریض چشم جادوئے سلیمان شو سلیمان شو
اگر اسرار وحدت را بدرس خویشتن خواہی	بورد مصحف روئے سلیمان شو سلیمان شو
چو ذات پاک الٰہی بخش محو ذات اللہ ہو	ولا خاک رہ کوئے سلیمان شو سلیمان شو

در مدح خواجہ الٰہ بخش صاحب قدس سرہ

مہبط اسرار وحدت خواجۂ الٰہ بخش	پردہ دار روئے کثرت خواجۂ الٰہ بخش
رحمۃ للعالمین دین و ایمان منی	شان عظمت عین رحمت خواجۂ الٰہ بخش
نیست فی دلقی سوا پیدا ز انوار رخت	لی مع اللہ حال پاکت خواجۂ الٰہ بخش
تا زمی آید ز ذات پاک اللہ احد	بر تبسال فیض نسبت خواجۂ الٰہ بخش
بے مثال اندر مثال بے مثالی مثل تو	بے بہا بے مثل نعمت خواجۂ الٰہ بخش

Marfat.com

ازیدُ اللہ فوق ایدیہم شہادت می دہد — دستِ تو دستِ خلافت خواجہ اللہ بخش
فقر و فخری ختم شد از فتخارِ فقرِ تو — بدرِ سدرۂ خلافت خواجہ اللہ بخش
محو فخر الاولیا گردید ختم الاولیا — مرشدِ من یعنی حضرت خواجہ اللہ بخش

سروِ بستانِ سلیمان خواجہ اللہ بخش — باغبانِ نخلِ ایمان خواجہ اللہ بخش
قطب عالم غوثِ اعظم مظہرِ فیضِ اتم — آبِ حیوان غلامان خواجہ اللہ بخش
اے مکینِ لامکان و وی جمالِ ہر مکان — ابرِ نیسانِ درخشان خواجہ اللہ بخش
در مسندِ خویش را معمور کن از عشقِ خود — اے فروغِ نورِ ایمان خواجہ اللہ بخش
نورِ ایمان جہان ملجا و ماوائے زمان — متکائے ما غریبان خواجہ اللہ بخش
ذرۂ خود بخش توفیق خلوصِ خالصان — جانِ جانِ نیم جانان خواجہ اللہ بخش
عشق را نازیست اندر نفسِ ذاتِ خویشتن — در حضورِ شیرِ یزدان خواجہ اللہ بخش
محو خود را محو کن اندر حضورِ نورِ خود — اے ملاحِ دین و ایمان خواجہ اللہ بخش

عالمے مخمورِ نسبتِ خواجہ الٰہ بخش — از شرابِ نابِ وحدت خواجہ الٰہ بخش
مست و مدہوشم بدور ساقی مخمور چشم — عین رحمت یعنی حضرت خواجہ الٰہ بخش
صدقۂ خواجہ سلیمان بر من مسکین غریب — للہ للہ چشمِ رحمت خواجہ الٰہ بخش
نور اللہ و ایماز انوار سبحان الذی — مرقدِ کانِ کرامت خواجہ الٰہ بخش
رنگِ بیرنگی نماید در طلسماتِ حجاب — بیحجابانہ بخدمت خواجہ الٰہ بخش
کشتیِ عمرِ عبث غرقابِ عصیانم بشد — الغیاث اے نوحِ وحدت خواجہ الٰہ بخش
سروِ بستانِ سلیمان نخلبند فخرِ دین — بدرِ سیمائے ولایت خواجہ الٰہ بخش
نورِ ایمانِ جہان جانِ جانِ نیم جان — غرقِ دریائے حقیقت خواجہ الٰہ بخش
مأمنِ اہل یقین و متکائے دو جہان — ہادیِ راہِ طریقت خواجہ الٰہ بخش
محو دیدارت شدم و اللہ بذم ازل — از سرورِ جامِ وحدت خواجہ الٰہ بخش

بدرِ صدرِ لا الٰہ خواجہ الٰہ بخش — تاجدارِ برزخ اللہ خواجہ الٰہ بخش
کعبۂ اربابِ تمکین قبلۂ اہلِ یقین — مظہرِ انی انا اللہ خواجہ اللہ بخش

Marfat.com

قدوۂ اہلِ صفا و زبدۂ اہلِ رضا — نورِ لا اللہ سراپا خواجہ اللہ بخش
زینتِ خواجہ سلیمان رنگ پاکش فخرِ دین — مرجعِ شانِ ہو اللہ خواجہ اللہ بخش
نورِ احمد شانِ حیدر ہم حسینؑ و ہم حسنؑ — نسبتِ عالی معلّٰی خواجہ اللہ بخش
مصدرِ اسرارِ وحدت مخزنِ انوارِ حق — قبلۂ اقبال ولہا خواجہ اللہ بخش
واقفِ عین العیون و ماہرِ ذات الشیون — عارفِ باللہ و اللہ خواجہ اللہ بخش
حیرت اندر حیرت آمد محوِ دیدارِ ترا — از وفورِ نور والا خواجہ اللہ بخش

شاہِ اقلیمِ سلیمان خواجہ اللہ بخش — مصحفِ دینِ مسلمان خواجہ اللہ بخش
شانہٗ اللہ اکبر مطلعِ انوارِ ہو — مظہرِ فیضانِ یزدان خواجہ اللہ بخش
در حریمِ مالکِ ولہا کرد سلطانی جہان — ہر یکے شد زیرِ فرمان خواجہ اللہ بخش
درگہہ عالی معلّٰی رحمۃ للعالمین — بارک اللہ نورِ رحمان خواجہ اللہ بخش
کرد نورانی ز وحدت کثرتِ موہوم را — طرفہ زاکسیرِ سلیمان خواجہ اللہ بخش
حامد و محمود و احمد نورِ ذاتِ لم یزل — در حقیقت از نیسان خواجہ اللہ بخش
ناخدائے ما غریبان در طلسماتِ نفوس — آشنائے بحرِ عرفان خواجہ اللہ بخش
تا ابد باشد منور تختۂ ہندوستان — از غلامانِ غلامان خواجہ اللہ بخش
رنگِ بینم معرفت در شورشِ ظلماتِ نفس — یادگارِ جانِ پاکان خواجہ اللہ بخش
محوِ خود را محو کن در نورِ ذاتِ خویشتن — اے سراپا نورِ عرفان خواجہ اللہ بخش

حرزِ جانِ ناتوانم خواجہ اللہ بخش — نورِ چشمِ خون فشانم خواجہ اللہ بخش
در حریمِ کعبۂ دل نور زا انوارِ رحمت — حلِ تفسیرِ قرآنم خواجہ اللہ بخش
حاذقِ امراضِ نفسم واقفِ دردِ دلم — شافیٔ روح و روانم خواجہ اللہ بخش
دلبرِ دلدارِ عالم سرورِ دنیا و دین — جان نوازِ جانِ جانم خواجہ اللہ بخش
رہبرِ گم گشتہ ہمچو صراطِ مستقیم — اے دلیلِ کاروانم خواجہ اللہ بخش
شانہٗ اللہ اکبر بے نیاز و پر کرم — فخرِ فقرِ خواجگانم خواجہ اللہ بخش
قبلۂ دل کعبۂ جانم عینِ کون و مکان — جز درت دیگر ندارم خواجہ اللہ بخش

Marfat.com

رحمتہ للعالمینی شانِ رب العالمین
فیض بخش دو جہانم خواجہ اللہ بخش

محو خود را محو کردہ اندر جمالِ خویشتن
حضرتِ قطب زمانم خواجہ اللہ بخش

بابِ رحمت ہی کہ ہے میخانۂ اللہ بخش
دولو وحدت سے کہ ہے پیمانۂ اللہ بخش

بارک اللہ تا ابد یونہی رہے معمور نور
منبعِ اسرار ہو خمخانۂ اللہ بخش

شمعِ بزمِ احمدی ہیں آپ کے ادنیٰ غلام
طور پر موسیٰ ہوئے پروانۂ اللہ بخش

آشنائے بحرِ عرفان اور مکینِ لامکان
خادم الخدام ہیں فرزانۂ اللہ بخش

ایک ہم ہیں دور ظاہر میں پڑے دربار سے
ایک مدت سے ہوئے دیوانۂ اللہ بخش

دفترِ عالی ہے یا لوح و قلم کی نقل ہے
فرش ہے کیا عرش پر کاشانۂ اللہ بخش

فیض مقدم سے ترے دشت و جبل پر نور ہیں
بنگیار رشکِ ارم ویرانۂ اللہ بخش

ہم تو دوری میں بھی ہیں محو تجلی جمال
لوگ کہتے ہیں ہمیں مستانۂ اللہ بخش

درمدح حافظ محمد موسےٰ صاحبؒ (منہ)

مرقع نور کا ہے کیا سراپا خواجہ موسےٰ
نرالا سب سے البیلا سراپا خواجہ موسےٰ

تماشا من رآنی کا کوئی دیکھے تو آجائے
جمال اللہ ہے واللہ سراپا خواجہ موسےٰ

خمارِ بیخودی میں رنگ بیرنگی کا آیا ہے
میری آنکھوں تلے چھایا سراپا خواجہ موسےٰ

نہ دل پہلو میں ہے اپنا نہ جانِ ناتوان تن میں
لگا جس روز سے چسکا سراپا خواجہ موسےٰ

تری تقدیس کا قدوسیوں میں شور ہے برپا
ملایک ہیں تری شیدا سراپا خواجہ موسےٰ

تمہاری جامِ وحدت نے جہان سر پر اٹھایا ہے
خدا جانے کہ کیا دیکھا سراپا خواجہ موسےٰ

خبر ہی کچھ نہیں اپنی کہاں ہوں کون ہوں کیا ہوں
تصور میں کھنچا نقشہ سراپا خواجہ موسےٰ

کسی کی رب ارنی کا اثر ہووے تو کیا ہووے
ہے نقشہ لن ترانی کا سراپا خواجہ موسےٰ

تعالیٰ شانہٗ لعلے وہ نسبت ہے تیری اللہ
جسے دیکھے متوالا سراپا خواجہ موسےٰ

بحمد اللہ والمنتہ کہ بندہ ہوں تو کس کا ہوں
ولی ابن الولی واللہ سراپا خواجہ موسےٰ

ہوا محو تجلی جمالِ نور اللہ ھو
تمہارا ہے درم بندہ سراپا خواجہ موسےٰ

Marfat.com

(قف)

خراب بادۂ تاب سلیمان شان رحمانم — شہید تیغ انداز سراپا نور ایمانم

بحمد اللہ والمنۃ کہ دردآشام او گشتم — بدور ساقی مخمور مست چشم فتانم

اسیر زلف پیچانم سرور کیف آندانم — مگر از لطف اکرامش غریق بحر عرفانم

ملایک صورتے فردوس زیبے گنج اسرارے — جناب غوث اعظم قطب عالم نور یزدانم

مکین لامکان نور محمد شان فخر الدین — وجوب واجب مطلق ظہور عین امکانم

سہیل مرکز علوی کہ از بوئے دلاویزش — ادیم خادمان او شمیم عنبر افشانم

مسیح صبحدم واللہ کہ از انوار انفاسش — سراپا ساز و سامانم سراسر درد درمانم

بنور خود علی صورت بحسن خود حسن سیرت — قدر قدرت قضا حکمت کلیم ذات رحمانم

ترنم خیز انحد شد ہمہ نور محمد شد — دلارائے دلاویزے ہمہ تن جان جانانم

زبانش ترجمان حق بیانش عین حق الحق — بخاک پائے او ہر دم غذا سازم دل و جانم

کند محو تماشا ہر کرا خواہد ز نور خود — کریم کارساز لطف یزدان عین ایمانم

در مدح حضرت خواجہ حامد صاحب (منہ)

سر شان ہمثالی روئے تو صل علےٰ — نور بخش لم یزالی کوئے تو صل علےٰ

قرۃ العین جناب نایب ہند الولی — رشک خیز سنبلستان موئے تو صل علےٰ

آفتاب برج وحدت مظہر انّی انا — رونق بازار کثرت خوئے تو صل علےٰ

قبلۂ طاعات عالم کعبۂ انوار حق — ہست محراب دعا ابروئے تو صل علےٰ

عطر باش معرفت یا مجمر عود قلوب — جان نواز جان عالم بوئے تو صل علےٰ

رونمائے من رآنی نور پاک مصطفےٰ — قبلہ گاہ دین و ایمان سوئے تو صل علےٰ

خواجہ حامد سراپا نور پاک انّما — دلربا دلدار عالم خوئے تو صل علےٰ

محو شد اندر صفات ذات اللہ احد — قوت شیر خدا بازوئے تو صل علےٰ

(قف)

سہی سرو خرامان گلستان سلیمانی — جناب خواجہ حامد ظہور شان یزدانی

فروغ بدر سیمایت زہے نور علےٰ نور — تشکل و صورت زیبا سراپا غوث صمدانی

ظہور عالم امکان بروز نور تو واللہ — بدین شان و بدین شوکت بارکان سلیمانی

Marfat.com

وصلی اللہ علی نورِ کز و شد نور در عالم — سراپا نورِ نورِ اللہ سراسر شانِ رحمانی

بحمد اللہ والمنت ترا زیبد ترا شاید — قبائے دلبری در بر بسر تاجِ سلیمانی

کلامِ تو کلام اللہ جمالِ تو جمال اللہ — زہے عزّ و شرف واللہ کہ داری نورِ ایمانی

بفضلِ خواجگانِ خود بزیبِ خاندانِ خود — جمالِ نورِ الا اللہ لباسِ نورِ عرفانی

تو عرشِ پاکِ نور اللہ قلوب المومنین باللہ — بتکمیلِ کمالِ دین تقوی تفسیرِ قرآنی

رخت شمعِ شبستانِ جمالِ نورِ اللہ — قدت سروِ خرامانِ ریاضِ نورِ ربانی

مرا نازیست بر قسمت کہ محوِ نورِ تو گشتم — مصدق شد غلامیتم بدورِ جامِ فیضانی

نشانِ رحمتِ یزدان جنابِ خواجۂ حامد — نہالِ گلشنِ عرفان جنابِ خواجۂ حامد

وجوب اندر وجوب خود بتو نازد بتو زیبد — بہارِ عالمِ امکان جنابِ خواجۂ حامد

بتو شانِ سلیمانی بتو انوارِ ایمانی — ہویدا چون مہِ تابان جنابِ خواجۂ حامد

مثالت در مثالِ خود عدیم المثل پیدا شد — ہمانا رحمتِ رحمان جنابِ خواجۂ حامد

شہادت می دہد اندر شہود نور سیمایت — کہ بدرِ برجِ ایمان جنابِ خواجۂ حامد

بتو صدرِ سلیمانی بصد اعزاز مے نازد — کہ زیبِ ماہمہین شایان جنابِ خواجۂ حامد

شبیہہ تو بحمد اللہ بفخر الاولیا باللہ — ہمون رحمت ہمون فیضان جنابِ خواجۂ حامد

ملائک آستان بوست بصد شورِ تمنائیت — ہمہ حق و ہمہ انسان جنابِ خواجۂ حامد

مفتخر نسبتِ فقری چو فخرِ فخرِ دین خواجہ — بتو اے قبلۂ ایمان جنابِ خواجۂ حامد

شدم محوِ جمالِ تو بہر صورت بہر حالت — بشکل و سیرتِ جانان جنابِ خواجۂ حامد

قصیدہ در شانِ حضرت خواجہ محمود صاحب (منہ)

مسیح صبحدمی ترکِ نوجوان مددی — مکینِ قصرِ معلائے لامکان مددی

محیطِ نورِ تو از عرش تا بفرشِ زمین — بیاد تا بہ ابد قصرِ سروران مددی

بجدّ امجدِ غوثِ زمان قطبِ جہان — بحالِ بسملِ بیتاب نیم جان مددی

پئے کریم خطاپوش خواجہ اللہ بخش — جنابِ خواجہ محمود نور شان مددی

حبیبِ ذاتِ الٰہی ربیبِ کن فیکون — ادیبِ نسبتِ پرفیضِ خواجگان مددی

زہے نصیب زہی قسمتِ من بسمل — کہ آمدم بدرت فخرِ خاندان مددی

Marfat.com

بدورِ خویشتنت جامِ وحدتم بچشان | بحقِ میکدۂ فیضِ جاودان مددی
خمارِ مدحتِ تو شد خمیرِ جان و دلم | بہارِ باغِ جہان سروِ گلستان مددی
ز نورِ روئے تو پر نور شد مظاہرِ حق | شبیہہ نور سراپائے دلستان مددی
بنورِ نفسِ نفیست شدیم محوِ جمال | امامِ اہلِ یقین یعنی عارفان مددی

کہا ہے آج میخانہ چلو خواجہ سلیمان کا | ہمارے حامیٔ دین کا ہمارے نورِ ایمان کا
نشہ میں چور بیٹھے ہیں بہانکے ساقیِ گلرو | کلام اللہ کی صورت ہے نقشہ اس دلستان کا
کوئی مستِ مئِ وحدت کوئی شوریدۂ جلوت | بہشتی کارخانہ ہے جنابِ نورِ یزدان کا
خمارِ بیخودی کا وہ سرور آنکھوں میں چھایا ہے | کہ دل میں ایک نقشہ سا کھنچا ہے رنگِ عرفان کا
حریمِ دل ہے یا میخانۂ وحدت کا نقشہ ہے | تعشق کا ہے نسخہ بابِ پنجم ہے گلستان کا
تماشا رنگ بیرنگی کا وہ حق نے دکھایا ہے | کہ ذرہ ذرہ آئینہ ہی یہاں حسنِ سلیمان کا
عجب بیباک و بیخوف و خطر آزاد ہیں واللہ | نہ خطرہ خال و خط کا ہے نہ پھندہ زلفِ پیچان کا
جنابِ خواجہ محمود حضرتِ خواجہ حامد | دکھا دیجے ہمیں جلوہ فقط خواجہ سلیمان کا
تمہارے در پہ آئے ہیں تمہارے ہی کہاتے ہیں | پلا دو ایک قطرہ اب تو للہ جامِ عرفان کا
ہمیں صدقات آبائی ہمیں خیرات اجدادی | ہمیں بھی بھیک ملجائے یہ در ہے فیضِ یزدان کا
ولی ابن الولی ہیں سب کے سب شانِ الٰہی ہیں | یہ رحمت خواجگان کی ہی یہ ہے انعامِ یزدان کا
بحمد اللہ والمنت یہ قسمت تھی یہ رحمت ہے | ہوا ہوں محو نظارہ ازل سے اس گلستان کا

قبلۂ اہلِ یقین قبلہ یقینم کہ توئے + | کعبۂ روئے زمین کعبہ یقینم کہ توئی
سترِ وحدت بہ تماشائے نمودِ کثرت | پردۂ صورتِ ہر پردہ یقینم کہ توئی
رنگ آمیزی پر نور نفوس و آفاق | بہر تشبیہہ بہر شبہ یقینم کہ توئی
نور اللہ احد علتِ شانِ احمد | نورِ تنزیہہ بہر نزہ یقینم کہ توئی
برزخِ نورِ خدا نورِ محمد بخدا | طرفہ تر جلوہ بہر جلوہ یقینم کہ توئی
بدرِ سیمائے مبین نورِ فروغِ ایمان | عینِ مسجود بہر سجدہ یقینم کہ توئی
نسبتِ پاک چنانست محیطِ عالم | ذکرِ مذکور بہر سبحہ یقینم کہ توئی
محو دیدار شدم برقِ تجلی گشتم | جسم و جانم ہمہ باللہ یقینم کہ توئی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com